بعون صانع عالم مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

اکبر قانون شفا و اعظم اکسیر مفرح قلوب تشریحات مرغوب معمول مجربات اطبا و اولوالالباب

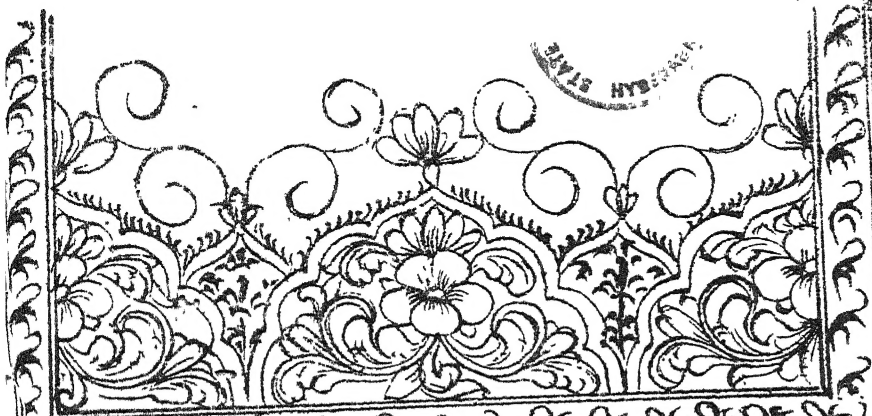
تشریح الاسباب

وباسم تاریخی موسوم بہ

مظہر علام

تصنیف لطیف حاذق زمان جالینوس دوران صدر نشین حکومت حکمت نقش سلیم حکیم قاضی الٰہی بخش صاحب رئیس کرانہ ضلع مظفرنگر

بمطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہو کر مقبول جہان ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اُس حکیم مطلق کو سزاوار ہی جسنے اپنی حکمت شاملہ اور قدرت کاملہ سے ضمن ایجاد ہر ہر
مین ہزارہا حکمتین اور نعمتین عطا کی ہین اجساد انسان کو مجمع قواے متنوعہ اور مظہر صنائع بدیعہ
فرمایا ہی۔ آپنے بدن مین انسان غور کرے کہ کیا کیا رنگ دکھلایا ہی۔ ہر ہر عضو کو جدا جدا کسی امر کا
بنایا ہی۔ دل و دماغ و جگر کو مبدء ارواح ثلثہ ایجاد کیا۔ اور گردون اور مثانہ اور آنتون کو مخرج
بول و براز قرار دیا۔ اور سپاس بیقیاس اُس شافی برحق کو لائق اور زیبا ہی جسنے حفظ صحت موجودہ
اور اعادۂ صحت زائلہ بنی آدم کے لیے جو افضل موجودات ہی کئی ایک اسباب مادی صوری فاعلی غائی
ضروری غیر ضروری کلی جزوی وغیرہ مقرر کئے۔ اور کئی انواع اغذیہ اور ادویہ کے اُسکے لیے پیدا کیے
اُسی نے انسان کو افضل مخلوقات بنایا۔ اور موصوف بہمہ صفات کیا۔ عقل دی جان دی بھلے
بُرے کی پہچان دی۔ ہر مریض کو صحت دینا اُسی کا کام ہی۔ شافی مطلق اُسی کا نام ہی۔ اور نعت بیغایت
اُس رسول مقبول کو شایان ہی جسنے دواے ہدایت اور ارشاد سے مرض ضلالت اور الحاد کو بالکل
دفع فرمایا۔ اور معجون ملت حقیقی کو اجزاے اربعہ شریعت اور معرفت اور طریقت اور حقیقت سے ترکیب دی
انھین کے واسطے عرش سے فرش تک تمام موجودات کو منصۂ ظہور پر جلوہ دیا گیا۔ اور انھین کے ذریعہ
بخارات کفر اور ضلالت لوگون کے دلون سے مٹایا گیا۔ اُنکے اعجاز مسیحی سے مردہ دلون کو جلا ملا
بیشک جسنے اُنکے علاج پر عمل کیا وہ امراض ضلالت اور الحاد سے پاک ہوا۔ اور جسنے اُنکے اوامر اور نواہی سے
انحراف کیا اپنی شامت اعمال سے ہلاک ہوا۔ اور درود نامحدود اُسکے اصحاب کبار پر اور آل اطہار پر

اجساد جمع جسد جسم آدمی وجن و ملائکہ ۱۲ ارواح جمع روح وجان یعنی روح نفسانی

جنھون نے گرفتاران مرض مہلک جہل اور نادانی کو علم اور حکمت کے آب حیات سے شفا دیکر ربانی دی ہدایت کاملہ انکی تمام عالم کے لیے شفا ہی۔ امراض ظاہری اور باطنی کے لیے گھر انکا دار الشفا ہی اللّٰھم صل وسلم دائما کثیرا کثیرا اما بعد عاصی پر معاصی بندہ قاضی الٰہی بخش ابقاہ اللہ بوجہ احسن بشیر ابن قاضی غلام محی الدین ابن قاضی امام الدین پنجابی امر تسیری۔ اجنالوی۔ کربالی۔ ارباب عقل اور فہم اور اصحاب دانش اور بینش کی خدمت مین التماس کرتا ہی کہ چونکہ علم طب اشرف العلوم اور افضل الفنون ہی اور دلیل اسکی شرافت اور فضیلت کی یہ ہی کہ غایت اس علم کی حفظ صحت اور ازالہ مرض نوع انسان ہی اور موضوع اسکا بھی بدن انسان ہی اور یہ امر ظاہر ہی بلکہ اظہر ہی کہ انسان موجب فحوائی ولقد کرمنا بنی آدم الخ اشرف المخلوقات اور افضل الموجودات ہی پس چاہیے کہ بموجب قاعدہ مشہورہ کے شرافۃ العلم یکون لشرافۃ موضوعہ۔ یہ علم بھی افضل اور اشرف قرار دیا جاوے۔ اور زبان مروج مین کئی ایک کتابین اس علم کی مختلف مضامین مین تصنیف ہو کر مطبوع ہوئی ہین ہر ایک کتاب اپنے اپنے مضمون مین خوبی اور لطافت کی جہت سے عمدہ سے عمدہ طرز رکھتی ہی لیکن تاحال کوئی رسالہ مستقلہ مضمون ستۂ ضروریہ مین کہ مدار حیات انسانی اور موقوف علیہ صحت بنی آدم ہی اور حفظ صحت حاصلہ اور اعادہ صحت زائلہ کا موجب اور باعث ہی۔ اور سعادات اخروی اور کمالات دنیوی بھی اسپر موقوف ہین۔ کسی صاحب نے زبان مروجہ مین تالیف نہین کیا۔ اور باوصفیکہ یہ مضمون خاص محتاج الیہ امور دینی اور دنیوی کا ہی اور معاش اور معاد کا بھی موقوف علیہ ہی پھر بھی کسی صاحب نے اپنی عنان توجہ کو اسکی طرف معطوف نہین کیا۔ ہان کئی ایک کتابون مین اس مضمون کو مثل دیگر مضامین مندرجہ کتاب کے مختصر اور سرسری طور پر لکھا گیا ہی۔ لہذا کئی ایک احباب صمیم القلب نے مجد ہو کر اس احقر کو یہ ارشاد کیا کہ اگر ایک رسالہ مستقلہ جسمین بیان ستۂ ضروریہ کا بتفصیل بہ زبان اردوے مروج مین کتب معتبرہ سے انتخاب کر کے لکھا جاوے تو یقین ہی کہ باعث فوائد انام اور موجب رفاہ عام ہو۔ اور نیز جب گردش دور دوار اخا ہنجار کی مجلس احباب کو اپنے حروف کی طرح منتشر اور پراگندہ کریگی تو یہ رسالہ بطور یادداشت اپنے ہاتھ مین رہیگا۔ اور علاوہ برآن اعانت اور امداد ایسے امر مفید عام کی خالی ثواب سے نہین۔ مگر یہ احقر بسبب قلت فرصت اور کثرت مشاغل کے کہ موجب انتشار طبیعت اور مانع حصول جمعیت کے تھی۔ اس امر خطیر سے پہلو تہی کرتا اور امروز فردا اپنا تھا کیونکہ سواے کاروبار خانگی ضروری کے یہ احقر ملازم مدرسہ کا بھی ہی۔ علاوہ برآن آبا و اجداد کا امامت پیشہ اور تعلیم طلبا کا شغل رکھتا ہی۔ اسلیے بسبب مشاغل مذکورہ کے فرصت عنقا صفت کم

چہ جائے کہ تالیف کتاب ہو لیکن چونکہ احباب نے مجھے چھوڑا نہیں بعض صاحب ایسے با اتحاد تھے جنکے
امر سے بجز تسلیم کوئی چارہ نہ تھا۔ لہذا اتباعاً للامر چند اوراق ستہ ضروریہ کے بیان مین زبان مروجہ مین
فی الحال مقبول طبائع تسہیل پسند ہے باوصف کثرت عوائق اور ازدحام موانع کے عرصۂ قلیلہ مین کتب
معتبرہ بسیط سے جنکے نام نامی ذیل مین مندرج ہین انتخاب کرکے ہدیۂ احباب کیا۔ چونکہ اس رسالہ مین
بیان اسباب کا ہے ضروری ہون یا غیر ضروری کلیہ ہون خواہ جزئیہ لہذا اسکا نام تشریح الاسباب رکھا گیا
تاکہ اسم با مسمے اور مطابقت لفظ اور معنی مین ہو۔ اور بسبب اسکے کہ یہ رسالہ سنہ بارہ سو اکانوے ہجری
مین ختم ہوا اسلیے مہندس عقل نے نام تاریخی اسکا مظہر علوم مقرر کیا۔ اب ناظرین ماہرین فن ہذا
سے کہ زیور علم اور کمال سے آراستہ ہین۔ مین یہ التجا کرتا ہون کہ اگر کسی جگہ سہو اور خطا دریافت
کرین تو بلا تکلف اصلاح فرمادین۔ اور حرف گیری کو معرض اظہار مین نہ لادین کہ حسب مقتضاے
الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کے کوئی فرد بشر خطا سے خالی نہین فرد بہوش گر بخطا رسی
ولغزد مردان کہ ہیچ فرد بشر خالی از خطا نبود۔ اسامی کتب موجودہ عند التالیف قانونچہ شرح القانونچہ
حواشی قانونچہ موجز القانون نفیسی اور اسکے حواشی مین سے شریف خان اور انوار الحواشی اقصرائی
مغنی غیاثی شتاطی ہر دو جلد کلیات قانون شیخ الرئیس اور اسکی شروح مین سے شرح گیلانی
اور شرح آملی حمیات القانون کامل الصناعۃ دستور العلاج ذخیرۂ خوارزم شاہی خلاصۃ التجارب
زاد غریب کفایۂ منصوری تشریح منصوری بحر الجواہر ناصر المعالجین تکشیف الحکمۃ طب اکبر
شرح اسباب مخزن الادویہ تحفۃ المومنین میزان الطب یوسفی اکسیر اعظم علاج الغربا
فارسی غیاث اللغات میبذی سعدیہ صدرا تشریح الافلاک شرح چغمنی وغیرہ کتب حکمت
سواے کتب مذکورہ بالا کے دیگر کتب علمی اور عملی سے بھی جو امور قابل اندراج تھے مندرج کیے گئے ہین
اور تالیف اس رسالہ کی ایک مقدمہ اور چھ باب اور ایک خاتمہ مع التذہیب کی گئی ہے مقدمہ
اُن امور کے بیان مین جنپر قبل شروع مطلوب اطلاع ضروری ہے اور اسمین ایک فائدہ اور تین
فصلین ہین فائدہ طب کی تعریف اور غایت اور موضوع اور اقسام طب کے بیان مین۔ اور نیز
معانی سبب اور اسکے اقسام کی تشریح مین فصل اول اسباب مادی صحت کے بیان مین۔ یہ چار قسم
پر مشتمل ہے قسم اول ارکان مین قسم دوم ارواح مین قسم سوم اخلاط مین قسم چہارم اعضا مین
اور اسمین تین فائدے ہین فائدۂ اول تعریف اور تقسیم اعضا مین فائدۂ دوم اعضاء مفردہ مین فائدۂ سوم
اعضاء مرکبہ مین فصل دوم اسباب صوری صحت کے بیان مین یہ دو قسم پر مشتمل ہے قسم اول مزاج مین

قسم دوم قوے اور افعال مین فصل سوم اسباب فاعلی صحت کے بیان مین باب اول ہوا کے بیان مین
اور اسمین چار فصول ہین فصل اول ہوا کے مزاج اور وجہ اضطرار اور ہواے مفید اور مضر کے بیان مین
فصل دوم ہوا کے تغیرات طبعی کے بیان مین فصل سوم تغیرات غیر طبعی غیر مضادہ کے بیان مین اور
یہ ایک تنبیہ اور دو مقصدون پر مشتمل ہے مقصد اول افلاک مین — اسمین ایک مقدمہ اور دو بیان ہین
مقدمہ افلاک کلی مین بیان اول فلک نہم مین بیان دوم فلک ہشتم مین مقصد دوم زمین مین اسی مین
ہفت اقلیم مع نقشہ بلاد مشہورہ کے بیان کیے گئے ہین فصل چہارم تغیرات غیر طبعی مضادہ کے
بیان مین — اسمین وبا اور اسکی علامات اور تدابیر دافعہ وبا بیان ہوے ہین باب دوم ماکول اور مشروب
کے بیان مین — اور اسمین سات فصلین ہین فصل اول وجہ ضرورت ہر دو اور پانی کے مزاج اور شرح
عمدگی وغیرہ کے بیان مین فصل دوم آب قنی اور آب چاہ اور آب تر اور آب استادہ اور آب معدنیات
کے بیان مین — اور اسمین سات فوائد ہین فائدہ اول معنی عین اور احکام قنی اور چاہ اور تر مین —
فائدہ دوم کھڑے پانی مین فائدہ سوم آب معدنیہ اور علقیہ مین فائدہ چہارم آب برف اور یخ مین فائدہ پنجم
گرم اور سرد پانی کے استعمال مین فائدہ ششم احکام پانیون رویہ مین فائدہ ہفتم ردی پانی کی
اصلاح اور تزکیہ مین فصل سوم تدبیر مشروب مین — اسمین پانچ مشرب اور ایک تتمہ ہے مشرب
اول پانی پینے کے وقت مین مشرب دوم اوقات ممنوعہ پانی پینے مین مشرب سوم اس بیان مین
کہ مختلف پانی جمع کرنے ممنوع ہین مشرب چہارم پانی گرم اور سرد اور نیمگرم پینے مین مشرب پنجم
پیاس صادق اور کاذب مین قاعدہ بحث پانی کا احکام مثلث مین — اور اسمین ایک قاعدہ اور چار
تدبیرین ہین قاعدہ معانی مثلث اور اسکے فوائد اور منافع کے بیان مین تدبیر اول لذع کی
تدبیر دوم امتلاے شراب کی تدبیر سوم ستون کے ہشیار کرنے کی تدبیر چہارم خمار کے
رفع کرنے کی فصل چہارم غذا اور دوا وغیرہ کے بیان مین — اسمین ایک فائدہ ہے تاثیر موثرات کے بیان مین
فصل پنجم غذا کے اقسام اور اغذیہ فصول اربعہ کے بیان مین فصل ششم مسائل مختلفہ مین جو
بحث ماکول سے متعلق ہین — اسمین بارہ قواعد ہین قاعدہ اول غذاے لذیذ اور رعایت عادت
کے بیان مین قاعدہ دوم اغذیہ مختلفہ جمع کرنے کے بیان مین قاعدہ سوم ہیج غذاے مطلق مین
قاعدہ چہارم غذاے دوائی مین قاعدہ پنجم ترتیب غذا مین قاعدہ ششم اغذیہ مسددہ مین قاعدہ ہفتم
اس بیان مین کہ بعض غذاؤن کو بعض حالات کے بعد کھانا منہی عنہ ہے قاعدہ ہشتم اختلاف امزجہ اور
اسکی تدبیر مین قاعدہ نہم اغذیہ مناسبہ ہر مزاج کے بیان مین قاعدہ دہم تدارک ضرر اغذیہ دوائیہ مین

احتیاج ۱۲

شہر ہا ۱۲

درست کرنا ۱۲

سدہ للمنافذ ۱۲

قاعدہ یازدہم تدارک فساد غذا میں قاعدہ دوازدہم اس بیان میں کہ کس کس ترتیب میں طعام پکانا بہتر
اور کس میں ممنوع فصل ہفتم ہضوم اربعہ میں — اور اسی میں کیفیت تولد اخلاط اور بیان قوے اور ارواح کا
تفصیلاً بیان کیا گیا ہے باب سوم خواب اور بیداری کے بیان میں اسمین تین فصول ہیں فصل اول
وجہ ضرورت خواب اور بیداری میں فصل دوم خواب کے فوائد اور اُسکے قواعد کے بیان میں — اسمین
ایک فائدہ ہے جسمین سینہ کی بابت تحقیق کی گئی ہے فصل سوم بیداری میں باب چہارم حرکت اور سکون
بدنی کے بیان میں — اور اسمین تین فصول اور ایک تتمہ ہے فصل اول وجہ ضرورت حرکت اور سکون
اور اُنکے معانی اور اقسام حرکت کے بیان میں فصل دوم حرکت جماع میں فصل سوم ریاضت میں
تتمہ ورزش کے بیان میں باب پنجم حرکت اور سکون نفسانی کے بیان میں اور اسمین تین فصل ہیں
فصل اول عوارض نفسانی کی تعریف اور وجہ اضطرار وغیرہ امور کے بیان میں فصل دوم عوارض
نفسانی کے اقسام اور اُنکے معانی کے بیان میں فصل سوم اُن تصورات نفسیہ میں جو کہ ماسوا عوارض
نفسانی مذکورہ کے ہیں باب ششم احتباس اور استفراغ کے بیان میں — اور اسمین دو فصل ہیں
فصل اول وجہ اضطرار احتباس اور استفراغ اور اُنکے اسباب کے بیان میں فصل دوم اقسام استفراغ
میں — اسمین ایک تمہید اور گیارہ انواع ہیں تمہید اُن امور کے بیان میں جنکو استفراغ میں ملحوظ رکھنا
ازبس ضروری ہے نوع اول جماع میں نوع دوم بول میں — اور اسمین ایک فائدہ اور سات قسمیں ہیں
فائدہ اس باب میں کہ بول انسان کی اور بولوں سے کسطرح تمیز ہو سکتی ہے قسم اول رنگ بول میں
قسم دوم قوام بول میں قسم سوم صفائی اور کدورت میں قسم چہارم رائحہ میں قسم پنجم جھاگ میں قسم ششم قلت اور
کثرت میں قسم ہفتم رسوب میں نوع سوم اسہال میں — اور اسمین دو صنف ہیں صنف اول قواعد مسہل
اور حقنہ اور پچکاری اور شافہ میں اسمین چار قواعد ہیں قاعدہ اول قواعد اور احکام مسہل میں
قاعدہ دوم حقنہ کے طریق میں قاعدہ سوم پچکاری میں قاعدہ چہارم شافہ میں صنف دوم
براز میں نوع چہارم فصد اور حجامت اور جونک اور تونبڑی کے بیان میں — اسمین بھی دو صنف ہیں
صنف اول فصد کے قواعد اور احکام میں — اسمین دو قاعدے ہیں قاعدہ اول احکام فصد میں قاعدہ دوم
عروق مفصودہ کی تشریح میں صنف دوم حجامت اور جونک اور تونبڑی میں — اور اسمین تین فوائد ہیں
فائدہ اول حجامت میں — اسمین دو بیان ہیں بیان اول حجامت مع الشرط میں — بیان دوم حجامت
بلاشرط میں فائدہ دوم جونک لگانے میں فائدہ سوم تونبڑی میں نوع پنجم قے کے بیان میں
نوع ششم عرق میں نوع ہفتم رعاف میں نوع ہشتم حمام میں — اسمین ایک تمہید اور چار فوائد اور

ایک تذنیب ہے تمہید شرائط عمدگی حمام اور آسکے مراتب وغیرہ کے بیان مین فائدہ اول اُن امور کے
بیان مین جوکہ استحمام کے متعلق ہین اور اسمین چھ قاعدے ہین۔ قاعدہ اول وقت استحمام مین قاعدہ دوم
اُن چیزون کے بیان مین جوکہ میل دور کرتی ہین۔ قاعدہ سوم مالش کے بیان مین قاعدہ چہارم پاؤن کے
جھامہ کرنیمین قاعدہ پنجم حمام مین سر منڈوانیمین قاعدہ ششم حمام مین قے اور حجامت کے بیان مین فائدہ دوم
جھانوان ۱۲
آب سرد سے غسل کے بیان مین فائدہ سوم اس بیان مین کہ بعد استعمال آب گرم کے آب سرد کا استعمال کیسا ہے
فائدہ چہارم اس باب مین کہ ریاضت کے بعد آب سرد کا استعمال کیا حکم رکھتا ہے تذنیل مسائل متفرقہ
غسل مین نوع نہم نفث یعنی تھوک کے بیان مین نوع دہم مخاط یعنے سنک مین نوع یازدہم جراحات مین
کھوپڑیا ۱۲
خاتمہ اسباب غیر ضروریہ کے بیان مین۔ اور اسمین دو فصلین ہین اور ایک تذنیب ہے خاتمہ فصل اول
اسباب ملحق ستۂ ضروریہ کے بیان مین۔ اسمین پانچ قسم ہین قسم اول اسنان مین قسم دوم اجناس مین
قسم سوم صناعات مین قسم چہارم عادات مین قسم پنجم واردات خارجیہ مین فصل دوم اسباب جزئیہ
امراض مین۔ اسمین ایک تمہید ہے جسمین احوال اور اعراض انسان کا بیان ہوا ہے تذنیب خاتمہ
اوزان طبیہ اور معالجات خارجیہ اور لغات مستعملۂ کتب طب کے بیان مین اور اسمین دو قاعدے ہین
قاعدہ اول اوزان طبیہ مین قاعدہ دوم معالجات خارجی اور لغات مستعملۂ کتب طبیہ مین مقدمہ
اُن امور کے بیان مین جنپر قبل شروع مطلوب کے اطلاع ضروری ہے اور اسمین ایک فائدہ اور تین
فصول ہین فائدہ طب کی تعریف اور غایت اور موضوع اور اقسام طب کے بیان مین اور نیز معانی
سبب اور آسکے اقسام کی تشریح مین مخفی نہ ہے کہ طب کے معنی لغوی سحر اور اصلاح اور عادت اور
جادو کردن ۱۲
خندق کے ہین۔ اور اصطلاح اطبا مین طب وہ علم ہے جس سے احوال بدن انسان کا صحت اور مرض کی
جہت سے دریافت ہوسکتا ہے۔ اور مناسبت درمیان معانی لغوی اور اصطلاحی کے ظاہر ہے
اور غایت اُسکی صدور افعال صحیحہ اور حفظ صحت موجودہ اور استرداد صحت زائلہ ہے۔ اور موضوع اسکا
بدن انسان ہے۔ اس جہت سے کہ صحیح اور مریض ہوتا ہے۔ اور طب کی دو قسمین ہین۔ کیونکہ اگر
اُسمین وہ امور حاصل ہوتے ہین جوکہ بیان کیفیت عمل سے مجرد ہین اُسکو طب نظری کہتے ہین
جیسا یہ علم کہ ارکان چار ہین۔ اور اصناف حمیات کے تین ہین۔ یومیہ اور خلطیہ اور دقیہ اور امزجہ
تپہا ۱۲
نو ہین چار بسیط ہین۔ یعنی حرارت اور برودت رطوبت اور یبوست۔ اور چار مرکب ہین یعنے
حرارت مع الرطوبت۔ حرارت مع الیبوست۔ برودت مع الرطوبتہ۔ برودت مع الیبوستہ۔
اور ایک اعتدال فرضی جنکا بیان عنقریب آتا ہے۔ اور اکثر اُس سے وہ امور دریافت ہوتے ہین

جنمین کیفیت عمل کی بیان ہوتی ہو اُسکو طب عملی کہتے ہین۔ جیسے یہ کہ اورام حارّہ مین باعتبار اوقات اربعہ
مرض کے (کہ ابتدا اور تزائد اور انتہا اور انحطاط ہین) ابتدا مین تین روز تک بشرط عدم موانع کے
روادعات[۱] کے استعمال کرین اور تین روز ابتدا کے بعد اور تین روز تک محللات مرخیہ کثیرہ اور روادعات
قلیلہ ملاکر استعمال کرین۔ اور زمان انتہا مین محللات بمساوی روادعات کے آمیزان کرکے ضماد کرین
اور زمان انحطاط مین محللات صرفہ پر کفایت کرین وعلے ہذا القیاس۔ اور واضح رہے کہ چونکہ مقصود بالذات
علم طب سے محافظت صحت حاصلہ اور بہبود صحت زائلہ ہو اور معرفت شی یعنی صحت کی بدون علم
اُسکے ماہیت اور اسباب کے حاصل نہین ہو سکتی لیکن چونکہ معرفت ماہیت صحت کے خاتمہ کی فصل دوم
مین بیان کیجائیگی لہذا اسجگہ یعنی مقدمہ مین فقط اسباب صحت کو بیان کیا جاتا ہو اسلیے کہ معرفت اسباب
ہر شی کی موجب تحقیق اُسکے وجود کا ہوتی ہو۔ لیکن معرفت سبب مطلق کی سب سے اول ضرور ہو کیونکہ
معرفت عام کی معرفت خاص پر مقدم ہو۔ جاننا چاہیے کہ اسباب جمع سبب کی ہو۔ اور سبب کے معنی
لغۃً اور عرفاً خاصاً اور عاماً مختلف ہین لیکن معانی مین باہم مناسبت ہو پس لغت مین معنی اُسکے
ریسمان اور رسن کے ہین جیسے صراح اور بحر الجواہر وغیرہ مین مصرّح ہو۔ اور عرف عام مین وہ ہو جس سے
حصول امر دیگر کے لیے توسل کرین۔ اور عرف خاص یعنی حکما و فلاسفہ کی اصطلاح مین یہ ہو۔ السبب
ما یتوقف علیہ الشئ خواہ توقف وجود کے لیے ہو خواہ ماہیت کے لیے۔ اور اُسکی چار قسمین ہین۔ کیونکہ
سبب یا حقیقت شی مسبب مین داخل ہوگا یا خارج پس سبب داخل اگر داخل بالقوی ہو
اُسکو سبب مادی کہتے ہین جیسے لکڑی بہ نسبت تخت کے۔ اور اگر داخل بالفعل ہو اُسکو سبب صوری
کہتے ہین جیسے صورت اور شکل تخت کی مربع یا مخمس یا مسدس یا مثمن وغیرہ ہو۔ اور سبب خارج
اگر موجد اور فاعل شی مسبب کا ہو اُسکو سبب فاعلی کہتے ہین جیسا نجار تخت کے لیے۔ اور اگر ایجاد
اُسکے لیے ہو اسکو سبب غائی بولتے ہین۔ اور اسباب اربعہ مذکورہ علل اربعہ کے نام سے مشہور ہین چنانچہ
علت مادی اور علت صوری اور علت فاعلی اور علت غائی کے نام سے پکاری جاتی ہین جبکہ معانی
مذکورہ ذہن نشین ہوگئے اب جاننا چاہیے کہ اسباب مادی صحت کے وہ ہین جنمین صحت مستقر اور ثابت
ہوتی ہو۔ اور یہ دو قسم پر ہین مرکب اور بسیط پس اگر اسباب بسیط ہین وہ ارکان ہین۔ اور اگر مرکب ہین
اُنکی تین قسم ہین کثیف۔ لطیف۔ متوسط۔ اگر کثیف ہین وہ اعضا ہین اور اگر لطیف ہین وہ ارواح ہین
اگر متوسط ہین وہ اخلاط ہین۔ اور اسباب صوری صحت کے اعتدال مزاج ہو اور نیز اعتدال قوی ہو جو بعد اسکے
حاصل ہوتا ہو۔ اور التیام اعضا کا کہ عدم تفرق اتصال اور سوء ترکیب سے عبارت ہو بھی اسباب صوری صحت سے ہے

۱ وہ ادویہ ہین کہ مواد کو غلیظ کر کے نضج سے مانع ہون ۱۲
۲ ادویہ وہ ہین کہ صحت و حالت طبعی کو بسبب ذات اپنی کے تمام افعال [illegible]

اور اسباب فاعلی صحت کے وہ ہین کہ مشاکلت اور اعتدال کے طور سے بدن پر وارد ہوتے ہین
پس جہت مذکورہ سے حافظ اور موجب صحت ہونگے اور نہین تو باعث مرض ہوجاوینگے اور یہ اسباب
کئی قسم پر ہین کیونکہ امور مذکورہ اگر جمیع ازمان اور اوقات مین محتاج الیہ ہون اور تمام افراد انسانی انکی طرف
محتاج ہون انکو ستہ ضروریہ کہتے ہین چنانچہ بیان تفصیلی انکا عنقریب شروع ہوتا ہی اور اگر بعض افراد
انسانی انکی طرف محتاج ہون انکو اسباب جنسیہ کہتے ہین اور اگر بعض اوقات مین تمام افراد انکی طرف محتاج
ہون انکو اسنانی کہتے ہین اور اگر بعض افراد بعض ازمنہ مین انکی طرف محتاج ہون انکو صناعات اور عادات کہتے ہین
اور اگر محتاج الیہ نہون انکو واردات خارجی بولتے ہین۔ اور اسباب غائی صحت کے سلامتی افعال کی ہی کہ
قوتون سے حاصل ہوتی ہی یعنی افعال صحیحہ اور سلیمہ قوے سے صادر ہوتے ہین اور وقوع انکا ہر ایک عضو سے وجہ
اعتدال پر ہوتا ہی اور سبب غائی ذہن مین تمام اسباب سے مقدم ہوتا ہی اور وجود خارجی مین سب سے موخر
ہوتا ہی اب اسباب صدر کو تشریحاً قلمبند کرتا ہون فصل اول اسباب مادی صحت کے بیان مین اور
انکی چار قسم ہین قسم اول ارکان کے بیان مین۔ ارکان وہ اجسام بسیط ہین کہ بدن انسان وغیرہ کے لیئے
توالید ثلثہ سے (یعنے حیوانات اور نباتات اور معدنیات) جزو اولی ہین۔ اور مراد بسیط سے اس جگہ جسم
ہی کہ اجسام مختلف الصور والطبائع کی طرف منقسم نہوسکے یعنی جو رکن ارکان مین سے کوئی صورت اور
طبیعت مخصوصہ رکھتا ہی جبتک وہ بسیط ہی اپنی صورت اور طبیعت مختصہ پر رہتا ہی اور اسکے کسی عضو
مین اختلاف اور امتیاز ظاہر نہین ہوتا فائدہ اگرچہ رکن لغت مین اجزاء اولی (یعنے عناصر) اور ثانوی
(یعنی اخلاط) پر اطلاق کیا جاتا ہی۔ لیکن اصطلاح اطبا مین صرف جزو اولیہ سے مخصوص
ہی جنکو ارکان اور عناصر اور اسطقس اور اصل اور مادہ اور ہیولی سے تعبیر کرتے ہین الحاصل حقیقت
سب کا مصداق واحد ہی لیکن فرق اعتباری ہی۔ پس اجسام مذکورہ باعتبار جزویت مرکب
بالفعل کے ارکان سے موسوم ہوتے ہین اور باعتبار انقلاب اور استحالہ باہمی کے اصل نام کیا جاتا ہی
چونکہ ہر واحد اجسام سے گویا غیر کے لئے اصل ہی اور باعتبار اسکے کہ انسے ترکیب کا ابتدا ہوتا ہی عنصر
کہلاتے ہین۔ اور باعتبار اسکے کہ تحلیل انپر ختم ہوتی ہی اسطقس کہلاتے ہین۔ لانہ معناہ فی لغتہ
الیونان ما یستحیل الیہ الشئ۔ اور باعتبار اسکے کہ وے مطلق صور کے (یعنی سواے صورت معینہ کے)
قابل ہین انکو ہیولی کہا جاتا ہی۔ اور باعتبار اسکے کہ وے صورت معینہ کے قابل ہین مادہ کہلاتے ہین
کذا قال القرشی فی الشرح القانون۔ اور ارکان مذہب حقیقیہ پر چار ہین کیونکہ وے یا متوجہ جانب
مرکز ہین یا جانب محیط۔ بہر دو صورت یا طالب غائیہ محیط اور مرکز ہین یا خواہان جہت محیط اور مرکز لینے

[illegible marginal notes]

انکی غایت کو نہین چاہتے ۔ پس یہ چارون قسم حاصل ہوئین طالب غایۂ محیط طالب جہتہ محیط طالب
غائیہ مرکز طالب جہتہ مرکز ۔ اور مراد محیط سے مقعر فلک قمر ہی جسکو آسمان دنیا کہتے ہین اور مراد مرکز سے
نقطہ مفروضہ وسط زمین مین ہی کہ ہر جزو فلک محیط سے بہ نسبت اسکے متساوی البعد ہو ۔ جو عنصر کہ
طالب غایت محیط ہی وہ آگ ہی اسلیے اسکو خفیف مطلق بولتے ہین ۔ طبع اسکی گرم و خشک ہی ۔
محل اسکا سب ارکان کے اوپر ہی چنانچہ محدب کرۂ آگ کا مماس مقعر فلک قمر ہی
اور یہ کرہ بمتابعت فلک القمر ہمیشہ متحرک رہتا ہی ۔ اور فائدہ اسکا مرکبات مین انضاج اور ... کرنا
اور اسکو لطیف کرنا ۔ اور برودت زمین اور پانی کی توڑنا اور مختلفات کی تفریق اور متماثلات کو جمع کرنا
وغیرہ ۔ اور جو طالب جہتہ محیط ہی اور غایت کا خواہان نہین وہ ہوا ہی اسلیے اسکو خفیف مضاف
کہتے ہین ۔ اور محدب کرہ ہوا کا مماس مقعر کرۂ آتش ہی اور طبع اسکی گرم تر ہی اور محل اسکا
کرۂ آگ کے نیچے ہی اور فائدہ اسکا مرکبات مین تخفیف اور تحلیل اور تخلخل اور تفشیح اجسام ہی ۔ اور
اسمین عند البعض چار اور عند الآخرین تین درجہ ہین جیسا شروع باب اول مین تفصیلاً بیان
کیا جائیگا ۔ اور جو کہ متوجہ غایت مرکز ہی وہ خاک ہی اسلیے اسکو ثقیل مطلق کہتے ہین ۔ اور
طبع اسکی سرد و خشک اور مکان تمام ارکان سے نیچے ہی ۔ اور فائدہ اسکا مرکبات مین حفظ اشکال
اور استمساک ہیأت ہی ۔ اور جو کہ متوجہ جہت مرکز ہی اور غایت مرکز کو خواہان نہین وہ پانی ہی
اسلیے اسکو ثقیل مضاف کہتے ہین طبع اسکی سرد و تر اور محل اسکا نیچے کرۂ ہوا کے اور اوپر کرۂ خاک
کے ہی ۔ مگر پیدایش مرکبات کے لیے بسبب تاثیر کواکب کے پانی زمین مین گھس گیا ہی اور زمین
کسی طرف سے منکشف ہوگئی ہی ۔ چنانچہ باب دوم کے ابتدا مین بیان اسکا آتا ہی ۔ اور فائدہ اسکا
مرکبات مین یہ ہی کہ اشکال کو بسہولت قبول کرتے ہین اور بآسانی چھوڑ دیتے ہین اور یہ بھی واضح رہے
کہ ہر ایک عنصر کے لیے جو ایک مکان معین کیا گیا ہی وہ اسکے طبیعت کا مقتضی ہی ورنہ امور
قاسرہ سے ہر ایک عنصر دوسرے عنصر کے مکان مین جا سکتا ہی جیسے ایک کوزہ پانی کا بھر کر
کسی مینار کے اوپر لیجائین ۔ فائدہ ہر واحد عناصر مذکورہ سے دو کیفیتون سے متکیف ہی
جیسا کہا گیا ہی ۔ اور خصوصیت ہر ایک کی کیفیات مذکورہ سے امر واہب العطیات نے ہی عقل
انسانی اسکے ادراک سے عاجز ہی اور حکما انکو خواص صور نوعیہ کے کہتے ہین یعنی ہر صورت
نوعیہ کو اسکے خالق نے ایک ایسی خاصیت عنایت کی ہی کہ موجب کیفیات کا ہوتی ہی ۔ اور
حکما اثبات کیفیات مین محتاج بدلیل ہوے ہین اختصاص کیفیات مین محتاج بالاستدلال الخ

۱۲ پس جو خط کہ مرکز سے محیط کی طرف کھینچا جائے سب باہم برابر ہونگے اور یہ ظاہر ہی ۱۲ منہ
پختہ کردن غلہ و مادہ و ریش ۱۲

مثلاً آگ کی کیفیت گرم اور خشک ہی اور پانی کی سرد و تر۔ پس حکما اس مکان مین اس امر کے درپے نہین ہوتے کہ آگ کو خالق نے گرم کیون بنایا ہی اور پانی کو سرد کیون مخلوق کیا ہی۔ بلکہ اسپر دلیل لاتے ہین کہ آگ جسکی تاثیر گرم اور خشک ہی گرمی اور خشکی اسکی کس دلیل سے ثابت ہی چنانچہ کتب بسیط مین دلائل بیان کیے گئے ہین۔ اور ہم بھی بابت ہوا اور پانی کے اپنے موقع پر قدرے بیان کرینگے۔ **قسم دوم** ارواح ہین۔ اور مراد اس سے نفس ناطقہ نہین جیسا کتب الٰہیہ مین روح سے نفس ناطقہ مراد ہی بلکہ عرف اطبا مین روح وہ جسم لطیف بخاری ہی کہ بسبب نضج کے لطافت اخلاط محمودہ سے بسبب امتزاج مخصوص کے بطن ایسر دل مین متکون ہوتا ہی (جیسے کثافت اخلاط سے اعضا متکون ہوتے ہین) اور بواسطہ شرائین کے تمام اعضا مین منتشر ہوتا ہی۔ پس اعضا کو ساتھ اسکے حیواۃ حاصل ہوتی ہی۔ اور قبول حس و حرکت اور تغذیہ او تولید کے لیے قابل ہوتے ہین اور اسکو روح حیوانی کہتے ہین اور قوت حیوانی اس سے قائم ہی۔ اور اسی روح سے جب تھوڑا سا دماغ مین موصول ہوتا ہی اسکو ایک نئی کیفیت حاصل ہوتی ہی اور بسبب تاثیر محل معین کے نیا امتزاج میسر ہوتا ہی اسکو روح نفسانی کہتے ہین اور قوت نفسانی اس سے قائم ہی کہ یہ روح مفید حس اور حرکت کا ہوتا ہی۔ اور جب قدرے روح حیوانی جگر مین واصل ہوتا ہی اسکو اور کیفیت لاحق ہوتی ہی اسکو روح طبعی کہتے ہین پس فی الحقیقت اور بقول معلم اول وغیرہ حکما محققین کے صرف روح ایک ہی ہی کہ ہر محل مین جاکر نئی کیفیت کا مظہر ہوتا ہی۔ اور بسبب ظاہر ہر ایک ارواح مذکورہ سے بالاستقلال روح ہی اور قول اطبا کا بھی یہی ہی اور بیان اسکا دوسرے باب مین تشریحاً آتا ہی **قسم سوم** اخلاط ہین اور خلط وہ جسم رطب بالفعل اور سیال بالطبع ہی کہ کیلوس اول جگر مین اسکی طرف مستحیل ہوتا ہی۔ اور وہ چار ہین۔ **اول** خون وہ گرم تر ہی **دوم** بلغم وہ سرد و تر ہی **سوم** صفرا وہ گرم خشک ہی **چہارم** سودا وہ سرد خشک ہی اور پیدایش انکی ہضم دوم سے ہوتی ہی اور ہضم چار ہین۔ **اول** ہضم معدہ مین اسکے خلاصہ کو کیلوس کہتے ہین اور اسکا فضلہ براز ہی **دوسرا** ہضم جگر مین اسطرح کہ خلاصہ غذا کا باریک رگون سے (جو کہ مابین معدہ اور جگر کے ماساریقا کے نام سے موسوم ہین) جگر مین اگر ہضم ہوتا ہی اسکے خلاصہ کو کیموس کہتے ہین اور فضلہ اسکا بول ہی۔ **تیسرا** ہضم عروق مین۔ اور **چوتھا** ہضم اعضا مین۔ فضول ان دونون ہضمون کے پسینا او میل ہوکر مسامات کی راہ سے اور کچھ ناک اور کان وغیرہ منافذ سے دفع ہوتے ہین بیان مفصل اسکا بھی باب دوم مین آتا ہی فانتظرہ **قسم چہارم** اعضا مین۔ اور اسمین

علم منطق کا واضع یہی ہوا افلاطون کا شاگرد ہی اور اسکندر رومی کا استاد ہوا اور اسکا وزیر بھی تھا [illegible]

تین فوائد ہین **فائدہ اول** تعریف اور تقسیم اعضا مین - جاننا چاہیے کہ اعضا وہ اجسام ہین کہ امتزاج کثافت اخلاط محمودہ سے حاصل ہوتے ہین - اور ارسطو کا یہ مذہب ہی کہ سب سے اول دل متکون ہوتا ہی - اور بعض کے نزدیک دماغ اول مخلوق ہوتا ہی اور بعض کی رائے مین جگر کی خلقت سب پر مقدم ہی اور بعض کا یہ قول ہی کہ جب مادہ منی رحم مین داخل ہوتا ہی اسمین ایک غلیان پیدا ہوتا ہی پس اسمین چار نقطہ متمایز الوجود ظہور پاتے ہین - ایک محل دل مین - دوم محل جگر مین سوم محل دماغ مین - چہارم تمام اعضا بہ تجویف ہوتا ہی - اور تقسیم اعضا کی دو وجہ سے کی گئی ہی اول یہ کہ عضو یا معطی مطلق ہوگا مثل دل کے بعض اطبا کی رائے پر یا قابل مطلق ہوگا مانند گوشت کے یا معطی اور قابل ہر دو ہوگا مثل جگر کے یا نہ معطی ہوگا اور نہ قابل مثل استخوان کے - دوم یہ کہ اعضا یا رئیس ہین یا غیر رئیس - غیر رئیس یا خادم رئیس ہین یا غیر خادم - غیر خادم یا مرؤس ہین یا غیر مرؤس پس اعضائے رئیسہ وہ ہین کہ مبادی قوتون کے ہین یعنی حیوانی اور طبعی اور نفسانی کے اور بقائے شخص یا نوع مین انکی طرف حاجت پڑتی ہی پس اعضائے رئیسہ حسب بقائے شخص تین ہین ایک دل وہ مبدء قوت حیات ہی - اور دوسرا دماغ وہ مبدء قوت حس و حرکت ہی - اور تیسرا کبد وہ مبدء تغذیہ اور تنمیہ اور تولید ہی - اور بحسب بقائے نوع کے بھی یہی تین ہین مع انثیین کے - اور اعضائے خادم رئیسہ دو قسم پر ہین - ایک مہیا ہین جو کہ کسی چیز کو آمادہ کرکے مخدوم کی طرف پہونچاتے ہین جیسے ریہ دل کے کہ ہوا کو تعدیل کرکے اسکی طرف پہونچاتا ہی - اور معدہ کبد کے لیے اور ماساریقا آلات غذا کے لیے اور اوعیہ منی انثیین کے لیئے - اور دوسرے مؤدی ہین جو کہ کسی چیز کو جسمین مخدوم نے تاثیر کی ہی اس سے نقل کرکے دوسرے اعضا کی طرف پہونچاتے ہین جیسے اعصاب دماغ کے لیے اور شرایین دل کے لیے اور ورید کبد کے لیئے - اور اعضائے مرؤسہ جو کہ اعضائے رئیسہ کے خادم نہین وہ ہین جنکی طرف اعضائے رئیسہ سے قوت جاتی ہی مثل گردہ اور معدہ اور طحال اور ریہ کے - اور اعضائے غیر خادم اور غیر مرؤس وہ ہین کہ اپنی قوت غریزیہ سے خاص ہین اور اعضائے رئیسہ سے انکی طرف کوئی قوت نہین جاتی - مثل استخوان اور غضروف کے تنبیہ مراد عدم جریان قوت سے قوت طبعی اور نفسانی ہی حیوانی نہین کیونکہ ہر ایک عضو قبول حیوٰۃ کا دل سے کرتا ہی ولا شک ان العظم وغیرہ متصف بالحیوٰۃ - اور تمام اعضا خواہ رئیس ہون خواہ غیر رئیس دو قسم پر ہین اول اعضائے بسیط جنکو اعضائے مفردہ اور اعضائے متشابہ الاجزا کہتے ہین - دوم اعضائے مرکبہ جنکو اعضائے آلیہ بھی بولتے ہین چنانچہ بیان ہر ایک کا دو فوائد مین علیحدہ علیحدہ کیا جاتا ہی

فائدہ دوسری قسم اعضاء مفردہ کے بیان مین ۔ اور وہ دس ہین ۔ اول استخوان وہ بدن کی بنیاد اور حرکات کے ستون ہین ۔ اور جمیع استخوان تمام بدن مین دوسو اڑتالیس ہین چنانچہ کسی شاعر کا قول ہے شعر

عدد عظم جو خواہی کہ بدانی بیقین ٭ می برآید ز انجا کہ برون می آئی ٭ دیگر عدد استخوان بوجہ صحیح ٭ از حرم یاد کن بدان تشریح ٭

یعنی لفظ رحم اور حرم کے اعداد سے کہ دوسو اڑتالیس ہین اور تشریح انکی مطولات مین مشروح ہے خوفاً للاطناب متروک ہوئی ہے دوم غضروف یعنی کرکری اور فائدہ اسکا یہ ہے کہ ایک استخوان کو دوسرے استخوان کے ساتھ گھسنے سے منع کرتی ہے ۔ اور اعضاء صلبہ کے لینہ سے ترکیب بالتدریج حاصل ہوتی ہے ورنہ دفعۃً ترکیب ہونے سے اعضاء لینہ کو تکلیف عائد حال ہوتی ہے اور عضو مقطوع العظم مین قائم مقام استخوان کے ہوجاتی ہے سوم اعصاب اور وہ جسم سفید ہین کہ لپٹنے مین تو نرم ہین مگر ٹوٹنے مین سخت ہین ۔ اور فائدہ ذاتی انکا افادہ حرکت کا اعضاء کے لیے ہے اور ثمرہ عرضی انکا تشدید اور توثیق اعضاء ہے اور دو نوع ہین ایک دماغ سے اگی ہے ۔ اسکے سات زوج ہین کہ حواس ظاہری اور باطنی اور حس اور حرکت اعالی اعضاء کی انھین سے حاصل ہوتی ہے دوسرے نخاع یعنے مغز حرام سے نکلے ہین ۔ اور وہ اکتیس زوج ہین اور ایک فرد ہے سوا گردن کے سب اعضاء کی حس اور حرکت انسے متعلق ہے چہارم عضل ۔ وہ ایسے جسم ہین کہ گوشت محض اور اوتار اور رباطات سے مرکب ہین اور انکے فرج اور خلل کے اندر گوشت بھرا ہوا ہے ۔ اور غشاء اسپر محیط ہوا ہے اور فائدہ اسکا یہ ہے کہ بسبب تشنج اور استرخاء کے اعضاء کو حرکت دیتا ہے اور وہ کل تمام بدن مین پانسو انتیس ہین ۔ اور عضلہ اگرچہ شیخ رئیس کے رائے مین اعضاء مرکبہ سے ہے الا جالینوس نے اسکو اعضاء مفردہ سے گنا ہے پنجم وتر یعنے تانت وہ ایک جسم مشابہ جوہر عصب ہے کہ اطراف عضلہ سے اگتا ہے اور وہ اطراف عصب اور اعضاء متحرکہ سے متصل ہوتا ہے اور فائدہ انکا بھی اعضاء کو حرکت دیتا ہے ششم رباط وہ بھی مشابہ اعصاب کے ہین اور استخوان سے گوشت کی طرف آتے ہین لیکن انمین حس نہین فائدہ انکا بندش عضو کی ہے ۔ اور انکو عصب بھی کہتے ہین ہفتم شرائین یعنے متحرک رگین ۔ اور وہ اجسام دو طبقہ ہین کہ بائین خانہ دل سے کھل کے اگی ہین اور حرکت انبساط اور انقباض کی انکی تابع ہے اور انکے لیے فی نفسہا حس اور حرکت نہین اور انکی تجویف مین روح کثیر اور خون قلیل ہے ۔ اور فائدہ انکا روح حیوانی کو دل سے لیکر تمام جسم کی طرف پہونچاتا ہے ۔ اور تمام شرائین سوا شریان وریدی کے کشش کی طرف جاتی ہے دو طبقہ ہین ہشتم اوردہ یعنی ساکن رگین اور وہ محدب جگر سے پولدار اگی ہین اور انکے درمیان خون کثیر اور روح قلیل ہے ۔ اور یہ تمام ایک طبقہ ہین الا ورید شریانی

۱ ہڈی نہو ۱۲
۲ مضبوطی ۱۲
۳ درازی
۴ واسطے غور
۵ ریکنی
۶ جسمین
۷ داشت مین ۱۲
۸ خلو کو کہتے ہین ۱۲

کہ وہ دو طبقہ ہی اور شش کی طرف جاتی ہو اور بھی اور وہ روح طبعی کو تمام بدن مین واصل کرتی ہین اور
تعذیہ اور تنمیہ انھین سے حاصل ہوتا ہی ششم عشا یعنی جھلی اور وہ جسم عصبانی پتلا اور باریک اور بی حرکت ہو اور
اسکے لیے حس کم ہی اور فائدہ اسکا اشکال اعضا کو محافظت کرنا اور انکو مضبوط رکھنا اور اعضا عدیم الحس کو مثل
کبد اور طحال کے حس دینا یہ نو قسم مذکورہ منی سے متولد ہوتی ہین اور جب ٹوٹ جاوین تو پیوند نہین ہو سکتے مگر
بعض اعضا زمان طفولیت مین وصل ہو سکتے ہین اور جو انکے ماسوا ہین جیسے لحم اور شحم وغیرہ خون سے
متولد ہوتے ہین اور جب ٹوٹ جاوین تو وصل ہو سکتے ہین۔ دہم لحم گوشت ہی جو کہ خون طبعی سے متولد ہوتا ہی
اور فروج اور خلل اعضا کو پر کرتا ہی اور عاقد اسکا حرارت اور یبوست ہی اور شحم اور سمین کو جو کہ مائیت اور
دسومت خون سے پیدا ہوتی ہین اور عاقد انکی برودت ہی بعض نے انکو اعضاء مفردہ سے شمار کیا ہی اور
ایسا ہی جلد بھی۔ اور بال اور ناخون کو بعض حکما نے اعضاء مفردہ سے شمار کیا ہی اور بعض نے فضلات
سے مقرر کیا ہی۔ واشیخ ابو علی منہم غرض تعداد اعضاء مفردہ مین اقوال اطبا کے مختلف ہین چنانچہ
محمد بن محمود چغمنی مصنف قانونچہ نے چودہ لکھے ہین عظم۔ غضروف۔ عصب۔ وتر۔ رباط۔ شریان
عضلہ۔ ورید۔ لحم۔ شحم۔ غشا۔ جلد۔ بال۔ ناخون۔ اور شیخ نے قانون مین نو لکھے ہین۔ عظم
غضروف۔ عصب۔ وتر۔ رباط۔ شریان۔ ورید۔ غشا۔ لحم۔ اور قرشی نے گیارہ مقرر کیے ہین
شحم اور سمین کو اسمین زیادہ کیا ہی۔ ابو سہیل مسیحی نے تیرہ ۱۳ قرار دیے ہین باین طریق کہ شریان اور
ورید کو ایک مقرر کیا ہی۔ پس جو شیخ نے اعضاء مفردہ شمار کیے ہین اسکے نزدیک آٹھ ہونگے
اور پانچ زائد ہین۔ شحم۔ سرب۔ مخ۔ ناخون۔ جلد۔ اور صاحب کامل نے بھی تیرہ ہی قرار دیے ہین
لیکن مخ کے بدلے بال شمار کیے ہین۔ اور بعض اطبا نے جیسے محمد بن یوسف ہروی صاحب الجواہر نے
سولہ مقرر کیے ہین نو تو وہی ہین جو شیخ سے منقول ہو چکے ہین اور باقی سات یہ ہین۔ شحم۔ سمین۔ غدد۔
جلد۔ ناخون۔ دشبد۔ بال۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب **فائدہ سوم** اعضاء مرکبہ کے
بیان مین اور انکو اعضاء آلی بھی کہتے ہین کیونکہ انمین بعض آلات حیات و تنفس ہین۔ اور بعض
آلات حلق۔ اور بعض آلات غذا۔ اور بعض آلات شعور۔ اور بعض آلات تناسل ہین۔
پس اعضاء آلات حیات اور تنفس کے تین ہین۔ **اول دل** یہ عضو شریف اور رئیس مطلق
اور محل روح حیوانی اور منبع حرارت غریزی کا ہی اور گوشت سخت اور لیف اور غضروف اور غشا
صلب سے مرکب ہی شکل اسکی شکل صنوبر کے ہی جیسے یہ ⬭ صورت ہی اور قاعدہ اسکا اوپر
سینہ کے وسط مین ہی اور سر اسکا بائین طرف مائل ہی اور رنگ اسکا سرخ مائل بسیاہی ہی اور

اُسکے اندر دو خانے ہین۔ بطن ایمن اور بطن ایسر کے نام سے موسوم ہین بطن ایمن محاذی جگر کے
واقع ہی اور اسمین خون بہ نسبت روح کے زائد ہی۔ اور جگر سے اُسکے ساتھ ایک ورید ملا ہوئی ہی جس سے
خون لطیف دل مین واصل ہوتا ہی اور ایک مجری ریہ کی طرف ہی ورید شریانی اُس سے نکل کر ریہ تک
پہونچ گئی ہی جسکے ذریعہ سے ریہ کو دل سے غذا پہونچتی ہی اور ریہ سے دل کو ہوا ملتی ہی اور بطن ایسر
ایمن سے بزرگتر ہی اور اسمین روح خون سے زیادہ ہی اُسکو شغاف قلب بولتے ہین اور اسی سے
تمام شرائین نکلی ہین۔ اور اس بطن سے دو شریان ظاہر ہوئی ہین۔ ایک شریان وریدی کہ ریہ کی طرف
جاتی ہی اُسکے ذریعہ سے ہوا دل کو پہونچتی ہی اور خون لطیف ریہ کی طرف واصل ہوتا ہی۔ اور دوسری
شریان بزرگ ہی کہ جڑ تمام شریان کی ہی۔ اور درمیان دونو بطنون کے ایک مجری واقع ہی تاکہ جو خون
بطن ایمن سے ایسر کو آتا ہی اس جگہ نضج پاکر اور معدن روح سے کہ بطن ایسر ہی مناسبت بہم پہونچا کر ایسر
آجاوے اُسکو جالینوس وغیرہ دہلیز کہتے ہین اور بعض دیگر اُسکو بطن ثالث قرار دیتے ہین۔ ولکل ان
یصطلح۔ اور قاعدہ بطن ایمن کا بہ نسبت قاعدہ بطن ایسر کے بہت فروتر ہی اور حکمت اسمین یہ ہی تاکہ
جسقدر خون صاف ہی بطن ایسر مین آجاوے اور کثیف وہین رہجاوے لتقعرہ وتسفلہ بالنسبۃ الی قعر الایسر
انتباہ جس حیوان کا دل بزرگ ہو اور معہذا قلیل الحرارۃ نہو وہ دلاور ہوتا ہی اور جسکا دل چھوٹا ہو لیکن
کثیر الحرارت ہو وہ بھی دلیر ہوتا ہی۔ اور جس حیوان کا دل قلیل الحرارت ہو وہ اگرچہ بزرگ ہو تو بھی نامرد
اور بزدل ہوتا ہی مثل شتر اور خرگوش کے دوم حجاب جو کہ جوہر گوشت اور غشاء اور عصب کو متحرک سے
مرکب ہی اور مابین آلات غذا اور آلات تنفس حاجب ہی تاکہ آلات تنفس غذا کے ابخرون سے محفوظ رہین
اور انبساط اور انقباض مین مدد ریہ ہی سوم ریہ یعنی شش ہی جو کہ گوشت وریدی اور غضاریف
قصبہ ریہ اور شرائین نابتہ من القلب سے مخلوق ہی اور اُسکے مجموعہ پر ایک غشاء ہی یہ عضو فی نفسہا بے حس
وحرکت ہی لیکن غشاء اُسکا قدرے ذی حس ہی اور نفع اُسکا ترویح قلب ہی اور آلات حلق قصبہ ریہ اور
مری اور حنجرہ اور لہات اور لوزتین ہین۔ اور آلات غذا اصل مین تین ہین یعنے معدہ اور
جگر اور طحال لیکن سوائے انکے اور بھی ممد ومعاون ہین جنکا ذکر عنقریب آتا ہی یہان صرف اصول
کو مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہی پس معدہ ایک عضو مثل کدو کے ہی جو کہ گوشت اور عصب اور
عروق اور شرائین سے مرکب ہی ایک منہ اُسکا حلق کی طرف ہی اُسے فم معدہ بولتے ہین یہ گوشت
سے عاری ہی۔ دوسرا منہ اُسکا ناف کے جانب ہی اُسے قعر معدہ کہتے ہین اسمین گوشت ہی
اسلئے ہضم اسمین زائد ہی اور اسکے دو طبقے ہین داخلی اور خارجی داخلی بسبب حس کے عصبانی ہی اور

امداد ہضم اور تکون حرارت کے لیے لحمانی ہی۔ غذا اُسمین ہضم ہوکر مستحیل بکیلوس ہوجاتی ہی اور کبد عضو رئیس لحمانی ہی کہ گوشت اور عروق اور شرائین اور غشاء ساتر سے مخلوق ہی اور رنگت مین مثل خون جامد کے ہی۔ خود تو بحس ہی لیکن غشاء اُسکا حس دار ہی۔ اور عروق غیر ضوارب جنکو اورده کہتے ہین اسی سے نکلتے ہین۔ اور منفعت اسکی تولید خون تغذیہ اعضاء کے لیے ہی۔ اور طحال عضو لحمانی زبان کی شکل پیدا ہی ایک سخلخل گوشت اور شرائین سے مرکب ہی اور رنگت اُسکی مائل بسیاہی مشابہ رنگ جگر کے ہی تو اسمین حس نہین لیکن غشاء اُسکا بہت حس رکھتا ہی اور محل اُسکا بائین طرف ہی۔ محدب اُسکا مماس اضلاع ہی اور مقعر اُسکا قعر معدہ سے متصل ہی اور عروق اور شرائین اُسمین متصل ہین اور وہ ظرف مرہ سوداکا ہی۔ اور نفع اُسکا کھینچنا سوداکا کبد سے ہی۔ اور اُسمین دو مجری ہین ایک تو کبد سے متصل ہی تاکہ سوداکو اُس سے جذب کرے اور یہ رستہ بڑا گنتر ہی۔ اور دوسرا قعر معدہ سے مل رہا ہی تاکہ سودا معدہ پہ گراکر موجب اشتہا ہو اور یہ رستہ خرد تر ہی اور تپر ز کا خاصہ ہی کہ جب فربہ ہوجاتی ہی تو بدن لاغر ہوجاتا ہی اور جب دُبلی ہوتی ہی تو بدن فربہ ہوجاتا ہی۔ اور منجملہ آلات غذا امعاء ہین جو کہ اوردہ اور شرائین اور لیفات عصبانی سے مخلوق ہین اور ایک ساتھ عصبانیہ ذی حس دو نون ہین اور وہ چھ قسم ہین تین اور وہ اوپر کو علیا کہتے ہین اور انمین ہضم زیادہ ہی لقربہا بالمعدۃ والکبد اور انمین چربی نہین ہی تقربہا بالاعضاء الحارہ۔ اول اثنا عشری ہی طول اُسکا بارہ اُنگل مضموم صاحب اُسکے کا ہی اور اسمین کجی نہین بلکہ مستقیم الطول ہی اور اُسکے منھ کو علی الاصح بواب کہتے ہین اور تمام اور وہ پر بھی یہ نام اطلاق کیا جاتا ہی تسمیۃ الشئ باسم اشرف اجزائیہ۔ دوم صائم ہی اکثر یہ رودہ خالی رہتا ہی اور پیچدار ہی تاکہ غذا اُسمین دیر تک مستقر رہے سوم دقیق ہی یہ رودہ بھی پیچدار اور نہایت تنگ ہی اور تین رودہ نیچے کو سفلی کہتے ہین انمین چربی سطح کے طور پر بچھائی گئی ہی اور انمین ہضم کمتر ہی۔ اول اعور ہی اسکو مدخل اور مخرج کے لیے صرف ایک ہی مجری مقرر ہی چنانچہ جو اسمین آتا ہی رجع القہقری وہین سے نکلتا ہی دوم قولون ہی چونکہ قولنج اسمین بیشتر واقع ہوتا ہی اسلیے اُسکو قولون کہتے ہین تسمیۃ الشئ باسم الحال سوم معاء مستقیم ہی یہ سب سے آخر اور مقعد سے متصل ہی اور جاننا چاہیے کہ ثفل جب تک اعور اور قولون تک نہ پہونچے متعفن نہین ہوتا۔ اور منفعت عامہ امعاکی دفع ثفل طعام ہی۔ اور زبان اور دہان اور لب اور ہونٹھ اور مری اور شرب اور گردہ اور مثانہ اور مرارہ وغیرہ بھی آلات غذا سے شمار کیے گئے ہین اعضاء شعور دماغ اور نخاع اور آنکھ اور کان وغیرہ ہین پس دماغ عضو رئیس اور محل روح نفسانی ہی اور مخ اور اوردہ اور شرائین اور غشاء رقیق جسکو ام الدماغ کہتے ہین اور غشاء صلب جو کہ مماس قحف ہی سے

غیر جہندہ ١٢ — فی ذاتہا ١٢ — استخوانہاے پہلو ١٢ — تلی ١٢ — بسبب قرب اسکے معدہ اور جگر سے ١٢ — بسبب قرب اسکے اعضاء گرم سے ١٢ — موسوم کرنا ایک شی کو اشرف اجزا اسکے نام سے ١٢

شکل دماغ

بطن اول

بطن ثانی

بطن ثالث

مرکب ہی اور شکل اُسکی مثلث مخروطی ہی اور قاعدہ اُسکا مقدم راس ہی۔ اور دماغ میں جہۃ العرض
پیشانی سے مؤخر سر تک تین حصوں پر منقسم ہوتا ہی اُسکو بطون ثلثہ دماغ کہتے ہیں اور بطن اول
فراخ ہی۔ اور بطن اوسط کے نیچے ایک تجویف ہی اُسکو معصرہ کہتے ہیں فضلات دماغی اُس جگہ جمع ہوتی ہیں
اور نالوں سے اترتے ہیں اور ذکر اُسکا تفصیل وار باب دوم میں آتا ہی۔ اور نخاع مشابہ جوہر دماغ اور اُسکا
خلیفہ ہی اور اُسکے لیے تین غشا ہیں۔ گویا نخاع مثل نبالہ دماغ کے ہی کہ فقرات پشت میں منحدر
ہوکر استخوان عصعص تک پہونچ گیا ہی۔ اور آنکھ اعضاے شریفہ سے ہی ہر ایک سات طبقہ اور تین
رطوبت سے مرکب ہی جنکے نام اس شعر میں درج ہیں قطعہ کرد آفریدگار تعالی بہ لطف خویش
چشمت بہ ہفت پردہ و سہ آب منقسم * صلب و مشیمہ شبکہ زجاجی و پس جلیدیہ * پس عنکبوت و بیضی
و عنب قرنی و ملتحم * اور کان گوشت محض اور غضروف اور عصب حساس سے مرکب ہی اور نفع اُسکا
آواز کو جمع کرنا اور قبول کرنا ہی تاکہ صماخ تک پہونچ جاوے۔ اور ناک گوشت اور غضروف اور اعصاب
اور عروق سے مرکب ہی۔ اور منفعت اُسکی زینت چہرہ کی اور ادراک رائحہ کا ہی۔ اور اعضاے آلات
تناسل انثیین اور قضیب اور رحم ہی۔ پس انثیین گوشت سفید غدودی اور عروق اور شریانات سے
مرکب ہیں اور منافع اُسمیں بہت ہیں اور اوردہ اور شرائین وغیرہ اُسکی ارد گرد ہیں چنانچہ منی اُن
عروق سے خصیتین میں حاصل ہوتی ہی اور اُسمیں جمع ہوکر نضج پاتی ہی اور بسبب بیاض جوہر
انثیین کے سفید ہوجاتی ہی جیسے خون طمثی پستان میں اگر دودہ سے بدل جاتا ہی۔ اور منی فضلہ
ہضم رابعہ سے ہی اور انثیین میں پہونچکر صلاحیت اور استعداد تولید کی اُسمیں حاصل ہوتی ہی
اور طریق حصول منی کا باب چہارم کے فصل دوم میں تشریحاً بیان ہوگا فانتظرہ اور خصیتین مردونکے
بزرگ اور ظاہر اور مستدیر ہوتی ہیں بخلاف عورات کے کہ اُنکے عریض اور صغیر اور طرفین فرج میں
پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اور اُنکے مزاج پر کئی جہت سے استدلال کر سکتے ہیں۔ اول بالوں کی جہت سے
کیونکہ جب عانہ اور نواحی ناف میں بال زیادہ ہونگے اور عانہ میں بہت جلدی ظاہر ہونگے تو مزاج انثیین
کے گرم ہونگے۔ اور اگر بال با وصف کثرت کے سخت اور غلیظ ہوں تو مزاج اُنکے گرم خشک ہونگے
اور اگر بال نرم اور رقیق ہونگے تو گرم تر ہونگے اور اگر عانہ اور اُسکے نواحی میں بال تھوڑے ہوں اور
ظہور اُنکا بطی ہو تو مزاج اُنکے سرد ہونگے۔ اور اگر با وصف قلت کے خشن بھی ہوں تو مزاج سرد
خشک ہونگے اور بال اگر نرم ہوں تو سرد تر ہونگے دوم جوہر منی کے جہت سے پس اگر منی کثیر اور
غلیظ ہوگی تو حرارت مزاج انثیین پر دال ہوگی۔ اور اگر رقیق قلیل ہوگی تو برودت مزاج کی علامت ہی اور اگر

شدید الغلظ ہی تو یبوست مزاج کا نشان ہی اور اگر رقیق مائی ہی تو رطوبت کی دلیل ہی سوم افعال کے
جہت سے پس اگر انسان کثیر المنی قوی الانعاظ کثیر التولید (خصوصاً ذکور) ہو تو حرارت مزاج انثیین پر دال
ہوگا اور عکس اسکا برودت مزاج کی علامت ہی اور اگر انسان بہت جماع کرسکتا ہی اور باوصف کثرت جماع کو کوئی
تکلیف نہین پاتا اور اُسکے اولاد مذکر بہت ہو تو مزاج اُسکا گرم تر ہی پس اگر مزاج مذکور مین افراط ہوگا تو ایسے
شخص کو جماع سے بالکل صبر نہوگا اور اگر آدمی جماع کی طرف سریع الحرکت اور معہذا سریع الانزال ہو اور بقدر
اوسط پر جماع کرسکتا ہی اور افراط پر قادر نہو اور اُسکی اولاد مذکر بہت ہو تو حرارت اور یبوست کی علامت ہی
اور اگر بطی الانتشار ہو اور معہذا قلیل النشاط بھی ہو تو برودت اور یبوست کا نشان ہی اور ایسا ہی جنکی
انثیین کے مزاج سرد تر ہون مگر ایسے شخصون کی منی بہ نسبت مزاج خشک کے رقیق ہوتی ہی اور صاحب مزاج
یابس کی منی قلیل اور غلیظ ہوتی ہی اور ایسے شخص جنکے مزاج سرد خشک اور سرد تر ہون قلیل التولید ہوتے ہین
اور تولیدانات انکی یان اکثر ہوتی ہی اور قضیب گوشت قلیل اور اعصاب اور شرائین اور اوردہ کثیرہ اور
رباطون اور عضلون سے مرکب ہی اور خلل اُسکا گوشت سے پُر ہی اور اصل قضیب کا ایک رباط مجوف ہی
کہ استخوان عانہ سے نکلے ہی اور جزو اعظم اُسکے تحریک مین عضلہ ہی اور اُسکے نعوظ یعنی انتشار کی یہ
علت ہی کہ تجاویف اُسکی ریح سے اور شرائین روح سے اور اوردہ روح سے ممتلی ہو جاتی ہین۔
اور پوشیدہ نرہے کہ قوت نعوظ قضیب کے دل سے ہی اور حس اُسکی عصب نخاعی سے ہی کہ فقرات پشت سے
ظاہر ہوا ہی اور اصل اُسکا دماغ سے ہی اور غذا اُسکی جگر سے آتی ہی اور شہوت مباشرت کی جگر اور گردہ سے
ظہور پاتی ہی اور صحت اس امر کی اعضائے رئیسہ کے صحت پر موقوف ہی اور اصل تمام کلول ہی۔ اور قضیب
کے لیے بسبب اجتماع اعصاب کثیرہ کے حس بہت ہی خصوصاً حشفہ کے لیے تو حس غایت درجہ کی ہی
تاکہ انسان مجامعت سے لذت بردار ہو اور موجب بقائے نوع ہو۔ اور فائدہ اسکا ایصال مادہ منی کا
اپنے مستقر مین ہی۔ اور قضیب مین تین مجری ہین۔ مجری بول مجری منی مجری ودی اور یہ تینون
راہین اصل قضیب مین متمایز الوجود ہین اور احلیل مین پہونچکر تمام کھلین ہین اور احلیل اصل قضیب
سے آخر حشفہ تک سوراخ واحد ہی۔ اور طول قضیب کا اکثر چھ انگل مضمومہ صاحب قضیب سے
کم گیارہ انگل مضمومہ سے زیادہ نہین ہوتا اور طول عنق رحم کا بدستور ہی۔ اور رحم لیفات
عصبانی سے مرکب ہی اور اُسکے دو طبقہ ہین اور شکل اُسکی مثل قضیب مقلوب کے ہی اور موضع اُسکا
درمیان مثانہ اور معاے مستقیم اور ناف کے ہی۔ اور کئی ایک عروق کے منہ واسطے دفع فضلہ طمثی اور تغذیہ
جنین کے لیے اسمین ملے ہوے ہین اور محاذی فم فرج کے اسکو ایک مجری ہی جس سے حیض اور جنین

سلہ زیادتی منی والا ۱۲
سلہ جلدی انزال کرنیوالا ۱۲
سلہ تھوڑی منی والا ۱۲
سلہ تھوڑی پیدائش والا ۱۲

خارج ہوتے ہین اور اسی راستہ سے منی رحم مین واصل ہوتی ہی اُسکو عنق الرحم بولتے ہین یعنی رحم کی
گردن اور یہ گردن فرج داخلی تک جو کہ قریب منفذ بول کے ہی واصل ہوتی ہی اور شکل اُسکی ایسی ہی
جیسے ایک آستین دوسری آستین مین داخل کرین اسی کو منفذ فرج بولتے ہین اور دخول قضیب کا
نفس گردن رحم مین ہوتا ہی کیونکہ مراد منفذ فرج سے تجویف گردن رحم ہی۔ اور یہ گردن اگرچہ
عضلی اللحم اور غضروف سے مشابہ ہی الا باطن اُسکا نرم اور گوشت دار ہی تاکہ قضیب کو آسیب
نہ پہونچے اور مانع لذت دخول کا نہو اور یہ گردن شکن دار ہی تاکہ وقت مجامعت حسب درازی قضیب
کے دراز ہو سکے۔ اور اصل گردن مین کہ مقطع وصول سر آلت ہی بعد دخول کے ایک فم فنی سی معلوم
ہوتی ہی اُسی کو فم رحم کہا جاتا ہی اور مس سر قضیب کا فم رحم سے موجب لذت اور باعث انزال عورت
ہی اور فم رحم پر ایک جھلی رقیق سی ہی کہ ازالہ بکارت اُس سے مراد ہی۔ اور فم رحم ہمیشہ بند رہتا ہی
خصوصاً حالت حمل مین تو ایسا منضم ہو جاتا ہی کہ سر مجوہ بھی اُسمین داخل نہین ہو سکتا لیکن حالت جماع
مین منی نکلنے کے لیے فراخ ہو جاتا ہی کیونکہ رحم کو بالطبع جذب منی کا بہت شوق ہی اسی لیے
وقت مجامعت کے فرج کی طرف مائل ہوتا ہی لہذا اطبا نے لکھا ہی ان الرحم کانہ حیوان فی البطن ان
یتحرک نحو المطلوب و ہو منی الطیب۔ اور ایسا ہی وقت وضع حمل کے کشادہ ہو جاتا ہی اور اسی جگہ خایہ
گردن رحم سے بطن فرج مین خصیتین موضوع ہین چنانچہ ذکر تفصیلی انکا عنقریب آتا ہی۔ اور رحم بالغ کا
مثانہ سے چھوٹا اور عند الحیض حجم چند اسکے ہو جاتا ہی اور وقت حمل کے اُس سے کلان تر ہو جاتا ہی
اور رحم کے دو طبقہ ہین ظاہری اور باطنی یعنے داخلی اور خارجی۔ طبقہ داخلی مین رگین بہت سی
منہ رگون کے جرم طبقہ مذکورہ مین گڑھون کے مانند واقع ہین انکو نقر الرحم کہتے ہین خون طمث انہی
سے باہر آتا ہی اور غذا بچہ کی بھی اسی مکان سے پہونچتی ہی اور طبقہ مذکورہ عورتون مین [illegible]
دو خانہ رکھتا ہی گویا دو رحم ہین لیکن گردن دونون کی ایک ہی ہی اور دیگر حیوانات مین خانہ رحم
عدد پستانون کے موافق ہوتے ہین اور اکثر اُسی قدر بچہ لاتی ہین۔ اور چونکہ رحم انسانون نیز
دو خانہ رکھتا ہی اکثر ایک شکم مین دو بچہ تولد ہوتے ہین لیکن بعض عورتون مین مشاہدہ کیا گیا ہی
کہ ایک حمل مین تین یا چار بچہ بھی متولد ہوتے ہین۔ ہو سکتا ہی کہ رحم انکا اسی قدر خانہ رکھتا ہو
یا دو بچہ ایک خانہ مین متولد ہوے ہون بامر اللہ القادر المتعال۔ اور طبقہ خارجی مثل غلاف کے ہی
کہ ایک تجویف سے زائد نہین رکھتا اور طبقہ باطنی پر مشتمل اور محیط ہی۔ اور خصیہ عورتون کے مشابہ
خصیہ مردون کے ہین لیکن فرق اسقدر ہی کہ مردون کے خصیہ تنگ اور گول اور مائل الطول ہوتے ہین

اور دونون پر غشا ایک ہی اور عورتون کے خصیہ چھوٹے اور گول مائل باستدارت ہوتے ہین اور
ہر ایک غشاء علیحدہ رکھتا ہی لیکن کیسہ مجلل غشا دونون کا ایک ہی ہی اور اوعیہ منی جیسا مردون مین
انثیین سے قضیب تک آیا ہی عورتون مین بھی بوسیلہ قاذف کے رحم مین آیا ہی اور جاننا چاہیے کہ
دو رگین معوج مستقیم الجوف بیضتین سے خاصرتین تک پہونچکر حالبین گوئین ہین اور دونون طرفین
انکی اربتین سے مرتبط ہوکر فم رحم مین پہونچی ہین اور جون ہی طرف رحم سے پیوستہ ہی قاذف الرحم کے
نام سے موسوم ہی یعنے منی کو رحم مین ڈالنے والا۔ ایک قاذف یمنی اور دوسرا یسری یعنی دایان بایان
اور منفذ اوعیہ عورتون کا تنگ ہی لہذا انکو انزال ایک دفعہ نہین ہوتا بلکہ بدفعات متعدد ہوتا ہی
اسلیے عورات تکرار اور کثرت جماع سے ضعیف نہین ہوتین۔ بخلاف مردون کے کہ اوعیہ منی انکا
بہ نسبت عورات کے وسیع ہوتا ہی اور انکو دفعۃً ہوجاتا ہی اور تکرار اور کثرت جماع سے ضعیف ہوجاتے ہین
اور کنارہ فم رحم مین دائین اور بائین دو فرزونی ہین پست اور بعض انکو قرنی الرحم کہتے ہین وقت
مجامعت کے ترنجیدہ ہوتے ہین اسی باعث سے فم رحم کا منہ کھولکر آگے کو مائل ہوتا ہی اور طول منفذ
فرج کہ عبارت عنق رحم سے ہی اکثر چھ انگل مضمومہ اسکی صاحب سے کم اور گیارہ انگل سے زیادہ نہین
ہوتا اور آلت مردون کی بدستور ہوتی ہی اور توافق مرد اور عورت کا اس امر مین موجب موافقت
اور محبت باہمی کا ہوتا ہی اور عدم تطابق باعث مخاصمت و عقر کا ہوتا ہی تنبیہ جو کچھ مقدار طول
عنق رحم مین بیان کیا گیا ہی اکثریہ ہی کلیہ نہین ورنہ اس سے کم اور زیادہ بھی ہوسکتا ہی اور نیز کثرت
جماع کی سطول عنق رحم ہی۔ اور منفعت رحم کی یہ ہی کہ منی اسمین قرار پکڑتی ہی اور جنین اس سے متولد
ہوتا ہی چنانچہ کیفیت تولد جنین کی اس جگہ مختصر طور پر لکھی جاتی ہی انتباہ جاننا چاہیے کہ اگر منی مرد
اور عورت کی ایک زمانے مین رحم صحیح نقی مین گرے یعنے انزال مرد اور عورت کا اکٹھا واقع ہو
اور رحم مین کوئی عارضہ یا کوئی سبب مانع حمل نہووے مثل سیلان منی اور سوء مزاج طرفین کے یا رقت منی
ایک دونون کے یا خامی مادہ یا مثل اسکے اور نیز واردات خارجیہ و موجبات بدنی اور نفسانی سے کہ
باعث انزلاق منی ہوتے ہین کوئی عارضہ لاحق نہو تب بامر اللہ الخالق قوت عاقدہ سے جو کہ منی مرد مین ہی
اور قوت منعقدہ سے کہ منی عورت مین ہی دونون منی مین امتزاج پیدا ہوتا ہی اور چار نقطہ سفید ابھرے ہوئے حباب کے
مانند ظاہر ہوتے ہین ایک محل دل مین۔ دوم محل دماغ مین۔ سوم محل جگر مین۔ چہارم سب سے بڑا
رفتہ رفتہ سب پر محتوی ہوتا ہی اور شاخ باریک کے اسپر چھا جاتا ہی اسکے اندر ایک حرارت
دونون منی سے قائم ہوتی ہی جسکو حرارت غریزی اور حرارت اصلی کہتے ہین اس حرارت کے قائم

رہنے تک بقاے زندگی ہی اور اسی کے قلت اور کثرت سے ضعف اور قوت حاصل ہوتی ہی اور
منھ عروق رحم کے اُس سے متصل ہوتے ہین تا کہ مجری ہذا سے غذا طفل کو پہونچے اور اُسکو حالت اولی کہتے ہین
اور یہ سات روز مین تمام ہوتی ہی بعدہ نقطہاے مذکورہ مائل بسرخی ہوجاتے ہین اور آثار اعضا اور منافذ عروق کے
اُنمین پیدا ہوجاتے ہین اور رحم مان کی رگون کا منھ نقطہ جگر سے اور گرداگرد غشا کے جالتا ہی اُنسے قدرے
قدرے غذا پہونچنے لگتی ہی اور جنین کے ناف کی طرف خون حیض کا جاری ہوتا ہی اُسکو حالت ثانیہ کہتے ہین
اور یہ چار روز مین ختم ہوتی ہی پھر بقول بعضے مقام ناف پر ایک نقطہ قائم ہوتا ہی اور ان سب نقطون
سے اول تکمیل ناف کی ہوتی ہی اور رگین اُس ناف سے آکر متعلق اور جمع ہوتی ہین اور ناف کے مقام
سے خون حیض کہ وہی غذا ہی پہونچا کرتا ہی بعدہ علقہ[١] ہوجاتا ہی اور اُسکو حالت ثالثہ کہتے ہین
اور یہ چھ روز مین تمام ہوتی ہی بعد ازان مضغہ[٢] ہوجاتا ہی اور بعض اعضاء ایک دوسرے سے متمائز
ہوتے ہین اور بذریعہ اُن عروق کے جو مان کے رحم سے ناف کے متعلق ہوگئے ہین خون طمثی
اور حیوانی رحم مان سے اُسپر مترشح ہوتا ہی اور واہب الصور سے قبول صورت حیوانی
کے استعداد حاصل کرتا ہی اُسکو حالت رابعہ کہتے ہین اور یہ بارہ روز مین تمام ہوتی ہی
اور مزاج ذکوریت[٣] اور انوثیت[٤] بحسب فیضان مزاج اور مادہ کے قائم ہوجاتی ہی اور اعضاء اصلی سب درست
ہوجاتے ہین اور یہ حالت خامسہ ہی تین دن مین ختم ہوتی ہی بعدہ تمام اعضا جو مخلوق ہوتے ہین اور
عروق اور مجاری اور مفاصل ظہور پاتے ہین اور ایک طرح کا مزاج قرار پاتا ہی اسکو حالت سادسہ
کہتے ہین اور یہ پانچ روز مین تمام ہوتی ہی لیکن مخفی نرہے کہ جسقدر تعین ایام اور حالت سے کہا گیا ہی
اکثری ہی کلیہ اور دائمیہ نہین اور نیز ثابت ہوچکا ہی کہ حالات مذکورہ حمل پسر مین نسبت حمل دختر کے
کم ایام مین واقع ہوتے ہین چنانچہ لکھا ہی کہ خلقت پسر کی تیس دن سے چالیس دن تک تمام ہوتی ہی
اور خلقت دختر کی چالیس دن سے پچاس روز تک ختم ہوتی ہی اور بعد اختتام ان سب حالات کے چھ
ماہ تک کہ اقل مدت وضع حمل ہی بچہ بڑھا کرتا ہی۔ اور معلوم کرنا چاہیے کہ منی جب رحم مین گرتی ہو
اُسکو نطفہ کہتے ہین اور جب کئی دن اُسپر گذرین اور جھلی سی اُسپر ظاہر ہووے جیسے خمیر کو تھوڑا ان
کچھ دیر رکھین تو اُسپر ایک پوست رقیق سا آجاتا ہی ایسی حالت مین اُسکو علقہ (یعنی لہو کی پھٹکی)
کہتے ہین اور جب گوشت ہوجاوے اُسکو مضغہ بولتے ہین اور جب شکل اعضا کی اور خطوط اُنکے
ظاہر ہون تو اُسکو جنین کہتے ہین اور جب حس اور حرکت کا اُسمین فیضان ہوجاوے تب حیوان سے
موسوم کرتے ہین اُسوقت اُسکو مجازاً جنین کہا جاتا ہی۔ اور جاننا چاہیے کہ جنین دو چند ایام

[١] لہو کی پھٹکی ۱۲
[٢] گوشت کی بوٹی [illegible]
[٣] [illegible] ۱۲
[٤] [illegible] ۱۲

خلقت مین حرکت کرتا ہی اور چند ایام حرکت مین خروج پاتا ہی شلاً ہر چہ حالات مذکورہ اگر ۲۹ تئیس دن
مین تمام ہووین تو ستر دن کے بعد جنین حرکت کرتا ہی اور دوسو دس ۲۱۰ روز کے بعد کہ سات ماہ ہوتے ہین
خروج کرتا ہی ۔ اور اکثر بچہ مرتا نہین ۔ اور اگر پیدایش اسکی چالیس روز مین تمام ہووے اسی روز
مین حرکت کرتا ہی اور دوسو چالیس روز کے بعد کہ آٹھ ماہ ہوتے ہین خروج پاتا ہی اور عادت اللہ جل شانہ[۱]
کی ایسی جاری ہی کہ یہ مولود جلدی مرجاتا ہی اور گاہے ایک ہفتہ تک زندہ بھی رہتا ہی وذلک نادر
اور اگر پینتالیس روز مین خلقت اسکی تمام ہووے تو نوّے دن کے متحرک ہوتا ہی اور دوسو ستر روز مین
کہ نو ماہ ہوتے ہین خروج پاتا ہی اور باقی رہتا ہی اور اکثر ایسا ہی واقع ہوتا ہی واللہ علم بحقیقۃ الحال ۔

انتباہ آٹھ ماہے بچہ کے زندہ نہ رہنے پر اطبا نے کئی دلائل بیان کئے ہین از انجملہ جو کہ عمدہ اور معقول ہی
وہ یہ ہی کہ مولود ساتوین ماہ مین بسبب تمام ہونے خلقت کے حرکت کرتا ہی پس اگر صحیح المزاج اور قوی الحال ہی
تو اللہ کے اذن سے پردون کو چیر پھاڑ کر باہر نکل آتا ہی پھر بسبب قوت مزاج ہواے خارج سے اگر متضرر
نہوا تو زندہ رہتا ہی والا مرجاتا ہی اور اگر کم قوت ہی تو ساتوین ماہ مین پردون کو نہ توڑ سکیگا لیکن اس حرکت
اور اضطراب سے خستہ اور متالم ہو جائیگا پس اگر نہایت ہی ضعیف اور رنجور ہی شکم ہی مین مرجائیگا
اور اگر آٹھوین مہینے رحم مین ٹھہر گیا اور نوین ماہ تک پہونچ گیا تو حرکت اضطراری الم اور خستگی زائل ہو جاتی ہی
اور سر نو قوت حاصل ہوتی ہی اور نوین مہینے صحیح و سالم باہر نکلتا ہی اور زندہ رہتا ہی چنانچہ اکثر ایسا
واقع ہوتا ہی ۔ اور اگر بموجب کسی باعث اندرونی یا بیرونی کے پھر آٹھوین مہینے حرکت کر کے باہر نکلیگا
تو خستگی اس حرکت کی علاوہ خستگی سابق کے ہو جائیگی اور ہواے خارجی نسبت اسکے بہت ہی غریب ہی
پس بالضرور ہلاک ہو جائیگا ۔ اور جلدی اور دیر سے مرنا مولود کا حسب قرب اور بعد زمان حرکت اول ہی
جو کہ ماہ ہفتم مین ظاہر ہوئی تھی پس اگر شروع ماہ ہفتم پر حرکت ہوئی ہو اور آخر ماہ ہشتم پر متولد ہو تو
بسبب زوال مانع حیات کے کہ خستگی اور الم ہی زندہ رہ سکتا ہی پس اس توجیہ پر قول عوام الناس
کا کہ مولود آٹھ ماہا ہرگز زندہ نہین رہتا اگرچہ ماہ ہشتم مین سے ایک ہی روز باقی رہا ہو عند الاطبا
لائق اعتبار نہوگا ۔ اور جاننا چاہیے کہ خون حیض کا حاملہ مین تین حصون پر منقسم ہوتا ہی ۔ ایک حصہ
واسطے غذا جنین کے صرف ہوتا ہی ۔ اور دوسرا حصہ فضلہ ذخیرہ مادہ شیر کے لیے پستان کی طرف جاتا ہی
اور تیسرا حصہ فضلہ بنکر رحم مین رہتا ہی تاکہ خروج جنین اور مشیمہ کا سہولت سے ہو سکے اور بوقت نفاس کے
تمامہ خارج ہو جاتا ہی اور یہ بھی واضح رہے کہ جنین پر تین پوششین ہوتی ہین ۔ پوشش اول مشیمہ
سے خارج ہی اور وہ ایک غشا ذی صفاقین رقیقین ہی کہ مابین انکے رگین بنی ہوئی ہین اور یہ غشا مذکورہ دیگر

[۱] اسکی شان بزرگ ہی ۱۲ ۔ [۲] اور رحم ہوتا ہی ۱۲ ۔ [۳] اور عذاب مستمر جاتا ہی حقیقت حال کو ۱۲ ۔ [۴] چھیچڑی سی ہی ۔ پتلی سی جھلی ۔

غشیہ پر محیط ہی۔ پوشش دوم کہ بعد مشیمہ کے ہی لفافے سے مسمی ہی لانہ یشبہ اللفائف اور غشاء
مذکورہ منصب بول جنین کا ہی اور بول جنین کا کہ مثانہ سے طرف غشاء ہذا کے گرتا ہی ناف جنین کے راستہ
ہوکر باہر نکلتا ہی احلیل سے خارج نہین ہوتا کیونکہ مولود جبتک رحم مین ہی مجری احلیل کا نہایت تنگ ہوتا ہی
اور ایک عضلہ اسپر محیط ہوتا ہی۔ اور خروج بول کا اس راستہ سے بے ارادہ نہین ہو سکتا بخلاف
رستہ ناف کے کہ بالطبع اور بے ارادہ بول اُس سے باہر آتا ہی۔ اور بالفرض اگر بول کے لیے کوئی
مجمع نہوتا تو رحم مین گرتا اور شدت الم سے درد قوی ہوتا اور اگر مشیمہ مین گرتا تو بھی موجب فساد ہوتا۔
پوشش سوم وہ غشا ہی کہ بعد لفافے کے اور ملاقی نفس جنین کے ہوتا ہی اور یہ غشا تمام اغشیہ مذکورہ سے
رقیق تر ہوتا ہی اور فضلہ عرق جنین کا اسمین گرتا ہی۔ اور اسکا نام غرس ہی۔ اور چونکہ غذا جنین کی نہایت
رقت اور لطافت مین ہوتی ہی فضلہ براز کا کمتر جمع ہوتا ہی اسی لیے براز کے لیے کسی ظرف کی حاجت
نہین پڑتی۔ اور تھوڑا سا فضلہ برازی جو مدت حمل مین امعا کے اندر جمع ہوتا ہی چونکہ وہ نہایت قلت
مین ہی طبیعت اُسکے دفع کرنے مین توجہ نہین کرتی۔ اسی لیے ایک غشا منفذ دبر پر محتوی ہوتا ہی
کہ دایہ اُسکو بعد تولد مولود کے انگشت خنصر سے پھاڑ دیتی ہی اسوقت فضلہ برازی مجتمعہ سابقہ خارج
ہوتا ہی اور کیفیت اور صورت جنین کی رحم مین بننے کی خاتمہ کی فصل دوم مین بیان کی گئی ہی فائدہ
اعضاء مرکبہ کئی قسم ہین۔ بعضے مرکب اولی ہین۔ اور وہ یہ ہین کہ اجزاء مرکبہ مفرد ہوان مثل عضلہ کے
کہ گوشت اور رباط اور عصب اور غشاء سے مرکب ہی اور تمام یہ عضو معدودہ مفرد ہین۔ اور بعضے مرکب
ثانوی ہین اور وہ یہ ہی کہ اجزاء مرکب کے بھی مرکب ہون مثلاً آنکھ کے جو کہ عضلات اور رطوبات اور طبقات
سے مرکب ہی اور ایسا ہی انگلی جو کہ عضلہ اور گوشت اور جلد اور استخوان اور وتر سے مرکب ہی۔ اور بعضے مرکب ثالثی
ہین مثل چہرہ کے جو آنکھ اور ناک اور چشم اور رخسارہ اور لب اور گوشت اور ہڈی وغیرہ سے مرکب ہی۔ اور ایسا ہی
کف دست جو انگلیون اور رسغ سے مرکب ہی۔ اور بعضے مرکب رابعی ہین مثل سر کے اس جگہ ما فوق العنق سے
مراد ہی صرف استخوان جمجمۃ الدماغ مراد نہین جو کہ چہرہ اور کان اور دماغ وغیرہ سے مرکب ہی۔ اور ایسا ہی ہاتھ
جو کہ کف دست اور رسغ اور کلائی اور بازو سے مرکب ہی ہکذا فی شرح الجیلانی رح فصل دوم اسباب ستہ ضروری
صحت کے بیان مین۔ اور وہ دو قسم پر ہین قسم اول مزاج ہی اور وہ ایک کیفیت ملموسہ او کیفیات اربع مین متوسط
ہی جو کہ امتزاج عناصر اور فعل اور انفعال صورت اور مواد متضادہ ارکان سے حاصل ہوتی ہی اس حیثیت
سے کہ حدت اور تیزی ہر ایک کی دوسرے سے منکسر ہو جاتی ہی۔ اور وقت تمام ہونے فعل و انفعال کے
ایک کیفیت متشابہ الاجزاء حاصل ہوتی ہی کہ اُسکو مزاج کہا جاتا ہی اور تشابہ اجزاء کے یہ معنی ہین کہ ملمس

ہین کیفیات مین موافقت معلوم ہو۔ باین معنی کہ اگرچہ حرارت جزو ناری سے قائم ہی اور برودت جزو مائی سے لیکن ممتزج مین حس تفاوت نہین کرسکتی مثل سکنجبین عسلی کے کہ وہ شہد اور سرکہ سے مرکب ہی ہرچند حلاوت شہد سے قائم اور حموضیت سرکہ سے متعلق ہی لیکن مجموع دونون سے ایک کیفیت ثانوی ایسی حاصل ہوتی ہی کہ ہر دو کیفیات متمائزہ کو ڈھانپ دیتی ہی اور بسبب اسکے کیفیت علیحدہ ہر ایک کی دریافت نہین ہوسکتی پس کیفیات متشابہ یا تو حاق وسط مین ہوگی چنانچہ کوئی طرف کیفیات اربعہ سے مائل نہوگی بلکہ مقادیر کیفیات متضادہ کے ممتزج مین متساوی ہونگے اسکو معتدل حقیقی کہتے ہین کیونکہ حقیقت اعتدال کی یہی ہی۔ اور نیز معتدل بالفرض کہتے ہین اسلیے کہ وجود اسکا خارج مین محال ہی۔ اور یا طرف کسی کیفیت کے کیفیات اربعہ سے مائل ہوگی یعنے اعتدال حقیقی سے خارج۔ اور سوء مزاج اسی سے عبارت ہی اور اسکی دو قسم ہین۔ ایک وہ جو ایک کیفیت کی طرف مائل ہی اور وہ چار ہین۔ حار۔ بارد۔ رطب۔ یابس۔ دوسرا وہ کہ دو کیفیات کی طرف مائل ہو اور وہ بھی چار ہین۔ حار رطب۔ حار یابس۔ بارد رطب۔ بارد یابس اور ہر ایک انمین سے یا ساذج ہی یا مادی ساذج وہ ہی جسمین خلط غالب نہو۔ مادی وہ ہی جسمین کوئی خلط غالب ہو پس سولہ قسم مزاج غیر معتدل حقیقی کی حاصل ہوئین اور امثلہ انکے سدیدی مین مذکور ہین وہان مطالعہ کرلین اور خاتمہ کی فصل دوم مین تفصیل اسکی بیان ہوگی مگر یہ بات واضح رہے کہ تقسیم مذکورہ باعتبار قسمت عقلی کے ہی بلحاظ وجود خارجی کے نہین کیونکہ خارج مین وجود معتدل حقیقی کا محال ہی اسی واسطے اسکو معتدل بالفرض کہتے ہین لیکن معتدل مزاجی جو کہ مبحوث عنہ اطبا اور انکے وہان معتبر ہی وہ ہی کہ ہر ایک مرکبات کو کمیات اور کیفیات عناصر سے اسقدر دیا جاوے جسقدر اسکے مزاج کے مناسب ہووے مثلاً اسد یعنی شیر کو اسقدر حرارت لائق ہی جس سے وہ دلیر اور شجاع ہووے اسکو اعتدال اسدی کہتے ہین اور ارنب یعنی خرگوش کو اسقدر برودت مناسب ہی جس سے وہ ڈرپوک اور نامرد ہو جاوے اسکو اعتدال ارنبی بولتے ہین وقس علیہ غیرہما۔ اور یہ اعتدال تعادل اور تکافو کیفیات سے مشتق نہین جیسا قسمت عقلی مین مراد ہی بلکہ یہ اعتدال عدل فی القسمۃ سے مشتق ہی قال الشیخ المعتدل علی ہذا المعنی مشتق من العدل فی القسمۃ لا من التعادل الذی ہو التکافو۔ وتابعہ القرشی حیث قال لیس مشتقا من التعادل الذی ہو التکافو، وذلک لا وجود لہ فی الخارج بل من العدل فی القسمۃ اور چونکہ اعتدال مبحوث عنہ اعتدال حقیقی کے برخلاف ہی لہذا اسکو بھی معتدل بالفرض کہا جاتا ہی یعنے یہ اعتدال حقیقی نہین اور اسی اعتدال کو خصوصاً آٹھ اعتبار عارض ہوتے ہین کیونکہ اعتدال مزاجی یا بحسب نوع ہی جیسا اعتدال انسان مثلاً یا بحسب صنف ہی جیسا اعتدال انسان رومی اور ہندی و پنجابی وغیرہ یا بحسب شخص ہی جیسا کسی صنف سے ہو یا بحسب عضو خاص کے ہی مثل اعتدال جلد کے مثلاً اور ہر ایک یا باعتبار

خارج ہوگا یا باعتبار داخل چنانچہ اعتدال نوعی باعتبار خارج وہ ہی کہ انسان کو بہ نسبت سائر موجودات کے حاصل ہو اور اعتدال نوعی باعتبار داخل وہ ہی کہ کسی اعدل شخص کو اشخاص نوع انسان سے میسر ہووے والبواقی ایضاً کذالک پس یہ آٹھ اعتبار حاصل ہوے اور غیر معتدل ان معنون سے بھی سولہ اقسام مذکورہ پر منقسم ہوتا ہی چار مفرد۔ اور چار مرکب ۔ ہر ایک انمین سے سانج اور مادی ہی کما مر آنفاً ۔ جاننا چاہیے کہ اطباء کو اس مسئلہ مین اختلاف ہی کہ اعدل اصناف انسان کون لوگ ہین شیخ رئیس رح کا یہ مذہب ہی کہ ساکنین خط استواء کے تمام اصناف سے اعدل ہین کیونکہ بسبب محاذات معدل النہار کے اُس جگہ رات اور دن یکسان رہتا ہی اور حدت اور تیزی ہر ایک کیفیت کی دوسرے سے ٹوٹ جاتی ہی پس وہی لوگ باشندگان تمام بقاع سے اعدل ہین اور امام رازی رح کا یہ قول ہی کہ مزاج سکان اقلیم رابع کا تمام سے درجۂ اعتدال پر ہی اسلیے کہ وسط اقالیم ہی اور توالد اور تناسل اُس جگہ تمام اقالیم سے زائد ہوتا ہی اور بیان خط استوا اور معدل النہار اور اقلیم رابعہ کا باب اول مین تشریحاً آئیگا تنبیہ اعضاء کے مزاج مین مخفی نرہے کہ روح تمام چیزوں سے گرم تر ہی اُسکے بعد دل پس منی پس خون پس جگر پس گوشت پس عضل پس طحال پس گردہ پس شرائین پس اوردہ پس جلد اور سب سے سرد تر بدن مین بلغم ہی پس بال پس استخوان پس غضروف پس رباط پس وتر پس غشاء پس عصب پس نخاع پس دماغ پس شحم پس سمین پس جلد اور تمام سے تر بدن مین بلغم ہی پس خون پس سمین پس شحم پس دماغ پس نخاع پس پستان پس خصیتان پس ریہ پس کبد پس طحال پس کلیہ پس عضلہ پس جلد۔ اور سب سے خشک تر تمام بدن مین بال ہین پس استخوان پس غضروف پس رباط پس وتر پس غشاء پس شرائین پس اوردہ پس عصب حرکت پس دل پس عصب حس پس جلد یہ ترتیب حکیم جالینوس نے وضع کی ہی پس اس تقدیر جلد مطلق اعدل اعضا ٹھہری اور اُس سے اعدل جلد ہاتھ کی اور اُس سے اعدل جلد کف کی اور اُس سے اعدل جلد کف دست کی اور اُس سے اعدل جلد انگلیون کی اور اُس سے اعدل جلد انامل کی اور اُس سے اعدل جلد سبابہ کی اور اُس سے اعدل جلد انملہ سبابہ کی واللہ اعلم و علمہ اتم قسم دوم قوا ہے اور افعال ہین ۔ جاننا چاہیے کہ قوت عند الاطباء تین طرح پر ہی اور وہ یہ ہین قوت نفسانی اور قوت حیوانی اور قوت طبعی لیکن عند الفلاسفہ قوا ہے چار ہین اور وہ یہ ہین قوت حیوانیہ قوت نباتیہ قوت ملکیہ قوت ... اور تفصیل انکی حکماء کے طور پر یہ ہی کہ ہر قوت سے یا فعل واحد صادر ہوگا یا اکثر اور ہر دو صورت مین یا مع الشعور ہوگا یا بلا شعور پس جس قوت سے اکثر فعل مع الشعور صادر ہونگے وہ عند الحکماء قوت حیوانیہ ہی

معتدل ترین ۱۲ ۔ مواضع ۱۲ ۔ بہول ۱۲

لما اور ... ازانجملہ ... ہین ۱۲ ... حیسا ... کہ بیان ... تفصیل اسکی ... ہین ... ۱۲ ... تنبیہ ... انکی ... ۱۲ ... زیادہ معتدل ۱۲ ... اور اللہ تعالیٰ خوبی جانتا ہی اور علم اسکا کامل ہی ۱۲

اور عند الاطبا قوت نفسانیہ ہی اور جس قوت سے اکثر فعل بلا شعور صادر ہونگے وہ عند الحکما قوت
نباتیہ ہی اور عند الاطبا قوت طبعیہ ہی اور جس قوت سے ایک فعل مع الشعور صادر ہوتا ہی وہ عند الحکما
قوت فلکیہ ہی اور جس قوت سے ایک فعل بلا شعور صادر ہوتا ہی وہ عند الحکما قوت طبعیہ ہی بشرطیکہ
بسائط مین ہو مثل ناریت اور ہوائیت اور ارضیت اور مائیت کے اور اگر مرکبات مین ہو تو اسکو خاصیت
کہتے ہین جیسے تخدیر افیون مین ہی پس قوت طبعیہ عند الاطبا اور ہی اور عند الحکما اور ہی جیسا مذکور
ہوا ہی اطبا قوت فلکیہ کو اور قوت نباتیہ کو ثابت نہین کرتے اور حکما قوت نفسانیہ کو نہین مانتے اور قوت
نباتیہ اور فلکیہ کے قائل ہین کما سیبین الآن۔ صرح بہ الفاضل السدید فی المغنی شرح الموجز۔ وہکذا فی
شرح القانون للفاضل العلامۃ الآملی والجیلانی۔ اور کہا گیا ہی کہ عند الحکما قویٰ کے دو جنس ہین
ایک جنس طبعی ہی اور جنس دوسری کو دو اعتبار لاحق ہوتے ہین اور اس جہت سے کہ نفوس ذی شعور مین
موجود ہوتی ہی اسکو نفسانیہ کہا جاتا ہی اور اس لحاظ سے کہ حیوان مین پائی جاتی ہی حیوانیہ کہلاتی ہی اور
قوت عند الاطبا جسم حیوانی مین ایک ہیئت ہی کہ حیوان کو بسبب اسکے مباشرت افعال کے بالذات ممکن ہی
یعنی قوت مبدء جسمانی فعل کے لیے بالذات ہی پس اگر صدور فعل کا قوت سے شعور کے ساتھ ہو وہ قوت
نفسانی ہی اور اگر بغیر شعور ہی اسکے دو حال ہین اگر حیوان سے مختص ہی اسکو قوت حیوانی کہتے ہین اور
اگر حیوان سے مختص نہو قوت طبعی ہی کہ نباتات مین بھی موجود ہی پس قوت حیوانی دل سے منبعث
ہوتی ہی اور مرکب اسکا روح حیوانی ہی یہ قوت بذریعہ شرائین کے تمام بدن مین پھیلتی ہی اور اسی قوت
سے دل اور شرائین کو حرکت انبساط اور انقباض حاصل ہوتی ہی بسبب جذب نسیم اور دفع دخان کے
تفریح دل کی حاصل ہوسکے اس جہت سے اسکو قوت فاعلی کہتے ہین۔ اور جب یہی قوت عوارض
نفسانی سے متاثر ہوتی ہی اسکو منفعلہ بولتے ہین۔ اور قوت نفسانی دماغ سے منبعث ہوتی ہی اور مرکب
اسکا روح نفسانی ہی اور بذریعہ اعصاب کے تمام بدن مین منتشر ہوتی ہی اور باذن خالق اعضا اسمہ حس
اور حرکت تمام اعضا مین پہونچاتی ہی اور اسکی دو قسم ہین مدرکہ ہی اور محرکہ۔ مدرکہ دو قسم پر ہی مدرکہ
ظاہری جسکو حواس ظاہری کہتے ہین اور مدرکہ باطنی جسکو حواس باطنی سے تعبیر کرتے ہین مدرکہ ظاہری
پانچ قسم پر ہی قوت باصرہ۔ قوت شامہ۔ قوت ذائقہ۔ قوت سامعہ۔ قوت لامسہ۔ اور مدرکہ باطنی
بھی پانچ قسم پر ہی حس مشترک اور خیال متخیلہ۔ متوہمہ۔ حافظہ۔ اور محرکہ بھی دو قسم پر ہی۔ باعثہ
اور فاعلہ۔ باعثہ کی دو قسم ہین شہوانی اور غضبی۔ اور قوت طبعی جگر مین ہی۔ اور مرکب اسکا روح
طبعی ہی اور اسکی دو قسم ہین۔ مخدومہ اور خادمہ۔ مخدومہ کی چار قسم ہین غاذیہ اور نامیہ مصورہ مولدہ

اور ایسا ہی خادمہ چار قسم پر ہی جاذبہ ماسکہ ہاضمہ۔ دافعہ۔ اور بیان تفصیلی تمام قوتون مذکورہ
صدر کا مع فوائد زوائد کے باب دوم کی فصل ہفتم مین آئیگا۔ فصل سوم اسباب فاعلی صحت کے
بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ سبب اصطلاح اطبا مین وہ ہی کہ مقدم بالذات ہو اور انسان کے بدن مین
اس جہت سے موثر ہو کہ کسی حالت کو حالات بدن سے بشرط وجود شرائط اور عدم موانع کے زمانہ
حال یا استقبال مین پیدا کرے یا ثابت اور محفوظ رکھے جو سبب موجد اور موجب کسی حالت کا ہو اسکو فاعل
اور مغیر کہتے ہین اور جو سبب مثبت اور حافظ کسی حالت کا ہو اسکو حافظ اور مدیم کہا جاتا ہی۔ اور عام ہی
کہ سبب بدنی ہو یا غیر بدنی جوہر ہو یا عرض۔ مثال سبب بدنی کی کہ جوہر ہو زیادتی کسی خلط کی اخلاط
اربعہ سے ہی اور مثال سبب بدنی کی کہ عرض ہو عفونت کسی خلط کی ہی لان[سله] العفونۃ کیفیۃ وہی عرض
لاجوہر۔ اور مثال غیر بدنی کی کہ جوہر ہو غذا اور دوا ہی۔ اور مثال غیر بدنی کی کہ عرض ہو حرارت
آفتاب اور برودت ہوا ہی۔ اور اسباب احوال بدن انسان کے تین قسم پر ہین۔ بادی۔
سابق۔ واصل۔ کیونکہ اسباب مرض اور صحت کے دو حال سے خالی نہین۔ بدنی۔ یا غیر بدنی
غیر بدنی کو بادی کہتے ہین اور بدنی جو کہ بالاستقرا تین قسم مین منحصر ہین یعنے خلطی اور مزاجی اور ترکیبی
دو قسم پر ہین۔ ایک وہ کہ ایجاد کسی حالت کا بالواسطہ کرے اسکو سابقہ کہتے ہین دوم وہ کہ احداث
کسی حالت کا بلا واسطہ کرے اسکو واصلہ نام رکھتے ہین۔ اب ہر ایک کو تفصیلاً مع امثلہ بیان
کیا جاتا ہی پس اسباب بادیہ وہ ہین کہ خلطی اور مزاجی اور ترکیبی نہووین یعنی غیر بدنی ہووین۔
بلکہ کوئی اور امر امور خارجیہ سے ہو جیسے ہوا گرم کہ موجب صداع ہوا اور ہوا سرد کہ موجب
استرخاء[سله] اعصاب ہو یا کوئی امر امور نفسانی ہو جیسے غضب کو کہ موجب سخونت ارواح ہو کر باعث حمی
یوم ہو جاتا ہی۔ اور اسی قبیل سے دیگر امور نفسانی ہین کہ موجب تپ وغیرہ امراض کا ہو جاتے ہین
اور نفس چونکہ مغائر بدن ہی اسلیے ظاہر ہی کہ جو امور جہت نفس سے سرزد ہونگے وہ بھی اسباب
بادی اور امور خارجیہ سے شمار کیے جائینگے۔ الغرض امور نفسانی اور امور خارجی اسباب بادی
ہونے مین مساوی[سله] الاقدام ہین۔ بادی کے وجہ تسمیہ مین تین توجیہین ہین۔ اول یہ کہ امور
مذکورہ غیر بدنی ہونے مین شدید الظہور ہین حتی کہ طبیب اور غیر طبیب انکو معلوم کر سکتے ہین پس
اس توجیہ پر لفظ بادی بدو سے مشتق ہی جسکے معنی ظہور کے ہین۔ دوم یہ کہ امور مذکورہ لامحالہ بدن
انسان سے خارج ہین جیسے بادیہ شہر سے خارج ہوتا ہی اسلیے امور مذکورہ کو بادی کہا جاتا ہی۔
اس تقدیر سے بادی مشتق بیدا سے ہی جسکے معنی صحرا اور بادیہ کے ہین۔ سوم یہ کہ اسمین کچھ شک نہین

[Interlinear glosses: غصہ ۱۲ / دوری ۱۲ / گرمی ۱۲ / ہیئت ظاہر ۱۲ / بالضرور ۱۲ / بیابان ۱۲]

[Margin notes: سله کیونکہ عفونت کیفیت ہے اور وہ عرض ہے / سله جو امور بدن مین داخل / سله ڈھیلاپن / سله برابر ۱۲ / سستی ۱۲ / سله برابر قدم ۱۲]

کہ امور مذکورہ مسبب امراض ہین کیونکہ اسباب بدنی بھی مثل امتلاء وغیرہ کے اسباب خارجیہ کی طرف
مستند ہوتے ہین جیسے اغذیہ اور اہویہ مفسدہ وغیرہ پس ہوسکتا ہی کہ انکو سبب بادی کہنا اس جہت
سے ہو اسی تقدیر پر بادی مشتق بدء سے ہوگا جسکے معنی ابتدا اور شروع کے ہین اسباب سابقہ وہ
اسباب بدنیہ ہین یعنے خلطی اور مزاجی اور ترکیبی کہ درمیان اُنکے اور مرض کے واسطہ ہو مثل امتلا کے
کہ موجب تپ عفنی کا ہو کیونکہ امتلا تپ عفنی کو بواسطہ عفونت پیدا کرتا ہی اور تپ عفنی ہے اسلیے مقید
کیا گیا ہی کہ بعض اوقات امتلا حمی یوم کا باعث ہوتا ہی اُس جگہ امتلا اسباب واصلہ سے شمار کیا جاتا ہی
کیونکہ امتلا اور تپ مذکورہ کے درمیان کوئی واسطہ نہین کما لا یخفی علی ماہر الفن اور اسباب واصلہ
وہ اسباب بدنی ہین کہ درمیان اُنکے اور مرض کے کوئی واسطہ ہو جیسے عفونت کسی خلط کی کہ باعث
تپ عفنی ہو اسلیے کہ عفونت اور تپ مین کوئی واسطہ نہین اور ایسا ہی امتلا کہ موجب حمی یوم ہو اسباب
واصلہ سے ہی کما مر آنفا کیونکہ حمی یوم بسبب عفونت کے نہین ہوتا بلکہ اُسکے وجود کے لیے صورت مذکورہ
استفا ہی کافی ہی اور یہ ظاہر ہی **فائدہ** واضح ہو کہ سبب فاعلی کو عموما خواہ بدنی ہو خواہ غیر بدنی اپنے مسبب پر
تقدم زمانی ہی پس اس لحاظ سے ہر ایک سبب کو اسباب مذکورہ مین سے سابقہ کہ سکتے ہین لیکن چونکہ
سبب غیر بدنی کا نام بادی رکھا گیا ہی اور ہر ایک قسم بدنی کا سبب واصلہ ہوا ہی کیونکہ وہ اپنے مسبب سے
متصل ہی اسیلیے اُنکا نام سابقہ کے نہ رکھا گیا دوسرا قسم بدنی کا بالضرورت اس اسم سے موسوم ہوا ورنہ
فی الاصل ہر ایک سبب فاعلی کو سابقہ کہ سکتے ہین **تنبیہ** اگرچہ اسباب مذکورہ سابقہ سے یہ وہم ہوسکتا ہی کہ
اسباب مذکورہ صرف اسباب مرضیہ پر ہی اطلاق کیے جاتے ہین مگر فی الحقیقت یہ بات نہین کیونکہ
جیسے مرض کے لیے تین سبب مذکورہ ہین ویسے ہی صحت کے لیے بھی وہی تین سبب ہین چنانچہ مثلاً ہر ایک
درج ہوتے ہین مثال سبب بادی صحت کی غذائے موافق اور خبر مسرت ہی اور مثال سبب سابقہ صحت کی
نضج تام اور بحران جید ہی اور مثال سبب واصلہ صحت کی اعتدال مزاج اور ترکیب ہی اور سبب مطلق پھر
دو قسم پر ہی مختلف اور غیر مختلف مختلف وہ ہی کہ اُسکے زوال کے بعد اثر اُسکا باقی رہے اور غیر مختلف
وہ ہی کہ اُسکے برخلاف ہو اور تاثیر سبب کی یا بالذات ہوگی جیسے تبرید پانی سرد کی ذاتی ہی کیونکہ یہ اُسکے
طبع کا مقتضی ہی اور یا بالعرض جیسے تسخین اُسکی بسبب بند کرنے حرارت کے عرضی ہی اسلیے کہ یہ اُسکے
طبع کا خلاف ہی بلکہ بباعث تسدید مسام کے تسخین حاصل ہوئی ہی مخفی نرہے کہ ہر ایک سبب اسباب مذکورہ بالا کا
دو حال سے خالی نہین یا ضروری ہوگا یا غیر ضروری ضروری وہ ہی کہ سوا اُسکے حیات انسانی ممکن نہو اور وہ
بالاستقرا چھ ہین ہوا کھانا پینا سونا جاگنا حرکت سکون بدنی حرکت سکون نفسانی حبس استفراغ انکو

انکو اصطلاح اطبا مین ستۂ ضروریہ اور اسباب عامیہ کہتے ہین - اور بھی اسباب ضروری مغیر احوال بدن انسان اور مثبت اور حافظ احوال ہین اور انھین کا بیان کرنا مقصود اور مطلوب ہی چنانچہ ہر ایک کا بیان عنقریب چھ ابواب مین کیا جاتا ہی - غیر ضروری وہ ہین کہ بدون انکے حیات انسان کی ممکن ہو اور انکی دو قسم ہین یا تو مضاد طبیعت اور اُسکے مفسد ہونگے یا غیر مضاد اور غیر مفسد - اسباب غیر ضروری کہ مضاد اور مفسد طبیعت نہین جیسے جسم کو ریگ گرم مین دفن کرنا یا اُسمین لپٹنا - یہ دونون امر استسقا اور ترہل بدن کو مفید ہین اور رطوبات غریبہ کو نواحی جلد سے نشف کرتے ہین لیکن تاثیر دفن کی اسباب مین بہ نسبت لپیٹنے کے قوی تر ہی - یا روغنیات محللہ کو بدن پر مالش کرنا جیسے - روغن قسط اور روغن بان وغیرہ - یہ عمل نافع تشنج اور رعشہ اور لقوہ اور فالج وغیرہ ہی - یا آب سرد کو چہرہ پر چھڑکنا کہ ازالۂ غشی کے لیے نافع ہی اور کرب حمامی کو دفع اور مانند انکے اور جو اسباب غیر ضروری ہین اور مضاد طبیعت نہین - اور اسباب غیر ضروری کہ مجری طبعی کے مضاد اور مفسد ہین جیسے پانی مین غرق ہونا - یا آگ سے جلجانا - یا شمشیر وغیرہ سے قتل ہونا - یا سموم کا استعمال مین لانا - اور مانند انکے جس قدر مجری طبعی کے برخلاف ہون - اب بعد فراغ مقدمہ کے اسباب ستۂ ضروریہ کو جو مقصد اصلی اور مطلب کلی تالیف رسالۂ ہذا سے ہی بیان کرنا چاہتا ہون - اور اسباب غیر ضروری باقسامہا خاتمۂ کتاب مین بیان کیے جاینگے - اور چونکہ اسباب ضروری مین سے انسان کو حاجت ہوا کی سب سے زیادہ اور مقدم ہی جیسا قریباً بیان آتا ہی اسلیے ہوا کی نسبت سب سے پیشتر لکھنا بہتر معلوم ہوتا ہی و باللہ التوفیق و ہو حسبی و نعم الوکیل -

باب اول ہوا کے بیان مین

چونکہ ہوا مین تغیرات بہت قسم کے ہوتے ہین - جیسے تغیرات طبعی اور غیر طبعی - اور تغیرات غیر طبعی دو قسم پر ہوتے ہین مضاد مجری طبعی اور غیر مضاد - غیر مضاد بھی دو قسم پر ہوتے ہین ارضی اور سماوی اور قطع نظر امور مذکورہ سے اور کئی ایک امور نوشتنی ذات ہوا کے بھی متعلق ہین لہذا اسمین چند فصول لکھے جاتے ہین **فصل اول** ہوا کے مزاج اور اُسکے ضروری ہونے کے بیان مین اور نیز اسکے کونسی ہوا عمدہ اور مفید ہی اور کونسی مضر اور خراب ہی تاکہ ہر ایک کا منصب باعتبار انتفاع اور احتراز کے ملحوظ رہے جاننا چاہیے کہ ارکان اربعہ مین سے ہوا ایک رکن ہی - مکان اُسکا فوق الماء اور تحت النار ہی
پانی کے اوپر اور آگ کے نیچے

اسلیے کہ وہ آگ سے کثیف اور پانی سے لطیف ہے اور مزاج اُسکا حار رطب یعنی گرم و تر ہے گرمی کی دلیل یہ ہے کہ اگر سرد ہوتی تو بالضرور ثقالت اور کثافت جو بمقتضاے برودت ہے اُسمین ظاہر ہوتی لان البرودۃ علۃ لہما۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ برخلاف اُسکے ہوا لطیف اور خفیف اور متخلل اور متخفف ہے اور صفات مذکورہ لوازم حرارت مین سے ہین۔ غایۃ الامر یہ ہے کہ حرارت اُسکی بسبب رطوبت کے بشدت نہین۔ وذلک امر آخر اور اُسکے استقرار کا مکان کرۂ نار سے لیکر پانی کے سطح تک ہے **فائدہ** باوصفیکہ مزاج ہوا کا گرم ہے پھر کیون سرد محسوس ہوتی ہے۔ باعث اسکا یہ ہے کہ ہواے محسوسہ بالا بدان اجزاے سرد مائی اور ارضی سے مرکب ہے۔ علاوہ بران ہوا اگرچہ بالطبع گرم ہے لیکن بہ نسبت ہمارے ابدان کے سرد ہے چنانچہ پانی نیمگرم بہ نسبت پانی گرم کے سرد معلوم ہوتا ہے اسی لیے ہواے محیط بالابدان روح کے تعدیل کرتی ہے کیونکہ حرارت اُسکی بہ نسبت حرارت روح کے بغایت کم ہے جیسا بیان کیا جائیگا۔ اور رطوبت کی یہ دلیل ہے کہ وہ قبول اور ترک اشکال کو بسہولت کرتی ہے ہان رطوبت اسکی بہ نسبت رطوبت پانی کے زیادہ ہے اسی لیے ہوا مین چلنے سے کسی نوع کی روک ٹوک نہین ہوتی بخلاف پانی کے کہ اُسمین چلنے سے کچھ دقت ہوتی ہے کما ہو ظاہر۔ اور ہوا کے اپنی مسافت مستقرہ مین چار درجہ ہین۔ اور ترتیب اُنکی یہ ہے **اول** درجہ ہوا کا وہ ہے کہ کرۂ نار کے مقعر سے مس کرتا ہے اور یہ درجہ اپنی طبع پر گرم تر ہے کیونکہ یہ ہوا کی بسیط ہے اور نہایت اس طبقہ کی وہان تک ہے کہ منتہاے صعود دخان ہے۔ **دوسرا** درجہ بعد درجہ ہواے بسیط کے۔ اور یہ درجہ ہواے دخانی کا ہے اور مزاج اسکا بباعث امتزاج دخان کے گرم و خشک ہے اور نہایت درجہ اکثر صعود دخان کا یہان تک ہے **اور تیسرا** درجہ بعد درجہ ہواے دخانی کے ہے اور یہ درجہ ہواے بخاری کا ہے اور غایت صعود بخار کی یہان تک ہے اور یہ درجہ نہایت شدید البرودت ہے اور اسی کا نام زمہریریہ ہے اور تکون ابر اور ژالہ کا اسی جگہ ہوتا ہے کما بین فی موضعہ۔ اور وجہ سردی طبقہ ثالث کی آمیزش ابخرۂ باردۂ مائی اور ارضی کی ہے اگرچہ باعث تصعید ابخرہ کا حرارت تھی لیکن حرارت بخار کے اثناے راہ مین بسبب بعد موضع انعکاس درجہ کہ سطح ارض اور مائی ہے زائل ہو جاتی ہے اور ابخرۂ مرتفعہ اپنے اصلی مزاج کی طرف کہ سرد خشک اور سرد و تر ہے عود کرتے ہین۔ چونکہ حرارت منعکسۂ شمسیہ جسکا بیان عنقریب درجہ چہارم مین آتا ہے اُس جگہ تک نہین پہونچتی اور صعود ابخرہ کا دائم ہوتا ہے بالضرور برودت اس مکان مین لازم ہوتی ہے اور ہواے ماتحت یعنی طبقۂ چہارم سردی ہونا اسی کے فیضان سے ہے اسلیے کہ ابخرۂ باردہ طبقۂ زمہریریہ سے نازل ہو کر ہوا کو سرد کرتے ہین اسی واسطے ہواے ابرناک مین گرمی محسوس ہوتی ہے کیونکہ ابر نزول ابخرۂ باردہ کو منع

کیونکہ برودت اُن دونوں کی علت ہے ۱۲ منہ

کرتا ہی - اور طبقہ چہارم ہوا کا زمہریریہ سے لیکر زمین اور پانی کے سطح تک ہی اور حال اسکا بحسب حرارت
منعکسہ آفتاب کے اور ابخرۂ معتدلہ زمہریریہ کے حرارت اور برودت مین مختلف ہوتا ہی چنانچہ رات اور دن
اور سرما اور گرما اور ہواے صاف اور ابرناک مین دیکھا جاتا ہی - اور قوی ترین اسباب سخونت اس طبقہ کی حرارت
انعکاسی آفتاب ہی کہ بمجرد مس زمین کے اوپر کو لوٹ جاتی ہی اسی واسطے ہم جس قدر زمین سے اوپر جاینگے
(حالانکہ آفتاب سمت الراس پر ہو) سردی زیادہ محسوس ہوگی اس لیے مواضع مرتفعہ اور جبال متصاعدہ
پر حرارت کمتر محسوس ہوتی ہی لعلۃ وصول الحرارت الانعکاسیۃ الیہ فی قرب ذلک المکان من الطبقۃ الزمہریریۃ
پوشیدہ نہ رہے کہ انعکاس حرارت شمس وغیرہ کے لیے جسم کثیف شرط ہی کیونکہ انعکاس شعاع کا بدون
تمانع نفوذ لوٹ کے نہین ہوسکتا پس بموجب شرط مذکورہ کے ارکان اربعہ سے سواے پانی اور زمین کے
اور کوئی رکن قابل انعکاس شعاع نہین ہوسکتا لانہما کثیفان - اور چونکہ زمین کثیف تر ہی انعکاس
کے لیے قابل تر ہی یہی سبب ہی کہ بسبب حرارت آفتاب کے جس قدر زمین گرم ہوتی ہی اس قدر
پانی گرم نہین ہوتا اگرچہ اپنے محل مین رکھا گیا ہو اور پانی اور زمین اگرچہ بارد بالطبع ہین لیکن بسبب
حرارت انعکاسیہ کے برودت انکی کما حقہ ظاہر نہین ہوتی - اسلیے اگر پانی کو اپنے موضع معینہ سے
اٹھاکر ہوا مین لٹکادین تو بہ نسبت موضع مخصوصہ کے سرد معلوم ہوتا ہی کیونکہ جب سبب حرارت
کا زائل ہوجائیگا پانی بحسب زوال حرارت کے اپنی طبیعت اصلی پر کہ سرد تر ہی عود کریگا - اور غایت
صعود حرارت انعکاسیہ کا زمین سے آسمان کی طرف سترہ فرسخ لکھا گیا ہی اسکے بعد طبقہ زمہریریہ ہی
اور بعضون نے چارون درجون کی ترتیب اس طرح پر لکھی ہی کہ طبقہ دخانی مماس کرۂ نار ہی اور طبقہ
مذکورہ تھوڑی سی مسافت مین منقطع ہوگیا ہی اور اسکے بعد طبقہ بسیط ہی اور اسکے بعد طبقہ زمہریریہ
اور بعد اسکے طبقہ انعکاسیہ ہی - اور بعض حکما ہوا کے فقط تین ہی طبقہ شمار کرتے ہین اور طبقہ
دخانیہ کو کرۂ نار سے گنتے ہین اور کہتے ہین کہ آگ کے دو طبقہ ہین ایک بسیط دوسرا اسکے ماتحت
ادخنہ مرتفعہ سے مرکب ہی اور حدوث نیازک اور شہب وغیرہ کا اسی جگہ سے ہوتا ہی واللہ اعلم وعلمہ اتم
مخفی نہ رہے کہ اسباب ضروریہ مین سے ایک ہوا ہی جو متصل اور محیط بالابدان ہی - اور احتیاج
انسان کی اسکی طرف زیادہ احتیاج پانی سے ہی - اور عین عنایت الٰہی ہی کہ جس چیز کی
انسان کو بہت خواہش اور احتیاج ہی وہ خدا نے بکثرت عنایت کی ہی مثلاً ہوا کہ بدون
اسکے زندگی دم بھر محال ہی اسقدر افراط سے ہی کہ بے تلاش اور بے تردد جہان چاہو اور
جسقدر خواہش کرو ہر جگہ اور ہر وقت مل سکتی ہی اور پانی کہ بہ نسبت ہوا کے احتیاج اسکی کم ہی

اس مکان کے طبقہ زمہریریہ سے ۱۲ - کیونکہ وہ دونون کثیف ہین ۱۲ - جگہ مقرر سے ۱۲ - نام ستارہ ۱۲ - دھوان اور مرتفعہ یعنی بلند شدہ ۱۲ - بہتر جانتا ہی اور علم اسکا کامل ہی ۱۲

اُسکے واسطے تلاش اور تردد بہ نسبت ہوا کے زیادہ ہو اور غذا کہ بہ نسبت آب و ہوا کے احتیاج اُسکی کمتر ہو
اُسکے لیے تردد اور تلاش سب سے بیشتر ہو اور نہایت دردسری سے حاصل ہوتی ہو بلکہ یہی تلاش
سبب ملاقات باہمی اور ذریعہ رونق اس دیر خرابات کا ہو اور اسی پر دیگر اسباب لباس ضروری و
متاع و قماش غیر ضروری کہ تلاش اُنکی درجہ بدرجہ کم ہوتی چلی جاتی ہو قیاس ہو۔ پس احتیاج ہوا کی انسان
کو دو کام کے لیے ہو اول سرد کرنا روح اور ٹھنڈا کرنا جان کا ہو کیونکہ حکیمون کے نزدیک
روح ایک بخار لطیف نہایت گرم ہو اور وہ خون دل سے پیدا ہوتا ہو اور شرائین کے رستہ
تمام بدن مین ملتا ہو۔ پس اگر ہوا سے سرد خارجی سوراخ ناک اور مسامات وغیرہ سے بذریعہ شرائین
روح کو نہ پہونچے تو بلاشک روح گرمی دل سے جلجاوے کیونکہ ہوا اگرچہ حار بالطبع ہو لیکن بہ نسبت
مزاج روح کے جو اجزاء دخانیہ سے خالی ہو نہایت بارد ہو۔ پس بہ نسبت اُس روح کے جو اجزاء
دخانیہ سے مختلط ہو اور حرکت اور دیگر مسخنات سے گرم ہوگیا ہو بطریق اولیٰ سرد ہوگی۔ اور
کیفیت نفوذ ہوا کی طرف دل کے جو منبع اور مولد روح ہو یون بیان کرتے ہین کہ اول بذریعہ حرکت
تنفس کے ریہ مین (جسکو مبدا لحیواۃ سے تعبیر کرتے ہین) داخل ہوتی ہو۔ پس وہ اپنی قوت سے شوائب
ردیہ سے اُسکی اصلاح کرتا ہو پھر اُسکو اُن عروق کی طرف دفع کرتا ہو جو عروق خشنہ سے موسوم
ہین۔ پس اُنسے شریان وریدی کے مسام سے ہوکر دل کی طرف مندفع ہوتی ہو پس بذریعہ
شرائین روح کے ساتھ تمام بدن مین منتشر ہوجاتی ہو۔ لیکن اتنی بات قابل غور ہو کہ جیسا پانی غذا
کے لیے بدرقہ ہو اور وہ صرف غذا نہین ہوتا ویسا ہی ہوا بھی روح کا بدرقہ ہو اور روح نہین بنتی
جنھون نے یہ خیال کیا ہو بالکل باطل اور لغو ہو۔ ہان جیسے پانی رطوبات سے مرکب ہوکر غذا ہوجاتا ہو
ویسے ہی ہوا بھی اخلاط کے بخارون سے مختلط ہوکر روح بنجاتی ہو علی ما ہو مذہب الشیخ و ہذا امر
آخر۔ دوسرا نکالنا دھوین اور بھاپ کا جو کہ اندرون بدن کے پیدا ہوتے ہین دم اور تنفس کے
ذریعہ سے۔ پس جو دم کہ نیچے جاتا ہو زندگی اور روح کو مدد دیتا ہو اور جو دم کہ باہر آتا ہو بخار اور
دھوین کو بدن سے نکالتا ہو اور بدن اور دل کو خوش کرتا ہو جیسا شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے
اپنی کتاب مین اسی مضمون کو قلم بند کیا ہو۔ ہر نفسی کہ فرو میرود ممد حیات ست۔ و چون برمے آید
مفرح ذات۔ پس در ہر نفسی دو نعمت موجود۔ و بر ہر نعمت شکری واجب۔ شعر از دست
و زبان کہ برآید۔ کز عہدہ شکرش بدر آید۔ چونکہ ہوا امور مذکورہ مین مفید ہو اسلیے جو ہوا سرد
اور کشادہ اور صاف بے آمیزش چیزون مخالف مزاج روح کے ہو حفظ صحت موجودہ او اعادہ

صحت زائل کرتی ہی پس چاہیے کہ ہواے مذکورۂ بالا سے مثل ہواے قبرستان و مُردار اور ڈھنگ و دوہ خندق اور کان گندھک اور درخت و جھاڑی مفسد مزاج (مثل درخت انجیر اور جوز اور اشم وغیرہ نباتات روییہ سے (مانند پیاز و لہسن و گندنا وغیرہ) دور ہو اور نشیب مین و غار و تری زمین اور بیٹھا اور دیوار بلند اور چھت مکان مین بند نہو اور بدبودار اور متعفن نہو۔ علی ہذا القیاس مضا یے نعانی اور بینافع سے بچے اور جو ہوا صفات مین مخالف ہوا مذکورۂ بالا کے ہو وہ خلل انداز اور موجب یا حافظ امراض مختلفہ ہوتی ہی بلکہ ہواے بد آدمی کو مار ڈالتی ہی چنانچہ اکثر دیکھنے سننے مین آیا ہی کہ بعض کھاتون تنگ دہانہ مین جنمین غلہ بند کرتے ہین جب کوئی آدمی داخل ہوا فوراً مر گیا۔ اور یہی سبب ہی کہ جب بڑے بڑے شہرون مین عمارت بلند دیوار گنجان مین ہوا بند ہوجاتی ہی اور نجاست اور لید وغیرہ کے ڈھیر ڈھیر ہوجاتے ہین اکثر امراض مثل بخار اور ہیضہ وغیرہ کے سرزد ہوتے ہین۔ علی ہذا القیاس کئی سبب سے ہوا فاسد ہوجاتی ہی اور انسان کے بدن مین بہت جلدی اثر کرکے اعتدال سے خارج کرتی ہی اسلئے مردانا کو لازم اور واجب ہی کہ ہواے مخالف سے جہان تک ہو سکے پرہیز کرے کیونکہ حفظ صحت سب سے ضروری ہی مگر یہ جو اوپر لکھا گیا ہی کہ ہواے مکشوف اور کشادہ ہو یہ حکم اس ہوا سے مختص ہی کہ ہواے وبائی نہو اور اگر خدانخواستہ ہوا کو بائی پھیلی ہوئی ہو جیسکے عالم آفتے سے خوف مرض کیا جاوے تو ایسی صورت مین ہواے محجوب ہواے مکشوف سے بہتر ہی۔ چنانچہ فصل دوم باب ہذا مین بحث وبا مین بیان ہوگا۔ کیونکہ جیسا نفع اسکا سریع تر ہی ویسا ہی فساد اسکا بھی بدن مین جلد تر ہی

فصل دوم تغیرات طبعی ہوا کے بیان مین

تغیرات الطبع وہ ہین کہ بموجب تبدیل اور تغیر فصول کے حاصل ہون کیونکہ ہر ایک فصل مین کیفیت علیحدہ ہوتی ہین اور چونکہ یہ تغیرات بحسب اقتضاے فصول ہین لہذا انکو تغیرات فصلی بولاتے ہین تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ تمام سال کو باعتبار اختلاف ہوا کے اطبا نے چار حصون پر تقسیم کیا ہی اور ہر ایک حصہ کا ایک نام مقرر کر رکھا ہی۔ جیسے ربیع خریف صیف شتا اطبا کے نزدیک ربیع وہ موسم ہی کہ درختون اور شگوفجات اور میوہ جات مین نشو و نما ظاہر ہو اور انسان صحیح المزاج کو بلا دقت لباس گرم اور ہواے سرد کی چندان احتیاج نہو۔ موسم بہار اسی سے تعبیر کرتے ہین مزاج اس موسم کا حرارت اور برودت مین معتدل ہی اور اسی وجہ سے تمام فصول سے عمدہ گنا جاتا ہی کیونکہ ہوا اس موسم کی افضل ہی خصوصاً جبکہ بارش معتدل ہو اور یہی ہوا مناسب مزاج روح ہی اور لڑکون کے مزاج سے بہت ہی مناسب ہی۔ اس سے بدن مین خون خالص پیدا ہوتا ہی الغرض اس ہوا کو بدن سے لگانا بہت ہی سودمند ہی ہان اس موسم مین خون و دیگر اخلاط جو بسبب سردی کے منجمد اور بستہ ہوگئے تھین رقیق اور

اور پتلی ہوکر اعضاے ضعیفہ پر گر کر پھوڑے پھنسی اورام اور ام حلق اور خناق وغیرہ پیدا کرتی ہین البتہ
اس قدر مضر بھی ہی لیکن حدوث امراض مذکورہ کا موجب ردائت موسم نہین ہو سکتا بلکہ بسبب انضاج
اور دفع طبیعت کے ہی کیونکہ مزاج انسان کے اس موسم مین قوی ہوجاتے ہین اور مواد محتبسہ کو قلع اور قمع
(بند شدہ ۱۲ — ازبیخ برکندن)
کرتے ہین اور یہ بات موسم کے صفات سے ہی اسی لیے موسم ہذا مین رنگ سرخ اور بدن فربہ ہوجاتا ہی
اس موسم مین حفظ صحت کے واسطے بہترین تدابیر یہ ہی کہ بشرط مانع کے فصد اور قی اور اسہال کرین
خصوصاً قی تو بہت ہی مفید ہی بقراط نے لکھا ہی کہ مین ایسے شخص کے صحت کا ضامن ہون جو موسم
صیف اور ربیع مین ہر ایک ماہ مین دو دفعہ پیہم بے حفظ دورہ قی کرے مگر چاہیے کہ قی سے اول
طعام جید کثیر المقدار مختلف الالوان[1] بے مضغ کثیر کھایا جاوے تاکہ اسکے ساتھ ہی آلایش معدہ
(چبانا ۱۲)
کی بخوبی نکل جاوے اور قی اور فصد کے قواعد ضروری الذکر چھٹے باب کے فصل دوم مین
بیان کیے گئے ہین۔ اور کثرت حرکات بدنی اور نفسانی اور استحمام اور مسخنات[2] اور مجففات[3] شدید
سے پرہیز کرین۔ اور موسم ربیع کے بعد موسم گرما ہی جسمین گرمی غلبہ کرے اور نہایت
درجہ کی دھوپ ہووے۔ اس موسم کا مزاج گرم خشک ہی اسکے عمدہ ہونے مین یہ شرط ہی کہ ہوا
صاف ہو اور گرد و غبار اور آندھی اور ابر باران نہو اور گرمی بہت سخت نہو جس سے روح اور اخلاط
تحلیل ہوجاوین کیونکہ گرمی معتدل ہونے سے بدن مین خون خالص اور اشتہا[4] زیادہ ہوتی ہی
اور گرمی کی شدت سے رنگ بدن زرد اور امراض صفراوی مثل تپ محرقہ اور نوبتی اور پیاس
اور آتشک وغیرہ کے پیدا ہوتے ہین اس موسم مین حفظ صحت کے لیے محنت اور ریاضت کم کرین
اور کثرت جماع سے پرہیز کرین اور آسایش اور آرام کو لازم جانین اور مکان بود و باش کے لیے
وہ اختیار کرین جو ہواے شمال مین آب رواں کے قریب ہو اور بخار اور دخان سے بعید
اور حرکات سخت اور خواب روز اور کثرت مجامعت[5] سے احتراز کرین۔ اور حمام تنگ مین نہاوین
اور قی سے استفراغ کرین۔ بعد موسم گرما کے موسم خریف ہی یہ موسم مقابل موسم ربیع کے ہی کیونکہ
جب موسم ربیع مین نشو و نما[6] شگوفہ درختون کا شروع ہوتا ہی ویسا ہی موسم خریف مین تغیر رنگ
اوراق اور سقوط انکا ہوتا ہی اسی موسم کو خزان سے تعبیر کرتے ہین یہ موسم تمام
(گرنا ۱۲ — پتے ۱۲)
موسمون سے بدتر ہی اسکے ہوا سے بالکل پرہیز کرین بہتر خریف وہ ہی جسمین بارش بہت نازل
نہو اور شام اور صبح کو سردی نہو اور وقت دوپہر کے گرمی بھی بہت نہو مزاج اس فصل کا
سرد خشک ہی بدن مین مواد بہت پیدا ہوتا ہی اور جسم لاغر ہوتا جاتا ہی امراض سوداویہ بہت پیدا ہوتے ہین

ف۱ مختلف الالوان — رنگ مختلف ۱۲
ف۲ مسخنین — گرم کرنے والی ۱۲
ف۳ مجففین — خشک کرنے والی ۱۲
ف۴ [illegible] بھوک ۱۲
ف۵ [illegible] ۱۲
ف۶ [illegible] ۱۲

اور بہ سبب کمی خون کے قوی مین ضعف طاری ہوجاتا ہی۔ اور کثرت امراض کی موجبات مطولات
مین مذکور ہین اس موسم مین حفظ صحت کے واسطے بہت سرد مکان مین سونا چاہیے اور دوپہر کی دھوپ
اور گرمی اور شام صبح کی سردی سے احتراز کرنا چاہیے علاوہ اسکے آب سرد سے غسل نکرین اور سر کو پوشیدہ
رکھین اور جماع سے پرہیز کرین۔ اور اگر بدن ممتلی ہو تو ابتداے موسم ہذا مین فصد اور قے سے تنقیہ
کرین الا تی بلا ضرورت نکرین اور وسط موسم مین مسہل سے استفراغ کرین بعد موسم خریف کے
موسم سرما ہی جسمین سردی غالب ہوتی ہی اور جاڑا بشدت پڑتا ہی۔ مزاج اسکا سرد تر ہی اور یہ موسم
مقابل موسم گرما ہی جیسے اسمین گرمی شدت کی ہوتی ہی ویسے ہی اسمین سردی بغایت ہوتی ہی
بہترین فصل سرما کی وہ ہی کہ مینھ خوب برسے اور ہوا دکھن کی طرف سے کمتر ہو۔ یہ موسم اگر اپنی طبیعت
پر ہو تو برودت اور رطوبت بدن مین بہت پیدا ہوتی ہی پس اگر رطوبت ہوا کی سردی پر غالب ہو
تو امراض اسہال و نزلہ و کھانسی اور سکتہ اور صرع وغیرہ امراض مرطوبی ظاہر ہوتے ہین اس موسم
مین اگر حرکت اور ریاضت بدنی مثل جماع وغیرہ بہت اختیار کرین تو کچھ مضائقہ نہین اور استعمال
مسخنات کے اور حمام مین غسل کرنا لازم جانین اور شدت جاڑے مین فصد اور قے جائز نہین۔
اگر تنقیہ بدن کا ضروری ہو تو مسہل بہتر ہی فائدہ اطبا کے نزدیک زمانہ ہر واحد خریف اور ربیع
کا ڈیڑہ ڈیڑہ ماہ ہوتا ہی کیونکہ اول ربیع کا شبیہ بالشتا ہی اور آخر اسکا شبیہ بالصیف ہی اور
ایسا ہی اول خریف کا شبیہ بالصیف ہی اور آخر اسکا شبیہ بالشتا ہی پس مدت وسط کو جو
جلدی گذر جاتی ہی ربیع اور خریف سے تعبیر کیا گیا ہی اور زمانہ گرما اور سرما کا ساڑھے چار چار ماہ
کا ہوتا ہی۔ گویا حمل سے نصف ثور تک جو زمان سیر آفتاب ہی اسکا نام عند الاطبا ربیع ہی
اور نصف ثور سے اخیر سنبلہ تک جو زمانہ ہی اسکا نام صیف ہی۔ اور شروع میزان سے نصف
عقرب تک خریف ہی اور نصف عقرب سے آخر حوت تک شتا ہی۔ اور فصول اطبا کی منجمین کے خلاف
ہوتی ہین کیونکہ اطبا نے فصول اربعہ مذکورہ کو باعتبار اختلاف ہوا کے قطع نظر مساوات زمان
فصول سے مقرر کیا ہی۔ اور اہل نجوم نے فصول اربعہ کو بلحاظ زمانہ سیر آفتاب کے فلک البروج
کے ہر ایک ربعہ مین باعتبار مساوات زمان فصول کے تعین کیا ہی چنانچہ تشریح اسکی بحث
افلاک مین عنقریب اسی باب کی فصل سوم مین آتی ہی۔ پس اہل نجوم کے نزدیک بلاد شمالی مین
ربیع اُس زمان کا نام ہی جسمین آفتاب اپنی حرکت خاصہ سے اول حمل سے آخر جوز اتک
سیر کرتا ہی۔ اور صیف اُس زمانہ کا نام ہی کہ جسمین آفتاب اپنی حرکت خاصہ سے اول سرطان سے

شتا ماہ ۱۲
۵۶ اسامی
دوازدہ برج
حمل۔ ثور۔ جوزا
سرطان۔ اسد
سنبلہ۔ میزان
عقرب۔ قوس
جدی۔ دلو
حوت۔ ۱۲ منہ

آخر سنبلہ تک سیر کرتا ہی۔ اور خریف اُس زمانہ کا نام ہو جسمین آفتاب اول میزان سے آخر قوس تک سیر کرتا ہی۔ اور شتا اُس زمانہ کا نام ہو جسمین آفتاب اول جدی سے لیکر آخر حوت تک سیر کرتا ہو اشتباہ رہے جو حصول فصول اربعہ کا ایک سال میں بیان کیا گیا ہو باسواے سکان خط استوا کے ہو والا خط استوا میں فصول سال تمام کے آٹھ ہوتے ہین کیونکہ ہر فصل اُسمین دوبارہ اعادہ کرتی اور ہر دو بار ہر فصل متغیر ہوتی ہی اسی طرح پر کہ حمل سے نصف ثور تک جب آفتاب ہو اُسکا نام صیف ہی اور نصف ثور سے آخر جوزا تک جو سیر آفتاب ہو وہ خریف ہی۔ اور اول سرطان سے نصف اسد تک شتا ہی اور نصف اسد سے آخر سنبلہ تک ربیع ہی۔ اور اول میزان سے نصف عقرب تک پھر صیف شروع ہو جاتا ہی۔ اور نصف عقرب سے آخر قوس تک خریف ہی اول جدی سے نصف دلو تک شتا ہی۔ اور نصف دلو سے آخر حوت تک ربیع ہی۔ باقی رہا بیان اس امر کا کہ فصول اربعہ میں غذا کیسی کھانی چاہیے اور کسقدر کھانا پینا موجب اعتدال طبیعت ہی سو یہ کھانے پینے کے بیان میں جو دوسری قسم ستہ ضروریہ کا ہی بیان کیا جائیگا فانتظرہ فصل سوم ہوا کے تغیرات غیر طبعی غیر مضاد کے بیان میں۔ یعنی وہ تغیرات کہ باوصف غیر طبعی ہونے کے مجری طبع کی مضاد نہیں۔ پوشیدہ نہ رہے کہ یہ تغیرات دو قسم کے ہین یا اسباب سماویہ سے سرزد ہونگے یا سو جبات ارضیہ سے نمودار ہونگے۔ نظیر اسباب سماوی کی یہ ہی جیسے بہت گزاستاروں کا زمین سے اور جیسے اجتماع اکثر ستاروں بزرگ درخشندہ کا ساتھ آفتاب کے خواہ وہ ستارے ثوابت سے ہوں مثل شعری الیمانیہ (جو کلب الجبار سے معروف ہی) اور شعری شامیہ (جو غمیصا سے مشتہر ہی) اور کلب الاسد اور عین الثور کے۔ اور خواہ متحیرہ ہوں یعنی سیارہ مثل مشتری اور مریخ اور زہرہ کے۔ کہتے ہین کہ ستارے مذکور جب آفتاب کے ساتھ جمع ہوتے ہین تو ہوا مین حرارت زیادہ ہو جاتی اسلیے گرمی دفعۃً ظاہر ہو جاتی ہی حتی کہ اگر موسم سرما مین ایسا موقع ہوگا تو بھی گرمی نمودار ہو جائیگی اور موجب اسکا زیادتی نور او ضو کی ہی جو کہ نور آفتاب سے منضم ہو جاتی ہی لان الاضواء کلہا حارۃ فاذا اجتمعت وعدم الاجتماع اوجبت تسخین الہوا۔ پس ایسا اتفاق اگر موسم گرما مین واقع ہوگا تو گرمی بشدت ہوگی اور موسم سرما مین ایسا اتفاق ہونے سے گرمی کم ہوگی اور جیسا کہ وقت کسوف شمس کے سردی دفعۃً حاصل ہوتی ہی یہان تک کہ اگر موسم گرما مین ایسا اتفاق ہو جاے تو آثار سردی کے نمودار ہو جائینگے۔ اور جو تغیرات اسباب ارضی سے ہوتے ہین اُنکی تمثیل یہ ہی جیسے گرمی اور سردی ہوا کی بسبب اختلاف مساکن کے ہو جاوے جو کہ بسبب عرض بلاد اور نواحی

اور سیاح اور جماورت جبال اور بحار وغیرہ سے ہوجاتا ہی فائدہ تغیرات مذکورہ صدر کو غیر طبعی اس جہت سے کہتے ہین کہ موافق مقتضائے فصل کے نہین ورنہ اس جہت سے کہ مجری طبعی سے خارج نہین بلکہ اُسکے موافق ہین انکو تغیرات طبعی کہہ سکتے ہین پس فی الحقیقت تغیرات غیر طبعی وہی ہین جوکہ مجری طبع کے مضاد ہون جنکا بیان فصل چہارم مین آتا ہی تنبیہ چونکہ بیان اسباب ارضیہ کا مثل عرض بلد اور نواحی وغیرہ کے معرفت خط استوا پر موقوف ہی جوکہ وسط زمین مین واقع ہو اور اثبات وسطیت خط استوا کا معدل النہار کے علم پر موقوف ہی جوکہ دائرہ عظیمہ فلک نہم پر واقع ہی لہذا چند مسائل ضروری الذکر جو کہ افلاک اور زمین سے متعلق ہین لکھتا ہون وباللہ التوفیق ـ اور اس بحث کو دو مقصد پر بیان کرتا ہون **مقصد اول** افلاک کے بیان مین اور اسمین ایک مقدمہ اور دو بیان ہین مقدمہ مین ذکر افلاک کا کلی طور پر بیان کیا جاتا ہی مخفی نرہے کہ جسقدر حکماے متقدمین نے اس باب مین کتب معتبرہ مین درج کیا ہی ماحصل اسکا یہ ہی کہ جملہ افلاک حکما کے نزدیک نو طبقہ ہین اور ہر ایک طبقہ کئی ایک طبقات پر مشتمل ہی لیکن ہماری شریعت مین آسمان کا لفظ فقط سات افلاک پر اطلاق کیا جاتا ہی اور آٹھوین اور نوین آسمان کو کرسی اور عرش سے تعبیر کرتے ہین ـ اور تمام افلاک گردش مین ہین اور مقعر ہر فلک علوی کا بلا فصل محدب فلک ماتحت پر یعنی جسطرح کرہ ہوا کا اپنے ماتحت پر محیط ہی یعنے زیر و زبر زمین اور پانی کی ہر جہت سے ہوا ہو ایسا ہی آگ ہوا پر محیط ہی اسی طرح فلک اول کرہ آتش پر محیط ہی اور فلک ثانی فلک اول پر اور فلک ثالث ثانی پر اور علی ہذا القیاس الی آخرہ کیونکہ جملہ افلاک کروی الشکل ہین اور نسبت زمین کی فلک مین ایسی ہی جیسے زردہ تخم مرغ کی اپنے پوست سے ہی اور تمام افلاک مغرب سے مشرق کو چلتے ہین الا فلک الافلاک کہ برعکس تمام کے مشرق سے مغرب جاتا ہی اور افلاک ماتحت کو مع کرہ نار کے بھی بالقسر اپنے ہمراہ کھینچتا ہی لیکن کرویت افلاک اور عدم فصل بین السمائین شرع مین ثابت نہین ہوتا ہان علماے دین بھی خصوصیت جہت حرکت سماوی کے قائل ہین چنانچہ آیہ کریمہ والسماء ذات الرجع سے صاحب تفسیر بیضاوی نے گردش سماوی مراد رکھی ہی اور واضح ہو کہ حکما ہر فلک مین دو قطب اعتبار کرتے ہین کیونکہ جسم کروی کو جو حرکت دوری سے ایسے طور پر متحرک ہو کہ اپنے مکان مخصوص سے تجاوز نکرے وجود قطبین سے چارہ نہین ـ اور قطب اس نقطہ مفروضہ سے عبارت ہی کہ جب جسم کروی دور کرتا ہی نقطہ مفروضہ اپنے مکان پر قائم رہتا ہی اسلیے ہر فلک مین دو نقطہ متقابلہ غیر متحرک ضروری ہین ـ اور چونکہ حرکت افلاک کی مغرب سے مشرق کو یا برعکس ہی اسلیے ہر فلک مین ایک قطب شمالاً اور دوسرا جنوباً لازم ہے ـ اور اسمقدمہ مین صرف افلاک سبع کے [illegible] کی جاتی ہی اور فلک ہشتم

اور نہم کہ بیان اُنکا مقصود اصلی ہی وہ بیان مین علیحدہ لکھے جاینگے پوشیدہ نہ رہے کہ ہر ایک فلک افلاک سبع سے کئی ایک طبقات پر مشتمل ہی بعض اُنمین سے بطور فلک حاوی کے عالم پر محیط ہین لیکن مرکز اُنکا مرکز عالم ہی اور بعضے محیط تو ہین لیکن مرکز اُنکا مرکز عالم نہین۔ اور طبقہ کذائی کا نام فلک خارج المرکز رکھتے ہین اور بعض طبقات عالم پر محیط نہین بلکہ ثخن فلک مین عین وسط مین واقع ہین اور اسکو فلک التدویر بولتے ہین الغرض ہر طبقہ کو مجازاً فلک بولتے ہین اور مجموع افلاک جزو اکبر کہ حاوی ہی فلک کلی سے موسوم ہی اور فلک کلی سات ہین اور مابعد اُنکے فلک ہشتم اور نہم ہی۔ اور طبقات مذکورہ جو فلک کلی مین ہین ہر ایک کی گردش علیحدہ ہی اور افلاک تمام بعض اجزاء اُنکے بہ نسبت ہمارے چکی کے مانند چرخ کھاتے ہین اور اسکو گردش رحوی کہتے ہین۔ اور بعض اُنمین سے گردش دولابی کرتے ہین اور بعض اُنمین سے گردش حمایلی ہی پھر جو لوگ تحت الاقطاب سکونت کرتے ہین اُنکے لیے گردش رحوی ہی۔ اور جو لوگ تحت خط استوا کے سکونت کرتے ہین اُنکے لیے گردش دولابی ہی۔ اور جو لوگ خط استوا اور قطبون کے مابین رہتے ہین اُنکے لیے گردش حمایلی ہی۔ اور حرکت فلک التدویر ہر فلک کی مختلف ہی کبھی فلک کلی کے موافق متحرک ہوتا ہی اور کبھی اُسکے ضد پر چلتا ہی۔ اور بعض اُنمین سے سریع الحرکت اور بعضے بطی الحرکت ہین بالجملہ فلک تدویر قمر کا تمام تدویر افلاک سے اسرع الحرکت ہی اسی لیے اُسکو تیک فلک کہا کرتے ہین اور فلک التدویر اُسکا چودہ روز مین ایک دورہ تمام کرتا ہی۔ اب چونکہ ذکر مہتاب تک نوبت پہونچ گئی ہی اسلیے مناسب سمجھا گیا ہی کہ ستارون کا ذکر بھی مختصر طور پر کیا جاوے۔ جاننا چاہیے کہ ستارے دو نوع پر ہین ثوابت اور سیارہ۔ ثوابت تمام فلک ہشتم مین مرکوز ہین اور بسبب متابعت فلک مذکور کے ستارے بھی حرکت کرتے ہین اُنکی حرکت ذاتی نہین اسی لیے اُنکو ثوابت کہتے ہین یعنی وہ اپنے مکان پر ثابت اور قائم ہین ہلتے چلتے نہین اور تعداد اُنکی غیر محصور ہی اور ہر ایک کا نام بھی معلوم نہین بلکہ بعض بعض کے اسامی مقرر ہین۔ اور سیارہ فقط سات ہی ہین کہ افلاک سبعہ مین واقع ہین۔ ہر ایک فلک مین ایک ایک سیارہ ہی اور اُنمین سے آفتاب تو بالذات حرکت کرتا ہی اور فلک التدویر مین مرکوز نہین لیکن ہر چہ باقیہ اپنے اپنے فلک التدویر مین مرکوز ہین مگر چونکہ فلک التدویر بہ نسبت فلک کلی اپنے کے علیحدہ حرکت رکھتا ہی اور بہ نسبت سیارہ مذکورہ کے حرکت مین بہ نسبت اُسکے فلک کلی کی تغیر معلوم ہوتی ہی اس لحاظ سے اُنکو بھی سیارہ بولتے ہین ورنہ بجز آفتاب کے کوئی ستارہ سیارہ حقیقی نہین۔ اور اسامی سیارہ سبعہ کے اس شعر مین بالترتیب مذکور ہین بیت ہست قمر و عطارد و زہرہ و شمس و مریخ و مشتری زحل ہے اور ہر ایک فلک اُس ستارہ کی طرف منسوب ہوا ہی جو اُسمین موجود ہی چنانچہ سماء اول کو کرہ

سماء دنیا سے موسوم ہی فلک القمر بولتے ہین اور وہ ایک مہینے مین دورہ اپنا ختم کرتا ہی اور سماء دوم فلک العطارد ہی وہ قریب ایک سال کے دورہ اپنا پورا کرتا ہی اور سوم فلک الزہرہ ہی اور وہ ایک سال مین دورہ تمام کرتا ہی - اور چہارم فلک الشمس ہی وہ بھی ایک سال مین دورہ اپنا ختم کرتا ہی پنجم فلک المریخ ہی اور وہ ایک سال اور دو ماہ مین دورہ اپنا ختم کرتا ہی ششم فلک المشتری ہی اور وہ بارہ سال مین دورہ تمام کرتا ہی - اور ہفتم فلک الزحل ہی اور وہ تیس سال مین دورہ تمام کرتا ہی یہان تک بیان دور افلاک سبعہ کا ہی اور مدت دورہ فلک ہشتم اور نہم کی آگے محل مین بیان کی جائیگی اور جسقدر تعیین مدت دورہ ہر ایک فلک کی مذکور ہوئی باعتبار انکی حرکت طبعی کے ہی والا بالقسر حرکت فلک الافلاک کے تمام افلاک ماتحت کو ایک رات دن مین بسمت مخالف حرکت طبعی انکی کے ایک دورہ تمام ہوجاتا ہی چنانچہ یہ بات بیان فلک الافلاک مین بخوبی واضح ہوجائیگی - اور حرکت سماوات اور ستارجات کو ہر کوئی دریافت نہین کرسکتا الا حکماء نے بنظر دقیق رصدی کے دریافت کیا ہی والغیب عند اللہ سبحانہ اور واضح ہو کہ اس قوم کے اصطلاح مین حرکت فلک کی جو مغرب سے مشرق کی طرف ہو توالی البروج کے نام سے موسوم ہی اور اس بات کو دل مین خیال رکھنا چاہیے کہ بابت اسکا ذکر افلاک کے بیان مین کیا جائیگا - اگرچہ بلحاظ مراتب مناسب تھا کہ بعد مقدمہ کے بیان فلک ہشتم کا کیا جاوے لیکن چونکہ بعض امور فلک نہم کے موقوف علیہ معرفت بیان فلک ہشتم کے ہین اسلیے تشریح فلک نہم اول کی جاتی ہی فاستمع وکن من الماہرین بیان اول فلک نہم کے بیان مین - پوشیدہ نہ رہے کہ سماء نہم فلک الافلاک اور فلک الاطلس اور فلک الاعظم کے نام سے موسوم ہی - اور اصطلاح شرع مین عرش سے تعبیر کیا جاتا ہی کما مر اور حرکت اسکی خلاف توالی البروج ہی یعنی مشرق سے مغرب کو جاتا ہی اور دورہ اسکا بنہایت سرعت اور جلدی سے ایک رات دن مین پورا ہوجاتا ہی اور بالقسر تمام افلاک کو ساتھ اپنے حرکت دیتا ہی پس اسلیے دورہ قسری تمام افلاک ماتحت کا اسکے متابعت سے بھی ایک رات دن مین ختم ہوجاتا ہی لیکن دورہ طبعی افلاک ماتحت کا مخالف حرکت مذکورہ کا ہی کیونکہ حرکت طبعی انکی مطابق توالی بروج کے ہی چنانچہ مقدمہ مین یہ امر منکشف ہوا ہی اور دلیل اسکی کہ افلاک ماتحت بھی ایک شبانہ روز مین دورہ تمام کرتے مین یہ ہی کہ آفتاب اور مہتاب وغیرہ کواکب ثوابت اور سیارہ ہر صبح اور شام مشرق سے طلوع کرتے ہین اور مغرب مین غروب ہوتے ہین اور مقدمہ مین گذر گیا ہی کہ اس فلک مین کوئی ستارہ نہین اسی لیے اسکو فلک الاطلس بولتے ہین - پس اس سے صاف [illegible] ہر کہ افلاک ماتحت حرکت قسری سے ایک شبانہ روز مین دورہ تمام کرتے ہین اب معلوم کرنا چاہیے [illegible] بھی فلک ہی اور زمین مثل مرکز کے

اُسکے وسط حقیقی مین ہے۔ چونکہ بموجب بیان مذکورۂ بالا کے ہر فلک مین دو قطبون سے ناگزیر ہے لہذا اس
فلک مین بھی دو قطب فرض کرین ایک سمت شمال مین اور دوسرا مقابل اُسکے جانب جنوب مین۔ اور
بیچ وسط قطبین مین ایک خط تصور کرین کہ مشرق سے مغرب تک تمام فلک مین گذرا ہو اس طرح پر کہ دوری
اُسکی ہر جہت مین نسبت قطبین کے متساوی ہو یعنے عین وسط قطبین مین واقع ہو۔ اس خط کو دائرۂ معدل النہار
کہتے ہین اور منطقہ بھی بولتے ہین معدل النہار اسلیے کہ جب سیر آفتاب کی حرکت خاصہ سے محاذی دائرہ ہذا کے
واقع ہوتی ہے تمام معمورہ مین شب و روز تقریباً برابر ہو جاتا ہے مگر عرض تسعین یا قریب اسکے مین برابر نہین ہوتا
[illegible] فی [illegible] اور آفتاب کو دائرہ ہذا پر اتفاق سیر کا ایک سال مین دو دفعہ ہوتا ہے ایک اول حمل مین
اور دوسرا آخر سنبلہ مین اور منطقہ سے اس لیے موسوم ہے کہ منطقہ کمربند کو کہتے ہین اور خط مذکورہ بھی مثل
کمربند کے وسط فلک ہذا مین واقع ہے اور تحت اس دائرہ کی عین محاذات اور موازات مین ایک دائرہ
روے زمین پر فرض کرتے ہین اس وجہ سے کہ اگر دائرہ معدل النہار قاطع عالم ہو کر زمین کو بھی قطع کرے پس
جس جگہ سے زمین منقطع ہوگی وہی جگہ خط استوا کی ہے اور دائرہ معدل النہار کو خط سو اس لیے کہا گیا ہے
تا کہ وہم ہو کہ فی الحقیقت وسط فلک مین کوئی خط واقع ہے چونکہ تعقل معتبرات فلکیات کا مشکلات سے ہے
ابتدا آسانی فہم کے لیے ایک مثال لکھی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک فلک کو دو کاسے فرض کرین شمالاً اور جنوباً اور وسط حقیقی
ہر [illegible] مین دو نقطہ قطبی شمالاً اور جنوباً مقرر کرین پس [illegible] ان دو کاسون متساوی المقدار کا دائرہ
معدل النہار ہے چاہیے کہ مثال ہذا کو ذہن سلیم مین جگہ دین کہ معرفت حال منطقۃ البروج مین سودمند ہوگی
[illegible] بسبب [illegible] کے اس فلک کو محدد جہات کیا ہے اور حکم کرتے ہین کہ ماورا اسکے خلا اور ملا
[illegible] مگر ملا محمد رازی نے ابطال مذہب حکما مین فرمایا ہے من اراد ان یکتال مملکۃ الباری بمکیال
[illegible] فقد ضل ضلالاً بعیداً بیان دوم فلک ہشتم کے بیان مین اسکو فلک البروج اور فلک الثوابت بھی
کہتے ہین اور لسان شرع مین کرسی سے تعبیر کرتے ہین کیا ہے حرکت طبعی اُسکی مثل افلاک ماتحت کے
توالی البروج پر ہے یعنی مغرب سے مشرق کو جاتا ہے اور کہتے ہین کہ فلک البروج حرکت طبعی اپنی سے
چھتیس ہزار سال مین دورہ تمام کرتا ہے اور جملہ ستارہ جات غیر سبع سیارہ مذکورہ صدر اسمین ثابت
اور مرکوز ہین جیسا مقدمہ مین گذرا ہے۔ تحقیقی [illegible] کہ حکما نے اس فلک کو جہت مشرق اور مغرب مین
بارہ حصون متساوی پر تقسیم کیا ہے ہر ایک حصہ کو برج کہتے ہین تیس طول ہر برج کا سمت شمال اور
جنوب مین ہوگا اور عرض اُنکا ناحیہ مشرق اور مغرب مین یعنی قطب شمالی سے قطب جنوبی تک [illegible]
راست ہے ہر برج مثل پھانکین [illegible] کے پیچ کیا ہے اور ہر ایک برج تیس قسم پر منقسم ہوتا ہے ہر ایک قسم کو

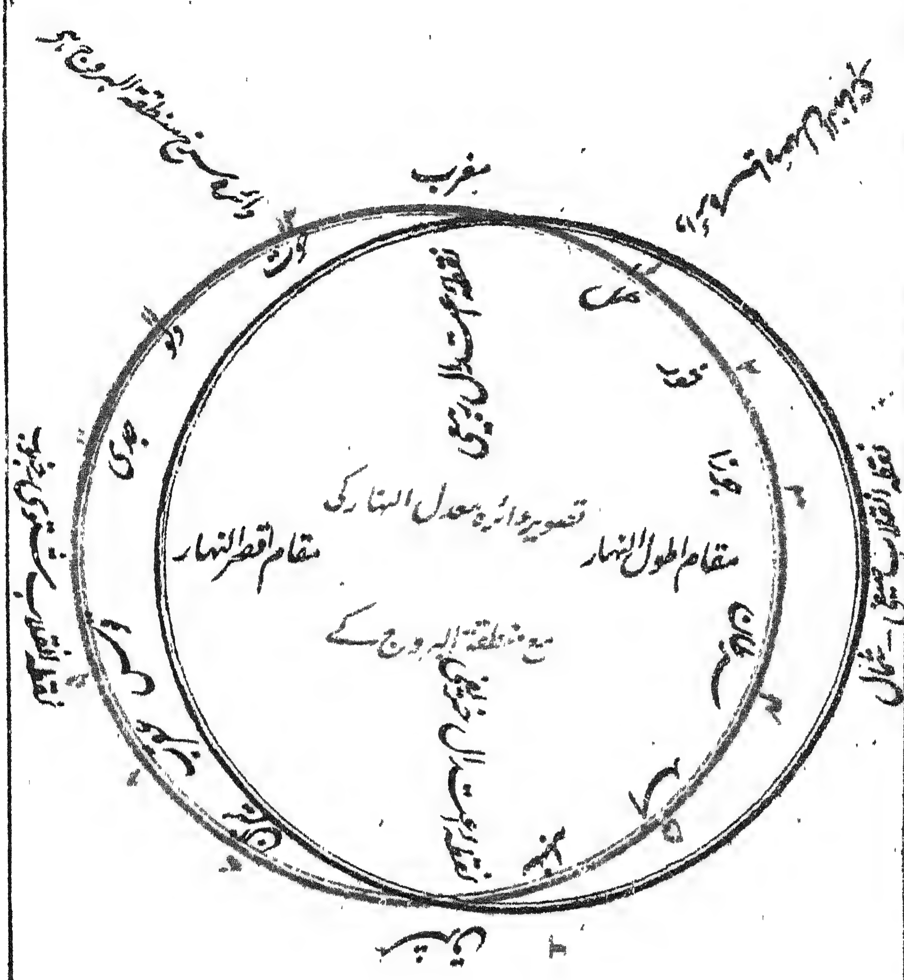

متعلقه صفحهٔ ۱۳ منظر علوم
سرطان
اسد
سنبله
میزان
عقرب
جدی

درجہ کہتے ہین پس جب بارہ بروج کو تیس درجون مین ضرب دیا تو انکے حاصل ضرب سے فلک البروج
تین سو ساٹھ درجہ حاصل ہوتے ہین - اور چونکہ ہر ایک برج مین چند ستارون کے جمع ہونے سے شکلون
مین سے کوئی شکل پیدا ہوئی ہی لہذا وہ برج اُسی شکل کے نام سے موسوم ہوا ہی - چنانچہ حمل - ثور - جوزا
سرطان - اسد - سنبلہ - میزان - عقرب - قوس - جدی - دلو - حوت - بلحاظ انکے اشکال
کے دوازدہ بروج کے نام ہین - اور یہ دوازدہ بروج چار حصون پر تقسیم کیے گئے ہین - چنانچہ تین برج
آتشین ہین جیسے حمل - اسد - قوس انکو مثلث آتشین کہتے ہین - اور تین برج بادی ہین
مثل جوزا - میزان - دلو کے انکو مثلث بادی سے موسوم کرتے ہین - اور تین اُنمین سے خاکی ہین
مانند ثور - سنبلہ - جدی - کے انکو مثلث خاکی بولتے ہین - اور تین اُنمین سے آبی ہین
جیسے سرطان - عقرب - حوت - انکو مثلث آبی کہا جاتا ہی اور شکل دائرہ منطقۃ البروج کی
جسکا ذکر عنقریب آتا ہی مع اشکال دوازدہ بروج واقعہ علیہا کے علیحدہ صفحہ مین لکھا گیا ہی اور جو
کہا جاتا ہی کہ فلان سیارہ مثلاً آفتاب فلانے برج مین ہی اُسکے یہ معنی ہین کہ اگر ایک خط مستقیم
مرکز زمین سے لیا جاوے اور کواکب سیارہ کو قطع کرکے اُس سے گذر جاوے اور فلک الثوابت مین پہونچ
جاوے تو وہ خط اُس برج مین پہونچ جائیگا جسکی طرف وہ سیارہ منسوب ہی
افلاک ماتحت مین ہین وجود انکا فلک ہشتم مین کیا معنی رکھتا ہی - اور اس فلک کے لیے بھی مثل
فلک الافلاک کے دو قطب ہین اور اس جگہ پر اتفاقاً دو ستارہ بھی واقع ہین شمالاً اور جنوباً چنانچہ ستارہ
شمالی مرئی اور مشہود ہی اور ستارہ قطب کے نام سے زبان زد خاص و عام ہی لیکن ستارہ جنوبی
سکان اہل شمال پر مخفی ہی اور باشندگان خط استوا و مالقرب منہ پر مشہود و مرئی ہی - اور ایسا
کہتے ہین کہ ربع مسکون ناحیہ شمال مین ہی اور ناحیہ جنوب تمام پانی مین غرق ہی اور اس آسمان پر
بھی ایک دائرہ مثل فلک نہم کے فرض کرنا چاہیے اور یہ دائرہ منطقۃ البروج کے نام سے موسوم ہی
کیونکہ تمام بروج مذکورہ اسی دائرہ پر واقع ہوے ہین جیسا اُسکی شکل سے ظاہر ہوتا ہی - پوشیدہ
نرہے کہ ہر دو قطب فلک البروج کے دونون قطبون فلک الافلاک سے قدرے منحرف واقع ہوئے ہین
باوصفیکہ مرکز ہر دو فلک کا واحد ہی یعنی مرکز عالم ہی اور بسبب عدم توافق قطب ہر دو فلک کے دائرہ
منطقۃ البروج اور دائرہ معدل النہار باہم منحرف واقع ہوئے ہین اور دائرہ منطقۃ البروج نے دائرہ
معدل النہار کو دو موضع متقابلہ مین باوصف اتحاد سمت دوریہ کے زوایائے غیر قائمہ پر تقاطع کیا ہی یعنی
یہ خیال نکیا جاوے کہ دو دائرہ معدل النہار کا مشرق اور مغرب کی طرف ہی اور دو دائرہ منطقۃ البروج

کو جسنے تقاطع کیا ہو شمال اور جنوب کی طرف ہو بلکہ وہ ہر دو نقطہ کا شرقاً و غرباً اور قطب ہر دو کے شمالاً
اور جنوباً تصور سے فرق سے منحرف واقع ہوتے ہیں۔ پس بین المنطقتین جو فضا ہے فراخ شمالاً اور جنوباً
اور وہ فضا ہے تنگ شرقاً و غرباً لازم آتے ہیں چنانچہ کرہ مصنوعی میں یہ امر ظاہر ہو جاتا ہو توضیح
کہ چونکہ یہ مقام اشکال تمام رکھتا ہوا اسلئے تشریح کلام کی از بس ضروری ہو تاکہ آسانی سے سمجھ
میں آوے پس معدل النہار کو جب ہم خط مدور عظیم فرض کریں اور نیچے اسکے ایک خط
دوسرا عظیم ویسا ہی تصور کریں ایسے طور پر کہ خط ثانی اول کو تقاطع حمایلی کرے پس خط منطقۃ البروج
میں جا بجا وہ متصل ہو جاوینگے دو نقطہ متقابلہ کہ موضع تقاطع خطین مذکورین ہو اور دو قوسیں
کہ مابین نقطتین کے واقع ہیں ایک قوس جنوبی دوم شمالی۔ اس قوس کو جو کہ معدل النہار کے
دائیں طرف میں ہو جنوبی کہتے ہیں اور جو اسکے بائیں طرف ہو اسکو شمالی بولتے ہیں اور واضح
رہے کہ تسمیہ جہات اربع کا اس شخص کے لحاظ سے ہو کہ مشرق رویہ ہو۔ پس بالضرور
دائیں اسکے جنوب ہوگا اور بائیں اسکے شمال اور سامنے اسکے مشرق اور پیچھے اسکے دلیکن مغرب ہوگا
اور جب یہ بات ثابت ہوئی کہ دائرہ منطقۃ البروج دو قوس سے مرکب ہو اور معدل النہار کو تقاطع حمایلی
کیا ہو اب ایک دائرہ عظیمہ اور فرض کرتے ہیں کہ اقطاب اربع پر گذرتا ہو اور اسکو دائرہ مارہ باقطاب اربعہ
کے نام سے موسوم کرتے ہیں پس یہ دائرہ بالضرور منطقۃ البروج کو مع معدل النہار کے بیچ وسط
دو نقطہ متقابلہ پر قطع کریگا پس جس جگہ یہ دائرہ منطقۃ البروج کو دو موضع متقابلہ پر قطع کریگا وسط حقیقی
ہر قوس مذکورہ کا ہوگا کما لا یخفی۔ جب یہ بات ثابت ہوئی تو چار نقطہ متساوی البعد منطقۃ البروج میں
مقرر ہو گئے دو نقطہ وہ ہیں جس جگہ منطقۃ البروج نے معدل النہار سے تقاطع کیا ہو اور دو نقطہ وسط حقیقی
ہر قوس میں کہ محل تقاطع دائرہ موسومی کا ہو جسکو دائرہ مارہ بالاقطاب الاربعہ کہتے ہیں اور یہ محل بعید ترین اجزا کے
منطقۃ البروج کا بہ نسبت معدل النہار کے ہو۔ اور دو نقطہ متقابلہ کہ جہاں سے منطقۃ البروج کا معدل النہار
سے تقاطع ہو نقطہ اعتدال سے موسوم ہیں ایک نقطہ اعتدال ربیعی اور دوسرا نقطہ اعتدال خریفی ہو یعنی وہ نقطہ
کہ جس سے آفتاب گذر کر شمالی ہو جاتا ہو اسکو اعتدال ربیعی کہتے ہیں اور وہ راس حمل ہو اور نقطہ دوم
کہ اسکے مقابل میں ہو جب آفتاب اس سے گذرتا ہو جنوبی ہو جاتا ہو اسکو اعتدال خریفی کہتے ہیں اور وہ راس
میزان ہو اور دو نقطہ متقابلہ کو کہ وسط قوسین منطقۃ البروج میں تلاقی دائرہ موسومی سے حاصل ہوئے ہیں
نقطہ میل کلی اور نقطہ انقلاب نام رکھتے ہیں ایک انمیں سے ناحیہ شمال میں ہو اور دوسرا طرف جنوب کے
شمالی کو نقطہ انقلاب صیفی اور جنوبی کو نقطہ انقلاب شتوی کہتے ہیں میل کلی تو اسلیے کہتے ہیں کہ

تمائل اور تباعد منطقة البروج کا منطقہ معدل النہار سے اس جگہ نہایت تک پہونچ گیا ہی ۔ اور مقدار اسکے دائرہ مارہ بالاقطاب الاربعہ سے جسکے تمامہ تین سو ساٹھ درجہ ہین ساڑھے تیئیس درجہ ہین اور نقطہ انقلاب اسلیئے نام رکھتے ہین کہ منطقة البروج جب اعتدال سے جدا ہوتا ہی پس چلتے چلتے دائرہ معدل النہار سے دور ہوتا ہی اور یہان تک نصف قوس تمام ہوجاتی ہی اس جگہ سے بتدریج معدل النہار کے نزدیک ہوتا جاتا ہی تاکہ نقطہ اعتدال دوم تک واصل ہوتا ہی ۔ پس ان دو نقطون کو کہ وسط قوسین مین واقع ہین نقطہ انقلاب اسلیئے بولتے ہین ۔ اب دریافت کرنا ضرور ہی کہ بسبب حصول چار نقطہ متقابلہ کے جنکا مذکور ہوچکا ہی دائرہ منطقة البروج مین چار ربع پیدا ہوئے جنکی تفصیل یہ ہی ۔ ربع اول وہ ہی کہ مابین اعتدال ربیعی اور انقلاب صیفی کے واقع ہی پس جبتک آفتاب حرکت خاصہ سے اپنے فلک پر محاذی اس نصف قوس کے ہوگا زمان ربیع ہوگا اسی لیے اس نقطہ کو اعتدال ربیعی بولتے ہین ۔ یعنی جب آفتاب اس نقطہ کو تجاوز کریگا ربیع شروع ہوگا تاکہ نقطہ انقلاب صیفی تک موصول ہوجاوے ۔ اور ربع دوسرا وہ ہی کہ درمیان نقطہ انقلاب صیفی اور نقطہ اعتدال خریفی کے ہی پس جبتک آفتاب موازی اس نصف قوس کے رہیگا زمان صیف شمار کیا جائیگا ۔ اور ربع تیسرا وہ ہی کہ درمیان نقطہ اعتدال خریفی اور نقطہ اعتدال شتوی کے ہی پس جبتک آفتاب برابر اس نصف قوس کے سیر کریگا زمان خریف تصور کیا جائیگا ۔ ربع چوتھا وہ ہی کہ درمیان نقطہ انقلاب شتوی اور نقطہ اعتدال ربیعی کے ہی پس جبتک آفتاب اس نصف قوس کے مقابلہ مین رہیگا وہ زمان شتا ہی ۔ بیان ماسبق سے معنی اضافت نقاط اربعہ کے فصول اربع کی طرف ظاہر ہوجاتے ہین ۔ فافہمہ فانہ دقیق ضمیمہ اوپر کہا گیا ہی کہ آفتاب فلک چہارم مین ہی اور وقوع اسکا منطقة البروج مین سیر طبعی سے بمعنی موازات اور محاذات فلک چہارم کے منطقة البروج سے ہی کما لایخفی ۔ اور تمام سیارہ فلک التدویر کی متابعت سے حرکت کرتے ہین الا آفتاب کہ حرکت اسکی بالذات ہی پس آفتاب باعتبار محاذات اور موازات منطقة البروج کے ہر برج مین ایک ماہ کامل سیر کرتا ہی چونکہ ہر ایک برج تیس درجہ پر منقسم ہی لہذا ہر ایک درجہ مین ایک دن سیر کرتا ہی جیسا بیان کیا گیا ہی ۔ اور چونکہ منطقہ فلک چہارم کا محاذی منطقہ فلک البروج کے ہی اور سیر آفتاب کی ہمیشہ اپنے منطقہ پر ہی اور منطقة البروج معدل النہار کو زاویہ غیر قائمہ پر دو نقطہ اعتدال پر کاٹتا ہی اسلیئے عبور آفتاب کا دائین اور بائین معدل النہار کے واقع ہوگا مگر وہ موضع متقابلین کہ برابر نقطہ اعتدالین کے ہین معدل النہار کے نیچے سیدھا واقع ہوگی پس ایک سال مین دو بار آفتاب نیچے معدل النہار کے آتا ہی اور باقی چھ ماہ کسیقدر کم دائین طرف معدل النہار کے ہوتا ہی اور چھ ماہ کسیقدر کم

بائین طرف معدل النہار کے رہتا ہے۔ تصویر دائرہ معدل النہار اور منطقة البروج کی ذیل مین درج ہو
تاکہ مضامین مذکورہ صدر کے ذہن نشین ہوجاوین علیک بالتامل الصادق فی ہذا المکان لینکشف
لک انفطار عن وجوہ خرائد البیان —



مقصد دوم زمین کے بیان مین ۔ جاننا چاہیے کہ جو کچھ مفرح القلوب اور شرح چغمینی اور شرح تذکرہ محقق طوسی اور مرآۃ الخیال اور تقویم البلدان وغیرہ کتب معتبرہ فن سے ثابت ہوا ہی وہ یہ ہی کہ زمین مثل گنبد کے کروی الشکل ہی اور مانند زردۂ بیضہ کے وسط افلاک مین واقع ہی ۔ بعضون کے نزدیک زمین حرکت دولابی سے متحرک ہی اور فلک قائم ہی ۔ اور تبدل اجزاے فلک کا جو ہمین معلوم ہوتا ہی بنا بر انتقال زمین کے ہی لیکن محققین اس قول کو بدیہی البطلان سمجھکر آسمان کو ہی متحرک جانتے ہین ۔ اور دلائل ہر ایک کے اپنے مکان پر مذکور ہین لا تذکرہا ہہنا خوفاً عن الاطناب ۔ اور زمین کے تین طبقات ہین ایک وہ کہ ہمارے پاس ہی اور یہ پانی اور ہوا سے مرکب ہی ۔ دوسرا وہ کہ نیچے اُسکے ہی اور وہ صرف پانی سے مرکب ہی تیسرا وہ جو قریب مرکز کے ہی یہ طبقہ بسیط ہی پانی وہان تک نہین پہونچتا ۔ اور کہا گیا ہی کہ زمین فلک مین مثل نقطہ کے واقع ہی اور چونکہ وہ عین وسط آسمان مین واقع ہوئی ہی اسلیے محاذی معدل النہار کے ایک خط وسط زمین مین فرض کرتے ہین اور اس خط کو خط استوا کہتے ہین کیونکہ اس جگہ پر رات اور دن ہمیشہ بالتقریب مساوی ہوتا ہی ۔ اور اس خط سے زمین کے عقلاً دو حصہ ہو جاتے ہین شمالی اور جنوبی اور یہ دونون حصہ مانند دو کاسون کے ہوتے ہین کہ لب دونون کے باہم پیوستہ ہون اور ملتقاے دونون کا خط استوا ہی اور وسط حقیقی ہر کاسہ مین ایک نقطہ خیال کرتے ہین اسلیے کرۂ ارض مین بھی دو نقطہ شمالاً اور جنوباً ثابت ہوتے ہین اور ان دونون کو مجازاً قطب کہا جاتا ہی اور بعدہ اس قطب سے دوسرے قطب تک ایک اور خط کھینچتے ہین اس طور سے کہ طرف مشرق اور مغرب کے گذرتا ہی اور خط استوا کو مشرق اور مغرب مین دو جگہ پر قطع کر کر دو نقطہ متقابلہ شرقاً اور غرباً پیدا کرتا ہی اس سے زمین کے دو حصہ ہو جاتے ہین فوقانی اور تحتانی پس دونون خطوط مذکورہ سے مجموع زمین کے چار حصہ متساوی المقادیر ہو جاتے ہین اور عند الحکما یہ امر بایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہی کہ ہر دو ربع جنوبی اور ایک ربع شمالی پانی مین غرق ہی اور ایک ربع شمالی بلا تعیین منکشوف اور ظاہر ہی اسی کو ربع مسکون بولتے ہین اقالیم سبعہ وغیرہ بیابان اور پہاڑ اور بحار اور اشجار اسمین محصور ہین لیکن تعیین احد الربعین الشمالیین مین کہ انمین کونسا آباد اور معمور ہی حکما تعذر یا تعسر کے قائل ہین ۔ اور نیز ایک خط ثالث قطب شمالی ارضی سے تصور کرتے ہین کہ زمین کے شرقاً اور غرباً دو حصہ کر کے خط استوا کو قطع کر کے اپنی جگہ پر پہونچتا ہی مقطع اول کہ نصف فوقانی مین بعد عبور خط کے ربع مسکون سے ساتھ خط استوا کے حاصل ہوتا ہی قبۃ الارض سے موسوم ہی اور ارفع ترین اجزاے زمین بہ نسبت ہمارے بھی ہی کیونکہ نقطہ قبہ کا بہ نسبت اقطاب ارضی اور بلحاظ نقاط شرقی اور غربی کے کہ تقاطع خط اول

اور ثانی سے حاصل ہوئے ہیں عین وسط میں ہے پس کرہ زمین میں چھ نقطہ متقابلہ فرضی ثابت ہوئے
دو نقطہ جنوباً و شمالاً یعنے دو قطب زمین کے اور دو نقطہ شرقاً اور غرباً اور دو نقطہ فوقاً اور تحتاً نقطہ فوقانی
قبۃ الارض ہے و ہذا بالضرور رفع اجزاء الارض عندنا ۔ اور نصف خط ثالث کا کہ فیمابین نقطہ قطب شمالی زمین
اور نقطہ قبۃ الارض کے واقع ہے نصف نہار قبہ کے نام سے موسوم ہے ۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ حکما نے
ربع مسکون کو خط استواء سے قطب شمالی زمین تک نوّے درجہ تخمین کیے ہیں از انجملہ تیس درجہ قطب شمالی
کی طرف سے بسبب عدم قابلیت آبادی کے خارج کرتے ہیں اور عرض اقالیم سبعہ کو ساٹھ درجہ باقیہ میں
محصور کرتے ہیں ۔ اور عدم لیاقت تیس درجوں مذکورہ کی آبادی کے لیے بسبب غلبۂ برودت کے ہے کہ بسبب
بعد آفتاب کے وہاں حاصل ہے اور بعض حکما تیس درجہ قطب شمالی کی طرف اور دس درجہ خط استواء
کے جانب سے منہا کرتے ہیں اور عرض اقالیم کو صرف پچاس درجوں میں محصور کہتے ہیں اور علت
اخراج دس درجوں مذکورہ میں یہ تحریر کرتے ہیں کہ عین خط استواء میں بواسطہ غلبۂ حرارت کے بھی سکونت
ناممکن ہے پس انکے نزدیک مابین اقلیم اول اور خط استواء کے دس درجہ کا فصل ثابت ہوتا ہے بخلاف
حکماے سابقین کے کہ انکے نزدیک فصل ثابت نہیں ہوتا بہر تقدیر معلوم کرنا چاہیے کہ ہفت اقلیم مانند
ہفت بساط مطولہ کے مشرق سے مغرب کی طرف برابر یک دیگر استہ راست ربع مسکون میں واقع
ہیں ۔ اور خط استوا جنوب مشرق زمین چین سے شروع ہوا ہے پھر جزیرہ جکوٹ سے گذر کر گنگ دژ کہ
زمین چین سے ہے اور مستقر الشیاطین کے نام سے مشہور ہے پہونچتا ہے بعدہ جزائر ارض الذہب پر گذر کر
جزیرہ سراندیپ کے جنوب رویہ اور جزائر زنج کے شمالی طرف ہوکر معظم بلاد زنج میں پہونچتا ہے پس
شمال رویہ کوہ قمر کے (کہ منبع رود نیل ہے) گذر کر اور جنوب رویہ بیابان مغرب کے پہونچ کر
بحر اوقیانوس تک منتہی ہوتا ہے پس خط استواء سے درجہ مستقیم تک (کہ ساٹھ درجہ ہوتے ہیں
اور وہیں تک آبادی ہے) عرض جنوب اور شمال میں سات حصے ہیں ہر ایک کو اقلیم کہتے ہیں ۔ طول
اور عرض اقلیم کا مختلف ہے چنانچہ طول اور عرض اقلیم دوم کا اول سے کمتر ہے اور سوم کا دوم سے
اور چہارم کا سوم سے اور پنجم کا چہارم سے اور ششم کا پنجم سے اور ہفتم کا ششم سے کمتر ہے اور
ایسا ہی رات دن ہر ایک کا متفاوت ہے لیکن کل رات دن کی چوبیس ساعت مقرر کی گئی ہیں
اگر دن زیادہ ہوگا تو رات کم ہوجائیگی اور اسکا عکس بھی ہوتا رہیگا اور نیز ہوا ہر ایک اقلیم کی علیحدہ اور
مزاج باشندگان ہر ایک کا جدا ہے اور رنگ لوگون کے بھی مختلف ہیں چنانچہ ہر ایک اقلیم کے ذیل میں یہ
امور بیان ہونگے ۔ اور اہل نجوم نے ہر ایک اقلیم کو سات سیارون میں سے ایک ایک کے ساتھ منسوب

کیا ہی اور ہر ایک کو خدا کے حکم سے ایک ولایت مین متصرف جانتے ہین چنانچہ اقلیم اول زحل سے منسوب
ہی۔ اور وہ بلاد ہند ہین اور اقلیم دوم مشتری سے متعلق ہی اور وہ بلاد چین ہین اور اقلیم سوم مریخ سے وابستہ ہی
اور وہ بلاد ترک ہین اور اقلیم چہارم آفتاب سے منسوب ہی اور وہ بلاد خراسان ہین اور اقلیم پنجم زہرہ سے اور
وہ بلاد ماوراء النہر یعنے توران ہین اور اقلیم ششم عطارد سے اور وہ بلاد یاجوج ماجوج ہین اور عند البعض بلاد روم
ہین اور اقلیم ہفتم قمر سے متعلق ہی اور وہ بلاد بلخ ہین۔ اقلیم اول طرف خط استواء کے ہی اور اقلیم ہفتم
طرف قطب شمالی زمین کے ہی ماورا اسکے آبادی نہین اور باقی اقالیم ما بین ان دونون کے ترتیب وار واقع ہین جیسا
مجملاً بیان ہوا ہی انتباہ بعض ولایتین ایک اقلیم مین محصور ہین اور بعض مشترک ہین یعنی بعضے بلاد انکے ایک
اقلیم مین اور بعض دوسرے مین جیسا ہندوستان اور چین وغیرہ کئی ایک اقالیم مین مشترک ہین پس
تعیین ولایتون کی اقالیم مین درست نہین آتی اسلیے اسامی بلاد مشہورہ کے جو ہر ایک اقالیم مین واقع ہین۔
لکھے جاتے ہین تا بآسانی معلوم ہوجاوے کہ فلان شہر فلان اقلیم سے ہی علی قول الاصح آب اقالیم کے بابت قدرے
لکھا جاتا ہی اقلیم اول ابتدا اسکی شمال جزیرۂ یاقوت سے ہوتی ہی پس جنوب بلاد چین اور شمال سراندیپ
اور وسط ہند اور سندپر گذرتی ہی اور بحر فارس قطع کرکے جنوب بلاد عمان اور وسط بلاد یمن پر گذر کر بحر
محیط پر منتہی ہوتی ہی۔ اور اس جزیرہ کی دو طرفین ہین شمالی اور جنوبی سمت شمالی مین یہ اقلیم واقع ہی اور
جو انکے اسمین واقع ہین وہ یہ ہین۔ جزیرۂ وقواق کہ سرحد مشرق مین ہی اور بعض بلاد چین مثل تیون
اور خانقو اور خالجو اور خنا اور سنبلی۔ اور جزیرہ سراندیپ کہ بحر ہند مین واقع ہی اور دیگر جزائر ہند۔ اور
یمن بعض بلاد اسکے اس اقلیم سے خارج ہین لیکن جسقدر بلاد یمن سے داخل اقلیم اول ہین وہ
ذیل مین مذکور ہوتے ہین۔ تعزہ۔ مخا بند۔ معسرہ۔ سبا۔ حضرموت۔ عدن۔ مرساط شجرہ قلمات
ظفار۔ زبید۔ ہجر۔ شرجہ۔ حلی۔ جبلہ۔ صعدہ۔ مارت۔ ونار۔ جرس۔ عرین۔ ارم کہ
شداد سے منسوب ہی۔ اور بلاد زنجبار اور بلاد النوبہ اور نوبہ منجملہ پسران حام بن نوح سے تھا یہ ولایت
اسکے نام پر شہرت رکھتی ہی اور معدن الذہب اور قصبۂ عمان اور حبشہ اور بربر اور تکرور اور دنقلہ اور
بلد سنداہل اور سفالا اور سلجماسہ اور جالیص اور مقدشو اور خانہ اور بربیسا اور رغادہ۔ اور بعض بلاد
مصر اور جزیرہ کرک وغیرہ۔ طول اقلیم ہذا کا تین ہزار بائیس ۳۰۲۲ فرسنگ ہی اور عرض اسکا ایک سو سینتالیس ۱۴۷
فرسنگ اور اس اقلیم مین بیس ۲۰ پہاڑ اور تیس ۳۰ انہار ہین اور آدمی اس اقلیم کے سیاہ رنگ ہوتے ہین
طول روز اوائل اقلیم مین ۱۲ ساعت نجومی۔ اور رات ۱۱ ساعت کی ہوتی ہی۔ اور میانہ اقلیم مین
۱۳ ساعت کا دن اور ۱۰ ساعت کی رات ہوتی ہی اور آخر اقلیم مین ۱۳ ساعت کا دن اور رات ساعت

سطہ در بیان ۱۲
سطہ سمندر ۱۲
سطہ جمیع مکان ۱۲

کمی ہوتی ہی اور ہوا اس اقلیم کی بارہ مہینے معتدل اور برابر اور مناسب ہوتی ہی اقلیم دوم
ابتدا اسکی مشرق سے ہوتی ہی اور وسط بلاد چین اور شمال سراندیپ اور بلاد ہند اور قندھار
اور وسط بلاد کابل اور جنوب بلاد کرمان پر گذرتی ہی پس بحر فارس کو قطع کر کر وسط بلاد رقہ
اور افریقیہ اور شمال بربرستان اور جنوب قیروان اور وسط بلاد درطانہ کے پہونچکر بحر اوقیانوس
تک منتہی ہوتی ہی اور اکثر جو اسمین واقع ہین وہ درج ہوتے ہین ۔ توابع عمان ۔ توابع یمن اور یمامہ
اور توابع حجاز ۔ اور تہامہ اور مکہ مبارکہ کہ ابتداے اقلیم دوم مین ہی اور مدینہ مطہرہ قریبا وسط
اقلیم مین ہی اور طائف اور ہجیرہ اور فید اور قشیرہ [?] اور خیبر ۔ اور توابع حبش اور
قیروان اور بعض بلاد افریقیہ و بلاد صعید مصر مثل قفط اور قوص اور اخمیم اور عیذاب اور
اسیوط اور سنی اور حلوان اور اقصر اور ارمنہ ۔ اور بعض بلاد ملک مغرب مثل درعہ اور سوس
اور ودیت اور طیلا اور ولایت بحرین اور ہجر [?] بندر اور جزیرہ سقوطرہ کہ بحر مغرب مین ہی اور
اکثر بلاد ہند واضح ہو کہ اگرچہ ہندوستان ایک ولایت وسیع ہی اور کئی ولایتون پر مشتمل ہی
اور اقلیم دوم اور سوم اور چہارم مین مشترک ہی لیکن چونکہ اکثر بلاد اسکے اقلیم دوم مین ہین اسلیے
ذکر ہندوستان کا اسی اقلیم مین کرنا مناسب سمجھا گیا ہی اور باقی شہر اسکے حسب حسب اقلیم مین واقع ہین
وہان پر لکھے جائینگے پس جو بلاد اسکے دکھن اور گجرات وغیرہ سے اقلیم دوم مین واقع ہین وہ ذیل مین مندرج
ہوتے ہین مثل منصورہ ۔ اور دولت آباد جو کہ زمان سابق مین دیوگڈہ کے نام سے مشہور تھا اور قلعہ اسکا
عجائبات سے ہی اور احمدنگر اور پٹن اور جیلپو بندر اور ولایت تلنگانہ اور گولکنڈہ یعنی حیدرآباد کہ دارالملک
تلنگانہ ہی اور بیدر یعنی [illegible] آباد اور گجرات اور برہانپور کہ سرحد ولایت خاندیس ہی اور کمبایت اور سورت
یہ دو بندر مشہور ہین اور سومنات اور ناگور اور صوبہ برار اور اجمیر اور بنارس اور شریف آباد اور اسلام آباد [?]
اور سلیم آباد اور گوڑ اور ستارہ گانو [?] اور سری ہٹ اور جنت آباد اور کورکات اور جہانگیر آباد اور اکبرنگر
یعنی راج محل ۔ اور اوڑیسہ ایک ولایت ہی درمیان حیدرآباد اور بنگالہ کے ۔ اور بہار اور کوچ توابع
بنگالہ سے ہی ۔ اور گورکان ۔ صاحب شرح چغمنی فارسی اور مرآۃ الخیال نے دہلی کو اقلیم دوم سے شمار کیا ہی
لیکن صاحب مفرح القلوب نے کہ متاخرین سے اور باشندہ دہلی کا ہی اسکو اقلیم سوم سے لکھا ہی
طول اقلیم دوم کا دو ہزار آٹھ سو تیئیس ۲۸۲۳ فرسنگ ہی اور عرض ایک سو بتیس ۱۳۲ فرسنگ ۔ اور اس اقلیم
مین ستائیس ۲۷ پہاڑ اور اسی قدر انہار واقع ہین اور رنگ آدمیون کا درمیان سواد اور سمرت کے ہی
یعنے گندم گون مائل بسیاہی طول روز اوائل اقلیم مین ۱۳ ساعت اور میانہ اقلیم مین ۱۴ ساعت

اور آخر مین ۱۳ ساعت ہی اور بموجب قاعدہ مذکورہ صدر کے جسقدر دن بارہ ساعت سے زیادہ ہوگا
اسی قدر رات بارہ ساعت سے کم کیجائیگی۔ اور ہوا اس ولایت کی نہایت گرم ہی اقلیم سوم ابتدا اسکی
مشرق بلاد چین سے ہی پس بلاد یاجوج ماجوج اور شمال بلاد ترکستان اور وسط بلاد کابل پر گذرتی ہی
پس حصار اور قندہار اور وسط بلاد کرمان اور سیستان اور بلاد فارس اور عراق اور جنوب دیار بکر اور شمال
بلاد مغرب اور وسط ولایت شام پر گذرتی ہی۔ بعدہ مصر اور اسکندریہ اور وسط قادسیہ اور قیروان اور بلاد طنجہ
پر گذر کر بحر اعظم تک منتہی ہوتی ہی۔ اور مواضع جو اسمین ہین یہ ہین شام ایک ولایت ہی اور بیت المقدس اسکا
دار الملک ہی۔ اور فلسطین ایک ولایت ہی۔ اور سوس اور بعض بلاد افریقیہ کے۔ اور توابع قیروان اور
طرابلس مغرب۔ اور بعض بلاد ملک مغرب مثل سبتے کے کہ منتہائے ملک مغرب مین ہی اور ملطہ اور فارس
اور قیسطنہ اور سطیف۔ اور افریقیہ ایک ولایت ملک مغرب سے بجانب مشرق کے ہی قسیطلہ ابتدائے ملک
مغرب مین داخل افریقیہ ہی۔ اور سوسہ افریقیہ سے ہی اور طرابلس بجانب شرقی قیروان کے افریقیہ سے ہی
اور دمشق ایک شہر ہی ولایت شام مین۔ اور بعلبک قریب دمشق کے عسقلان اور یافہ اور رملہ اور
قیساریہ اور شوبک اور کرک یہ آٹھون شہر شام سے ہین۔ اور بلاد عراق عرب سے مثل حلہ اور نہروان کے
اور بلاد کرمان سے۔ ہرمز اور بیرومسیر اور زرند اور سیرجان۔ اور مدین۔ اور دمیاط۔ اور طبریہ اور مدین
اور حلوان۔ اور نہروان۔ اور اقسلنجہ۔ اور فسطاط۔ اور قاہرہ۔ اور اسکندریہ۔ اور مصر۔ اور ہرمان۔ اور
عین الشمس اور فراہ۔ اور فیوم۔ اور تنیس۔ اور التصفا۔ اور شمونین۔ اور منیہ۔ اور ابن خصیب۔ اور منیف۔ اور
قلزم جو کہ بحر یمن کے ساحل پر ایک شہر ہی اور دریا کو اس سے نسبت دیکر اسی نام سے پکارتے ہین اور تنیس
یہ بارہ شہر نواحی مصر سے ہین۔ ارجان بلاد فارس سے ہی۔ اور شیراز۔ مولد شیخ سعدی مصلح الدین شیرازی
کا۔ اور بغداد ایک شہر مشہور ہی اور قبور شریف اولیائے کرام سے پر نور۔ کوفہ ایک شہر ہی امام اعظم صاحب
وہان کے باشندہ تھے۔ اور نجف اشرف دو فرسنگ کوفہ سے ایک شہر ہی اور تبوک اور اہواز
اور بصرہ اور واسط اور یزد اور ابرقوہ۔ اور اصطخر ایک شہر زمانہ سابق مین عظیم تھا لیکن اب
تھوڑا سا باقی ہی۔ اور بیضا ایک شہر معروف ہی اور مٹی اسکی نہایت سفید ہی اسلیے اسکو بیضا
کہتے ہین۔ قاضی بیضاوی صاحب تفسیر بیضاوی یہان کے باشندہ ہین۔ اور گازرون۔
ملا سدید گازرونی صاحب کتاب مغنی شرح موجز القانون المشہور بسدیدی۔ اور شارح قانون
وغیرہ یہان کے باشندہ تھے چنانچہ کتب طب مین سدید گازرونی کے نام سے لکھی جاتے ہین اور عسکر
اور قادسیہ اور سدوسیہ اور عراق عرب اور بابل اور اصفہان اور فیروزآباد۔ اور خوزستان ایک ولایت فاسد الہوا ہی

چونکہ سدیدی کے نام سے مشہور ہے ۱۲
۲ یعنی اسکی ہوا خراب ہے ۱۲

شہر دار الملک خوزستان ہو اور کرمان ایک ولایت ہو شرقی اُسکے مکران اور غربی اُسکے فارس اور شمالی اُسکے خراسان ہو اور سجستان اور کیچ اور بست اور رخج اور خمدش اور دورق اور بہیق اور غزنین اور کابل اور میمند اور قندھار اور سند اور دیال پور اور ملتان اور کیچہ اور مکران اور ولایت افغانان۔ اور زابلستان۔ اور سیستان ایک ولایت ہو کہ حدود اُسکے خراسان سے لیکر سخارہ کرمان اور غزنین اور افغانستان ہند تک ہین اور پشاور۔ اور پنجاب ایک ولایت ہند مین مشہور ہو اور لاہور اُسکا دار السلطنت[1] ہو اور نگر کوٹ اور سرہند اور ہانسی اور حصار اور تھانیسر اور پانی پت اور دہلی اور شاہجہان آباد اور رامپور یعنی مصطفےٰ آباد اور آگرہ معروف بہ اکبر آباد اور لکھنؤ اور اودہ اور بلگرام اور کالپی اور متھرا عرف اسلام آباد اور کشمیر اور شمال کہستان اور معظم بلاد چین۔ طول اس اقلیم کا دو ہزار دو سو چوالیس فرسنگ ہو اور عرض اُسکا ایک سو سولہ فرسنگ اور اسمین تینتیس ۳۳ پہاڑ اور بائیس انہار واقع ہین۔ مردم اس اقلیم کے گندم گون ہین۔ اور ہوا اسکی نہایت درجہ کی گرم ہو کیونکہ اقلیم دوم سے متصل ہو لیکن اُسکے آخر مین جو اقلیم چہارم سے پیوستہ ہو ہوا اُسکی قریب باعتدال ہو۔ طول روز اوائل اقلیم مین ۱۴ ساعت اور وسط مین ۱۴ ساعت اور آخر مین ۱۴ ساعت ہو اقلیم چہارم اور یہ وسط اقالیم مین واقع ہو اور اماکن جو اسمین واقع ہین وہ یہ ہین۔ طنجہ منتہاے مغرب مین اور افریقہ اور جزیرہ ماروودس اور قبرس اور عزماطا اور مالقہ جنوب مین۔ اور اندلس اور انطاکیہ اور طرسوس اور طرابلس شام اور حلب اور حمص اور حماہ اور مرعش اور تلمسان اور امد اور نصیبین اور تدمر اور موصل اور ارمیہ اور سُرّ من راٰے کہ سامرہ کے نام سے معروف ہو اور دیلم اور الموت اور تفرش اور قم اور قومس اور کاشان اور سمنان اور استر آباد اور جرفاوقان اور قرخان۔ اور اسفرائن ایک ولایت ہو خراسان مین نصف ولایت خراسان کو گھیرے ہوے ہو۔ اور جرجان اور طوس اور نیشاپور خراسان کا ایک شہر مشہور ہو اور جرین اور جنوشان اور ترشیز اور خنابا۔ اور قہستان ایک ولایت ہو کہ طبس اور بیرجند وغیرہ اُسکے مضافات سے ہین اور توران اور زوزن اور سرخس اور زاریاب اور بسطام اور ناطل اور قصر شیرین اور دینور اور طالقان اور نسا اور لوقان اور قائن اور ختلان اور دخش اور شومان بلاد ترک سے ہین اور خراسان ایک ولایت وسیع ہو مرو شاہجان اعظم بلاد خراسان ہو۔ اور سیستان ایک ولایت مختصر ہو۔ اور دشت خاوران مضافات مشہد سے ہو۔ اور غور ایک ولایت ہو مابین غزنین اور خراسان کے اور بعضون نے اسکو اقلیم سوم سے شمار کیا ہو اور بلخ اور میمنہ اور اندخو اور ترمذ۔ اور بدخشان ایک ولایت ہو۔ اور غرجستان ایک ولایت مشہور ہی

[1] یعنی دار الخلافت بادشاہ کے رہنے کی جگہ اور تخت گاہ

اور گردستان اور باداعیس اور توابع فارس اور دامغان اور شیراز اور قومس اور صفہان اور عراق
اور مشہد اور طہران - اور دماوند مشہور ہی کہ تمام جہان کے شہرون مین سے بنا اُسکی قدیم ہی اور طبرستان
اور آمل - اور رستمدار ایک ولایت ہی اور ساوہ اور گیلان اور قزوین اور ابہر اور زنجان اور سہرورد
اور طارم - اور اردستان ایک ولایت ہی کہ آٹھ گانو پر مشتمل ہی اور خواف - اور جام مقام معروف ہی
مولانا عبدالرحمن جامی صاحب تصانیف کثیرہ اسی جگہ کے باشندہ تھے اور تربت اور سبزوار اور توابع
ہرات کے اور وسطان اور زوارہ اور سلطانیہ - اور ری ایک ولایت ہی اور ہمدان اور نہاوند اور
آذربیجان ولایت ہی اور تبریز اُسکے بزرگ شہرون سے ہی - خواجہ شمس الدین تبریزی رح یہان
ہوے ہین - اور بعض دیار بکر اور روم اور اردبیل اور مراغہ اور اروباد اور خلخال - اور تبت ایک
ولایت ہی اور بعض بلاد ختا اور ختن اور بلاد شمال چین - طول اس اقلیم کا دوہزار دوسو چھیاسٹھ فرسنگ ہی
اور عرض ننانوے فرسنگ ہی اور اسمین پچیس پہاڑ اور بائیس انہار واقع ہین اور رنگ آدمیون کا
درمیان گندم گونی اور سفیدی کے ہی اور یہ اقلیم چونکہ ساتون اقلیم کے درمیان واقع ہوئی ہی اسلیے اُسکی
ہوا قریب باعتدال ہی - اسمین بسبب اعتدال کے آبادی اور توالد اور تناسل سب اقلیمون سے زیادہ ہی
طول نہار اوائل اقلیم مین ۱۴½ ساعت درمیان مین ۱۵ ساعت آخر مین ۱۵½ ساعت ہی -
اقلیم پنجم اور وہ جانب مشرق سے امتداد پاکر وسط بلاد ترکستان اور ماوراءالنہر پر گذرتی ہی - پس
جیحون کو قطع کرکے شمال بلاد خراسان اور سجستان اور کرمان اور ہرات اور جنوب آذربیجان اور وسط
ارمینا اور بلاد روم اور جزائر یونان پر گذرتی ہی - اور بعدہ جنوب ہیکل الزہرہ اور درمیان بلدان اندلس کے
ہوکر بحر اوقیانوس تک منتہی ہوتی ہی - اماکن اور مواضع جو اسمین موجود ہین یہ ہین ہیکل الزہرہ اور اندلس
اور بعض بلاد روم مثل عموریہ اور قونیہ اور اقصرا اور قیصریہ اور سواس اور ملیطہ اور توقات اور ارزل
اور شیروان اور سرای اور بردع اور جرجانیہ اور زمخشر - جاراللہ زمخشری نحوی فاضل مشہور معتزلی صاحب
تفسیر کشاف یہان کے رہنے والے ہین - اور بخارا مین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک اقلیم پنجم سے
ہی اور بعض کے نزدیک اقلیم چہارم سے - اور ایلاق اور قسطنطنیہ یعنے استنبول کہ تختگاہ روم کا ہی اور یونان
اور علیان اور ارس اور بعض بلاد اندلس مثل اشبونہ کے کہ غرب اندلس مین ہی - مدینہ ولید اور طلیطلہ
اور مرسیہ اور شاطبہ اور طرسوسہ اور لاردہ اور طرکونہ - یہ آٹھون شہر اندلس سے ہین - اور شلونہ آخر اقلیم
ہذا مین خارج اندلس سے ہی اور فرنگ مین داخل ہی اور شماخی اور قبا اور شاسوس اور طنطلہ اور فلیج
اور اران ایک ولایت ہی اور سجستان اور ارمیہ اور گرجستان اور بیلقان - اور گنجہ ایک شہر ہی

تصانیف
جمع تصنیف

مولوی نظام الدین گنجوی صاحب مخزن و مطلع وغیرہ کتب فارسیہ اسی شہر کے ہین۔ اور خوارزم ایک
ولایت ہی اور شمالی بلاد خراسان۔ ماوراء النہر ایک ولایت ہی کہ حد شرقی اسکی فرغانہ اور حد غربی
اسکی خوارزم اور حد شمالی اسکی تاشکند اور حد جنوبی اسکی بلخ ہی اور سمرقند معظم بلاد توران
سے ہی۔ اور کش ایک شہر ماوراء النہر سے ہی اور جنوب سمرقند مین واقع ہی۔ اور نسف یعنی
نخشب یہ ایک شہر ہی کہ حکیم ابن عطاء کہ مقنع کے نام سے مشہور تھا ایک کوئین سے کہ
نواحی اس شہر مین تھا سحر سے ایک چاند باہر نکالتا تھا کہ قریب چار فرسنگ کے روشنی
اسکی جاتی تھی اور پھر اسی کنوئین مین غروب ہوجاتا تھا کذا قیل و العلم عند اللہ العلیم۔ اور اوش
اور تفلیس اور مرغنیان اور اندجان۔ اور اسفرہ قریب مرغنیان کے ایک کوہستان ہی اور اسمین
کئی ایک گانو شامل ہین۔ اور خجند اور طراز۔ اور کاشغر ایک ولایت ہی۔ اور وسط بلاد ترکستان
طول اس اقلیم کا ایک ہزار سات سو ستاسی فرسنگ ہی اور عرض اسکا چوراسی فرسنگ ہی
اور اسمین تیس پہاڑ اور پندرہ انہار واقع ہین۔ اور رنگ آدمیون کا سفید ہوتا ہی۔ طول روز اول
مین ۱۵ ساعت۔ اور درمیان مین ۱۶ ساعت اور آخر مین ۱۵ یا ۱۶ ساعت ہی اقلیم ششم
ابتدا اسکا مشرق سے ہوا ہی اور شمال مین دیار یاجوج ماجوج اور بلاد خاقان اور کیماک اور اسفنجاب
کے گذرتی ہی بعدہ بعض بلاد نواحی خوارزم اور حوالی ختلان اور شمال قسطنطنیہ اور ہیکل الزہرہ اور
اندلس سے گذر کر بحر اعظم تک منتہی ہوتی ہی۔ اور مواضع اور بلاد جو اسمین واقع ہین مذکور ہوتے ہین
صقالیہ اور میولنہ اوائل اقلیم مین اندلس کے شرقی جانب ہین اور اربونہ مشرق اندلس مین بلاد
فرنگ سے متصل ہی۔ اور بردال اور بعض بلاد ترکستان مثل جند اور فاراب اور توابع بلاد
روم اور رومیہ اور افرنجہ اور سقین اور باب الابواب اور ختلان اور سلیبورین اور بلاد روس
مثل اس کے۔ اور آلان اور عروقان اور برطاس اور حرز اور بلاد فرنگ اور سپیجاب
اور فرخار اور جرکس۔ اور معظم بلاد ترکستان مثل الماغ اور بیش اور تالنغ اور قراقرم
اور ترکستان مجموع بلاد ترک کو کہا جاتا ہی اور حد اسکی عرض مین جانب شرقی اقلیم
اول سے اقلیم ہفتم تک ہی اور اکثر لوگ بلاد مذکورہ کے صحرانشین ہین اور فاراب اور
طراز اور ختن اور چگل اور تاتار اور خوز اور کیماک۔ اور کیماس ایک قوم ترک سے ہی اور تاتار
بھی ایک قوم ترک سے ہی کہ شرقی اقلیم ہذا مین سکونت کرتے ہین۔ روس بھی اس اقلیم مین
ایک گروہ ہین۔ بغراج ایک قوم بزرگ ہی کہ اصل انکا ترک ہی اور ڈاڑھی ہرگز نہین رکھتے

سلہ معظم بزرگ ۱۲
سلہ اندرون
سلہ یہ شہر قرشی سے مشہور ہی ۱۲
سلہ ایں کہا گیا ہی اور علم خدا علیم کے پاس ہی ۱۲
سلہ بزرگ شہر ۱۲

طول اس اقلیم کا ایک ہزار پانسو گیارہ فرسنگ ہی اور عرض اسکا اکہتر فرسنگ اور اس ولایت
مین دس پہاڑ اور چالیس انہار جاری ہین - اور آدمی اس ولایت کے سرخ رنگ ہوتے ہین - طول روز
اوائل اقلیم مین ۱۵ ساعت اور درمیان مین ۱۶ ساعت اور آخر مین ۱۶ ساعت ہی - اقلیم ہفتم
ابتدا اسکی بھی جانب مشرق سے تبت بلاد یاجوج اور ماجوج پر گذر کر بلاد کیماس اور آلان اور
شمال خلیج پر گذرتی ہی بعدہ جنوب بلاد ترخان پر پہونچتی ہی اس اقلیم مین عمارت کمتر ہی
چونکہ [illegible] اور سردی کے لائق آبادی کے نہین یہان تک کہ گھاس بھی وہان
پیدا نہین [illegible] موجود ہ اس اقلیم مین یہ ہین جابلقا نہایت مغرب مین ایک شہر مشہور ہی
[illegible] ایک ولایت ہی کہ اقلیم ششم کے غربی طرف واقع ہی اگرچہ یہ ولایت
اقلیم ہفتم مین ہی الا قدرے ازان اقلیم ششم مین بھی داخل ہی آدمی وہان کے سرخ رنگ ہوتے ہین
اور توابع روس اور توابع فرنگ اور [illegible] - اور بلغار ایک شہر معروف ہی وہان اوائل موسم گرما
مین شفق غائب نہین ہوتی کہ سفیدی صبح کی نمودار ہوجاتی ہی کہتے ہین کہ صلوٰۃ خمسے
نماز عشا کی وہان نہین ہونے پاتی - اور کوتاہی دن کی اس شہر مین چار ساعت تک پہونچ جاتی ہی
اور درازی رات کی بیس ساعت تک ہوجاتی ہی اور پھر عکس ہوجاتا ہی یعنی بالتدریج دن بڑھتا ہی
اور رات گھٹتی ہی پس ہوتے ہوتے رات چار ساعت کی ہوجاتی ہی - اور دن بیس ساعت
کا ہوجاتا ہی اور [illegible] وسط مین ہر سال مین دو دفعہ مثل دیگر مواضع کے رات اور دن مساوی
رہتے [illegible] بارہ ساعت تقریباً ہوجاتا ہی - اور جنوب مین بلاد ترکستان مثل خلیج اور ترخان اور
کھتائی [illegible] صحرا نشین کے ہین - اور مابین شمال اور شرق اس اقلیم کے اس طرف سد سکندری کے
ولایت یاجوج اور ماجوج کی واقع ہی - طول اس اقلیم کا ایک ہزار ایک سو تین فرسنگ ہی
اور عرض اسکا ساٹھ فرسنگ ہی - اور اسمین دس پہاڑ اور چالیس انہار واقع ہین - اور رنگ
مردمان اس اقلیم کا بھی سرخ ہی مگر مائل بسفیدی ہی اور ہوا اسکی نہایت ہی سرد ہی اور بعد اسکے
دریائے محیط تک ویرانہ ہی اور سردی اور برف بغایت ہی - درازی روز کی ابتدا مین ۱۷ ساعت
اور درمیان مین ۱۸ ساعت ہی - پوشیدہ نہ رہے کہ ہر ایک اقلیم مین بلاد انکی متعدد ہین اس مختصر مین
جو بلاد مشہور اور سرحد ہین صرف وہی ذکر کیے گئے ہین تمام بلاد کی تفصیل وار اسمین گنجائش
نہین ہوسکتی مطولات مین مطالعہ کرلین - مخفی نہ رہے کہ طول معمورۂ ربع مسکون کا حکیم
بطلیموس کے نزدیک ساحل غربی بحر محیط سے ساحل مشرقی بحر محیط تک ایک سو ستر درجہ ہین

اور عرض ربع مسکون کا اناسی درجہ ہی اور اکثر حکما کے نزدیک طول معمورہ ربع مسکون کا جزائر خالدات سے لیکر کہ منتہاے جانب غربی ربع مسکون ہی گنگ دز تک کہ منتہاے جانب شرقی طول آبادی میں ہی ایک سو اسی درجے ہیں اور عرض خط استوا سے کہ منتہاے جنوبی آبادی میں ہی لیکر منتہاے آبادی بجانب شمال تک چھیاسٹھ درجے ہیں۔ اور مقدار مسافت ہر درجہ اراضی کا ساڑھے چھیاسٹھ میل اور چھ سو چھیاسٹھ گز ہوتا ہی اور مقدار دقیقہ ارضی کا ایک میل اور چار سو چوالیس گز سے کچھ کمتر ہی اور میل ایک کوس کو کہتے ہیں ایک کوس چار ہزار گز کو کہتے ہیں فاحفظہ فانہ ینفعک فی النقشۃ الآتیۃ۔ اب ہم آسانی فہم کے لیے ایک نقشہ مفیدہ ذیل میں مندرج کرتے ہیں جسمیں مشہور و معروف بلاد کے نام بہ ترتیب حروف تہجی بیان کیے گئے ہیں اور اسمیں یہ التزام کیا گیا ہی کہ لاہور مثلاً کس اقلیم سے ہی اور کون سے ملک میں شمار کیا گیا ہی اور طول بلد کے حساب سے کس درجہ اور دقیقہ پر واقع ہی اور ایسا ہی عرض بلد کی رو سے کس درجہ اور دقیقہ پر موجود ہی تاکہ مبتدیین کم خواندہ کو بسہولت تفصیل بلاد کی مع ملک اور اقلیم وغیرہ امور کے دریافت ہوجاوے نقشہ ذیل میں مندرج ہوتا ہی

نقشہ بلاد مشہورہ معروفہ

بلد	طول	عرض	اقلیم	ملک
اٹک	طول ایک سو چھ (۱۰۶) درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض تینتیس درجہ اور چوبیس (۲۴) دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
اجمیر	طول ایک سو گیارہ (۱۱۱) درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض چھبیس (۲۶) درجہ اور پچاس دقیقہ	اقلیم دوم	ایضاً
اُجین	طول ایک سو بارہ (۱۱۲) درجہ اور تینتیس دقیقہ	عرض بائیس (۲۲) درجہ اور پچپن دقیقہ	ایضاً	مالوہ ملک ہند
احمد آباد	طول ایک سو آٹھ درجہ	عرض تیئیس (۲۳) درجہ	ایضاً	ملک ہند
اسکندریہ	طول اکسٹھ (۶۱) درجہ	عرض تیس (۳۰) درجہ	اقلیم سوم	ملک مصر
اصطخر	طول اٹھاسی درجہ	عرض بتیس (۳۲) درجہ	ایضاً	ملک فارس
اصفہان	طول بیاسی درجہ اور چالیس دقیقہ	عرض تینتیس (۳۳) درجہ اور پچاس دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک ایران
آگرہ	طول ایک سو بارہ (۱۱۲) درجہ اور پینتالیس دقیقہ	عرض ستائیس درجہ	اقلیم سوم	ملک ہند
الہ آباد	طول ایک سو سولہ (۱۱۶) درجہ اور پچاس دقیقہ	عرض چھبیس (۲۶) درجہ اور باون (۵۲) دقیقہ	ایضاً	ایضاً
امروہہ	طول ایک سو چودہ (۱۱۴) درجہ اور پینتالیس دقیقہ	عرض اٹھائیس (۲۸) درجہ اور چالیس دقیقہ	ایضاً	ایضاً
انطاکیہ	طول اکہتر درجہ اور چھبیس دقیقہ	عرض پچیس (۲۵) درجہ اور تیس دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک شام
اورنگ آباد	طول ایک سو گیارہ (۱۱۱) درجہ اور تینتیس دقیقہ	عرض انیس (۱۹) درجہ اور پانچ دقیقہ	اقلیم دوم	ملک ہند

	اودھ	طول ایک سو سولہ ۱۱۶ درجہ اور پچپن ۵۵ دقیقہ	عرض تئیس ۲۳ درجہ اور پینتالیس ۴۵ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
	باب الابواب	طول پچاسی ۸۵ درجہ	عرض تینتالیس ۴۳ درجہ	اقلیم پنجم	ملک ارمینیہ
	بابل	طول اسّی ۸۰ درجہ	عرض بتیس ۳۲ درجہ	آخر اقلیم سوم	ملک عراق عرب
	پانی پت	طول ایک سو تیرہ ۱۱۳ درجہ اور بائیس ۲۲ دقیقہ	عرض اٹھائیس ۲۸ درجہ اور پندرہ ۱۵ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
	پٹنہ	طول ایک سو انیس ۱۱۹ درجہ اور بارہ دقیقہ	عرض چھبیس ۲۶ درجہ اور چالیس ۴۰ دقیقہ	ایضاً	ایضاً
	بخارا	طول ستانوے ۹۷ درجہ	عرض [illegible] ۳۹ درجہ	اقلیم چہارم	ملک توران
	بدخشان	طول چوراسی ۸۴ درجہ اور چوبیس دقیقہ	عرض چونتیس ۳۴ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	ایضاً	ایضاً
	بدایون	طول ایک سو چودہ ۱۱۴ درجہ	عرض ستائیس ۲۷ درجہ اور بیس ۲۰ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
	برہانپور	طول ایک سو آٹھ ۱۰۸ درجہ	عرض بائیس ۲۲ درجہ	اقلیم دوم	ملک ہند دکن
	بسطام	طول ایک سو نو ۱۰۹ درجہ اور پینتیس ۳۵ دقیقہ	عرض پینتیس ۳۵ درجہ اور دس ۱۰ دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک ایران
باب ب	بست	طول ایک سو ۱۰۰ درجہ	عرض تینتیس ۳۳ درجہ	ایضاً	ایضاً
	بصرہ	طول چوراسی ۸۴ درجہ	عرض تیس ۳۰ درجہ	اقلیم سوم	ملک عراق عرب
	بعلبک	طول ستر درجہ اور پینتالیس ۴۵ دقیقہ	عرض پینتیس ۳۵ درجہ اور پندرہ ۱۵ دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک شام
	بغداد	طول اسّی درجہ	عرض [illegible] ۳۳ درجہ	اقلیم سوم	ملک عراق عرب
	بلخ	طول ستاسی ۸۷ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض چھتیس ۳۶ درجہ اور پانچ دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک خراسان
	بنارس	طول ایک سو سترہ ۱۱۷ درجہ	عرض چھبیس ۲۶ درجہ	اقلیم دوم	ملک ہند
	بھوپال	طول ایک سو گیارہ ۱۱۱ درجہ	عرض تئیس ۲۳ درجہ	ایضاً	ملک ہند دکن
	بیجاپور	طول ایک سو پانچ ۱۰۵ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	عرض سترہ ۱۷ درجہ اور [illegible] دقیقہ	ایضاً	ایضاً
	بیت المقدس	طول چھیاسٹھ ۶۶ درجہ	عرض اکتیس ۳۱ درجہ	اقلیم سوم	ملک شام
	پشاور	طول ایک سو درجہ اور چالیس ۴۰ دقیقہ	عرض اکتیس ۳۱ درجہ	ایضاً	ملک ہند
	تبریز	طول بیاسی ۸۲ درجہ	عرض چونتیس ۳۴ درجہ	اقلیم چہارم	ملک ایران
	تبوک	طول ترپن ۵۳ درجہ	عرض تیس ۳۰ درجہ	اقلیم دوم	ملک عرب
باب ت	تبت	طول ایک سو دس ۱۱۰ درجہ	عرض چالیس ۴۰ درجہ اور پانچ دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک ہند
	تلمسان	طول چوبیس ۲۴ درجہ	عرض تینتیس ۳۳ درجہ	اقلیم سوم	ملک مغرب
	تھانیسر	طول ایک سو بارہ ۱۱۲ درجہ اور تینتیس ۳۳ دقیقہ	عرض انتیس ۲۹ درجہ	ایضاً	ملک ہند

شہر	طول	عرض	اقلیم	ملک
ٹھٹھہ	طول بیاسی ٨٢ درجہ اور تیس ٣٠ دقیقہ	عرض پچیس ٢٥ درجہ اور دس ١٠ دقیقہ	اقلیم دوم	ملک ہند
جدہ	طول ستر ٧٠ درجہ	عرض اکیس ٢١ درجہ اور پانچ ٥ دقیقہ	اقلیم دوم	ملک عرب
جرجان	طول نوے ٩٠ درجہ	عرض سینتیس ٣٧ درجہ	اقلیم چہارم	ملک ایران
جلال آباد	طول ایک سو پانچ ١٠٥ درجہ اور چالیس دقیقہ	عرض چونتیس ٣٤ درجہ	اقلیم سوم	ملک ہند
جگت	طول ایک سو ستر درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض دو ٢ درجہ	اقلیم اول	ملک جزائر ہند
جند	طول ستانوے ٩٧ درجہ اور دس ١٠ دقیقہ	عرض سینتالیس ٤٧ درجہ اور تینتیس ٣٣ دقیقہ	اقلیم پنجم	ملک ترکستان
جنوہ	طول اکتالیس ٤١ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض اکتالیس ٤١ درجہ اور بائیس ٢٢ دقیقہ	اقلیم پنجم	ملک ترکستان
جونپور	طول ایک سو سولہ ١١٦ درجہ اور چھ دقیقہ	عرض چھبیس ٢٦ درجہ اور گیارہ ١١ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
حجر	طول بہتر ٧٢ درجہ	عرض تئیس ٢٣ درجہ	اقلیم دوم	ملک عرب
حلب	طول بہتر ٧٢ درجہ اور تیس ٣٠ دقیقہ	عرض چھتیس ٣٦ درجہ اور پندرہ ١٥ دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک شام
حلہ	طول اناسی ٧٩ درجہ	عرض اکتیس ٣١ درجہ اور تیس ٣٠ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک عراق عرب
حمص	طول پچہتر ٧٥ درجہ	عرض پینتیس ٣٥ درجہ	اقلیم چہارم	ملک شام
حیدرآباد	طول ایک سو چودہ ١١٤ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض اٹھارہ درجہ اور بائیس ٢٢ دقیقہ	اقلیم دوم	ملک دکن ہند
خانقو	طول ایک سو ساٹھ ١٦٠ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض چودہ ١٤ درجہ اور پانچ دقیقہ	اقلیم اول	ملک چین
خانجو	طول ایک سو باسٹھ ١٦٢ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض چودہ ١٤ درجہ اور پانچ دقیقہ	اقلیم اول	ملک چین
ختن	طول ایک سو چھ ١٠٦ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض بیالیس ٤٢ درجہ	اقلیم پنجم	ملک ترکستان
خجند	طول ایک سو ١٠٠ درجہ اور تینتیس ٣٣ دقیقہ	عرض اکتالیس ٤١ درجہ اور پچپن ٥٥ دقیقہ	اقلیم پنجم	ایضاً
خوارزم	طول چورانوے ٩٤ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض بیالیس ٤٢ درجہ اور پینتالیس ٤٥ دقیقہ	ایضاً	ملک ایران
دمیاط	طول تریسٹھ ٦٣ درجہ	عرض اکتیس ٣١ درجہ	اقلیم سوم	ملک مصر
دمشق	طول ستر ٧٠ درجہ	عرض اڑتیس ٣٨ درجہ	ایضاً	ملک شام
دولت آباد	طول ایک سو گیارہ ١١١ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض بائیس ٢٢ درجہ اور تیس ٣٠ دقیقہ	اقلیم دوم	ملک ہند دکن
دہلی	طول ایک سو بارہ ١١٢ درجہ اور اٹھارہ ١٨ دقیقہ	عرض اٹھائیس ٢٨ درجہ اور گیارہ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
ڈھاکہ	طول ایک سو بائیس ١٢٢ درجہ اور گیارہ دقیقہ	عرض انتیس ٢٩ درجہ اور پینتیس ٣٥ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک بنگالہ
ذمار	طول ستر ٧٠ درجہ	عرض تیرہ ١٣ درجہ اور تینتیس دقیقہ	اقلیم اول	ملک یمن
امرپور	طول ایک سو چودہ ١١٤ درجہ اور چھتیس دقیقہ	عرض اٹھائیس ٢٨ درجہ اور چالیس دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند

باب	نام	طول	عرض	اقلیم	ملک
باب الراء	راج محل	طول ایک سو اکیس ۱۲۱ درجہ اور پانچ ۵ دقیقہ	عرض پچیس ۲۵ درجہ اور پچپن ۵۵ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک بنگالہ
	رملہ	طول چھیاسٹھ ۶۶ درجہ اور پندرہ ۱۵ دقیقہ	عرض تینتیس ۳۳ درجہ اور دس ۱۰ دقیقہ	ایضاً	ملک فلسطین شام
باب الزاء	زبید	طول چوہتر ۷۴ درجہ اور بیس ۲۰ دقیقہ	عرض گیارہ ۱۱ درجہ اور چونتیس ۳۴ دقیقہ	اقلیم اول	ملک یمن
باب السین	سرونج	طول ایک سو چودہ ۱۱۴ درجہ اور بیالیس ۴۲ دقیقہ	عرض چوبیس ۲۴ درجہ اور اڑتالیس ۴۸ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
	سری نگر	طول ایک سو بارہ ۱۱۲ درجہ اور باون ۵۲ دقیقہ	عرض تینتیس ۳۳ درجہ اور دس ۱۰ دقیقہ	ایضاً	ایضاً
	سرندیپ	طول ایک سو تیس ۱۳۰ درجہ اور پانچ ۵ دقیقہ	عرض دو ۲ درجہ اور پانچ ۵ دقیقہ	اقلیم اول	جزیرہ ہند
	سر من رای	طول اناسی ۷۹ درجہ	عرض اکتیس ۳۱ درجہ	اقلیم سوم	ملک عراق عرب
	سنبھل	طول ایک سو چودہ ۱۱۴ درجہ اور چھتیس ۳۶ دقیقہ	عرض اٹھائیس ۲۸ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	ایضاً	ملک ہند
	سومنات	طول ایک سو سات ۱۰۷ درجہ	عرض بائیس ۲۲ درجہ	اقلیم دوم	ملک دکن
	سمرقند	طول ننانوے ۹۹ درجہ	عرض چالیس ۴۰ درجہ اور پانچ ۵ دقیقہ	اقلیم پنجم	ملک توران
	سوس	طول پینتالیس ۴۵ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	عرض بائیس ۲۲ درجہ	اقلیم دوم	ملک مغرب
	سہرند	طول ایک سو گیارہ ۱۱۱ درجہ اور تیس دقیقہ	عرض انتیس ۲۹ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
	سیالکوٹ	طول ایک سو آٹھ ۱۰۸ درجہ اور پینتیس ۳۵ دقیقہ	عرض بتیس ۳۲ درجہ اور چار ۴ دقیقہ	ایضاً	ایضاً
	سیوط	طول اکسٹھ ۶۱ درجہ اور پینتالیس ۴۵ دقیقہ	عرض ستائیس ۲۷ درجہ اور دس ۱۰ دقیقہ	ایضاً	ملک مصر
باب الشین	شیراز	طول اٹھاسی ۸۸ درجہ	عرض انتیس ۲۹ درجہ	اقلیم سوم	ملک فارس ایران
باب الصاد	صنعا	طول تہتر ۷۳ درجہ اور چودہ ۱۴ دقیقہ	عرض چودہ ۱۴ درجہ اور بیس ۲۰ دقیقہ	اقلیم اول	ملک یمن
باب الطاء	طائف	طول چھہتر ۷۶ درجہ اور بائیس ۲۲ دقیقہ	عرض اکیس ۲۱ درجہ اور اٹھارہ ۱۸ دقیقہ	اقلیم دوم	ملک عرب
	طرطوس	طول ستتر درجہ اور پندرہ ۱۵ دقیقہ	عرض چونتیس ۳۴ درجہ اور دس ۱۰ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک شام
	طرابلس شام	طول انہتر ۶۹ درجہ	عرض اڑتیس درجہ	اقلیم چہارم	ایضاً
	طرابلس مغرب	طول چالیس ۴۰ درجہ	عرض بتیس ۳۲ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک مغرب
	طنجہ	طول اٹھارہ ۱۸ درجہ	عرض پینتیس ۳۵ درجہ	اقلیم چہارم	ایضاً
	طوس	طول بانوے ۹۲ درجہ	عرض سینتیس ۳۷ درجہ	ایضاً	ملک ایران خراسان
باب العین	عدن	طول پچھتر ۷۵ درجہ	عرض دس ۱۰ درجہ	اقلیم اول	ملک یمن
	عسقلان	طول چھیاسٹھ ۶۶ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	عرض بتیس ۳۲ درجہ	اقلیم سوم	ملک شام
باب الغین	غزنہ	طول ایک سو پانچ ۱۰۵ درجہ	عرض تینتیس ۳۳ درجہ	ایضاً	ملک زابلستان

ف	فاریاب	طول ننانوے [99] درجہ اور پینتیس [35] دقیقہ	عرض چھتیس [36] درجہ اور پینتالیس [45] دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک خراسان
	فید	طول اٹھتر [78] درجہ	عرض چھبیس [26] درجہ	اقلیم دوم	ملک عرب
ق	قبرس	طول چھیاسٹھ [66] درجہ اور چودہ [14] دقیقہ	عرض چھتیس [36] درجہ	اقلیم چہارم	ملک شام
	قطیف	طول چوہتر [74] درجہ	عرض پچیس [25] درجہ	اقلیم دوم	ملک عرب
	قلزم	طول چونسٹھ [64] درجہ	عرض تینتیس [33] درجہ اور نو [9] دقیقہ	اقلیم سوم	ملک مصر
	قنوج	طول ایک سو پندرہ [115] درجہ اور پندرہ [15] دقیقہ	عرض چھتیس [36] درجہ اور انسٹھ [59] دقیقہ	ایضاً	ملک ہند
	قندھار	طول ایک سو چھ [106] درجہ	عرض اٹھائیس [28] درجہ اور پانچ [5] دقیقہ	ایضاً	ایضاً
	قیروان	طول اکتالیس [41] درجہ	عرض اکتیس [31] درجہ	ایضاً	ملک مغرب
ک	کابل	طول ایک سو پانچ [105] درجہ اور گیارہ [11] دقیقہ	عرض اکتیس [31] درجہ اور بیس [20] دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک ہند
	کانگڑہ	طول ایک سو دس [110] درجہ اور پینتیس [35] دقیقہ	عرض تیس [30] درجہ اور پچاس [50] دقیقہ	اقلیم سوم	ملک پنجاب
	کالپی	طول ایک سو پندرہ [115] درجہ	عرض پچیس [25] درجہ اور تیس [30] دقیقہ	ایضاً	ملک ہند
	گجرات	طول ایک سو آٹھ [108] درجہ اور اٹھائیس [28] دقیقہ	عرض تئیس [23] درجہ	اقلیم دوم	ایضاً
	گرانہ	طول ایک سو تیرہ [113] درجہ	عرض اٹھائیس درجہ اور چالیس [40] دقیقہ	اقلیم سوم	ایضاً
	کشمیر	طول ایک سو سات [107] درجہ اور آٹھ [8] دقیقہ	عرض تینتیس [33] درجہ	اقلیم چہارم	ایضاً
	کوفہ	طول اناسی [79] درجہ	عرض اکتیس [31] درجہ	اقلیم سوم	ملک عراق عرب
	گوالیر	طول ایک سو چار [104] درجہ	عرض تئیس [23] درجہ اور چھپن [56] دقیقہ	اقلیم دوم	ملک ہند
ل	لاہور	طول ایک سو نو [109] درجہ اور بائیس [22] دقیقہ	عرض اکتیس [31] درجہ اور پچاس [50] دقیقہ	اقلیم سوم	ملک پنجاب
	لکھنؤ	طول ایک سو سولہ [116] درجہ اور تیرہ [13] دقیقہ	عرض چھبیس [26] درجہ اور تیس [30] دقیقہ	ایضاً	ملک ہند
	لودھیانہ	طول ایک سو دس [110] درجہ اور چالیس [40] دقیقہ	عرض انتیس [29] درجہ اور دس [10] دقیقہ	ایضاً	ایضاً
م	مدینہ	طول پچھتر [75] درجہ اور بائیس [22] دقیقہ	عرض پچیس [25] درجہ اور آٹھ [8] دقیقہ	اقلیم دوم	ملک عرب
	مدائن	طول اسی درجہ	عرض تینتیس [33] درجہ	اقلیم سوم	ملک عراق عرب
	مدین	طول سڑسٹھ [67] درجہ	عرض اٹھائیس [28] درجہ	ایضاً	ملک عرب
	مرعش	طول اکہتر [71] درجہ اور چالیس [40] دقیقہ	عرض چھتیس [36] درجہ	اقلیم چہارم	ملک شام
	مرو	طول چورانوے [94] درجہ اور چالیس [40] دقیقہ	عرض چونتیس [34] درجہ اور تیس [30] دقیقہ	ایضاً	ملک خراسان
	مصر	طول ترسٹھ [63] درجہ	عرض تیس [30] درجہ	اقلیم سوم	ملک مصر

	شہر	طول	عرض	اقلیم و ملک
	مکہ	طول سستھتر درجہ اور دس ۱۰ دقیقہ	عرض اکیس درجہ اور چالیس دقیقہ	اقلیم دوم ملک عرب
	منگلیر	طول ایک سو بیس ۱۲۰ درجہ اور گیارہ دقیقہ	عرض چھبیس ۲۶ درجہ اور چھ ۶ دقیقہ	اقلیم سوم ملک ہند
	موصل	طول سستھتر درجہ	عرض چھتیس ۳۶ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	اقلیم چہارم ملک عراق عرب
	نہروان	طول اناسی ۷۹ درجہ اور پینتالیس دقیقہ	عرض بتیس ۳۲ درجہ	اقلیم سوم ایضاً
	واسط	طول بیاسی ۸۲ درجہ	عرض تینتیس درجہ	ایضاً ایضاً
	ہرات	طول چورانوے درجہ اور بائیس ۲۲ دقیقہ	عرض چونتیس ۳۴ درجہ اور تیس دقیقہ	اقلیم چہارم ملک خراسان
	ہردوار	طول ایک سو تیرہ ۱۱۳ درجہ	عرض انتیس ۲۹ درجہ اور چالیس ۴۰ دقیقہ	اقلیم سوم ملک ہند
	ہمدان	طول ایک سو تیرہ ۱۱۳ درجہ	عرض انتیس ۲۹ درجہ اور چالیس ۴۰ دقیقہ	ایضاً ایضاً
	یمامہ	طول اٹھتر درجہ	عرض اکیس ۲۱ درجہ	اقلیم دوم ملک عرب

فائدہ جلیلہ حکما نے اس باب مین اختلاف کیا ہی کہ اقالیم سبعہ سے کونسی اقلیم بنابر اوضاع علویہ
کے مع قطع النظر عن الاسباب الارضیۃ من الجبال و البحار و سائر ما لہ دخل فی تبرید الہوا و تسخینہ اعدل
ترین ہی شیخ بو علی بن سینا اور اکثر حکماے متقدمین کا یہ قول ہی کہ خط استوا بہ نسبت تمام بقاع موجودہ
ربع مسکون کے زیادہ معتدل ہی اور مختار قرشی اور اکثر متاخرین کا بھی یہی ہی و لہذا اقوال و اعدل اصناف
سکان خط الاستوا اور بعض قدما کا یہ مذہب ہی کہ اقلیم رابع جو کہ وسط اقالیم مین واقع ہی
بحکم خیر الامور اوساطہا اعدل البقاع ہی اور خط استوا نہایت درجہ کا گرم ہی اسی لیے خط استوا
سے دس درجہ تک جانب شمال مین آبادی نہین کما مر۔ امام رازی علیہ الرحمہ نے بھی یہی قول
اختیار کیا ہی۔ اور فریقین مین سے ہر ایک اثبات مدعی کے لیے دلائل پیش کرتا ہی جو کہ مطولات
مین مذکور ہین۔ من شاء فلیطالع ثمہ لا یحتملہا ہذا المختصر **انتباہ** مخفی نہ رہے کہ جسقدر بابت زمین کے ہمقدر مین
مذکور ہوا ہی مثلاً یہ کہ تمام روے زمین پر صرف ربع مسکون مین ہفت اقلیم کی آبادی ہی اور ہر ایک اقلیم مین
ولایتین اور بلاد اور جزائر مشہورہ مین اور انکے لیے اسامی مخصوصہ اور تعلقات مشخصہ مین جیسے کہ
مثلاً فلان شہر فلان ولایت سے متعلق ہی اور ہر ایک اقلیم مین اسقدر انہار اور پہاڑ ہین اور فقط ایک ربع
شمالی بلا تعیین آباد ہی اور دونون ربع جنوبی اور ایک ربع شمالی پانی مین غرق ہی۔ و علی ہذا القیاس
دیگر مسائل متذکرہ بالا۔ موافق راے متقدمین حکماے یونان کے ہی۔ ورنہ جغرافیون کے
حال کے رو سے تو اور ہی باتین دریافت ہوتی ہین۔ جیسے کہ یہ دونون ربع شمالی

اور دونوں ربع جنوبی میں ان دنوں آبادی ہے (وہاں کثرت آبادی کی ربع مسکون پر اگر کہی جاوے
تو کچھ مضایقہ نہیں) اور زمان حال میں ہفت اقلیم کے طور پر بحث نہیں کیجاتی بلکہ اسوقت ایشیا یورپ
افریقہ امریکہ اسٹریلیا کو کہ پانچوں حصہ کلاں خشکی کے ہیں اور ہر ایک انمیں سے کئی ایک ملکوں پر شامل
ہے اور ہر ایک ملک کئی بلاد پر حاوی ہے مثل اقالیم خمسہ کے قرار دے رکھا ہے اور انہیں پانچوں حصوں کے طور پر
بحث کی جاتی ہے مثلاً کہتے ہیں کہ فلان ملک اور فلان شہر ایشیا میں ہے اور فلان جزیرہ اور دریا یورپ میں
وعلی ہذا القیاس افریقہ اور امریکہ اور اسٹریلیا ہے اور تعلقات مخصوصہ اور اسامی مقررہ بلاد میں آگے
ان دنوں کسی قدر تغیر اور تبدل ہو گیا ہے اور روز بروز ہوتا جاتا ہے اور نیز بلاد اور جزائر اور دریا اور
پہاڑ وغیرہ بہ نسبت سابق اب زیادہ معلوم ہوتے جاتے ہیں اور کئی ایک شہر جو ان دنوں میں آباد تھے
ویران پڑے ہیں فقط انکا نام ہی زبان زد ہے اور علی ہذا القیاس کئی ایک بلاد جو ان دنوں میں موجود
نہ تھے آج معمور اور آباد ہیں اور اسامی مختلفہ سے پکارے جاتے ہیں آجکل بہ نسبت سابق آبادی بڑ
ھتی ہے اور دن بدن ہوتی جاتی ہے کئی ایک جزیرہ جو ان دنوں میں غیر آباد تھے اب آباد ہیں سوا
اسکے اور کئی ایک امور جنسے علم جغرافیہ میں زیادہ بصیرت حاصل ہوتی ہے جغرافیوں مروجہ حال سے
ہم دریافت کرتے ہیں غرض جغرافیہ مروجہ زمانہ حال بہ نسبت جغرافیوں مروجہ زمانہ سابق کے ہمارے
لیے بہت مفید ہیں شاید زمانہ سابق میں وہی مفید ہونگے کیونکہ زمانہ سلف میں اس سے عمدہ اور بہتر
دستیاب نہوتے تھے بلکہ اسی قدر حکماء سابقین نے بڑی دقت اور نہایت تلاش سے دریافت کیا تھا
شکر اللہ سعیہم اب ہم اپنے مقصد اصلی کی طرف (جو بیان تغیرات ہوا کا اسباب ارضی سے ہے) توجہ
کرتے ہیں سو واضح ہو کہ اسباب ارضیہ موجب اختلاف مساکن کے سرزد ہوتے ہیں اور وہ کئی قسم کے
ہیں یا بوجہ عرض بلد کے جہت سے ہونگے یا بسبب قرب بحار کے سرزد ہونگے یا مجاورت جبال کی
رو سے ہوا کرتے ہونگے یا بسبب نواحی الریاح کے ظاہر ہونگے یا بسبب وضع بلد کے یا بسبب تنوع تراب
کے ظاہر ہونگے تو یہ چھ قسم ہوئے پس سبب اول اختلاف مساکن کا عرض بلد ہے مراد اس سے
مقدار بعد کا بسبب قلت اور کثرت کے خط استوا سے ہے جو کہ غایت اعتدال پر ہے جیسا بیان ہوا ہے
پس جو مکان اور شہر خط استوا سے اسقدر دور ہو کہ عرض اسکا میل کلی کے مساوی یا اقل ہو
تو موسم گرما میں بشرط عدم موانع کے بسبب دوام مسافت آفتاب اور طول روز کے گرم تر ہوگا
اور جو مکان اور بلاد موافق میل کلی سے زیادہ دور ہونگے وہ سرد تر ہونگے اور جسقدر بعد زیادہ تر ہوتا جائیگا
اسی قدر سردی بھی بڑھتی جائیگی کیونکہ بعد مسافت آفتاب کا اسمیں اکثر ہوگا پس جبتک عرض چھیاسٹھ

درجہ تک پہونچ جاوے تب تک سردی بھی زیادہ ہوتی جائیگی اور بعد اسکے اسقدر زیادہ سردی ہوگی
کہ طاقت انسان سے خارج ہوگی بلکہ وہان مقام بھی مشکل ہوگا اسی لیے وہان آبادی موجود نہین
اور تمام اقلیم اول اور اوائل اقلیم ثانی اعتدال مزاج مین خط استوا کے قریب ہے اور اکثر اقلیم ثانی مفرط
الحرارة ہے کیونکہ آفتاب ہمیشہ انکے سر پر یا قریب سر کے رہتا ہے اسلیے کہ آخر اقلیم ثانی کا عرض قریب
میل کلی کے ہے بلکہ بعض مقامات اقلیم ثانی کا عرض [illegible] درجہ [illegible] دقیقہ [illegible] درجہ کا ہے اور میل کلی
سے قدرے زیادہ ہے اور بعض [illegible] اقلیم [illegible] کا قریب میل کلی کے یا مساوی اسکے ہے
اور اکثر اقلیم ثالث کا بھی مفرط الحرارة ہے کیونکہ وہ میل کلی کے قریب ہے لیکن آخر اسکا جو کہ اقلیم رابع
سے متصل ہے قریب باعتدال ہے۔ اور اوائل اقلیم خامس کا رابع سے اعتدال مین قریب ہے اور آخر
اسکا اقلیم سادس سے ملحق ہے۔ اور اقلیم سادس و سابع مفرط البرودت ہین کیونکہ آفتاب انکے
سرون سے ہمیشہ دور رہتا ہے پس جب دوام مسامتت آفتاب کی اقلیم ثانی کا موجب حرارت شدیدہ کا ہے
اور بعد اسکا موجب برودت مفرط کا ہے اسلیے اقلیم رابع قریب باعتدال ہے کیونکہ وسط [illegible] بین الحرارة والبرودة
المفرطة یکون متوسطا بین الحرارة والبرودة [illegible]
[illegible]
کہ مجاورت بحار [illegible] کسی طرف [illegible]
[illegible] غلظت اور [illegible]
[illegible] نہین ہوتی۔ اور عدم [illegible] ہوا [illegible]
زیادہ سرد نہین ہوتی [illegible] گرم نہین ہوتی۔ اور اگر [illegible]
[illegible] ہوتا ہے [illegible] کرتا ہے اور اگر شرقی ہو [illegible] اور اگر غربی ہو [illegible]
سبب ثالث مجاورت جبال ہے پس ہم کہتے ہین کہ جب جبل شمالی [illegible] بلد ہو کیونکہ [illegible]
مزاج [illegible] بلد پر چلنے سے منع کرتا ہے اور ریاح [illegible] مزاج حار رطب ہے بلد پر [illegible]
علاوہ بران جبل شمالی بسبب تقابل چشمہ آفتاب کے زیادہ گرم ہوتا ہے پس شعاع انعکاسی اسکی بسبب
نزدیکی حرارت بلد ہوگی۔ بخلاف جبل جنوبی کے کہ اسکا آفتاب سے تقابل نہین اسلیے شعاع اسکی بلد پر
منعکس نہوگی اور بلد گرم نہوگا۔ اور جبل جنوبی جبل شمالی کے برعکس ہے یعنی چونکہ وہ ریاح جنوبیہ کو
جنکا مزاج حار رطب ہے بلد پر چلنے سے منع کرتا ہے اور ریاح شمالیہ جنکا مزاج سرد خشک ہے بلد پر روکتا ہے
اور علاوہ بران عکس شعاع آفتاب کا بلد پر نہین ہوتا (جیسا بیان کیا گیا ہے) اسلیے وہ سرد بلد ہے

اور جبل مغربی جبال شرقی سے افضل ہے - اسکے دو باعث ہیں اول یہ کہ جبل شرقی آفتاب کو ایک حصہ
دن یعنی سمت الراس میں آنے تک سے ڈھانپتا ہے پس اہل بلد برودت شدیدہ سے بطرف حرارت
قویہ کے دفعتہ منتقل ہوتے ہیں [illegible] کی حرارت قوی وہان واقع ہوتی ہے اور حرارت قویہ کیفائیہ باعث
رطوبت [illegible] بخلاف جبل مغربی کے کہ اس جگہ حرارت قویہ سے برودت شدیدہ کی طرف انتقال
[illegible] دری اول غروب آفتاب میں قوی نہیں ہوتی - دوم یہ کہ وہ ریاح شدیدہ کو کہ
[illegible] روکتا ہے اگرچہ دونوں ہوائیں قریب باعتدال ہیں مگر وجہ فضیلت
[illegible] شرقیہ [illegible] ہیں صاحب حرکت شمس کی چلتی ہے اور یہ وقت عروج آفتاب ہے
اور ریاح مغربیہ [illegible] حرکت آفتاب کے بہتی ہے اور یہ وقت غروب آفتاب ہے پس اس سے
[illegible] آفتاب میں تلطیف اور تعدیل اور تحلیل فضول کی حرکت شمس سے ریاح شرقیہ
کی نسبت ریاح مغربیہ کے زیادہ ہوگی اور یہی باعث ہے افضلیت ریح مذکورہ کا ہے لیکن چلنا
ریاح شرقیہ [illegible] بہار میں اور مغربیہ کا آخر میں اکثری ہے کلی نہیں - علاوہ یہ کہ ریاح مغربیہ بسبب
[illegible] تحلیل فضول کے برودت کی طرف مائل ہونگے اور ریاح مشرقیہ بسبب کثرت تحلیل فضول کے
یبوست کی طرف مائل ہونگے پس گویا ریاح شرقیہ ریاح شمالیہ سے مشابہ ہوئیں اور ریاح مغربیہ
ریاح جنوبیہ سے [illegible] شہروں میں اور ابھی گذر چکا ہے کہ ریاح شمالیہ جنوبیہ سے افضل ہیں - اور سبب
[illegible] اور ریاح [illegible] اور نواحی جمیع ناحیہ کی جنسی طرف ہے اور ریاح جمیع ریح ہے اور ریح ہوائے
متحرک کو کہتے ہیں پس باد جنوب اور ناحیہ اسکا گرم تر ہے - وجہ گرمی کی یہ ہے کہ چلنا اسکا
یا حوالی خط استوا سے ہوگا یا قطب جنوبی زمین سے - پس اگر خط استوا سے ہے لامحالہ گرم
بالذات ہوگی بحرارۃ الہب اور اگر قطب جنوبی سے ہوگا تو بلاشک بارد بالذات ہوگی لیکن بسبب
اسکے کہ ہوائے مذکورہ خط استوا سے گذر کر ہم تک پہونچی ہے حرارت عارضی حاصل کرتی ہے -
اور دلیل رطوبت کی یہ ہے کہ اسطرف پانی جاری بہت ہے اور معہذا حرارت قویہ ہے پس اسلیے ہوا بخار
زیادہ آمیز ہو جائیگا - اور بہتر باد جنوب وہ ہے کہ دن کو چلے - اور باد شمال اور ناحیہ اسکا سرد خشک ہے -
علت سردی کی یہ ہے کہ پہاڑوں اور شہروں سرد کثیر الثلوج پر چلتی ہے پس جس شہر اور پہاڑ
پر یہ ہوا چلیگی اسی کیفیت سے متکیف ہوگی - اور وجہ خشکی کی یہ ہے کہ بسبب قلت مائیہ کے
ابخرہ مائیہ بہت اسمیں آمیز نہیں ہوتے کیونکہ تصعید حرارت کے لیے [illegible] قویہ درکار ہے اور علاوہ
یہ ہے کہ ناحیہ شمال میں پانی جاری کمتر ہیں بلکہ بسبب غلبہ برودت کے تمام برف جمی ہوئی ہے اور تصعید

بخار کے لیے سبب ان مادہ کا لازم ہو - بالجملہ باد جنوبی مرخی اور ضعف بدن اور موجب قوت اخلاط
اور انفتاح مسام ہوا - کدر حواس اور حدوث کسل اور ثقل و صداع اور حمیات بھی ہو اور باد شمال معتدل
اور مصفی حواس اور مقوی دماغ اور حسن لون ہو اور نیز مقوی قوی اور نیز ہاضم اور مشتہا ہو اور معدے کی
اصلاح کرتی ہو الا اعصاب اور اعضاء عصبانی کے لیے مضر ہو - اور باد جنوب مثل پانی گرم کے ہو
اور باد شمال مثل پانی سرد کے - اور باد صبا یعنی مشرقی اور باد دبور یعنی مغربی اور ان دونون کی ترکیب
با اعتدال ہو لیکن بسبب بادِ مشرقی لطافت اور حفظ صحت اور تقویت بدن اور تعدیل مزاج
مین باد مغربی سے افضل ہو - اور وجہ فضیلت کی ابھی بیان ہو چکی ہو - اور علت اعتدال کی یہ ہو کہ
چونکہ مہب انکا بیچ ناحیہ شمال و جنوب کے ہو اسلیے طبع انکی بھی انکے بین بین ہوگی نہ فقط طبع
جنوبی اور نہ فقط شمالی ہوگی پس بہتر ہو الاعتدال - بہتر باد مشرقی وہ ہو کہ اول روز چلے - اور بہتر باد
مغربی وہ ہو کہ آخر روز چلے تنبیہ جاننا چاہیے کہ مہب ریاح کے بجہت جہات اربعہ یعنی مشرق اور
مغرب اور شمال اور جنوب کے چار ہین چنانچہ بیان ہو چکا ہو اور یہی مشہور ہو لیکن شیخ نے لکھا ہو کہ
عند التحقیق وہ بارہ ہین تفصیل انکی یہ ہو کہ دائرہ افق جو کہ آسمان کو مرئی اور غیر مرئی مین فرق کرتا ہو -
بارہ حصون پر تقسیم کیا گیا ہو تین حصے اسمین مشرقیہ ہین اور تین مغربیہ اور تین شمالیہ اور تین جنوبیہ
اور ہر ایک مین ایک وسط اور دو اطراف ہین - انکے اوساط جہات اربعہ یعنی مشرق اور مغرب اور
شمال اور جنوب کے نام سے مشتہر ہین اور فی الحقیقت جہات اربعہ اوساط ہی ہین اطراف کو مجازاً
انکے نام سے موسوم کیا ہو - والتفصیل فی المطولات - اور سبب پنجم اختلاف مساکن کا وضع بلد ہو پس بلد
عالی بہ نسبت بلد پست کے سرد تر اور صحیح تر ہو اور لوگ وہان کے قوی تر اور دلاور اور معمر ہونگے
اور موضع مستوی موضع مرتفع سے صحیح تر اور انسب ہو - لان الہواء فیہ ساکن و ہبوب الریاح فیہ قلیل
پس بہترین اوضاع بلد کا یہ ہو کہ بلندی اور پستی بین معتدل ہو اور چونکہ بہ نسبت جنوب اور مغرب کے
عمدہ ہوا شمال اور مشرق کی ہو اسلیے اکثر ایسا ہونا چاہیے کہ اسمین مہب شمال اور مشرق کشادہ ہو
اور مہب جنوب اور مغرب بستہ ہو - اور سبب ششم اختلاف مساکن کا تنوع تراب ہو کیونکہ مٹی بلد کی
اسکی ہوا اور ریاح اور میاہ بلکہ نباتات اور حیوانات کے مزاج کو بدل دیتی ہو پس زمین کبریتی مجفف
اور مسخن اور معرق دم ہو اور زمین ریگستان اور شورہ زار کبریتی کے قریب ہو اور زمین تر یعنی آب خیز کہ
پانی اسکا جاری نہو بلکہ گڑھون اور قبرون مین جمع ہو - مرطب اور متعفن ہو اور زمین جبلی بدن کو سخت
کرتی ہو اور نیز اسکو قوت دیتی ہو - اور زمین سنگی زیادہ خشک ہو اور زمین خاکی بہ نسبت زمین سنگی کے

زیادہ تر صحیح اور سلیم ہے اور ہوائے بارد بدن کو سخت کرتی اور اسکو قوت دیتی ہے اور ہضم کو جید اور
رنگ کو خوب اور عمدہ کرتی ہے لیکن اس سے زکام اور نزلہ اور صرع اور فالج اور رعشہ وغیرہ امراض
رطوبی پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہوائے حار مرخی اور مضعف اور مسئی الہضم ہے اور نیز مثقل دماغ اور
مکدر حواس اور مولد خناق اور حمیات اور رمد وغیرہ ہے **فصل چہارم تغیرات غیر طبعی مضاد**
کے بیان میں یعنی وہ تغیرات ہوا کے کہ باوصف غیر طبعی ہونے کے مجری طبعی کے مضاد بھی [illegible]
متحقق نہ ہے کہ تغیرات غیر طبعی مضادہ طبیعت شروع ہوگئے ہیں۔ اور وہ تعفن اور فساد ہے کہ ہوا میں
عارض ہوتا ہے اور ہوا بسبب عفونت کے اپنی مقتضائے طبعی اور کیفیت اصلی سے خارج ہو کر
فاسد اور متغیر ہوجاتی ہے لذا قال الجرجانی والایلاقی۔ اور فساد ہوا کا دو قسم پر ہے اول یہ کہ فساد
اور عفونت طبیعت اور جوہر ہوا میں اسباب ارضی یا اسباب سماوی یا دونوں سے جو ابھی مذکور
ہوتے ہیں حاصل ہو۔ دوم یہ کہ فساد ہوا کی کیفیت حرارت اور برودت ہوا میں ظاہر ہو اسکی وجہ [illegible]
یا یہ کہ فساد ہوا مخالف مزاج فصل کے ہوگا جیسے زمہریر یعنی شدت اور تیزی سردی کی گرمی کی باعث
اسباب سماوی سے مثل کسوف تام کے۔ یا اسباب ارضی سے مثل ریاح شمالیہ کے جو برف والے
پہاڑوں پر ہوکر آتی ہیں موسم گرما میں ظاہر ہو جاوے۔ یا شدت حرارت اور گرمی کی کسی سبب
سے اسباب ارضیہ یا سماویہ سے موسم سرما میں ظاہر ہو جاوے یہاں تک کہ غلبہ حرارت اور شدت
برودت سے نباتوں کا ابطال اور ابدان کا افساد کرے۔ اور یا موافق مزاج فصل کے ہوگا جیسے گرمی
تابستان کی مثلاً موضع معین میں اسقدر زیادہ ہو جاوے کہ ہوا کو فاسد کرے لیکن شیخ اور اکثر شارحین
کے اصطلاح میں ہوائے قسم اول وبا سے مخصوص ہے۔ اور صاحب کامل اور امام نے دوسری
قسم کی ہوا کو بھی وبا لکھا ہے۔ اور فساد ہوا وبائی کے دو مرتبہ ہیں۔ ایک یہ ہے کہ سبب تغیر
مزاج ابدان اور باعث انکے فساد کا ہو لیکن ہلاکت ابدان تک نوبت نہ پہونچے۔ کیونکہ جب
ہوائے وبائی رطوبت کو متعفن کریگی تو فساد تمام بدن میں سرایت کریگا۔ دوسرا یہ ہے کہ فساد ہوا باعث
ہلاکت حیوانات اور باعث فساد نباتات ہو کیونکہ جب فساد ہوا کا نباتات اور حیوانات میں اثر کریگا
تو انسان اور دوسرے حیوانات انسے غذا کرینگے اور اس غذا سے بدن میں مواد حاصل ہونگے
وہی غذا سبب فساد اور تغیر مزاج کا ہوگی۔ اور جب یہی صورت دیر تک رہیگی تو انسانوں
اور حیوانوں کی ہلاکت تک پہونچ جائیگی۔ شیخ نے لکھا ہے کہ مبدء تغیرات مذکورہ کا خواہ ہوا کے
طبیعت میں ہو خواہ کیفیت میں اشکال سماوی ہیں جنکے اسباب مجھے معلوم نہیں لیکن اسقدر

جاننا چاہیے ضرور ہے کہ سبب اولی اور بعید تغیرات مذکورہ کا جو عالم کون اور فساد میں وبا وغیرہ سے واقع
ہوتے ہیں اشکال سماوی ہیں چاہیے ہم اُنکی کیفیت سے واقف ہوں اور سبب ثانوی اور قریب احوال
ارضی ہیں پس قوی فعالہ سماوی یعنی کواکب وغیرہ سے اور قوی منفعلہ ارضی مواد غبار وغیرہ کے سبب
اٹھانے ابخرہ اور ادخنہ کے ہوا میں رطوبت شدید و واجب کرتی ہیں اور جب ہوا میں یہ صورت ہو گئی
اور منہ اور ناک اور مسام اور شریانوں کے راستہ دل تک واصل ہوتی ہے تو مزاج روح دل کا فاسد
کرتی ہے اور نیز رطوبات حادیہ قلب کو متعفن کرتی ہے اور حرارت غریبہ جو اُنمیں حادث ہوتی ہے
دل سے بطریق شرائین تمام بدن میں منتشر ہو جاتی ہے اور تپ وبائی وغیرہ امراض کذائی اُس سے
حادث ہوتے ہیں اور عام خلقت پھیل جاتے ہیں خصوصاً وہ لوگ جنکے بدن میں اخلاط ردیہ وغیرہ سے
مرض کی استعداد ہو کیونکہ فاعل تنہا جب تک حاصل ہوا و منفعل مستعد نہو فعل اور انفعال حاصل نہیں ہوتا
اس مقام پر اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ ہوا چونکہ ایک عنصر بسیط ہے اسلیے متعفن نہوگا تو جواب اسکا یہ ہے کہ اس جگہ
مراد ہوا سے ہوائے بسیط نہیں بلکہ مراد اُس سے وہ جسم ہے کہ درمیان آسمان اور زمین کے پراگندہ اور منتشر ہے
بالابدان ہے اور ہوائے ناخن یعنی وہ ہوا حقیقی از اجزاء مائی اور اجزاء ارضی سے (جو کہ بخار اور دخان
سے متصاعد ہوتے ہیں) اور اجزاء ناری سے (جو کہ شعاع کواکب سے حاصل ہوتے ہیں) مرکب ہے
مختلط ہے پس یہ ہوا متغیر ہو جاتی ہے بسبب اسکے رطوبت قبول کرتا ہے بلکہ اقوال شیخ کی بنا پر
اور تعفن ہوا کا مثل تعفن پانی کے ہے یعنی جب پانی حالت بساطت میں متعفن نہیں ہوتا بلکہ بسبب
اختلاط اجسام ارضیہ خبیثہ کے اُسکو بساطت سے خارج کرتے ہیں اور اُسکے لیے ایک کیفیت ردیہ
حاصل ہوتی ہے ایسا ہی ہوا بھی حالت بساطت میں متعفن نہیں ہوتی بلکہ بنا آمیزش ابخرہ ردیہ
عفنہ کے اُسکے لیے ایک کیفیت ردیہ حاصل ہوتی ہے لیکن فرق اسقدر ہے کہ مباشرت ہوا کی دمبدم اور
آناً فاناً ہوتی ہے اور بسبب کمال حرارت اور لطافت روح حیوانی کے بدون اُسکے کوئی چارہ نہیں بلکہ سوا
اُسکے زندگانی محال ہے اسلیے استنشاق ہوائے مذکورہ کا اخلاط اور ارواح کو بہت جلد ہی متعفن کرتا ہے خصوصاً اخلاط
نواحی قلب کو تو بہت ہی جلدی فاسد کرتا ہے بخلاف پانی کے کہ اُسکی تعفن کے آثار جلدی مرتب نہیں ہوتے کیونکہ اعظم
اُسکی نسبت ہوا کے بمراتب غلیظ ہے و نیز ظاہر ہے پس ایسی ہوا بذریعہ تنفس کے پہونچ کر دل تک پہنچ جاتی ہے پس اولاً
مزاج دل اور روح کا فاسد کرتی ہے اور ایسا ہی جو خلط دل کے اندر یا اُسکے حوالی میں محصور ہو اسکو بھی متعفن کرتی ہے اور
دل سے دماغ اور جگر تک موصول ہوتی ہے اور اُنکے ارواح اور رطوبات کو بھی فاسد کرتی ہے بعد حرارت عفونی بالتدریج
انسان کے تمام بدن میں منتشر ہوکر سرایت کرتی ہے اور تپ وغیرہ امراض وبائی عارض ہوتے ہیں اور جب تک سبب اُنکا باقی رہتا ہے

لازم رہتے ہین اگر بہت جلدی تدارک کیا جاوے تو انسان مرجاتا ہی اور اگر ہوا سے وبائی میں ہیضہ ہو تو علاج کی بھی مہلت نہین ملتی بلکہ بعد دو روز مرض وبائی کے موت لاحق ہوتی ہی اور چونکہ سبب عام ہی اسلیے مرض بھی عام ہوتا ہی اور اکثر لوگون کو عارض ہوجاتا ہی اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ فساد ہوا کا اور حیوانون کے بدن میں تاثیر بہت کرتا ہی اور حیوان بہت ہلاک ہوتے ہین۔ اور یہ فساد ہوا کا اکثر آخر موسم گرما اور فصل خریف مین واقع ہوتا ہی۔ واضح ہو کہ اسباب وبا کے تین طرح پر ہین۔ ایک اسباب ارضی دوسرے اسباب سماوی تیسرے وہ اسباب جو کہ دونون کی طرف منسوب ہون پس اسباب ارضی کہ موجب وبا ہوتے ہین از انجملہ بعض یہان بھی مذکور ہوتے ہین جیسا لڑائی اور قتل عظیم کسی ملک مین بانوعی کسی طلب مین واقع ہوا اور مردے نہ جلائے گئے ہون اور نہ دفن کیے گئے ہون پس وہ متعفن ہوکر ہوا کو بھی متعفن کرتے ہین (النطاسی) نے لکھا ہی کہ بہت سخت وبا وہ ہی کہ جنگ کے بعد واقع ہو کیونکہ جو مردہ آدمیون کی سڑاند مین تو تعفن ہی اور ایسا ہی بخارات اور نجاسات اور دخان اور غبار اور میاہ متعفنہ اور بطائح عفنہ اور سباخ ردیہ اور مجاورت مقابر اور خنادق اور زمین نزیہ جسمین عفونت زیادہ ہو اور جسمین حیوانون کے کپڑے پانی مین بھگوئے گئے ہون وغیرہ امور کذائیہ اسباب ارضیہ سے ہین۔ اور اکثر اوقات عفونات اور ابخرہ بد اور معدن ردی کے بخارات باطن زمین مین پیدا ہوکر جمع ہوجاتے ہین لیکن ہم لوگ انکے اسباب جزئیہ سے واقف نہین ہوتے پس وہ دفعۃً ظاہر ہوکر موجب وبا بنجاتے ہین اور ضرر انکا آب اور ہوا مین ظاہر ہوجاتا ہی۔ اور کبھی بسبب چلنے اہویہ کثیرہ کے مواضعہ محمودہ صالحہ مین ابخرہ ردیہ مواضع بعیدہ ردیہ سے منتقل ہوتے ہین لہذا انکے محمودہ مین بھی وبا پھیل جاتی ہی اور کثرت زلزلون کی اور روائح کریہہ اور احتباس ابخرہ وغیرہ بدستور ہین۔ اور اسباب سماوی مثل اختلاف اوضاع کواکب اور تاثیر شعاع وغیرہ کے اگرچہ حکما اور منجمین انکے ذکر کے درپے ہوئے ہین لیکن حق یہی ہی کہ انکے عدم اطلاع پر معترف ہووین۔ اسی لیے شیخ رح نے قانون مین اسباب تولد وبا مین لکھا ہی او الامر سماوی خفی عن الناس کیفیتہ۔ اور بہم علامات اسباب سماوی کی عنقریب قرشی وغیرہ سے نقل کرتے ہین۔ اور بدترین وبا وہ ہی کہ اجتماع اسباب ارضی اور سماوی سے ہو کیونکہ ہم انکی تدبیر سے درماندہ ہین۔ اور ایسا ہی وبا موسم تابستان کی بدتر ہوتی ہی۔ اور فساد ہوا کا بیشتر اشخاص ضعیف القوت اور کثیرہ الجماع اور ضعیف الابدان اور کثیر الاستحمام کو کہ مسام انکے کشادہ اور اخلاط ردیہ سے ابدان انکے مملو ہون اثر کرتا ہی۔ اور نیز ہوا سے وبائی لڑکون اور جوانون کو بہ نسبت کہول اور مشائخ کے زیادہ تر موثر ہوتی ہی اور بلاد حارہ اور پہاڑون مین بہ نسبت اور جگہ کے

فساد ہوا کا بہت واقع ہوتا ہی اور بلاد وبائی یا حارہ کثیر الرطوبت مین جو کہ پہاڑ سے دور ہوویں کمتر
ہوتا ہی اور جنگلے اور ان شہرون کے [illegible] سے پاک ہوون اور مسامات انکے کشادہ ہون اور اعضا انکے قوی ہون
اور تدابیر دفع فساد [illegible] ہین جسے لوگ ہوا و وبائی سے [illegible] ہوتے ہین اور
قوت تدبیر [illegible] اول اسکی [illegible] ہی کہ وبا [illegible] سماوی [illegible] ہی کہ فصول سال کے اپنی اصلی وضع سے متغیر
ہون [illegible] تفصیل اسکی یہ ہی کہ جب کثرت شہب اور رجوم کی اور صیحہ
[illegible] ایسا ہی جب ہوا جنوبی اور مشرقی کا وقوع
مین زیادہ ہو [illegible] زیادہ ہوتی [illegible] بارش ہو او یہ اتفاق کئی دفعہ واقع ہوا [illegible]
ظاہر ہو پس اس سے [illegible] ہوتا ہی [illegible] فاسد اور غالب ہوا اور جب ربیع مین بارش کم
اور سردی زیادہ اور ہوا [illegible] جنوب بالکثرت سے چلتی ہو اور ہوا گاہے غبارناک اور گاہے صاف
ہوجاتی ہو یعنی چند روز ہوا مکدر رہکر پھر ایک ہفتہ یا اس سے زیادہ صفا ہوجاتی ہو اور دن کو گرمی
اور غبار اور رات کو سردی پڑتی ہو پس امور مذکورہ سے سمجھنا چاہیے کہ وبا آتی ہی اور ایسا ہی اگر
ایک روز مین ہوا چند مرتبہ تیرہ ہوجاوے اور دوسرے دن صفا ہوجاوے اور آفتاب ایک دن
صاف باہر نکلتا ہو اور دوسرے روز مکدر ہوتا ہو اور پردہ غبار مین طلوع کرتا ہو حکم حدوث وبا
پیدا کرنا چاہیے اور جب موسم گرما قلیل الحرارۃ ہو اور تغیر [illegible] اور انکدار شروع ہوا ہو اور ہوا بہت
تیرہ ہوکہ درختون کو غبارناک کرے اور نباتات خبیثہ اس فصل مین زیادہ ہون اور موسم
خریف مین [illegible] اور شہب اور رجوم اور نیران اور ستارہ دنبالہ دار ظاہر ہوں اور آندھیاں سرخ
بہت نمودار ہون پس اس سے بھی وبائی آمد ہی اور اسباب سماوی مطولات مین مثل شرح
اور النوادر الحواشی وغیرہ کتب معتبرہ بسیط کے بالتفصیل مندرج ہین [illegible] ایلاقی لکھا ہی
وبا ہواے تر مین بہ نسبت ہواے خشک کے زیادہ ہوتی ہی اسی لیے [illegible] خشک مین وبا کم
پڑتی ہی اور جو فصل کہ اپنی طبیعت پر ہو جیسا مثلاً خریف مین [illegible] گرم و [illegible] سرد ہو اور بارش
معتدل ہوا اور موسم زمستان مین سردی اور بارش بے حد نہو بلکہ ہر دو اعتدال پر ہون اور فصل بہار کی
نہایت اعتدال پر ہو اور گرمی معتاد اسمین واقع ہو پس جب فصول سال کے ایسے طور پر ہونگے اسمین
وبا نہوگی اور بیماری کمتر ظہور پذیر ہوگی اور واضح تر دلائل اس امر کے کہ وجود وبا کا اسباب ارضی سے
ہین کہ نواحی بلد مین معرکہ عظیمہ واقع ہوا ہو اور مردون کو جلایا او دفنایا نہو اور عفونت انکی بہت جہان
مین پھیل گئی ہو اور غلہ اس فصل کا زیان ہوجاوے اور علامات قریب مصاحبت ایام وبا

ہیں کہ ہوا متعفن اور سنسنات واقع میں لوگوں کو ناخوش معلوم ہو اور اُس سے تفریح اور راحت حاصل ہو
بلکہ اُس سے متنفر اور متاذی ہوں اور جب کسی بلندی یا پہاڑ پر چڑھیں اور ہوا میں نظر کریں تو گرد آلود
اور دود ناک اور غلیظ اور مکدر معلوم ہوتی ہو اور ستارون مثل دھوئین کے پیدا ہوا معلوم ہوتا ہو اور کبھی
دم دار و بال دار ستارے ظاہر ہوں اور حیوانات مثل لقلق اور لکلک اور سہہ اور ابابیل اور چڑیا اور چیل
اور سانپ وغیرہ کے بھاگ جاویں اور بچے گھونسلے بلکہ انڈے اور بچے چھوڑ جاویں اور بھاگ کر
بلاد بعیدہ اور امصار دور دراز میں جس جگہ کی ہوا خوش ہو سکونت اختیار کریں اور مینڈک
وغیرہ حیوانات کہ عفونت سے متولد ہوتے ہیں مثل مکھی اور چیونٹی اور حشرات اور ہوام وغیرہ کے
بہت پیدا ہوویں اور حیوانات اور حشرات کہ نیچے زمین کے سکونت رکھتے ہیں مثل چوہوں اور
لومڑی اور سانپ اور بچھو اور ہزار پاؤں وغیرہ کہ اپنے بلوں سے باہر آویں اور زمین پر سرگشتہ
اور پریشان پھرا کریں اور پھر اپنے بلوں میں نہ جاویں اور انمیں سے جو کہ باہر نہیں نکلتے بلوں
کے اندر ہی مرجاتے ہیں - اب دریافت کرنا چاہیے کہ جب آثار حدوث وبا کے ظاہر ہوویں
جیسے کہ اوپر بیان ہوا ہے تو تعدیل مسکن اور تخفیف بدن میں سعی موفور کریں کیونکہ جب رطوبات
بدن کے کم ہوجاوینگے تو استعداد تعفن کی بھی کم ہوگی وہذا ہو المطلوب اور بہترین مجففات کا
یہ ہے کہ بدن کو اخلاط اور زوائد سے پاک کریں اور جس جگہ تنقیہ اسہال سے کیا جاوے مسہل
قوی مثل [illegible] وغیرہ کے ہرگز نہ دیویں اور ہر مسہل کہ مشابہ دواء سمی ہو مثل سقمونیا وغیرہ کے اس سے
احتراز کریں - بلکہ ملینات مناسب پر مثل ہلیلہ وغیرہ [illegible] کے قناعت کریں
طعام اور شراب کی عمدہ ترین مجففات ہو لیکن بالکل غذا ترک کرنا بھی خوب نہیں مناسب یہ
کہ ایام وبا میں غذا عادت سے کمتر کھاویں لیکن متفرق - اور شراب سے اجتناب کریں اور
اغذیہ مرطب اور سریع العفونت کو ترک کریں جیسے گوشت اور دودھ اور میوہ جات تر اور اگر گوشت کھانے کی
زیادہ ضرورت ہو تو حموضات سے اسکی اصلاح کریں - قال القرشی فی کتابہ ان الحوامض کلھا
جیدۃ فی ذلک الامر اور گوشتوں میں سے وہ گوشت کھاویں جو کہ عفونت سے بعید ہو مثل جانوروں
خفیفہ معتدلہ کے اور جماع اور ریاضت متعبہ سے اور ان چیزوں سے کہ تنفس عظیم تک پہونچاویں احتراز
لازم جانیں اسی لیے آرام اور راحت کو ایام وبا میں اچھا سمجھا گیا ہے لیکن میری عقل ناقص میں
یوں مناسب ہے کہ اگر آرام ایسے طور پر ہو کہ تخفیف بدن بھی حاصل ہو سکے تو بہت ہی عمدہ ہے
پس اس نظر سے جھولا جھولنا بہت ہی اچھا ہے کہ اس سے باوجود راحت بدن کے تحلیل رطوبات کی بھی ہوتی ہے

اور نیز یہ امر ملحوظ خاطر رکھین کہ وبا کونسے اسباب سے پیدا ہوئی ہی پس اگر اسباب سماوی سے ہو تو وہ ایسے
گھر جانہاے عمیق ہین (جسکو اپنی زبان مین تہ خانہ بولتے ہین) جو کہ مسقف اور ہوا و دان سے پوشیدہ ہون
سکونت اختیار کرین اور اسکی ہوا کو اصلاح دین جسطرح ابھی مذکور ہوگا اور ہواے خارج کو اندر نہ آنے دین
اور اگر وبا اسباب ارضی سے ہو تو لازم ہی کہ بلند مکانون مین سکونت پذیر ہون تا کہ ابخرہ مرتفعہ
زمین سے محفوظ رہین اور لازم ہی کہ جسطرف سے ہوا آتی ہے اسکو پوشیدہ رکھین اور طرف
مقابل کھول دین۔ اور اگر معدن ردیہ اور مردار وغیرہ موضع بلند مین ہون اور شہر مقام نشیب مین
واقع ہو اور ہوا بلد پر موضع مرتفعہ سے گذر کر چلتی ہو اور معدن پہاڑ بلند ہواے ردیہ کے مقابلہ پر واقع
ہو کر ہوا کو بند کر کر شہر پر لوٹاتا ہو تو ایسے بلد مین سکونت کرنا نہایت درجہ کا مضر ہی۔ اور صحرا اس ہوا
بہ نسبت شہر کے اچھا ہی کیونکہ جو ابخرہ زمین سے صعود کرینگے ہوا کے چلنے سے زمین پر منتشر ہو نہ رہینگے
بلکہ زمین سے آناً فاناً صاف ہوتے جاینگے۔ لیکن اگر وبا ہر دو اسباب سماوی اور ارضی سے ظاہر ہو
تو پھر گھر مین سکونت کرنا بہ نسبت صحرا کے عمدہ ہی کیونکہ ہواے محصور کو بہ نسبت غیر محصور کے اصلاح دینا
آسان تر ہی۔ بہرحال اس مسئلہ مین عمدہ تدبیر یہ ہی کہ دل مین غم اور وسواس کو جگہ نہ دین اور توکلا علی اللہ
ہمیشہ مسرور اور خوش رہین اور معتمد تدابیر مذکورہ بالا سے کسی کو فروگذاشت نکرین نہ توکل کے منافی
نہین بلکہ اس باب مین شارع سے حکم صادر ہوا ہی **قول** مولوی روم صاحب کا اسی پر دال ہی
مصرعہ بر توکل زانوے اشتر بہ بند۔ اور طریق اصلاح ہواے مسکن کا یہ ہی کہ ایام وبا مین وہ گھر اختیار
کرین جسمین پانی اور فوارہ اور امثال اسکے موجود نہون کیونکہ زیادہ فساد ہوا کا کثرت رطوبات سے ہوتا ہی
اور سرکہ مین ہینگ ملا کر گھر کے سطح اور دیوارون پر چھڑکنا سودمند ہی اور سرکہ اور پیاز کا عرق ملا کر بھی
بدستور مفید ہی اور جن چیزون کا بخار اور دخان مصلح عفونت ہو مثل سعد اور کندر اور عود اور
عنبر اور آس اور گلاب اور صندل وغیرہ کے انکو جلا کر دھوان انکا مکان سکونہ مین پھیلا دین
لیکن دھوان اسقدر ہو کہ اس سے دماغ کو ایذا نہ پہونچے۔ اور تماکو جلا کر اسکا دھوان مکان
کے اندر پھیلانا بھی یہی حکم رکھتا ہی اور ایسا ہی سونگھنا رائحہ طیبہ کا ایام وبا مین نافع ہی خصوصاً
اگر رعایت مضادہ مزاج کر کے خوشبو سونگھی جاوے یعنی حار مزاج کو طیوبات باردہ سے
مثل کافور اور صندل کے۔ اور بارد مزاج کو طیوبات حارہ سے مثل عود اور عنبر اور مشک وغیرہ کے
خوشبو دیوین تو زیادہ تر سودمند ہی اور واضح رہے کہ استعمال سرکہ کا عدم ضرر ہواے وبائی مین
اور اصلاح ہواے متعفن مین اکلاً اور شمّاً اور رشحاً بہیت نفع کلی رکھتا ہی اور عرق گلاب

۱ سرد خانہ ۱۲
۲ چھت والا ۱۲
۳ ... ۱۲
۴ جنگل ۱۲
۵ بند ۱۲
۶ ... ۱۲
۷ ...
۸ ... ۱۲
۹ وسواس ۱۲
۱۰ ... ۱۲
۱۱ ... ۱۲
۱۲ ... ۱۲
۱۳ اندر ... کھانا اور سونگھنا اور جسم کے ... گھر مین ۱۲ منہ

اور عرق بید مشک دیواروں پر چھڑکنا بھی اثر تمام رکھتا ہے اور شربت کیوڑہ اور مفرحات یاقوتی جو دل کو قوت دیوین اکثر کھانے چاہئیں۔ اور فواکہ عطریہ مقویہ اعضاء رئیسہ مانند سیب اور بہ اور امرود کے نوش جان کریں اور فکر وغم اور وسواس کے بالکل نہ پھریں۔ اور آب سرد جرعہ جرعہ بشرط احتیاج نوش کریں لیکن بہت سرد پانی پینا مضر ہے۔ اور اگر فساد ہوا اسباب ارضی سے ہو تو پانی کو گل ارمنی ملا کر تھوڑے سے جوش سے اصلاح دیکر استعمال کریں اور اگر اسمیں قدرے سرکہ ملا دیں جس سے تغیر کثیر والتیام میں واقع ہو تو نہایت عمدہ ہے لہذا شیخ نے فرمایا ہے کہ استعمال الخل فی ایام الوبا امان من آفاتہ اور نافع ترین ایام وبا میں روغن گاؤ ہے جسقدر رہے سکے استعمال کریں خواہ طعام میں خواہ مالش بدن میں۔ اور زہر مہرہ خطائی اور پیٹھا اور ناجیل دریائی اور ہینگ اور سونٹھ وغیرہ ادویہ گرم کی مبرودی مزاج کے لیے۔ اور شربت انار اور سکنجبین اور گلاب اور عرق بید مشک اور عرق گاؤزبان وغیرہ محروری مزاج کے لیے بدستور سودمند ہیں۔ اور تریاق فاروق اور مثرودیطوس کو علاوہ ایام استعمال کرنا مفید ہے اور اگر صبر اور مر اور زعفران کوٹ کر شہد سے قرص بنا دیں اور صبح ایک درم تناول کریں بدستور نافع ہے۔ باقی تدبیریں دافع تاثیر ہوائے وبائی اور حافظ صحت معالجات میں ملاحظہ کرلیں۔ اللھم احفظنا من الوبا واجنبنا من کل داء

باب دوم کھانے پینے کے بیان میں

چونکہ دوسری قسم ستہ ضروریہ کی ہے اور اسکے سوا حیات انسانی مشکل اور محال ہے اور اسمیں چند فصول ہیں فصل اول آب وغذا کے ضروری ہونے اور پانی کے مزاج اور اسکے عدم غذا ہونیکے بیان میں اور نیز اس بیان میں کہ کونسا پانی عمدہ ہے اور کونسا خراب اور ناقص پس انکی وجہ ضرورت یہ ہے کہ بدن انسانی ہمیشہ اسباب خارجی اور داخلی سے تحلیل ہوتا رہتا ہے اور غذا اسکو بدل ما یتحلل ہوتی رہتی ہے کیونکہ اگر غذا سے عوض ما یتحلل بدن میں نہ پہونچے۔ تو قطع نظر بقاے جسم کے تکون اسکا بھی نہو سکیگا۔ کما ہو ظاہر پس اس سے ضرورت غذا کی ثابت ہوئی اور احتیاج پانی کی اسلیے ضروری کہ پانی غذا کے پکانے اور رقیق کرنے اور بدرقہ ہونے وغیرہ امور میں (جنکا ذکر عنقریب آئیگا) مددگار اور معاون ہے۔ پس پانی گویا متمم امر غذا ہے لہذا اسکی احتیاج بھی مثل غذا کے ضروری ہوئی مخفی نہ رہے کہ ارکان اربعہ بسیطہ میں سے پانی بھی ایک رکن بسیط ہے۔ مزاج اسکا سرد تر ہے۔ دلیل برودت کی یہ ہے کہ جرم اسکا کثیف ہے اور حس لمس سے بھی سرد معلوم ہوتا ہے اور سردی اسکی بدرجہ غایت ہے

کیونکہ کوئی عنصر سرد تر آتش سے محسوس نہین ہوتا۔ اور دلیل رطوبت کی سہولت قبول اشکال ہی۔ پوشیدہ نہ رہے کہ پانی بالطبع جامد ہی لیکن ادنی سبب سے کہ حرارت آفتاب ہی اپنی جمودت طبعی کو چھوڑ دیتا ہی اور تفرق اور اتصال اور مختلف اشکال کو بسہولت قبول کرتا ہی۔ اس جہت سے اسکو رطب کہتے ہین کیونکہ جیسا رطب کو ایسے جسم پر اطلاق کرتے ہین جو کہ اتصال اور انفصال اور مختلف اشکال کا بسہولت بالطبع قابل ہو ویسا ہی اسکو ایسے جسم پر بھی بولتے ہین کہ بالطبع متماسک الاجزاء ہو لیکن بادنی سبب قابل سہولت اتصال اور انفصال اور اشکال ہو۔ ہوا قسم اول سے ہی اور پانی قسم ثانی سے کذا قال الشیخ فی الشفاء۔ اور یہ بات بہت ظاہر ہی کہ اگر پانی بالطبع جامد نہوتا تو وقت زوال اسباب مانعہ جمود کے جمودت اسمین ظاہر نہوتی والمحال علی خلافہ۔ اور بستہ ہونا پانی کا کرۂ زمہریر مین اور موسم سرما مین بلاد کثیر البرودۃ مین اسی قول کا موید ہی۔ اور نیز یہ بات بھی اپنے موقع پر ثابت ہو چکی ہی کہ برودت پانی کی تمام عناصر سے اقوی اور اشد ہی اور مبرد ہوا کا وہی ہی۔ پس باعث تکاثف پانی کا اور کوئی عنصر نہین ہو سکتا اسلیے سبب تکاثف کا سوا میل طبعی پانی کے اور کوئی نہین ہو سکتا فثبت انہ جامد بالطبع لا اسائل۔ چونکہ یہ دقیقہ لازم المعرفت اور بیان اسکا لابدی تھا اسلیے اس جگہ بیان کیا گیا۔ اور ذائقہ طبعی اور اصلی پانی کا شیرین ہی اور شوراپن کہ دریاے شور کے پانی مین محسوس ہوتا ہی بسبب امتزاج اجزاے ارضیہ کے ہی شیرینی آب باران اور شیرینی بخار آب شور کی کہ حکمت عملیہ سے حاصل ہوتی ہی اسی کو تایید کرتی ہی کہ ذائقہ طبعی پانی کا شیرین ہی اور طریق اصلاح کا عنقریب اسی باب مین لکھا جائیگا۔ اور دریاے شور کے شور ہونے مین بھی حکمت ہی وہ یہ ہی کہ مزاج پانی کا گرم و خشک ہو کر عفونت سے بعید ہو ورنہ وباے عام کا خوف تھا فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ فائدہ تقاضاے طبعی آب وہ تھا کہ تمام اجزاے زمین پر محیط ہوتا اور زمین اور ہوا کے درمیان حائل ہوتا لیکن چونکہ ظاہر کرنا بعض اجزاے زمین کا ظہور مرکبات کے لیے ضروری تھا اسلیے خالق الارض والسموات نے ایسا حیلہ نمودار کیا کہ پانی بعض اجزاے زمین مین جمع ہو اور زمین ایک طرف سے ظاہر ہوا اور حیلہ یہ کیا کہ خداوند تعالی نے کواکب کو تاثیر بخشی ہی کہ اپنے قوے سے بعض عناصر کو گرم کرین پس اسلیے وہ عنصر متحجر یا متدخن ہوتا ہی۔ پس جب بعض اجزاے زمین کے گرم ہوتے ہین اور دخان ہو کر صعود کرتے ہین تب اسقدر اجزاے زمین مین گڑھا پڑجاتا ہی کیونکہ زمین مثل پانی وغیرہ کے سیال نہین کہ جبر نقصان کر سکے پس چونکہ پانی بالطبع طالب جہت مرکز ہی جیسا مقدمہ مین بیان کیا گیا ہی اسمین پانی بھر جاتا ہی اور ظہور موالید ثلثہ کے لیے

اللہ ایسا کہا ہی

شیخ نے کتاب شفا مین ۱۲ منہ

۱۲ اور رجال

۱۲ اسکے نقصان پر

۱۳ سبب

از کرۂ زمہریر ۱۲ منہ

سردی والا ۱۲

۱۴ پس ثابت ہوا

تحقیق وہ

بالطبع جامد ہی بہنے والا نہین ۱۲ منہ

۱۵ یعنی

شناخت

۱۶ اسکا ضروری

۱۷ فعل حکیم کا

حکمت سے خالی نہین ۱۲

۱۸ پیدا کرنیوالا زمین اور آسمانون کا

۱۹ بخار بنتا ۱۲

۲۰ دخان بنتا ہی ۱۲

۲۱ حیوانات نباتات معدنیات

روے زمین مماس ہوا ہو جاتا ہی چونکہ استحالہ ایک عنصر کا دوسرے کی طرف تاثیرات کواکب سے ہی
اسلیے کسی عنصر میں تجزاور تدخن سے کوئی نقصان واقع نہیں ہوتا اور وہ بدلہ عن عنصر آخر مثلاً جو پانی
کہ حلل زمین میں آتا ہی بالتدریج مستحیل بزمین ہو جاتا ہی اور جب پھر اجزاے زمین میں بسبب تبخر اور تدخن کے
خرچ پڑ جاتے ہیں تو وہ پانی اس جگہ لیجاتا ہی وعلیٰ ہذا القیاس عناصر ہمیشہ باہم مستحیل ہوتے رہتے ہیں جاننا
چاہیے کہ پانی بذاتہ غذا نہیں ہو سکتا باعث اسکا یہ ہی کہ وہ ارکان بسیط میں سے ایک رکن بسیط ہی
پس لائق غذا کے نہوگا کیونکہ غاذی اور مغتذی میں مناسبت شرط ہی دوسرا استحال علیٰ خلافہ اور
پانی کا طبخ سے منعقد ہونا اور ہو کے کیسر نکلنا بھی اسی پر دال ہی کہ پانی بذاتہ غذا نہیں ہوتا کیونکہ جو
کوسیر کرنا اور جوش سے بستہ ہونا غذا کی شان میں سے ہی لیکن پانی کے عدم غذائیت سے یہ مراد ہی کہ
سواے آمیزش غذا کے جزو بدن ہونے کی لیاقت نہیں رکھتا لیکن جب غذا سے خصوصاً غذا خشک کے
بالفعل ملے تو مجموعہ سے ایک جسم شایستہ تغذیہ کے حاصل ہوتا ہی البتہ اسوجہ سے بالعرض پانی بھی
غذا ہو سکتا ہی کیونکہ علت منع کی کہ رکن بسیط ہی اب باقی نہیں ہی نظیر اسکی ہوا ہی کہ وہ بھی صرف
روح نہیں ہوتی مگر جب خون دل سے مختلط ہوتی ہی تو اسکے مجموعہ سے روح متولد ہوتی ہی الغرض
انسان کو ارکان میں سے ان دو رکنوں کی طرف کہ پانی اور ہوا ہی اضطرار اور افتقار ثابت ہی اور
بدون انکے دخول کے حیات انسان کی متعذر ہی کما لا یخفی اگر کہا جاوے کہ جب پانی غذا نہیں ہوتا
تو پھر اسکے استعمال سے کیا فائدہ ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ ماسوا التغذیہ کے فوائد اصلی پانی کے بہت ہیں
از انجملہ اس جگہ بھی کئی ایک بیان کیے جاتے ہیں اول یہ کہ پانی غذا کو رقیق کرتا ہی اور واسطے نفوذ
مجاری تنگ اور وصول اقاصی بدن کے غذا کو مہیا کرتا ہی دوم یہ کہ غذا کو مستعد قبول ہضم کرتا ہی
کیونکہ اسمیں کچھ شک نہیں کہ اکثر اغذیہ میں اجزاے ارضیہ غالب ہوتے ہیں اور ایسے اجزا تاثیر
ہاضمہ سے جلدی منفعل نہیں ہوتے پس اغذیہ کذائیہ میں ملاپ جسم رطب کا ضروری ہی اور یہی
باعث ہی کہ جب میوجات تر کھائے جاویں تو انکے بعد پانی کی چندان حاجت نہیں ہوتی اگر کہو
کہ ہم بعض حیوانات کو دیکھتے ہیں کہ غذا کے بعد پانی نہیں پیتے تو اسکا جواب یہ ہی کہ انکے مزاج میں
حرارت غالب ہی یہاں تک کہ اجزا ارضیہ کو گلا دیتی ہی اور جزو بدن بنا دیتی ہی بنا بر علیہ انکو پانی
کی حاجت نہیں ہوتی لیکن مزاج انسانی کہ تمام حیوانات سے قریب بالاعتدال واقع ہوا ہی
حرارت اسکی اس حد تک نہیں کہ اجزاے ارضیہ غذائیہ کو گلا دے اسی واسطے پانی کا محتاج ہی
سوم یہ کہ پانی احتراق غذا سے مانع ہوتا ہی کیونکہ حرارت غریزی وقت کھانے غذا کے ہضم کے لیے

باطن کو متوجہ ہوتی ہے۔ پس ایسی حالت میں اگر معدہ میں رطوبت نہو تو غذا جلجاوے جیسا
گوشت کہ اگر بغیر پانی کے ہنڈیا میں ڈالا جاوے تو ضرور آگ کی حرارت سے جلجاویگا چہارم یہ کہ پانی غذا کو
مجاری ضیقہ میں جاری کرتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ پانی جب ہمراہ غذا کے اعضا تک پہونچتا ہے اور تغذیہ
اعضا سے کچھ باقی رہتا ہے پس قدرے اُس سے عرق اور بخار کے راستہ تحلیل ہو جاتا ہے اور
باقی جگر کو واپس ہوکر مجاری بول سے خارج ہو جاتا ہے اسی واسطے اگر بدن کو حنا وغیرہ سے
رنگین کیا جاوے تو بول بھی رنگین ہوتا ہے کیونکہ بعض اجزاے بول کے جلد تک پہونچکر واپس
ہوتے ہیں چنانچہ تشریح اُسکی چھٹے باب میں بیان کی جائیگی پنجم یہ کہ پانی فضول سے مختلط
ہوکر اُنکو رقیق کرتا ہے تاکہ خروج فضول کا بذریعہ بول و عرق بسہولت ہو ششم یہ کہ پانی بسبب اپنی
برودت ذاتیہ کے حدت حرارت اور یبوست کو تسکین دیتا ہے ہفتم یہ کہ پانی اعضا کو مرطوب
اور تر رکھتا ہے۔ اب اسمیں اختلاف ہے کہ آیا آب باران عمدہ ہے یا آب چشمہ اور نہر اچھا ہے
ہر ایک نے اپنے دعوے پر دلائل گذرانے ہیں بعض کا یہ قول ہے کہ آب باران تمام پانیوں سے
عمدہ ہے اور آب نہر کہ موصوف بصفات آیندہ ہو فضیلت میں اُسکے بعد ہے دلیل فضیلت آب باران
اُسکی حلاوت اور شیرینی ہے اور سہولت انحدار اور سرعت طبخ وغیرہ کہ لازمہ لطافت ہے
بھی منجملہ دلائل فضیلت ہیں۔ علاوہ بران مادہ آب باران کا یعنی ابخرہ متصاعدہ اور ہوا)
لطیف ہے پس ظاہر ہے کہ جو چیز اُنسے پیدا ہوگی وہ بھی لطیف ہوگی۔ مگر آب باران کی فضیلت
میں کئی شرطیں ضروری ہیں۔ اول یہ کہ آب باران سنگین گڑھے میں جمع ہو کیونکہ موضع سخت سے
اجزاے ارضیہ منفصل ہوکر پانی میں نہیں ملتے اسلیے اگر اُسکو ظروف چینی یا نقرئی وغیرہ میں
لیا جاوے تو بہت بہتر ہوگا۔ دوم یہ کہ ہواے شمالی اور مشرقی [illegible] ہو اور آفتاب بھی پیر
واقع ہوا ہو۔ سوم یہ کہ بارش موسم گرما میں ہو۔ علاوہ بران بادل گرجنے والے سے برسے
موسم گرما اسلیے شرط کیا گیا ہے کہ حرارت گرما مزید لطافت باران ہے شیخ رئیس اور اکثر سلف
اور خلف اسی پر ہیں۔ لیکن ابو سہیل مسیحی لکھتا ہے کہ موسم سرما بہتر ہے کیونکہ ہواے موسم سرما کی بخار
اور دخان سے خالی ہوتی ہے پس جو پانی ایسے وقت میں نازل ہوگا بیشک شوائب سے
خالی ہوگا۔ علاوہ بران حرارت منجرہ مستقرہ جو موسم سرما میں ضعیف ہوتی ہے اس سبب سے پانی
متجبر نہیں ہوتا اور شرح کلیات میں اسی کو پسند کیا ہے۔ لان المطر الصیفی لا یخلو عن بخار و
دخان۔ اور جو پانی بادل گرجنے والے سے برسے وہ بالاتفاق بہتر ہے بہ نسبت اُسکے کہ نہ گرجنے والے سے برسے

گرجنے والی ۱۲
کہ درمیان زمین و آسمان ہے ۱۲
کیونکہ بارش موسم صیف کی بخار اور دخان سے خالی نہیں ہوتی ۱۲ منہ

بشرطیکہ ریاح عاصفہ اُسمین نہو وین۔ وجہ اسکی یہ ہی کہ رعد یعنی گرجنا حکماء کے مذہب پر تحریک دخان
دہو کہ بادلون مین محتبس ہی) ہوتا ہی۔ پس گرجنے سے بادل دخان وغیرہ سے صاف ہوجاتا ہی بشرطیکہ
ریاح قویہ شدیدہ سے مضروب نہو کیونکہ ایسی ہوا سے ابخرے مختلط ہوتے ہین اور اگر بارش مع رعد
اور ریاح عاصفہ شدیدہ بھی اُسمین ہون تو ایسا پانی رداءت سے خالی نہین اور اصلاح قوی اُسکی ضرور
ہی جسکا ذکر عنقریب ہوتا ہی اور بعض کا قول یہ ہی کہ آب نہر اور چشمہ کا عمدہ ہی لیکن اُسکی استعمال
فضیلت کے واسطے چند شروط متذکرۂ ذیل مقرر ہین۔ اول یہ کہ منبع اُسکا خالص ہو یعنی
جس زمین سے وہ چشمہ خارج ہوتا ہی نیک ہو اور نطرونی اور کبریتی وغیرہ نہو۔ دوم یہ کہ مسیل اُسکا
خاک پاک یا سنگریزہ ہو کیونکہ جس چشمہ کا مسیل سنگریزہ ہوگا وہ عفونت سے بعید ہوگا معہذا جو پانی
خاک خالص پر جاری ہو وہ بہتر ہی بہ نسبت اُسکے جو سنگریزہ پر جاری ہو کیونکہ خالص مٹی جب
پانی سے ملکر تہ نشین ہوجاتی ہی تو پانی شوائب ردیہ سے صاف ہوجاتا ہی۔ سوم یہ کہ جنوب سے
شمال کی طرف بہتا ہو جیسا دریاے نیل وغیرہ۔ یا مغرب سے مشرق کی طرف جاری ہو جیسا دریاے
وغیرہ کے۔ پس جو دریا پورب سے پچھم کو بہتا ہو یا اُتر سے دکھن کو آتا ہو اُسکا پانی ناقص اور خراب ہی
چہارم یہ کہ پانی بلندی سے نیچے گرتا ہو کیونکہ یہ امر باعث تیزی حرکت آب ہی اور سرعت حرکت کا
موجب مزید لطافت جوہر آب ہی۔ پنجم یہ کہ منبع اُسکا بعید ہو اُسکی مراد یہ ہی کہ پانی چشمہ کا
اُس جگہ سے بہتر ہی کہ مخرج سے دور ہو کیونکہ کثرت حرکت کی موجب لطافت ہی لیکن یہ اُس
صورت مین ہی کہ راستہ مین اور پانیون سے مختلط نہوا اور زمین ردی پر بھی عبور نکیا ہو ورنہ
قریب منبع کے پانی عمدہ ہی۔ ششم یہ کہ خفیف الوزن اور سبک ہو اسلیے کہ خفت وزن کی
دلیل قلت اجزاے ارضیہ کی ہی اور مستلزم لطافت ہی اور طریق وزن پانی کے جو شیخ سے
منقول ہین وہ دو ہین۔ اول یہ ہی کہ ایک پیمانہ پانی سے پر کرین اور اُسکو وزن کرین پس اُسکو
پھینکدین بعدہ دوسرے پانی سے اُسی پیمانہ کو بھرین اور بدستور وزن کرین جو وزن مین کمتر ہوگا وہی
افضل زیادہ ہوگا۔ دوم یہ ہی کہ دو قطعہ روے زمین کے متساوی الوزن لین دو پانیون سے جدا جدا تر
کرین پس اُنکو خوب خشک کرین بعدہ اُنکو وزن کرین جو سبک اور خفیف ہوگا وہی پانی بہ نسبت دوسرے
کے افضل اور عمدہ ہوگا اور حسب تفاوت وزن کے مراتب ثقل کے دریافت ہوجائینگے۔ ہفتم یہ کہ پینے والے کے زعم
مین شیرین معلوم ہو اور حلاوت اور شیرینی اُسکی لطافت کا نشان ہی۔ چونکہ آب صرف کچھ مزہ نہین رکھتا
اسلیے کہ وہ رکن بسیط یا قریب بسیط ہی اور اشیاے کذائیہ مین مزہ اور بو وغیرہ کہ خواص اجسام مرکبہ سے ہی

نہین ہوتا مثل نمکینی اور شیرینی پینے والے کے رحم پر اعتبار کی گئی نہ اُسکی ذات مین لحاظ کی گئی ہی
ہشتم یہ کہ جب شراب سے پانی ممزوج کرین تو تھوڑا سا پانی تیزی شراب کو دور کرتا ہی اور یہ بھی
موجب لطافت ہی نہم یہ کہ پانی کثیر المقدار ہو کیونکہ بنا بر کثرت کے اختلاط مفسدات سے جلدی متأثر
نہین ہوگا۔ دہم یہ کہ شدید الجریان ہو کیونکہ حرکت قویہ مزید لطافت ہی۔ یازدہم یہ کہ جلدی سرد ہونے والا
اور جلدی گرم ہونے والا ہو یعنی موسم سرما مین جلدی سرد ہو جاوے اور موسم گرما مین جلدی گرم ہو جاوے
دوازدہم یہ کہ بعد پینے کے فم معدہ سے جلدی فرو ہو جاوے اور پیاس کو بند کرے اور پہلو مین تمدد اور ثقل
نہو۔ سیزدہم یہ کہ جو چیز اُسمین پکاوین جلدی گلجاوے یہ صفات مذکورہ سواے لطیف پانی کے اور کسی مین
نہین پائی جاتین۔ جب یہ تمام شرائط اکثر موجود ہونگے تو پانی چشمہ اور نہر اُسکی قائلین کے نزدیک بہتر اور
عمدہ ہوگا۔ اور بعض اطبا نے اختلاف مذکورہ کے رفع کرنے کے لیے تطبیق نکالی ہی کہ اسمین کچھ شک نہین
کہ آب باران من حیث الذات آب نہر اور چشمہ سے بہتر اور عمدہ ہی لیکن بسبب نہایت لطافت کے جلدی
متعفن ہو جاتا ہی اور تعفن اُسکا موجب عفونت اخلاط اور باعث ایذاے صدر اور اصوات ہی پس آب
باران من حیث الذات آب نہر سے بہتر ہی لیکن بسبب نقصان عارضی کے کہ عفونت کو جلدی
قبول کرتا ہی اکثر اطبا نے آب نہر کو اسپر فضیلت دی ہی۔ اور یہ بات ظاہر ہی کہ جس چیز مین ضرر
کم محسوس ہو وہ اپنے مادون سے بہتر ہی۔ باقی وجہ کان۔ اور سرعت تعفن آب باران کی توجیہ
مین اختلاف ہی شیخ وغیرہ اتباع اُسکے کچھ لکھتے ہین اور بعض دیگر کچھ اور ہی کہتے ہین لہذا تفصیل
اُسکی موجب تطویل سمجھکر متروک ہوئی فائدہ جس شخص کا مزاج مستعد بعفونت ہی اور آب باران کے استعمال
سے مضطر اور ناچار ہو چاہیے کہ حموضات کو استعمال کرے کیونکہ ترشی مانع عفونت ہی خصوصاً وہ اشیا جنکے
مزاج سرد خشک مع الحموضة ہون۔ ماسوا ان دونون یعنی آب باران اور آب نہر کے تمام پانی ردی ہین
چنانچہ دوسری فصل مین تشریح اُنکی کی جائیگی **فصل دوم** آب قنی اور آب چاہ اور آب نز اور آب بستہ و
اور آب معدنیات کے بیان مین۔ اور احکام ہر ایک کے چند فوائد ذیل مین لکھے جاتے ہین **فائدہ اول**
معنی مین اور احکام قنی اور چاہ اور نز کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ خداوند تعالے کے حکم سے پانی زمین
مین متکون ہوتا ہی وجہ اُسکی یہ ہی کہ تاثیر حرارت اور خاصیات کواکب سے زمین اور پانی سے
اجزا بسبب خلل کے زمین مین تداخل کرتا ہی ابخرہ پیدا ہوتے ہین اور بسبب ناریت کے بقصد
خروج کے حرکت کرتے ہین پس جس جہت کو راہ پاتے ہین اُسی طرف کو مائل ہو جاتے ہین پس
جب ابخرہ مذکورہ زمین مین منتشر ہوتے ہین برودت ارضی اُنپر غالب ہو کر ناریت کو زائل کرتی ہی

اسلیے ابخرہ مذکورہ پانی سے مستحیل ہوجاتے ہیں۔ اب ابخرہ مذکورہ متوالی اور متواتر پہونچتے رہینگے تو پانی جوش مار کر زمین قابل انخراق کو شق کر کے ظاہر ہوجائیگا پس اگر کثرت بخار کی ابدا متوالی رہے تو سبب امداد کے پانی جاری رہیگا۔ اما دائما او منقطعا ضعیفا او شدیدا۔ ایسے چشمہ کو عین جاری کہا جاتا ہے اور اگر سبب جریان نہ پہونچے بلکہ زمین سے خارج ہو کر مکان نشیب میں ٹھہر جاوے۔ غایت یہ ہے کہ جسقدر پانی نکالا جاوے اُسی قدر او جمع ہو جاوے تو اُسکو عین واقف یعنی چشمہ ایستادہ کہینگے اور اسمین کچھ شک نہین کہ عین جاری عین ایستادہ سے بہتر ہے بشرطیکہ صفات مذکورہ بالا سے موصوف ہو اسلیے اگر کسی عین جاری کا زمین شورہ اور کبریتی وغیرہ ہوگی تو ظاہر ہے کہ اس صورت مین عین واقف کہ زمین خالص مین ہو افضل ہوگا اور قنی کے معنی فارسی زبان مین کاریز ہین۔ یہ دو قسم پر ہے حقیقی اور مجازی حقیقی وہ ہے کہ ایک گڑھا کھود کر پانی اُس سے نکالیں پس کسی صنعت سے اُسکو جاری کرین اُسکو عربی زبان مین ماء القنی بولتے ہین۔ اور مجازی وہ ہے کہ عین جاری سے کوئی شاخ نکالیں اس شاخ کو مجازاً قنی بولتے ہین ایسا ہی کنوئے پانی سے اگر کوئی شاخ جاری کرین تو اُسکو بھی قنی مجازی کہتے ہین لیکن فی الاصل دونو اپنی اصل کا حکم رکھتے ہین۔ اور چاہ معروف ایک گڑھا معمولہ متعارفہ ہے کہ زمین کو اسقدر کھودتے ہین کہ پانی اُسمین جمع ہو جاوے پس اُسکو اگر کسی صنعت سے جاری کرین جیسے متعارف ہے تو حکم قنی حقیقی کا رکھتا ہے۔ اور نسبت قنی حقیقی کی چاہ سے وہی ہے جو نسبت عین جاری کی عین واقف سے ہے یعنی قنی حقیقی عین جاری کی مانند ہے اور چاہ عین واقف کے مثال ہے۔ اور احکام چاہ کے باعتبار مکان چاہ اور صرف پانی کے مختلف ہین بہترین آب چاہ وہ ہے کہ شیرین اور سبک اور ہاضم تر ہو اور تنگ دہانہ اور مسقف نہو بلکہ فراخ دہان اور کشادہ ہو اور اُس سے صرف پانی کا زیادہ ہو بعض کنوئین ایسے دیکھے اور سنے گیے ہین کہ پانی اُنکا لطافت اور خفت مین آب گنگ سے ہم پہلو ہے۔ الغرض جب پانی مین صفات محمودہ زیادہ ہون اچھا سوا سے عمدہ شمار کیا جاتا ہے لیکن اس امر مین عادت کو بھی دخل تام ہے ایسے آدمی بہت ہین کہ آب چاہ کے معتاد ہین اور بالکل ضرر نہین پاتے مگر یہ بات خارج از بحث ہے لائق اعتبار نہین اور پانی کاریز اور کنوئین کا بہ نسبت چشمہ کے ردی ہے مگر یہ حکم اکثری ہے کلی نہین۔ اور نز گڑھے نامصنوعہ کو کہتے ہین کہ زمین رطوبت ناک مین ہوتا ہے اور پانی زمین رطب کا مترشح ہو کر اُسمین جمع ہوتا ہے یہ پانی آب چاہ سے

ردی تر ہی۔ اجمین اور عین واقعہ مین یہ فرق ہی کہ عین واقف مین پانی تہ زمین سے آتا ہی اور اجمین
نواحی زمین نمناک سے جمع ہوتا ہی فافترقا فرقاً صحیحاً۔ اور ان سب کے ردی ہونے کی وجہ یہ ہی کہ پانی
مذکورہ بند رہتے ہین اور مدت دراز تک زمین سے مختلط اور ملے رہتے ہین اسلیے انسے تعفن اخلاط کا
خوف ہی فائدہ دوم ماء راکد یعنی ٹھہرے پانی کے بیان مین۔ مخفی نہ رہے کہ پانی استادہ تمام ردی ہی
کیونکہ اجزاے رطبہ ارضیہ سے بسبب عدم تحریک اور طول مکث کے شدید الاختلاط مین خصوصاً وہ جسمین
کائی وغیرہ اگے ہون ایسے پانی کو عربی زبان مین ماء آجامی کہتے ہین آجام جمع اجمۃ کی ہی۔ اور زیادہ ردی
اجمین سے ان نہرون کا پانی ہی جسمین عفونت ہو اسکو اطباء ماء البطائح بولتے ہین۔ الغرض
ٹھہرا پانی آجامی ہو خواہ بطائحی یا غیر انکا معدہ سے موافق نہین اور موجب آفات کثیرہ ہی اس سے
پرہیز لازم ہی فائدہ سوم احکام میاہ معدنیہ اور علقیہ کے بیان مین۔ یہ تمام پانی صحیح معتدل مزاج
کے لیے ردی ہین لیکن بعض پانیون مین کئی ایک امراض کے لیے منفعت ہوتی ہی جیسا اپنی محل
مین بیان ہوتا ہی۔ اسلیے انکے پینے کی عادت نکرنی چاہیے بلکہ امراض مین استعمال انکا مجوز ہی صرح
بہ صاحب الکامل و الجیلانی فی شرح القانون۔ برودت انکی بھی بسبب اختلاط اجزاے عزیہ ارضیہ
اور کبریتیہ کے اپنا مزاج بدلنا ہی۔ الغرض جس پانی مین گھاس ہو حکم اسکا مثل پانی آجامی کے ہی
اور باقی معدنیہ تا سیمابی اور زیبقی اور حدیدی کہ بنا بر فساد جوہر معادن کے مختلف الرداءۃ ہین
جیسا مزاج معدن کا ہوگا ویسا ہی پانی کا۔ لیکن تینون پانی مذکورہ مفید و مقوی ہین اسلیے
کہ ہیئتی اور فضی مفرح دل اور مقوی ارواح ثلاثہ ہی۔ اور حدیدی مقوی احشاء اور مصلب
اعضاء اور مفرح طحال اور اسہال اور محرک قوت باہ ہی اور جب انکو گرم کرکے عمدہ پانی مین سرد کرین
یہان تک کہ پانی انکی قوت حاصل کرے تو حکم اسکا پانی معدنی کا ہوگا انتہا اور مصنف کا قول
آب طلائی اور نقرئی اور آہنی سے یہ جمع کیا جاوے کہ آب چشمہ و باران سے بہتر ہی کیونکہ ظاہر ہو
بعض فوائد کہ موجب فضل کلی کا نہین ہو سکتا۔ غایۃ الامر یہ ہی کہ پانی مذکورہ بہ نسبت اور میاہ سنجیہ
کے بہت مختلف الرداءۃ ہین اور منافع سے مقرون پس بمنزلہ دوا کے سمجھنا چاہیے اسلیے ہمیشہ
استعمال انکا مثل دوا کے ممنوع ہی کیونکہ یہ مسئلہ متفق علیہ ہی کہ تمام پانیون معدنیہ سے عسر البول پیدا
ہوتا ہی چنانچہ فائدہ آیندہ مین بیان کیا جاویگا۔ فائدہ چہارم میاہ ثلجیہ و جمدیہ کے بیان
مین۔ ثلج عربی زبان مین برف کو کہتے ہین اور وہ ہوا ہی کہ بسبب برودت کے بستہ ہوکر
زمین پر گرتی ہی اور جمد یخ کو بولتے ہین اور وہ پانی ہی کہ بسبب برودت کے بستہ ہو جاتا ہی جاننا چاہیے

صاحب کامل نزاور جیلانی مؤلف شرح قانون

که ہر واحد انمین سے اگر صاف اور درخشان ہو اور باشیاء ردیہ سے مختلط نہو تو ضرور صلاحیت سے
مقرون ہوگا۔ البتہ اتنا فرق ہی کہ اور پانیون صالحہ سے کثیف ہوگا کیونکہ ایسا پانی سردی قوی سے
متاثر ہوتا ہی اسی لیے صاحب درد اعصاب کو بہت ضرر دیتا ہی لیکن اگر اسکو جوش دیدین تو صفت لطافت
کی طرف عود کرتا ہی کیونکہ جوش دینا مزیل کثافت آب ہی ہان اگر یخ آبہاے ردیہ سے بنائی گئی تو ظاہر ہی کہ
پانی اسکا بھی ردی بلکہ اردی ہوگا اور ایسا ہی برف اگر ہواے غبارناک اور ابخرۂ ردیہ سے پیدا ہوگی یا کسی
موضع ردیہ پر گرگئی تو رداءت اسکی بھی ظاہر ہو جاتی ہے لیکن ایسی برف اور یخ کو بالکل پانی سے ممزوج کرین
ہان اگر آب تبریداً صالحہ کے لیے پانی کو برف مین رکھکر سرد کرلین تو کیا مضایقہ ہی جیسا متعارف ہی

فائدہ پنجم پانی گرم اور سرد کے استعمال کے بیان مین ۔ جاننا چاہیے کہ آب سرد معتدل المقدار
تندرستون کے لیے تمام پانیون سے عمدہ ہی کیونکہ معدہ کو قوت دیتا ہی اور اشتہا لاتا ہی اور صعود ابخرہ کو
دماغ کی طرف روکتا ہی ۔ اور تعدیل آب سرد کی اعضاء اور اخلاط کے لیے ایسی ہی جیسے تعدیل
ہواے بارد کی ارواح کے لیے ۔ سرد پانی غلیان اخلاط اور انکی عفونت کو مانع قوی ہی ۔ اسی واسطے
اطبا کہتے ہین کہ تپ غلیانی مین اگر مانع مثل رعشہ ضعف احشاء وغیرہ نہو تو فقط آب سرد سے علاج کرنا کافی ہی
لیکن پانی شدید البرودت مضر اعصاب اور احشاء متورمہ ہی یہ تمام اوصاف کہ پانی سرد مین
بیان کیے گئے ہین اس سے مخصوص ہین جو بذاتہ سرد ہو جیسا آب چشمہ وغیرہ نہ وہ جسکو صنعت سے
سرد کیا ہو جیسے برف یا شورہ سے کیونکہ ایسا پانی خواص مذکورۂ بالا سے خالی ہی اور آب سرد سے موسم
گرما اور وقت گرم مین غسل کرنا محرور المزاج کو معاون قوت اور حافظ حرارت غریزی اور مقوی
جلد ہی اسی لیے اکثر امراض جلدی کو بشرط تنقیہ نافع ہی اور تقلیل مواد اور منع تداخل ہواے متعفنہ
کرتا ہی اسی لیے وبا مین آب سرد سے غسل کرنا بہتر لکھا ہی تاکہ بسبب تسدید مسام کے ہواے
متعفنہ بدن مین سرایت نکرے ۔ اور سخونت بدن کی جو غسل آب سرد سے حاصل ہوتی ہی
عرضی ہی ذاتی نہین دلا اعتبار لہ ۔ اور پانی گرم خواہ آفتاب سے ہو خواہ آگ سے احکام
اسکے باعتبار سخت گرمی اور نیم گرمی اور باعتبار نہار اور طعام کے بعد پینے کے مختلف ہین
ہر ایک کو بہ تفصیل لکھا جاتا ہی ۔ مخفی نرہے کہ آب گرم بعد طعام کے پینا ہضم طعام کو فاسد کرتا ہی
اور غثیان اور قی لاتا ہی خصوصاً اگر نیم گرم ہو کیونکہ آب نیم گرم افساد غذا مین بہ نسبت سخت گرم کے
قوی ہوتا ہی بخلاف آب سخت گرم کے کہ کبھی طعام کو منحدر اور منہضم کرتا ہی اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہی
کہ کثرت گرم پانی پینے سے بباعث ارخاء اور سستی کبد کے استسقا ہو جاتا ہی اور بسبب حرارت

دل کے دق پیدا ہوتی ہی اور بموجب افساد ہضم جید کے بدن کو گلاتا ہی اور پیاس صادق مین فوراً
تسکین ہونی بدیہی ہی البتہ پیاس کاذب مین بباعث ازالہ سبب کے تسکین حاصل ہوتی ہی اور
گرم پانی نہار پینا اکثر معدہ کو بلغم وغیرہ رطوبات سے صاف اور شکم کو نرم کرتا ہی اسلوسطے کہ ثقل
کو نرم اور جرم امعاء کو سست کرتا ہی لیکن کثرت آب گرم کی علی الاطلاق موہن قوی معدہ ہی
اسی لیے اطبا ایسے شخص کو جو گرم پانی پینے کا عادی ہو تھوڑی مصطگی کھانے کا حکم دیتے ہین تاکہ اسکا
مصلح ہو جاوے - اور پانی بہت گرم اکثر اوقات قولنج ریحی اور ثقلی کو کھول دیتا ہی اور ریح الصبیان
کو نافع ہی - اور جاننا چاہیے کہ آب گرم مسکن درد شدید اور سدر بول اور حیض ہی خواہ تنہا خواہ
نطولاً - اور چند اشخاص مذکورہ ذیل کو بھی سود مند ہی ایک اصحاب صرع کو بباعث انضاج
اور تحلیل مواد کے دوسرا اصحاب مالیخولیا کو بباعث ترطیب اور تسخین اور تلطیف اور ترقیق مادہ
غلیظہ کے تیسرا اصحاب صداع بارد کو اور اصحاب رمد کو بسبب تسکین درد اور انضاج مادہ کے
چوتھا اُن اشخاص کو جنکو حلق اور عمور مین بثور اور اورام ہون یا کانون کے پیچھے ورم ہو بباعث
انضاج اور تلیین مادہ کے کیونکہ مواضع مذکورہ بواسطہ اعصاب کے آب سرد سے ضرر پاتے ہین پانچوان اُن
اشخاص کو کہ حجاب سینہ اور اسکے نواحی مین تفرق اتصال رکھتے ہین اور استعمال اُس پانی کا
کہ آفتاب سے گرم ہو بالخاصیت مورث برص ہی کما قیل الماء المشمس یورث البرص خصوصاً
اگر ظرف مسی مین گرم شہرون اور موسم گرما مین گرم ہو - فائدہ ششم احکام آبہاے ردیہ
جاننا چاہیے کہ آب شور بدن کو لاغر اور چہرہ کو متغیر کرتا ہی اور اول اسہال اور بعدہ بسبب
تجفیف رطوبات کے قبض کرتا ہی اسی واسطے موجب خارش ہی لیکن احکام مذکورہ اسکے پینے
پر منحصر ہین - اور تریاق مصلح آب شور غذاے چرب اور شیرین ہی اور سکنجبین - البتہ آب شور سے اعضا
کو غسل کرنا خارش کو نافع ہی اور زیر جلد جو خون بستہ ہو اُسکو تحلیل کرتا ہی اور قمل اور قمقام کو جو ایک
قسم کے حیوانات ہین اور ابرو اور سائر بدن مین پیدا ہوتے ہین قتل کرتا ہی اور فالج اور استرخا اور رعشہ
وغیرہ امراض عصبی کو بہت نافع ہی - بحر اصطلاح اطبا مین دریاے شور کو کہتے ہین اور آب شور عام
کہ بحر سے ہو یا زمین شور سے نکالا جاوے یا آب شیرین مین نمک ڈالا جاوے - غرض آب بحر خاص
اور آب شور عام ہی مگر آب شور غیر بحری فوائد مین قریب آب بحر کے ہی الا بعض خواص مین جو بیان ہوا
اور غلیظ اور میلا پانی موجب تولد حصات اور مسدد ہوتا ہی اسی واسطے ایسے پانی پینے والے کو مدرات
کا پینا لازم ہی تاکہ اجزاے مسددہ کو بذریعہ ادرار خارج کرین - اور آدمی آفات سے امین ہو

البتہ جو اشخاص ضعف معدہ مین مبتلا یا سہال ہون غلیظ اور میلا پانی انکو اکثر نفع دیتا ہی اسلیے کہ
پانی مذکورہ جاری معدہ سے فرو نہین ہوتا۔ اور آب نوشادری [illegible] مسہل طبیعت ہی خواہ اسکو
نوش کرین خواہ اسمین بیٹھین خواہ اسکو حقنہ مین استعمال کرین [illegible]
اور اسہال کو نفع دیتا ہی لیکن اُس سے غسل کرنا اکثر تپ [illegible] اور پینا اسکا
تپ عفنی کا موجب ہی کیونکہ پینا اسکا سدہ کا باعث ہی [illegible]
آب مذکورہ سے ان ابدان مین ہوتا ہی جو کہ تپ کے لیے مستعد ہون [illegible]
انکے تنگ ہون اور ارواح انکی گرم تر اور لیاقت حدوث سدہ کی انمین زیادہ ہو۔ اور آب کبریتی یعنی وہ
پانی کہ زمین گوگرد کی سے باہر نکلے مسہل [illegible] اور گرم خشک کرنے والا [illegible]
اور جرب اور خارش اور تقشر جلد اور وجع مفاصل [illegible]
اور درد زانو اور کنج اور تشنج اعصاب اور زخم [illegible] وغیرہ کو نافع ہی [illegible]
باصرہ اور [illegible] ہو۔ اور پانی نفطی یعنی وہ پانی کہ معدن نفت [illegible]
[illegible] ہی اور رخسار کو سرخ اور فرح کو [illegible] کرتا [illegible]
حارہ ہی مصلح اسکا غذیہ تر [illegible] عربی اور [illegible]
غلیظ اور مفسد خون ہی۔ اور مصلح اسکا شکر اور عسل [illegible]
شیرین ہی۔ اور آب نحاسی یعنی وہ پانی کہ معدن مس سے خارج ہو اسکو گرم کرکے یا پانی میں
سرد کرین واسطے جوشش ہین اور ورم لہات اور درد گوش اور تقویت اعضا ضعیفہ کے مفید ہی
لیکن پینا اسکا خطرناک ہی مصلح اسکا بھی شکر اور شہد اور طبیخ ہی۔ اور جس پانی مین سکہ گرم کرکے
سرد کیا جاوے باعث قولنج اور سورش حبس بول ہی اور جس پانی مین قلعی گرم کرکے سرد کی جاوے
قریب پانی سکہ کے ہی اور بیان ہو چکا ہی کہ تمام معدنیات کا پانی موجب عسر بول ہی خصوصاً اگر پینا اسکا
مدت کثیر تک واقع ہو۔ گو پانی لوہے اور چاندی اور سونے کا ہی ہو فائدہ [illegible] تلطیف اور تنقیہ
آبہائے صالحہ اور اصلاح پانیوں ردیہ اور صاف کرنے آبہائے غلیظہ کے بیان مین جاننا چاہیے
کہ اگر ہم چاہین کہ آب صالح کو لطیف اور سبک تر کرین تو چاہیے کہ کسی برتن خاکی مین پانی ڈالین
اور جو پانی اُس سے نکلے اور تقاطر کرے کسی عمدہ برتن مین لین یہ پانی لطیف نہایت اور عمدہ ہوگا اسکا نام
عربی زبان مین ماء التقطیر ہی اور جسقدر بلند جگہ سے تقاطر کرے اُسی قدر بہتر اور عمدہ ہوگا۔ ایسا
پانی دل گرم کی تبرید اور دفع خفقان حار مین بہت نفع مند ہی۔ اور آبہائے ردیہ کی اصلاح کئی طرح سے

ہو سکتی ہی۔ اول یہ کہ تصعید او تقطیر کریں یعنی پانی سے عرق لیوین تقطیر کے طریق بہت ہین بہترین وہ ہی
کہ بقراط نے لکھا ہی وہ یہ ہے پانی ردی لو کہ جسکی اصلاح منظور ہی دیگ مین ڈالین اور دیگ کے منہ پہ
چند لکڑیان اقماطع کے طور پر رکھین اور لکڑیون پر روئی نئی دھنکی ہوئی دھرین تاکہ بخار اسکا باہر نہ نکلے
پس دیگ کے نیچے آگ جلاوین تاکہ بخار پانی کا صوف مین پہونچکر دیگ مین گرتا رہے اس اثنا مین آب پختہ کو
دیکھتے رہین کہ ابتک شیرین ہوا ہی یا نہین جب شیرین ہوجاوے صوف کو اٹھا کر کسی اچھے برتن مین نچوڑ لیوین
پس اسی طرح جسقدر چاہین عرق لیوین جب دو تین بار عرق صوف سے لیا جاوے تب پانی کو دیگ سے
پھینکدین اور دوسرا پانی اسمین داخل کرین اسی تدبیر سے پانی شور اور تلخ شیرین ہوجاتا ہی دوسرا یہ کہ
پانی شور اور گدلے کے کنارے ایک گڑھا فراخ کھودین تا پانی اسمین مترشح ہووے پس پہلو گڑھے
اول کے دوسرا گڑھا کھودین جب پانی اسمین مترشح ہو تب تیسرا گڑھا اسکے پہلو مین کھودین
اور ایسا ہی ترشح کے طور پر پانی کو ایک گڑھے سے دوسرے مین منتقل کرین یہانتک کہ پانی شیرین
ہوجاوے۔ اور اگر زمین نواحی دریا وغیرہ کی شور ہو تو کسی عمدہ زمین مین جو کہ بو بقیت اور نمکینی سے
دور ہو۔ گڑھا کھودین اور پانی دریا وغیرہ کا مشک وغیرہ کے ذریعہ سے اٹھا کر اسمین ڈالین۔
پس بطریق مذکورہ ایک گڑھے سے دوسرے مین منتقل کرین یہانتک کہ پانی شیرین ہوجاوے
تیسرا یہ (اور یہ سب سے آسان تر ہی) کہ پانی کو جوش دیوین یہانتک کہ چہارم اسکی اڑجاوے
تب باقی پانی اچھا ہوگا۔ اور اگر سو رطل پانی مین ایک رطل سرکہ انگوری مخلوط کرین پس جوش دیوین
کہ ایک چوتھائی اڑجاوے تو بہت ہی عمدہ ہوگا۔ اور جاننا چاہیے کہ اطبا کو آب مطبوخ مین اختلاف ہی
بعضون کا یہ قول ہی کہ جب پانی کو جوش دیوین تو لطیف ہوجاتا ہی اور رداءت اس سے زائل
ہوجاتی ہی شیخ بو علی سینا کا بھی یہی مذہب ہی۔ یہ لوگ اپنے اثبات مدعا کے لیے دو دلیلین پیش
کرتے ہین۔ اول یہ کہ تجربہ سے ثابت ہوا ہی کہ پانی مطبوخ مین نفخ کمتر ہوتا ہی اور معدہ سے جلدی
منحدر ہوجاتا ہی اور یہ دونون صفات خواص لطافت سے ہین۔ دوسرے یہ کہ وزن آب مطبوخ کا
خفیف اور سبکتر بہ نسبت غیر مطبوخ کے ہوتا ہی اور یہ نشان لطافت ہی۔ اور بعض دیگر اطبا کی یہ
رائے ہی کہ پانی پکانے سے غلیظ تر اور کثیف تر ہوجاتا ہی انکی دلیل یہ ہی کہ جب پانی کو جوش دین تو بلا شک
جسقدر لطیف ہی اڑجائیگا۔ لان اللطیف اشد قبولا للتصعید۔ اور جب اجزاے لطیفہ علحدہ
ہوجائینگے تو جسقدر باقی رہیگا لا محالہ بہ نسبت اول کے کثیف ہوگا۔ بغلبۃ الارضیۃ علیہ اور یہ بات بھی
ظاہر ہی کہ تمام پانی موجودہ اجزاے ارضیہ سے خالی نہین پس جوش علی الاطلاق [illegible]

اور شیخ بوعلی نے ان لوگون کو جاہل کہا ہے حیث قال و الجہال من الاطباء یظنون ان الماء المطبوخ تتصعد لطیفہ و یبقی کثیفہ فلا فائدۃ فی الطبخ اذ بہ یرید الماء تکثیفاً اور ان لوگون نے شیخ کی بھی تردید کی ہے کہ شیخ نے جو کچھ خفت وزن اور قلت نفخ کے بابت لکھا ہے ہم نہیں مانتے کہ یہ بات تمام پانیون مین پائی جاتی ہے چنانچہ یہ امر تجربہ سے ظاہر ہو چکا ہے شیخ رئیس نے بھی اُنکی تردید مین بہت کچھ لکھا ہے مگر باعث تطویل سمجھکر متروک کیا گیا ہے گیلانی صاحب نے قولین مذکورین مین تطبیق بھی دی ہے وہ بھی اسی قسم سے سمجھکر قلم انداز ہوتی ہے۔ ایک اور طریق دفع ردارت پانی کا (جو کہ طرق مذکورہ سے بہت آسان اور سہل معلوم ہوتا ہے) یہ ہے کہ خاک پاک اور صاف ردی پانی مین ملا دین خصوصاً وہ خاک کہ پینے والے کے شہر سے ہو پس اُس پانی کو کچھ عرصہ پڑا رہنے دین یہان تک کہ صاف ہو جاوے پھر جسقدر مکرر یہ کرین اسی قدر پانی بہتر اور عمدہ ہوگا۔ اور طریق تصفیہ آب کدر اور غلیظ یہ ہے کہ اسمین خستہ زردالو ملا دین یا گل ارمنی یا پست گندم یا قدرے پھٹکری یا تھوڑی سی زاج گھسکر پانی مین آمیز کرین لیکن پھٹکری اور زاج حتی المقدور پانی مین نہ ملا دین کہ ضرر سے خالی نہین اور کوئلے کسی عمدہ لکڑی کے اگر آب غلیظ مین سرد کرین تو پانی صفا ہو جاتا ہے اور ماسوا اسکے جو تدبیرین ردی پانی کو اصلاح کرتی ہین وہ اس جگہ بھی کار آمد ہین۔ اور پیاز کھانا تمام ردی پانیون کے لیے تریاق ہے خصوصاً اگر سرکہ مین پروردہ ہو اور ہلیلہ بھی بدستور نافع ہے۔ باقی رہا ذکر اُن اوقات کا جنمین پانی پینا ممنوع ہے مع منافع اور مضار کے سوا گلی فصل مین مذکور ہوگا۔ فصل سوم تدبیر مشروب کے بیان مین۔ اس فصل کو کئی مشرب پر بیان کیا جاتا ہے۔ مشرب اول پانی پینے کے وقت مین جاننا چاہیے کہ پانی پینے کا وقت معتدل مزاجون کے واسطے وہ ہے کہ غذا مین ہضم کا یعنی شروع ہوا ہو یعنی تقریباً ایک ساعت گذر چکی ہو اور احتیاج پانی کی بعد غذا کے اسلیے ہے کہ اکثر غذاؤن مین ارضیت غالب ہوتی ہے اور ہضم غذا کے لیے اعتدال قوام لازم ہے پس پانی پینا ضرور ہے تاکہ غذا کو ہضم کے لیے مہیا کرے کیونکہ اگر اس حالت مین ہمراہ طعام کے مائیت اور رطوبت نہوگی تو اغلب ہے کہ غذا معدہ مین جلجاوے چنانچہ اجسام ارضیہ یابسہ بدون پانی کے دیگ مین ڈالے جاوین تو ضرور محترق ہو جاوینگے۔ ہان اگر اغذیہ ذی مائیت ہون تو معتدل مزاجون کو احتیاج پانی کی نہین البتہ محرور سی مزاج محتاج ہین۔ پوشیدہ نرہے کہ اگرچہ پانی پینا اثنائے طعام اور بعد اسکے فوراً منہی عنہ ہے اور وجہ اسکی مشرب دوم مین عنقریب آتی ہے لیکن یہ امتناع غیر محرورین کے حق مین ہے کیونکہ اگر معدہ کسی کا گرم ہو

تو اُسکو جائز بلکہ واجب ہی کہ اثنائے طعام اور بعد اُسکے متصلاً پانی نوش کرے۔ اسلیے کہ اگر ایسا شخص وقت پیاس کے پانی پر صبر کریگا تو غذا معدہ مین جلجاویگی اگرچہ غذا اسے نالہٗ ذی رطوبت ہو کیونکہ نائبت طعام کی انطفائے حرارت معدہ مین اثر معتد بہ نہین رکھتی۔ اور ایسا ہی آب قلیل البرودۃ جسقدر عتدال سے بعید ہوگا اُسی قدر انطفائے حرارت معدہ مین اثر کمتر رکھیگا کما لا یخفی۔ اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ اشخاص محروری مزاج کو شہوت طعام کمتر ہوتی ہی جب آب سرد نوش کرین تو بھوک قوی ہوجاتی ہی الغرض توقیت و تعیین پانی کی مزاج کے حال پہ مفوض ہی مگر چونکہ وجود پیاس صادق کا علامت احتیاج پانی کی ہی اسلیے اطبا نے کہا ہی۔ الماء وقتہ العطش سواء کان علی الطعام او بعدہ۔ غایۃ الامر یہ ہی کہ ادنی خواہش کی متابعت نکیجاوے بلکہ جب پیاس صادق ہو تو پھر اُسکو کسی حالت مین روکنا نچاہیے۔ اور بعض اوقات منہیہ مین غیر محروری مزاج کو لازم ہی کہ پانی کمتر پیے اور جرعہ جرعہ نوش کرے اور اگر عوض پانی کے شربت خام نبات یا قند وغیرہ کا عرق گاوزبان یا کیوڑا ملا کر نوش کرے تو بہتر ہوگا بہرحال جسقدر ہوسکے پانی بہت تھوڑا پیین کیونکہ اسمین فوائد عجیب ہین۔ ایک نقل مشہور ہی (عذاب بگردن راوی) کہ ایک قاصد تیس کوس چلتا تھا اور پانی راستہ مین نہ پیتا تھا مگر گاہے گاہے دودھ پی لیتا اور برابر چلتا تھا۔ اور فرق پیاس صادق اور کاذب کا تتمہ پنجم مین علحدہ بیان کیا جائیگا مشرب دوم اوقات منہیہ پانی پینے کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ منجملہ اوقات منہیہ اول یہ ہی کہ اثنائے طعام یا اُسکے بعد متصلاً پانی پیا جاوے۔ اور بیان اسکا بھی گذر چکا ہی کہ ممانعت اُسکی مخصوص البعض اور مختص باشخاص بارد المعدہ اور کثیر البلغم ہی دوم یہ ہی کہ پانی نہار اور ناشتہ نہ پیا جاوے اور اُسوقت موجب امتناع یہ ہی کہ جب معدہ خالی ہوگا تو پانی بلا تمہل اور جلدی مع سردی اپنی کے اعضائے رئیس تک پہونچ جائیگا پس اگر دل تک موصول ہوا تو خوف ہی کہ حرارت غریزی فرو ہوجاوے پس دفعتہً مرجاوے اور اگر جگر میں پہونچا تو خوف ہی کہ استسقا پیدا ہو۔ اور علاوہ بران سرد پانی نہار پینا اعصاب اور احشا اور آلات تنفس کو ضرر دیتا ہی اور جسقدر سرد تر ہوگا اُسی قدر مضر زیادہ ہوگا البتہ ہوائے گرم مین اور ایام طاعون مین اور صاحبان احشاء شدید الحرارت کو نہار پانی پینا اچھا ہی تاکہ خمار شیوع ہوجاوے اور بعض احوال مذکورہ مین ضرر بھی کمتر ہوگا۔ لمقاومۃ الحرارۃ بہ۔ اسلیے پینا تبردات کا مریضان محروری مزاج کو خلاء معدہ پہ ضرر نہین کرتا کما لا یخفی۔ سوم یہ کہ بعد حرکت عنیفہ و ریاضت متعبہ کے پانی نہ پیا جاوے۔ اور باعث امتناع یہ ہی کہ اوقات مذکورہ مین اعضا چونکہ گرم ہوجاتے ہین

اسلیے پانی کو معدہ سے فوراً جذب کرتے ہین اور یہ امر بھی گذر چکا ہی کہ سرد پانی مع سردی اپنی کے
اگر اعضاء رئیسہ تک موصول ہوگا تو باعث انطفاے حرارت غریزی اور موجب استسقا ہوگا اسلیے
اس سے بھی اجتناب لازم ہی۔ اور چونکہ جماع متعب باوجود تسخین اعضا کے انکو خشک بھی کرتا ہی
اسلیے پانی سرد پینا بعد اسکے بھی مضر ہوگا چہارم یہ کہ حمام کرنے کے بعد پانی نہ پیا جاوے اس جگہ بھی وجہ
امتناع کی وہی ہی جو ابھی مذکور ہوئی ہی۔ پنجم یہ کہ بعد مسہل کے آب سرد نہ پیا جاوے والدلیل ما مر آنفاً
پس حمام اور مسہل کے بعد آب سرد پینا بہت مضر ہی۔ انتباہ آب سرد اوقات مذکورہ
مین پینا کئی ایک امراض مثل رعشہ اور خدر اور ضعف وغیرہ کے پیدا کرتا ہی پس پرہیز اس سے ضرور ہی
اور احیاناً اگر انسان مضطر ہوکر اوقات منہیہ مین پانی پیے تو چاہیے کہ پانی سے اول کلی کرلے اور
جرعہ جرعہ کرکے پیے شاید کہ اس حکمت سے پیاس رفع ہوجاوے اور اگر کفایت نکرے تو ضرور ہی
کہ قدرے غذا اول تناول کرے اور بعد اسکے تھوڑا سا پانی پی لے تاکہ پانی بسبب اختلاط غذا کے
جلدی اعضاء رئیسہ تک نفوذ نکرے۔ بیان مذکورہ صدر سے صاف ظاہر ہی کہ جب کوئی شی
جنس غذا سے پانی مین ملاوین تو اسکو غلیظ کرتی ہی اور نفوذ سریعی سے باز رکھتی ہی کیونکہ اس حالت
مین صرف پانی نہین ہوتا ایسے پانی کا استعمال بہ نسبت صرف پانی کے قلیل المضرۃ ہی ششم یہ
پانی میوجات تر کے بعد نہ پیا جاوے خواہ آب سرد ہو خواہ گرم۔ باعث اسکا یہ ہی کہ اجتماع مائیت میوجات
اور پانی کا بسبب اختلاف جنسیت اور تعدد خاصیت کے مستلزم فساد ہی اور موجب احداث اکلہ
اور اورام اور قروح خبیثہ ہی اور چونکہ بطیخ کثیر الرطوبت اور سہل العفونت ہی پانی اسکے ساتھ جمع کرنا
ردی اور ناقص تر ہی خواہ بطیخ ہندی ہو خواہ غیر اسکا یعنی تربز ہو یا خربزہ پانی اس پر بالکل
نہ پیا جاوے جب تک کہ وہ معدہ مین ہو۔ ہان اگر پانی میوجات سے اول پیا جاوے اور میوجات
بعد اسکے کھائے جاوین تو کچھ مضایقہ نہین بشرطیکہ پانی معدہ سے جگر تک پہونچ گیا ہو ورنہ بدستور
ممنوع ہی لان المنہی عنہ ہو اجتماعہما بای وجہ کان وقد حصل۔ ولنعم ما قال طبیب بیت میوہ
بر آب و آب بر میوہ عاقلان را نباید این شیوہ ہفتم یہ کہ وقت خواب کے یا بعد اسکے
فوراً پانی نہ پیا جاوے خواہ بعد پانی پینے کے خواب کرے یا نکرے اور بدستور وقت شب آب سرد
پینا منع ہی۔ اور موجب منع اوقات مذکورہ مین یہ ہی کہ اکثر امراض دماغی اس سے پیدا ہوتے ہین
مگر یہ منع کلی نہین کیونکہ اگر کوئی شخص محرور المزاج ہو۔ یا ایام گرما ہوں۔ یا طعام آخر روز
یا رات کو کھایا ہو تو ایسے شخص کو رات کے وقت خواہ قبل خواب خواہ بعد خواب ضرر نہین کرتا

اور معدہ کا حال ہوتا ہی کہ جب رات کو پانی پیے فوراً نہ سووے بلکہ تھوڑا عرصہ بیٹھا یا چت لیٹا رہے یا چلتا پھرتا رہے بعد اسکے سووے کیونکہ بعض جگہ مشاہدہ کیا گیا ہی کہ جب رات کو پانی پیکر فوراً سو گئے دماغ مین فساد ہوا ہی اور بہتر تو جب خواب سے بیدار ہو جب تک حواس جمع نہون اسوقت تک پانی نہ پینا چاہیے اگرچہ معدہ طعام سے خالی نہو اور ویسا ہی متابعت پیاس کاذب کی نہ کرنی چاہیے بعض جہلا جو عقل اور حکمت سے بے بہرہ ہین منہیات مذکورہ بالا سطور سے نقض کرتے ہین کہ ہم اکثر منہیات اطبا کو استعمال مین لاتے ہین اور معہذا ضرر نہین پاتے مگر یہ نقض انکا مردود ہی کیونکہ جسقدر منہیات مذکور ہوئے اور ضرر انکا بیّن ہوا ہی کچھ لازم اور ضروری نہین کہ انپر ضرر فوراً مرتب ہو اسلیے کہ اکثر اوقات بعد طول ایام کے ضرر انکا ظاہر ہوتا ہی۔ لہذا شیخ نے مبحث ہذا مین کہا ہی۔ ومن ظم الضرر فی الحال یضرہ بعد طول الایام والامعان فی السن۔ باعث اسکا یہ ہی کہ نظر جہلا کی عاجل پر محصور ہی اور نظر حکما کی آجل پر مقصور ہی یہ خیال نہین کرتے کہ کئی ایک چیزین عالم جوانی مین بسبب قوت اور زور کے ضرر نہین دیتین مگر ضعیفی اور پیری مین ثمرہ انکا معلوم ہوتا ہی پس جسکو محققین نے منع فرمایا ہی اس سے پرہیز واجب ہی حالانکہ کتب فقہ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہی کہ جو شخص ناگاہ مضطر اور نہی عنہ اور اسلیے ترک مین شرع کی بھی مخالفت نہین ہوتی ہو اسکا ارتکاب شرعاً بھی ممنوع ہی مشرب سوم اس بیان مین کہ دو پانی مختلف کو جمع کرنا ممنوع اور نا روا ہی۔ مخفی نہ رہے کہ اہل تجربہ نے تصریحاً منع فرمایا ہی کہ معدہ مین آب نہر اور آب چاہ جمع نہ کرنا چاہیے۔ ہان اگر ایک پانی معدہ سے گذر چکا ہی تو دوسرا پانی پینا کچھ مضایقہ نہین اور قرشی نے شرح قانون مین لکھا ہی کہ ہمنے کئی بار تجربہ سے معلوم کیا ہی کہ اجتماع دو پانی مختلف کا محدث نفخ اور قراقر ہوتا ہی۔ پھر اسی جگہ قرشی نے لکھا ہی کہ باعث اسکا یہ ہی کہ وے دونون لطافت اور غلظت مین مختلف ہین کیونکہ یہ بات بہ ظاہر ہی کہ آب چاہ غلیظ اور آب نہر لطیف ہوتا ہی پس جب علت فساد کی معلوم ہوئی تو اس سے حکم اجتماع اور عدم اجتماع کا اور پانیون مختلف مین بھی معلوم ہو سکتا ہی۔ غرض اس تقریر سے یہ ہی کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ عدم اجتماع صرف آب چاہ اور آب نہر پر ہی منحصر ہی لاغیر بلکہ آب چاہ اور آب بارش۔ اور ایسا ہی آب نہر اور آب باران مین بھی اجتماع ممنوع ہی۔ غایت یہ ہی کہ چونکہ آب نہر اور بارش مین فرق کمتر ہی لہذا انکے اجتماع سے ضرر بھی کمتر ہوگا۔ اور نہین تو عند التحقیق جب پانی ایک چاہ کا دوسرے چاہ سے لطافت اور کثافت مین مختلف ہو تو انکو بھی باہم جمع کرنا باعث قراقر اور نفخ ہوتا ہی

[illegible]

فصل چہارم پانی گرم اور سرد اور ہر قسم کے بیان مین۔ اور ذکر اسکا کہ ہر مزاج کے واسطے کونسا مناسب ہو جاننا چاہیے کہ مناسب پانی امزجہ معتدلہ کو وہ ہو کہ شدت سردی مین خواہ فصلی ہو خواہ طبعی معتدل ہو اور جس پانی مین برف ڈالی جاوے خواہ برف [illegible] اسکو پینا ممنوع ہی اور پینا آب برف گداختہ کا اور کیا نا برفکا بھی ناروا ہی کیونکہ سردی برف کی اعصاب اور اعضاے تنفس اور احشا کے لیے مضر ہی کما قال فائدہ قید پانی معتدل البرودۃ کی ساتھ معتدل المزاجون کا پینے کی گئی ہی تا کہ حکم سردی اور گرمی مزاج کا اس سے خارج ہو کیونکہ گرم مزاج آب قوی البرد سے کبھی نفع پاتا ہی لیکن بعض اوقات [illegible] لیکن گرم مزاج والا متحمل آب قوی البرد کا اس شخص سے [illegible] ہو کہ دعوی [illegible] اگر یہ کہا جاوے کہ وجہ خصوصیت حکم مذکور کی دعوی مزاج سے کیا ہی حالانکہ معتدل مزاج مین بہ نسبت دعوی [illegible] زیادہ ہوتی ہی پس چاہیے کہ معتدل مزاج آب قوی البرد کا زیادہ متحمل ہو جواب اسکا یہ ہی کہ معتدل اگرچہ [illegible] رکھتا ہی لیکن [illegible] لہذا متحمل سردی قوی کا [illegible] نہین ہوتا بخلاف دموی کے کہ اعتدال [illegible] کثیر ہونے مین اسی باعث سے ضرر نفوذ سردی سے متضرر نہین ہوتا تب یہ بات [illegible] کہ پانی معتدل البرودۃ معتدل مزاجون سے مناسب ہی اور زیادہ سردی گرمی کیلیے بھی ممنوع ہی پس سرد مزاج کو قلیل البرد موافق ہوگا اور مافوق اسکا مضر۔ اگر کسی عارضے کے [illegible] ہی اور مراد قلیل البرودۃ سے یہ ہی کہ وسط حقیقی مفروضے جسکو معتدل کہتے ہین کمتر ہو اور جو اس سے زائد ہو اسکو شدید البرودۃ کہتے ہین۔ الغرض احتیاج پانی سرد کی ہر فرد بشر صحیح اور تندرست کو ثابت اور متحقق ہی اگرچہ سرد مزاج ہی کیون نہو غایت یہ ہی کہ کمی اور زیادتی سردی کی حسب مزاج مفوض ہی۔ اور احتیاج آب سرد کی اسلیے ہی کہ تسکین پیاس صادق کی سوا اسکے [illegible] نہین ہوتی اور نیز بسبب جمع کرنے اجزاے معدہ کے اسکو قوت دیتا ہی اور دل کو راحت پہونچاتا ہی اور [illegible] اور بدن کو [illegible] ہی اسی واسطے حدیث شریف مین سرد پانی پینے پر تحریص اور ترغیب دی گئی ہی اور فرمایا ہی کہ علیکم بالماء البایت یعنی پانی شبینہ کو لازم جانو کیونکہ آب غیر شبینہ سے البتہ سرد ہوتا ہی اگرچہ [illegible] لیکن التحقیق ان ملکون اور بلاد سے مخصوص ہی کہ مفرط البرودت نہون کیونکہ [illegible] یعنی مفرط البرودۃ مین موسم سرما مین آب شبینہ مفرط البرودۃ ہو گا استعمال اسکا [illegible]

صحیح ہوگا ۔ جب حقیقت پانی سرد کی اور منافع اور نقصان اُسکے معلوم ہوئے اب آب گرم اور نیم گرم کا
احوال بھی جاننا چاہیے کہ استعمال انکا دوا ہے ان اگر بسبیل علاج پیا جاوے تو کچھ مضایقہ نہیں
مثلاً جب بادہ کو قی کرنے کا ہو تو ادویہ قی آب فاتر مین ملا کر پلاوین کیونکہ آب نیم گرم خود بھی قی لاتا ہے
لیس اور چیقی سے ملا کر اسکا ممد اور معاون قی ہوگا ۔ اور جب غسل معدہ اور اطلاق طبیعت منظور ہو تو
آب گرم پلاوین اسی لیے بعد حبوب اور سفوف مسہلہ کے آب نیم گرم پلایا جاتا ہے ۔ اور ایسا ہی پیاس کاذب
کو تسکین دیتا ہے لغسلہ الاعضاء عن المادة اللزجة ۔ مگر بہت استعمال اسکا ہرگز نکرنا چاہیے کیونکہ کثرت اُسکی
معدہ کو سست کرتی ہے ۔ اور جس پانی کو بعد طبخ کے سرد کیا ہو وہ لامحالہ قلیل النفخ ہے ۔ اور محروری
مزاج کے لیے مناسب ہے ۔ اور باقی احکام آب سرد اور آب گرم کے اسی باب مین مذکور ہو چکے ہین

مشرب پنجم پیاس صادق اور کاذب کے بیان مین ۔ اور طریق پانی پینے کا اور جو متعلق اسکے ہے بھی اسی مین
بیان کیا جائیگا مخفی نہ رہے کہ پیاس صادق جو متفق علیہ اطباء ہے وہ یہ ہے کہ بنا بر احتیاج بدن اور
اعضا کے رطوبت کی طرف ہو تاکہ عوض رطوبات متحللہ کا ہو جاوے ۔ یا بواسطہ ازالہ یبوست اور حرارت
کے یا بسبب ترقیق طعام ماکولہ کے ہو ۔ اور جو پیاس ایسی نہو جمہور اطبا اسکو پیاس کاذب کہتے ہین
اور قید جمہور کی اسلیے کی گئی ہے کہ بعض اقسام اُسکے پیاس صادق مین داخل ہین جیسا ابھی مذکور
ہوتا ہے ۔ جاننا چاہیے کہ پیاس کاذب جسکا کذب متفق علیہ اطباء ہے اور مطاوعت اُسکی یعنی عنبر وہ یہ ہے
کہ خلط لزج غلیظ مثل بلغم شور یا خلط لزج شدید الیبس مثل بلغم جصی کے یا خلط غلیظ شدید الیبس مثل
سوداے احتراقی کے معدہ مین جمع ہو جاوے ۔ پس طبیعت واسطے غسل مواد مذکورہ کے پانی کو
طلب کرے ۔ اور اسکا خاصہ یہ ہے کہ پانی سرد پینے سے زیادہ ہوتی جاتی ہے اور جب پیاس پر صبر کرین یا
ذرہ سو جاوین تسکین ہو جاتی ہے کیونکہ مادہ معطشہ معدہ سے تحلیل ہو جاتا ہے ۔ اور جو پیاس بعد کھانے
طعام کے (باوجود بہت پانی پینے کے) وقت ہضم طعام کے ظاہر ہو اسی قبیل سے ہے ۔ اور پانی پینا وقت
پیاس کاذب کے مضر ہے چاہیے کہ اسکو استنشاق ہوائے بارد اور مضمضہ آب سرد سے دفع کرین اگر
اس سے بھی دفع نہو تو کوزہ تنگ دہان سے تھوڑا سا پانی چوسین ۔ اور جو کہ مختلف فیہ ہے یعنی بعض اطباء
اسکو پیاس کاذب جانتے ہین اور بعض صادق مانتے ہین پیاس مخمورین اور سکاریٰ کی ہے کہ اکثر انکو
بعد خواب کے عارض ہوتی ہے ۔ کیونکہ حرارت وقت خواب کے باطن مین مجتمع ہوتی ہے شیخ اول کے
اور قرشی ثانی پر ۔ چنانچہ شیخ نے فرمایا ہے مطاوعة العطش الکاذب فی اللیل کما یعرض للسکاری والمخمورین
ضار جداً ۔ اور قرشی نے کہا ہے یشبہ ان یکون عطش السکران والمخمورین لیس بکاذب لانہ حادث عن

تسخین الشراب للمعدة - واشتهی ان یسهی کافیا اذا کان عن بلغم لزج او غلیظ او مالح - واذا کان [illegible] الشراب [illegible] مما لا یحل حرارة المعدة لسبب تسخین الشراب لها فلیس [illegible] الشرب [illegible] [illegible] لا [illegible] الحرارة ولطفها - اور جو پیاس برف کھانے سے ظاہر ہوتی ہی وہ بھی تشنگی [illegible] غلیظہ لزجہ مثل مچھلی تازہ اور سریسہ اور کالیہ کھانے سے ظاہر ہوتی ہی [illegible] کے اپنی جگہ پہ مذکور ہین اشتباہ پانی پینے والے کو [illegible] اور اثنائے پینے مین وقفات [illegible] وقت [illegible] پینے کے پانی [illegible] کرنا کر تا بخار نفس کا پانی مین نہ پہونچے کہ [illegible] یہ [illegible] پانی دو سے اسمین جو آلتے ہین اس طریق سے پینا مضر ہی کیونکہ احتمال ہی کہ پانی [illegible] داخل ہو کر کھانسی خطرہ کا باعث ہو اور سوا اسکے اور کئی آفات کا بھی خوف ہی اور احسن اور بہتر یہ ہی کہ برتن آبخورہ کشادہ دہن ہو تا کہ تمام چیزین اسمین نظر پڑین اور سفید مثل برتن چینی یا در [illegible] ہو تا کہ اگر تھوڑی سی بھی چیز اسمین گرجاوے تو فوراً معلوم ہو جاوے اور شکل برتن کی ایسی ہو کہ پانی اسمین کمتر سماوے اور دیکھنے مین زیادہ معلوم ہو تا کہ نفس کو بلجاظ اُسکے سیری تسکین حاصل ہو اور پینے مین کم آوے اور برتن آبخورہ ہر چند لطیف تر ہو خوب تر ہی اور واضح ہو کہ برتن قلعی سفید مین پانی پینا پیاس کو فوراً بند کرتا ہی اور برتن مسی مین پینا موجب جذام ہی العیاذ باللہ - مگر اغلب ہی کہ یہ حکم بفرض صدق اُس برتن سے مخصوص ہی جو قلعی دار نہو چنانچہ پیچھے بھی بیان ہو چکا ہی - اور برتن سیمین اور طلائی مین پینا اگرچہ مقوی دل اور مفید ضعف اور خفقان ہی لیکن جہان تک ہو سکے استعمال اسکا نہ کرنا چاہیے کہ حدیث شریف مین منع یہ [illegible]

تنبیہ اگر کسی کو پیاس پر صبر نکر سکے تو خواہ حالت صحت مین خواہ مرض مین اور پانی زیادہ پیا جاوے تو مناسب ہی کہ بوقت امتلاء معدہ کے قی کرے تا کہ زیادہ پینے سے محفوظ رہے تتمہ بحث پانی کا احکام مثلث کے بیان مین - اور اسمین ایک قاعدہ اور چار تدبیرین ہین قاعدہ معانی مثلث اور اُسکے فوائد اور منافع کے بیان مین - واضح ہو کہ طریق اطبا یون ہی کہ بعد تدبیر آب کے تدبیر شراب کی بھی لکھتے ہین مگر چونکہ شراب قطیع الحرمة اور نجس العین ہی اور مباشرت اُسکی منجملہ کبائر ہی اور اخبار اور احادیث اُسکی خباثت پر دال ہین اور پینے والے اُسکے شرع شریف کی رو سے بلاشک ملعون و لعنت ہین اسلیے احکام شراب کے بیان نہین ہوے اور بجاے اُسکے احکام مثلث کے بیان کیے جاتے ہین کیونکہ منافع اُسکے منافع شراب سے قریب ہین اور یہ مذہب نزدیک شیخین رح کے اور ایک روایت مین محمد صاحب کے

بھی نزدیک حلال ہی جیسے ہدایہ اور دیگر کتب فقہ حنفیہ کے اندر مصرح ہی مگر چونکہ حلیت مثلث کی
مشروط بعدم قصد لہو و طرب ہی اسلیے شرائط اسکے ذکر کیے جاتے ہین تاکہ آدمی اُس سے غافل نہو مخفی نرہے
کہ پینا مثلث کا چاہیے کہ بہ نیت تقویت بدن اور دوا اور قیام عبادت کے ہو مگر اسقدر نہ پیے کہ سکر تک
نوبت پہونچے اور سکر حد وہ ہی کہ ہذیان اور بکواس کا موجب ہو پس اگر بقصد لہو و بازی کے پیجاوے
تو متفق علیہ حرام ہی اسی لیے چونکہ عوام الناس کو اجتناب اور احتراز اُس سے متعذر و مشکل تھا
امام محمد نے تمام مسکرات کو عموماً بنا بر قاعدہ مثلث اور خمر قطع الحرمتہ کے حرام کہا ہی اور علماء زمانہ نے
بھی فتویٰ اسی پر دیا ہی الغرض چونکہ مثلث مذہب شیخین مین حلال ہی پس اگر بسبیل دوا یعنی بالتقویت بدن
اور قیام عبادت کے استعمال اُسکا کیا جاوے اور اُسکے شرائط بھی ملحوظ رہین تو اغلب ہی کہ عند اللہ مواخذہ
نہوگا لان العمل بروایۃ الثقات لیس محلا یواخذ علیہما عالما چونکہ ماہیت مثلث مین اختلاف ہی اسیلیے
بیان اُسکا بھی بہت ضروری ہی تاکہ معلوم ہو کہ مناط حلت اور حلت کا کونسے مثلث پر ہی جاننا چاہیے
کہ نزدیک تمام فقہا اور اکثر اطبا کے مثلث وہ ہی کہ صرف شیرہ انگور پختہ کا بغیر پانی کے جوش دین اور جھاگ
اُتارتے رہین یہان تک کہ دو حصہ اُسکے جلجاوین اور ایک حصہ باقی رہجاوے پس اب مختلف ہین کہ اُسکو
ویسا ہی نیچے اُتارلین یا تھوڑا سا پانی اُسمین اضافہ کرکے اور ایک جوش دین اس تقسیم رہ مین جبتک سکر نہو تو متفق علیہ
حلال ہی اور بعد سکر کے مختلف فیہ اور محمد بن محمود آملی نے شرح کلیات ایلاقی مین یون لکھا ہی کہ مثلث
طبی وہ ہی کہ تین حصہ شیرہ انگور اور ایک حصہ پانی ملاکر جوش دین یہان تک کہ ایک حصہ جلجاوے اور
دو حصہ باقی رہجاوین اور اطبا پر طعن کیا ہی کہ اُنکی غلطی ہی کہ مثلث طبی کو مثلث فقہی سے امتیاز نہیں کرتے
الغرض حلت اور حرمت کا اختلاف مثلث فقہی سے مخصوص ہی اور محمد بن محمود آملی نے جو بیان کیا ہی
وہ اس حکم سے خارج ہی اور اہل شرع اُسکو مثلث جمہوری کہتے ہین جیسا فتاوی عالمگیری مین ہی
اور شیخ نے اُسکو شراب مغسول سے موسوم کیا ہی بدون لفظ مثلث کے صرح بہ الطبیب الہروی فی
بحر الجواہر اور حکم اسکا اگرچہ حرمت مین مثل دون خمر ہی لیکن بہر حال مثلث فقہی سے حرمت مین زیادہ ہی
چونکہ بیان تفصیلی اس مسئلہ کا منصب مختصر ہذا کا نہین اسیلیے جسقدر ضروری الذکر تھا اسی پر
اقتصار کیا گیا ہی اب جاننا چاہیے کہ منافع مثلث فقہی کے قریب بمنافع خمر ہین یعنی تولید خون صالح
اور تقویت ہضم اور باہ مین مفید ہی اور ذات الجنب اور ذات الصدر کو سودمند ہی اور صاحب جدری
اور حصبہ کو بالخاصیت نافع لیکن کثرت اُسکی محروری مزاجون کے لیے مضر ہی اور اس امر مین اصلاح
اُسکی یہ ہی کہ اُسکو پینے سے اول دو گھڑی آب یا گلاب یا بید مشک سے ملاوین اگرچہ منافع مذکورہ سب

موقوف نہیں کہ مثلث جوش نہ کھائے اور سکر اسمیں پیدا ہو لیکن اسمیں کچھ شک نہیں کہ بعد حصول سکر
فی ذاتہ قوی الاثر ہوجاتا ہی۔ مگر مسکرات کا مقصد پینا کہ سکر تک نوبت پہونچے باتفاق شرع میں نہی ہی جنبہ ہو
اطبا کے یہان بھی شدید النفع ہی لان السکر یکدر الروح والحواس ویظلم العقل ویخرب البدن اذا افرط فیہ
بل یہلک۔ اور مثلث ثانی جسکو اہل شرع جمہوری کہتے ہین اور شیخ نے اسکو شراب مغسول سے
تشبیہ کیا ہی حکم اسکا مناقضہ مین بھی برابر خمر کے ہی مع شی زائد علیہ وہو عدم الاضرار۔ پوشیدہ نہ رہے
کہ جیسا پانی پینا خلاء معدہ پر اور بعد حرکت مفرط اور جماع اور مسہل اور حمام اور ریاضت کے اور بعد میوہ جات
خصوصاً بطیخ کے منھی عنہ ہی۔ ویسا ہی شراب پینا اوقات مذکورہ میں بھی عند الاطباء ممنوع ہی
اسلیے کہ وہ دماغ اور عصب کے لیے مضر ہی اور مرض حار اور فصل حار میں اس سے تشنج پیدا ہوتا ہی اور
اختلاط عقل کا نیز خوف ہی۔ کذا قال الشیخ فی القانون۔ اور حکم شراب مغسول کا بھی بدستور ہی
بخلاف مثلث فقہی کے کہ پینا اسکا اوقات مذکورہ میں بسبب غلظ قوام کے اور کہ نافع سرعت نفوذ ہی
شدید النفع نہین ہی۔ اور خلاء معدہ پر اور میوہ جات کے بعد ہرگز مضر نہیں۔ چونکہ معرفت سبب کا علاج
ہر مرض کا ہی لہذا چند تدبیرین ان عوارض کی لکھی جاتی ہین جو شراب سے عارض ہوتے ہین تدبیر
لذع کی۔ کہ بعد پینے شراب کے عارض ہوتی ہی۔ اور لذع کے معنی سوزش کے ہین۔ معلوم کرنا چاہیے
کہ جب کسی کو بعد پینے شراب کے سوزش مری اور فم معدہ میں ظاہر ہو تو چاہیے کہ آب انار مز یعنی
ترش شیرین کو چوسا کرے تا لذع صفراء کا فرو ہووے اور انار مز اسلیے کہا گیا ہی کہ شیرین مستحیل بصفرا
ہوجاتا ہی اور صرف ترش بسبب قوت ترشی کے موجب سوزش ہوجاتا ہی اور معدہ کے لیے بھی مضر ہی
لکونہا عصبیۃ اور فائدہ چوسنے کا یہ ہی کہ گذرنا مری اور فم معدہ سے بتدریج ہو اور اگر قدرے گلاب اسمیں
آمیزان کرین تو بہتر ہی تا کہ معدہ کو قوت حاصل ہو اور لائق ہی کہ قدرے تخم انار بھی خوب چبا کر نگلجاوین
کہ وہ معین تقویت معدہ ہین لیکن کثرت انکی مفید نہین بلکہ گونہ مضر ہی کیونکہ نفخ اور ریح پیدا کرتے ہین۔
اور چاہیے کہ اس دن کی صبح کو شراب افسنتین پانی سرد سے ملا کر تھوڑا تھوڑا نوش کرین کیونکہ موجب
تقویت معدہ اور باعث زیادتی بھوکھ کا ہی۔ اور قرشی نے کہا ہی کہ شربت ورد اور لیمو اور حماض
اس باب میں سودمند ہین اور قدرے اغذیہ مناسبہ مثل مزورہ رمان کے کہ پودینہ سے خوشبودار کیا گیا ہو
کھاوین اور بعدہ حمام کرین کیونکہ اسمین تلیین اور تسکین دماغ ہی مگر حمام اس صورت میں مجوز ہی کہ خوف
تپ نہو ورنہ مضر ہی۔ اور علامات اور نشانات تپ کے کسل اور اعضا شکنی وغیرہ سے ظاہر ہین تدبیر
امتلاے شراب کی جس کسی نے شراب کثیر المقدار پی ہو تو صواب یہ ہی کہ قے کرے بس اگر خود قے ہو جاوے

نہو اگر اونمین تو پانی بہت پیے اور اسکو سعد ملا کر نوش کر کے قی کرے اور بعدہ حمام میں نہاوے تاکہ بقیہ
فضول شراب کے تحلیل ہو جاوین اور بعدہ روغن سے مالش بدن کی بہت کرے اور خواب کے لیے
کوشش کرے تاکہ طبیعت کو استراحت ہو جاننا چاہیے کہ آب نیمگرم اکثر مزاجون مین قی بآسانی کراتا ہے
لیکن بعض اشخاص ہین سرد پانی بھی موجب سہولت قی ہوتا ہے اور یہ وہ لوگ ہین جنکے معدہ ضعیف
اور اخلاط انکے رقیق ہون تدبیر مستون کے ہشیار کرنے کی جب بیہوشی سکر کی غالب
ہو تو جلدی ہوشیاری کے لیے تدبیر کرین اور وہ یہ ہے کہ آب سرد اور سرکہ چند دفعہ متواتر
پلاوین یا چھاچھ ترش اور پیاز کا پانی پلاوین اور صندل اور کافور سونگھنا اور مبرات راس مثل
روغن گل مع سرکہ سر پر مالش کرنا سودمند ہے فائدہ اگر شراب معدہ مین باقی ہو تو چاہیے کہ اول
قی کرین تا سبب سکر زائل ہو اور بعدہ علاج سکر مین مشغول ہون مگر اس حالت مین چاہیے
کہ قی کے لیے آب سرد پلاوین تا باوجود اخراج مادہ کے تصاعد ابخرہ کا بھی مانع ہو اور اگر معدہ شراب
سے خالی ہو تو ہرگز قی نفرماوین تاکہ موجب صعود ابخرہ کا نہو پس اس صورت مین فقط عادت
پر ہی کفایت کرین اور شراب کا معدہ مین ہونا امتلاے معدہ وغیرہ سے دریافت ہو سکتا ہے
تنبیہ جب کوئی شخص علاج دردناک کا محتاج ہو جیسے قطع عضو یا داغ وغیرہ اور درد کا متحمل نہو سکے تو
چاہیے کہ اسکو مسکرات سے بیہوش کر کے علاج مین مصروف ہون اور جو دوائین اس کام مین آتی ہین
وہ یہ ہین کہ آب شیلم شراب سے ملا کر پلاوین یا قفاح اور افیون اور بنج ہر واحد نیم درم اور جائفل
اور مشک اور عود خام ہر واحد قیراط سبکو کوٹ چھانکر جسقدر حاجت ہو اسی قدر شراب مین ملا کر پلاوین
علی ہذا القیاس اور تدبیرین جو مناسب وقت ہون عمل مین لاوین تدبیر رفع خمار کی جاننا چاہیے
کہ خمار اس حالت سے مراد ہے کہ شراب ہضم نہو اور فضلہ اسکا معدہ مین باقی رہے اور ابخرہ اسکا دماغ
مین صعود کرے پس اگر فضلہ مین بلغم ہو تو سر مین درد اور ثقل پیدا ہوتا ہے اور اگر صفرا ہو تو تہوع
اور قی پیدا ہوتی ہے اور ازالہ خمار کا قی اور اسہال سے کر سکتے ہین اور قی کے واسطے سکنجبین
طبیخ شبت مین ملا کر پلاوین اور مکرر سہ کر یہی عمل کرین یہان تک کہ معدہ پاک ہو جاوے
اور اسہال کے لیے جو ادویۂ تنقیۂ بلغم اور صفرا مین جامع ہون وہ دینی چاہیین مثلا محرور کا
مزاج کو آب انارین مین قدرے سقمونیا ملا کر دیوین اور مبرود مزاج کو ایارج فیقرا سقمونیا ملا کر دیوین
پس اگر اسہال اور قی سے نفع نہو اور فضلا معدہ سے بتمامہ خارج ہو بلکہ بسبب تحریک تہوع
اور قی کے فضلے زیادہ ہو جاوین تو قدرے طعام مناسب کھلاوین اور بعد ایک ساعت کے

نہ کراوین تا فضلہ شراب کا طعام سے مخلوط ہوکر دفع ہو جاوے اور بعدہ معدہ کو اشربہ مقویہ سے
جو مطفی حرارت اور قاطع بخار ہوں تقویت دین مثل شربت انار اور سیب اور ریباس اور غورہ وغیرہ کے
مگر یہ ضروری ہی کہ اشربہ مذکورہ سرد پانی سے ملاکر پلاوین تا کہ سریع النفع ہوں اور بہترین ادویہ
اس باب مین وہ شراب ہی کہ ماء الشعیر اور سنبل الطیب سے تیار کرین - اور اگر تھوڑا آب غورہ یا آب
لیموں اور قدرے نمک اسمین ملاوین بغایت نیک ہی علاوہ بران پاشویہ و مالش قدمین سے تدارک
کرین اور تقویت سر کی روغنیات مناسبہ سے کرنی چاہیے جیسا صداع خماری کا علاج کرتے ہین سوا ے
تدابیر مذکورہ کے اور کئی تدبیرین متعلق بحث ہذا کی ہین بخوف طوالت متروک ہوئین مین ذکر یاات الشیخ فی القانون
اب چونکہ بحث پانی کی تمام ہو چکی ہی اسلیے اب غذا کے متعلق جو تدبیرین قابل ذکر ہین مفصل لکھی جاتی ہین

فصل چہارم غذا اور دوا وغیرہ کے بیان مین معلوم کرنا چاہیے کہ ماسوا پانی کے جو چیز وارد معدہ
ہوتی ہی اور اسمین فعل اور انفعال جاری ہوتا ہی اسکے چھ اقسام ہین غذاے مطلق - غذاے دوائی
دواے مطلق - دواے معتدل - دواے سمی - سم مطلق پس غذاے مطلق وہ ہی کہ حرارت غریزی
بدن سے متغیر ہو جاتی ہی یعنی صورت غذائی چھوڑ کر صورت خلطی اور عضوی قبول کرتی ہی اور بدن کے
متشابہ ہو جاتی ہی یعنی بدل ما یتحلل ہوکر جزو بدن ہو جاتی ہی مگر بدن کو ایسا تغیر نہین دیتی کہ مجری طبعی
سے خارج ہو اور مثال اسکی نان گندم اور گوشت اور مانند انکے - او تاثیر غذاے مطلق کی یا کول ہو
یا مشروب صرف مادہ سے ہی چنانچہ مشروحاً بیان تاثیرات موثرات مین آتا ہی - اگر یہ کہا جاوے کہ جو چیز
مادہ سے اثر کرتی ہی وہ چیز کیفیت سے بھی ضرور اثر کریگی کیونکہ جب غذا سے خون جو اسکے متولد ہوکر
تو تسخین بدن اگر کیفیات اربعہ سے ایک کیفیت ہی بالضرور ظاہر ہوگی - اسلیے تاثیر غذا کی صرف مادہ سے
ثابت نہین ہوتی - جواب اسکا یہ ہی کہ حکم تاثیر کیفیت کا اس صورت سے مختص ہی کہ کوئی چیز اپنی صورت
نوعیہ پر باقی رہے اور کون اور فساد اسپر طاری نہو اور معہذا بدن مین تاثیر کرے اور یہ صفات مذکورہ
غذاے مطلق مین نہین پائے جاتے اسلیے جب تک صورت کیلوسی دور نہوگی صورت خلطی کی علت تسخین کی
حاصل نہوگی وہذا التاثیر خارج عن البحث - اور خون سرد کہ غذا سے سرد کے پیدا ہوتا ہی اور خون گرم کہ
غذاے گرم سے متولد ہوتا ہی اور کیفیت حارہ یا باردہ کا موجب ہوتا ہی اسکو بھی اسی پر قیاس کرین
کیونکہ حدوث کیفیت اس جہت سے متغیر نہین - اور غذاے دوائی وہ ہی کہ حرارت غریزی بدن سے
متغیر ہوکر بدن کو بھی متغیر کرے اور آخر کار حرارت بدن سے متغیر ہوکر جزو بدن ہو جاوے اور تاثیر غذاے دوائی
کی مادہ اور کیفیت سے معاً ہوتی ہی مادہ کی جہت سے اسے غذا کہتے ہین اور کیفیت کی جہت سے اسے دوا بولتے ہین

اور مثال اسکی کاہو اور ماء الشعیر ہی کیونکہ یہ چیزین باوصف تغذیہ اعضا کے تبرید بھی کرتی ہین اسلیے
جو خون انسے متولد ہوتا ہی بنسبت بانسان سرد تر ہی اسیلیے سوزش کے لیے سودمند ہی فائدہ جو چیز مادہ
اور کیفیت دونون سے اثر کرے اسمین اگر تاثیر مادہ کی غالب ہو اسکو غذاے دوائی بولتے ہین۔ اور اگر
تاثیر کیفیت کی غالب ہو اسکو دواے غذائی کہتے ہین۔ اور جوہر غذاے دوائی کا تھوڑے زمانہ مین بسبب
غلبہ غذائیت کے اپنی صورت نوعیہ سے منقلب ہوتا ہی بخلاف دواے غذائی کے کہ بنا بر غلبہ دوائیت کے
جوہر اسکا جلدی صورت نوعیہ کو نہین چھوڑتا اور فی الحقیقت یہ دونون ایک ہی ہین الا تھوڑا سا
فرق ہی اسی لیے مقسم پر صرف غذاے دوائی کو شمار کیا گیا ہی۔ اور دواے مطلق یعنی دوا صرف وہ ہی
کہ حرارت بدن سے متغیر ہو کر اپنی کیفیت سے بدن کو متغیر کرے اور آخر کار حرارت بدن سے متغیر ہو کر
تغیر اسکا باطل ہو اور جزو بدن نہو یعنی دواے مطلق سے خون حاصل نہین ہوتا تا کہ بدل ما یتحلل ہو اور مثال
اسکی فلفل اور دارچینی وغیرہ ہی۔ اور دواے معتدل وہ ہی کہ حرارت بدن سے متغیر ہو اور بدن کو
بالکل متغیر نہ کرے کما علیہ الاکثر یا تغیر معتد بہ نہ کرے کما علیہ البعض اور بدن سے متشابہ نہو کر جزو بدن
نہو جاوے۔ اور جاننا چاہیے کہ دواے معتدل پر لفظ دواے فقط کا بدون تقیید معتدل کے اطلاق
نہین کرتے اور بالفرض اگر کرین تو مجاز کے قبیل سے ہی اور باعث عدم اطلاق یہ ہی کہ دوا فقط اسکو
کہتے ہین کہ بدن مین وارد ہو کر اثر معتد بہ بنسبت سابق زائد پیدا کرے اور یہ معنی دواے معتدل مین مفقود
ہین جیسا ابھی معلوم ہو چکا ہی پس دواے معتدل مجموعہ اقسام اس چیز کا ہی کہ صفت اسکی بیان کی گئی ہی اور یہ
چیز نہ غذاے مطلق ہی نہ دواے مطلق اور نہ غذاے دوائی اور نہ دواے غذائی اور نہ سم مطلق اور نہ دواے
سمی۔ اور نشان اسکی یہ ہی کہ اسکے کھانے سے بدن مین تغیر معتد بہا نہین ہوتا باوجود تاکید تعداد اور
کھانے کئی بار کے دواے سمی وہ ہی کہ حرارت بدن سے متغیر ہوتی ہی اور اسکو بھی تغیر دیتی ہی لیکن اگر بمقدار
شربت معین کھائی جاے تو آخر کار بدن کو خراب اور فاسد کرتی ہی بشرطیکہ مقرون باصلاح اور
معتاد نہو کہ وہ بحث سے خارج ہی اور مثال اسکی فرفیون اور افیون ہی اور اسکو دواے سمی اسلیے کہتے
کہ وہ مانند سم یعنی زہر کے قاتل ہی لیکن اسقدر فرق ہی کہ قتل اسکا بالکیفیت ہی اور قتل سم بالصورت
نوعیہ ہی چنانچہ عنقریب آتا ہی اس جگہ اعتراض کیا گیا ہی کہ اطبا نے ادویہ سمیہ کے لیے مثل اور ادویہ غیر سمیہ
کے اوزان شربت مقرر کیے ہین حالانکہ شربت معینہ انکا قاتل ہی کیونکہ وہ درجہ چہارم مین ہین
حالانکہ یہ معنی یعنی قتل وظیفہ صناعت طب سے خارج ہین کیونکہ صناعت طب حفظ صحت موجودہ
یا استرداد صحت زائلہ کے لیے موضوع ہی پس یہ یعنی قتل کے لیے اوزان مقرر کرنا کسطرح درست ہو سکتا ہی

جواب اسکے اگرچہ بہت ہیں مگر عمدہ یہ ہی کہ تعین مقدار شربت کا صرف استعمال ہی کے واسطے نہیں بلکہ ہو سکتا ہی کہ احتراز کے لیے ہو یعنی اسقدر شربت سے پرہیز اور احتراز لازم ہی کیونکہ یہ مقدار اُسکی مہلک اور قاتل ہی اور وظیفہ صناعت طب حفظ از ضرر ہی خواہ باستعمال ہو خواہ باحتراز پس ہو سکتا ہی کہ تقدیر شربت ادویہ کی احتراز کے لیے ہو نہ استعمال کے واسطے۔ اور سم مطلق وہ ہی کہ حرارت بدن سے متغیر نہو بلکہ اپنی صورت نوعیہ سے بشرط عدم اصلاح اور عدم اعتیاد کے بدن انسان کو فاسد اور خراب کرتا ہی ورنہ مشہور ہی کہ جب زہر کی عادت ہو یا اُسکی اصلاح کیجاوے تو کام نہکر دیتا ہی پس اگر حار ہوگا تو بسبب تحلیل روح کے اور اگر بارد ہوگا تو بسبب انجماد روح کے موجب ہلاکت ہوگا مثال سم مطلق کی بیش وغیرہ ہی۔ اور انسان کی قید اسلیے کی گئی ہی کہ بعض سمیات بہ نسبت بعض حیوانات کے غذا ہیں جیسے بیش موش کے لیے غذا ہی وہذا اسا قط عن الاعتبار لان کلامنا فی الانسان لاغیر۔ اور عدم تغیر سم مطلق سے یہ مراد ہی کہ صورت ہی اُسکی متغیر نہیں ہوتی نہ یہ کہ سم مطلق حرارت غریزی بدن سے گرم بھی نہیں ہوتا کیونکہ اکثر سموم اس قبیل سے ہیں کہ جب تک حرارت غریزی بدن سے گرم نہولیں تب تک تاثیر نہیں کرتے۔ ہاں بعض سموم ایسا بھی ہیں کہ بدون گرم ہونے کے بمجرد اسکے کہ بدن میں داخل ہوں عمل کرتے ہیں بلکہ بعض سموم ایسے ہیں کہ بمجرد سونگھنے کے مثل ہلاہل وغیرہ کے اور بعض بمجرد دیکھنے کے عمل کرتے ہیں چنانچہ بعض سانپوں کی نسبت ایسا سنا گیا ہی۔ اگر یہ کہو کہ تعریف سم مطلق میں افساد بدن لیا گیا ہی حالانکہ بعض جگہ اُن سے اصلاح ظہور میں آتی ہی۔ چنانچہ حکایت کی گئی ہی کہ کسی شخص کو لوگوں نے افیون دی تھی اتفاقاً بعد اُسکے سانپ نے اُسی کاٹا اور ہلاکت افیون سے فوراً نجات ہوئی۔ اور ایسا ہی قرشی نے نقل کیا ہی کہ مجھے سرسام تھا اسی اثنا میں اتفاقاً مجھے بچھو نے کاٹا فی الفور مجھے افاقہ ہوگیا۔ اور ایسا ہی کسی مبروص کو بیش دیا گیا تھا اُسکا برص دور ہوگیا۔ پس تعریف سم میں نقص آتا ہی۔ جواب اسکا یہ ہی کہ افساد بدن حد سم میں مشروط بالشرائط ہی جیسے عدم اعتیاد اور عدم اصلاح اور مانند اُنکے پس بنا علیہ ہو سکتا ہی کہ عدم تقدم استعمال مضادات کا بھی افساد بدن میں مشروط ہو کیونکہ اگر پہلے کوئی امر مہلک کہ مضاد کیفیت سم ہو ظاہر ہوا ہو اور عقب اُسکے سم کھایا گیا ہو تو ممکن ہی کہ سم مذکور بباعث تضاد کے اُس امر مہلک کی اذیت کو دفع کرے۔ پس اصلاح بدن کی سم سے بالعرض ہوگی نہ بالذات اور کلام ہمارا آثار ذاتیہ میں ہی اور سم بالذات مفسد بدن ہی نہ مصلح کیونکہ اصلاح اُسکی بالعرض ہی فتامل فانہ دقیق فائدہ جلیلہ تاثیر موثرات ماکولہ و مشروبہ کے بیان میں۔ واضح ہو کہ یہ ماکول اور مشروب کی کئی طرح پر تقسیم ہی پس جو چیزیں کھائی پی جاتی ہیں تاثیر اُنکی بدن میں اقسام ذیل سے خارج نہوگی۔ بصورت۔ یا بمادہ۔

یا کیفیت۔ یا صورت و مادہ۔ یا صورت و کیفیت۔ یا کیفیت و مادہ یا مادہ و کیفیت و صورت۔ پس سات قسمین ہین
کیونکہ جو چیزین بدن پر وارد ہوتی ہین اُنکے لیے مادہ اور صورت اور کیفیت ہوتی ہی پس تاثیر اُنکی بدن
مین ایک سی ہوگی پس تین قسم اول حاصل ہوگی یا دو سے پس تین قسم اور حاصل ہوگی یا تینون سے معًا ہوگی
وہ ایک قسم ہی۔ جاننا چاہیے کہ تاثیر ماکول اور مشروب کی اگر فقط کیفیت سے ہی اُسکو دوا ہی مطلق بولتے ہین
اور نظیر اُسکی زنجبیل وغیرہ ہی۔ پس اگر تاثیر اُسکی بدن مین بسبب زیادتی مقدار اور کھانے کئی بار کے ہو اُسکو دوا معتدل
بولتے ہین اور اگر تاثیر اُسکی بدون التکرار والتکثیر ہو اُسکے دو حال ہین یا یہ کہ بدن مین تاثیر کرے اور آخر الامر
خود بھی اُس سے متاثر ہو وہ دوا مطلق ہی یا آخر الامر بدن سے متاثر نہو وہ دوا سمی ہی اور بیان ہر ایک کا
گذر چکا ہی اور اگر تاثیر فقط مادہ سے ہی اُسکو غذاے مطلق کہتے ہین اور مثال اُسکی گوشت اور گیہون ہی
اور اگر تاثیر فقط صورت نوعیہ سے ہی اسکا نام ذوالخاصیت ہی اور اُسکی دو قسم ہین ایک وہ کہ موافق مزاج
انسانی اور معدن حیات ہی پس اگر وہ مفرد ہو اُسکو فادزہر بولتے ہین یعنی زہر کا مقابلہ کرتی ہی
اور نظیر اُسکی فادزہر حیوانی اور معدنی ہی۔ اور اگر وہ مرکب ہو تو اُسکو تریاق سے موسوم کرتے ہین
جیسے تریاق کبیر اور مانند اُسکے۔ دوسرا وہ کہ مضاد مزاج اور مفسد بدن ہی اُسکو سم مطلق بولتے ہین
اور مثال اُسکی تمام اقسام سموم ہین مثلًا بیش وغیرہ۔ اور اگر تاثیر اُسکی مادہ اور کیفیت دونون سے معًا ہی
اُسکو غذاے دوائی اور دواے غذائی نام دھرتے ہین اور نظیر اُسکی کاہو وغیرہ ہی اور ان دونون مین
فرق بیان ہو چکا ہی۔ اور اگر تاثیر کیفیت اور صورت ہو اُسکو دواے ذوالخاصیت بولتے ہین اور مثال اُسکی
کاسنی وغیرہ ہی کیونکہ وہ شدید البرودۃ ہی اور معہذا بالصورت نوعیہ تفتیح سدہ کرتی ہی اور سرد شی سے
تفتیح سدہ کی سواے خاصیت کے نہین ہو سکتی لانہ غیر مقتضی کیفیتہ اور یہی باعث ہی کہ کاسنی اعلال باردہ
جگر مین نافع ہی ورنہ خلاف عقل ہی کہ دورے سوا امراض باردہ جگر کو نافع ہو اور اگر تاثیر مادہ اور صورت سے
ہو تو اُسکو غذاے ذوی الخاصیت بولتے ہین اور مثال اُسکی مکھن ہی کیونکہ وہ باوجود تغذیہ بدن کے بالخاصیت
سموم کی مقاومت کرتا ہی خصوصًا روغن مادہ گاو تو بہت ہی مفید ہی اسی لیے موسم وبا مین اُسکا
بہت استعمال کرنا سمیت ہواے محفوظ رکھتا ہی جیسا بحث وبا مین مذکور ہو چکا ہی۔ اور اگر تاثیر مادہ
اور کیفیت اور صورت تینون سے معًا ہو اُسکو غذاے دوائی ذوالخاصیت بولتے ہین مثال اُسکی سیب ہی
کیونکہ وہ بدن کو غذا دیتا ہی اور تبرید بھی بخشتا ہی اور معہذا بالخاصیت مفرح قلب ہی۔ اس مقام پر
دو اعتراض ہین اول یہ ہی کہ غذاے مطلق جب بالفعل گرم ہوگی یا سرد بدن کو اپنی کیفیت سے گرم سرد
کریگی پس اس سے لازم آتا ہی کہ اُسکو غذاے مطلق نہین کیونکہ غذاے مطلق کی تعریف مین لا یغیر البدن

یعنی وہ بدن کو تغیر نہیں دیتی) ماخوذ ہی اور غذا سے دوائی بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ اسکی تعریف میں تاثیر اسکی اسپر موقوف ہی کہ اول حرارت بدن سے خود متغیر ہو بعد ازان انمین تاثیر کرے کما مر پس چاہیے کہ ایسی غذا نہ غذاے مطلق ہو نہ غذاے دوائی و ہذا خلف پس تعریف غذاے مطلق کی جامع نہوئی۔ اور دوسرا اعتراض یہ ہی کہ آگ بالبداہت مفسد بدن ہی اور مع ہذا بدن سے متغیر نہیں ہوتی پس چاہیے کہ سم مطلق کی تعریف مین داخل ہو والحال علی خلافہ پس تعریف سم مطلق کی مانع نہوئی۔ جواب اسکا یہ ہی کہ جسقدر بابت تاثیر موثرات کے بیان کیا گیا ہی اس نظر سے ہی کہ معدہ مین وارد ہو کر بالقوۃ اثر کرے۔ پس جو غذا بالفعل معدہ مین اثر کرتی ہی خارج از کلام ہی۔ اور ایسا ہی موثرات غیر ماکولہ کی تاثیر بحث ہذا مین داخل نہین اسکا اعتبار نکرنا چاہیے۔ چونکہ ذکر ادویہ کا ہو رہا ہی اسلیے درجات ادویہ کو مختصر طور پر بیان کرنا اس جگہ مناسب سمجھا گیا ہی۔ مخفی نرہے کہ درجات ادویہ کے اعتبار کو اطبا نے چار شرطون سے مشروط کیا ہی۔ اول یہ کہ شخص ممتحن معتدل مزاج ہو۔ دوم یہ کہ دوا اپنے نوع مین معتدل ہو۔ سوم یہ کہ دوا مواضع قریب بالاعتدال سے ماخوذ ہوئی ہو۔ چہارم یہ کہ دوا مستعمل علی حسب العادۃ ہو۔ پس درجہ ادویہ کے چار ہین۔ درجہ اول یہ ہی کہ اشیاے ماکولہ اور مشروبہ کی تاثیر اپنی کیفیت سے بدون تکرار اور تکثر کے محسوس نہو مثلاً انکی گرمی اور سردی ایسے طور پر ہو کہ انسان کو محسوس نہو سکے جیسے افسنتین اور بابونہ اور شاہترہ وغیرہ کہ درجہ اول مین گرم ہین۔ درجہ دوسرا یہ ہی کہ تاثیر اسکی اول درجہ سے قوی ہو یہان تک کہ اثر اسکا محسوس ہو لیکن اس حد تک نہ پہونچے کہ بدون تکرار و تکثر کے افعال مین ضرر ظاہر پیدا ہو اور انکو مجری طبعی سے خارج کرے جیسے زعفران اور مصطگی وغیرہ کہ درجہ دوم مین گرم ہین۔ درجہ تیسرا یہ ہی کہ تاثیر اسکے ضرر بین کی موجب بالذات ہو لیکن اس حد تک نہ پہونچے کہ بدون تکرار و تکثر کے بدن کو فاسد اور خراب کرے جیسے حرمل اور افیون وغیرہ کہ درجہ سوم مین گرم ہین۔ درجہ چوتھا یہ ہی کہ اثر ماکول اور مشروب کا اس حد تک پہونچے کہ بدن کو فاسد یا خراب کرے اور یہ خاصہ ادویہ سمیہ کا ہی جیسے فرفیون اور لہسن اور پیاز وغیرہ کہ درجہ چہارم مین گرم ہین۔ علی ہذا القیاس ادویہ باردہ اور رطبہ اور یابسہ بھی۔ اور اگر دواے معتدل کو درجہ اول مین قرار دیا جاوے تو درجہ ادویہ کے پانچ ہونگے کذا قیل۔ فائدہ ہر واحد درجات اربعہ مذکورہ سے عرض رکھتا ہی کہ طرفین اسکے افراط اور تفریط مین اور مابین انکا وسط ہی پس علی ہذا ہر ایک درجہ مین تین مرتبہ لازم ہوے اسلیے اکثر اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ دو دوا ایک ہی درجہ مین ہوتی ہین اور شربت انکا مساوی الوزن ہوتا ہی اور مع ہذا تفاوت انکا اثر میں پیدا ہوتا ہے اسکا باعث سوا اسکے اور کوئی نہین کہ ایک دوا مثلاً درجہ اول کی

مرتبۂ اول میں گرم ہو اور دوسری دوا مرتبۂ دوم یا سوم میں اُسی درجہ کے گرم ہو۔ اور تحقیق مراتب ثلاثہ کا درجہ واحد میں اس طرح ہوسکتا ہے کہ جو دوا مثلاً درجۂ اول میں گرم ہو اور فرضاً شربت اُسکا ایکدرم ہو پس اگر وہ شی ڈیڑھ درم یا دو درم کھائی جاوے اور اثر گرمی اُسکی کا محسوس ہو پس جاننا چاہیے کہ آخر مرتبہ درجۂ اول میں گرم ہے۔ اور جب دو درم سے اثر اُسکا محسوس نہو بلکہ تین درم کھانے سے اثر اُسکا محسوس ہو تو معلوم کرنا چاہیے کہ مرتبۂ اوسط میں گرم ہو اور جب سواے کھانے چار درم یا زیادہ کے اثر اُسکا محسوس نہو تو مرتبۂ اول میں گرم ہے۔ دوسرے درجوں کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے۔ نکتہ درجات کے تعیین میں اطبا کا اختلاف ہے۔ بعضوں کا یہ مذہب ہے کہ مقتضاے مزاج ہی ہے جو شی مثلاً درجۂ اول میں گرم ہو اور شربت معین رکھتی ہو جب وہی شی زیادہ مقدار معین سے کھائی جاوے یہانتک کہ اثر اُسکا محسوس ہو تو درجۂ دوم میں گرم ہوگی۔ اور ایسا ہی جو دوا مثلاً درجۂ دوم میں گرم ہو اور شربت اُسکا مقرر ہو جب مقدار معین سے کم کھائی جاوے یہانتک کہ اثر اُسکا محسوس نہو تو درجۂ اول میں گرم ہوگی۔ وعلیٰ ہذا القیاس ہر ایک دوا میں کمی اور زیادتی مقدار معین سے ایک درجہ سے دوسرے درجہ کی طرف انتقال ہوجائیگا۔ کما قال القرشی فی شرح القانون کل ما ہو فی درجۃ فانہ اذا کرر او کثر امکن ان ینتقل من درجۃ الی الدرجۃ التی فوقہا و متی تناقصت کمیتہ انعکس الامر و انحدر الی الدرجۃ التی تحتہا۔ اور شیخ نے شفا میں لکھا ہے کمیۃ الشی اذا زادت کیفیتہ و تبیین ذلک من حدید یحمی فی النار القلیلۃ و فی النار الکثیرۃ۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ نفس ادویہ کے لیے من حیث الذات درجات مقرر نہیں بلکہ من حیث القلۃ و الکثرۃ ادویہ کو لاحق اور عارض ہوتے ہیں اور بعض دیگر اطبا کا یہ قول ہے کہ تعیین درجات کا باعتبار ذات ادویہ کے ہے اور زیادتی مقدار اور تکرار دوا اُسکو اپنے درجۂ مخصوصہ سے خارج نہیں کرتی۔ اور ملا سدید گازرونی نے شرح کلیات میں تنضیض اور تصحیح کہا ہے کہ یہ گمان سزاوار نہیں کہ دوا بسبب تکرار اور تکثیر مقدار کے ایک درجہ سے طرف دوسرے درجہ کے منتقل ہوجاتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک دوا من حیث الذات کسی نہ کسی درجہ سے موصوف ہوگی اور تکثیر اور تقلیل مقدار سے درجہ معینہ سے باہر نہیں آتی۔ اگرچہ تکثیر سے تاثیر زیادہ اور تقلیل سے تاثیر کم ہوجاتی ہے کیونکہ زیادتی اور کمی تاثیر کی بسبب اختلاف نسبت کے (کہ درمیان اجزاے حار اور بارد کے ہے) نہیں ہوتی۔ تاکہ دوا درجۂ مخصوصہ سے باہر نکلے بلکہ یہ نسبت اجزاے حار اور بارد کے (اگرچہ کمی اور زیادتی کیجاوے) جیسی ہی ویسی ہی رہتی ہے۔ اور باعث اختلاف تاثیر قلت اور کثرت مقدار ہے

کی کیجاوے تو برخلاف مذکورہ کے ہوتا ہے یعنی درجہ زیرین کی طرف منتقل ہوتی ہے ۱۲ مقدار کسی دوا کی جب زیادہ ہوجاوے تو کیفیت اُسکی زیادہ ہوجاتی ہے اور یہ امر اس لوہے سے ظاہر ہوتا ہے جسکو آگ تھوڑی اور زیادہ میں گرم کیا جاوے ۱۲ ... کی جہت سے ۱۲ ... اور زیادتی ظاہر کرنے ... ۱۲

لا غیر؎ پس جو دوا کہ مثلاً درجہ اول میں گرم ہی فرض کرو کہ اُسمیں دو جز حار ہیں اور ایک جز بارد اور ظاہر ہی کہ نسبت مابین واحد اور اثنین کے ضعیف کی ہی یعنی جز حار دو چند جز بارد کے ہی اور نسبت مذکورہ بالغیر اُسکے تمام اجزا میں ساری ہی لیکن اُسکے ظہور کے لیے (کہ حدوث کیفیت محسوسہ ہی) ایک مقدار معین کیا گیا ہی۔ اگرچہ اُسکے ضمن میں اور کئی ایک اغراض مقررہ حاصل ہوں پس جب یہ دوا زیادہ مقدار سے کھائی گئی تو اسمیں کچھ شک نہیں کہ تاثیر اُسکی بھی بہ نسبت سابقہ کے مترقی ہوگی لیکن اس کثرت سے جو نسبت کہ درمیان اجزاے حارہ اور باردہ کے تھی بالکل نہ بدلیگی پس دوچندگی مقدار گویا ایسی ہی جیسے دو دوائیں متحد الدرجہ والکیفیۃ اپنے شربت کاملہ سے کھائی جاویں۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہی کہ ان دونوں میں سے جب ایک دوا کسی کیفیت کی محدث ہوگی دوسری بھی اُسی کی محدث ہوگی اور بعد اجتماع کیفیتین متماثلین کے ایک کیفیت زائدہ دوا مفرد سے ظاہر ہوگی پس خلاصہ یہ ہی کہ تکثیر مقدار کی شربت معینہ سے باوصف زیادتی تاثیر کے دوا کو اپنے درجہ معینہ سے خارج نہیں کرتی۔ فافہمہ لانہ غامض وہذا خلاصۃ ما ذکرہ الآملی فی شرح القانون

بعض جگہ اقوال اطبا کے مختلف ہوتے ہیں چنانچہ ایک چیز کو بعضے گرم لکھتے ہیں اور اُسی چیز کو بعضے دیگر سرد لکھتے ہیں۔ اس اختلاف کے کئی باعث ہیں ہر ایک کی توجیہ علحدہ ہی ایسی جگہ طریق معقول یہ ہی کہ امر مختلف فیہ میں تجربہ زمان حال میں کما حقہ کرکے ایک قول کو ترجیح دیویں کیونکہ غرض ہر چیز سے ظہور اُسکے اثر کا ہی مثلاً جس چیز کو ہم معتدل مزاجوں زمانہ حال میں گرم پائینگے اُسکی حرارت پر ضرور حکم کرینگے اور قول مخالف کا اعتبار نہ کرینگے بشرطیکہ تجربہ لائق حکم ہو اور وجہات کے متعلق اور بہت سی امور قابل الذکر ہیں مگر باعث تطویل سمجھکر فرو گذاشت کیجاتی ہیں فصل پنجم غذا کے اقسام اور اغذیہ فصول اربعہ وغیرہ تدابیر متعلقہ غذا کے بیان میں۔ مخفی نہ رہے کہ غذاے مطلق تین قسم پر ہی لطیف کثیف معتدل۔ غذاے لطیف وہ ہی کہ جس سے خون صاف اور عمدہ پیدا ہو ایسی غذا کا خاصہ ہی کہ قوت مغیرہ سے بسہولت منفعل ہو کر جوہر عضو کی طرف بسہولت مستحیل ہو جاتی ہی اور ظاہر ہی کہ جو غذا ایسی ہوگی تحلیل اور تفارق اُسکا بدن سے بسہولت ہوگا اور غذاے کثیف وہ ہی جس سے خون غلیظ پیدا ہو اُسکا خاصہ یہ ہی کہ قوت مغیرہ بدن سے بسہولت منفعل نہیں ہوتی اور تشابہ اُسکا جوہر عضو سے اور انفصال اُسکا بھی بسہولت نہیں ہوتا۔ اور غذاے معتدل وہ ہی کہ دونوں قسم مذکورہ کے مابین واقع ہو۔ وجہ انحصار کی ظاہر ہی کہ تمام اغذیہ عناصر اربعہ سے مرکب ہوتی ہیں بعض اغذیہ میں ایک یا دو عنصر لطیف باقی عناصر پر غالب ہوتے ہیں اور بعض غذاؤں میں ایک یا دو عنصر کثیف باقی عناصر پر غالب پائے جاتے ہیں پس جو غذا قسم اول سے ہی وہ لطیف ہی

؎ یعنی اُسکا ۱۲ ؎ یعنی پس تو اسکو کچھ تکثیر مقدار سے مشکل ہی اور یہ خلاصہ اُسکا ہی جسکو ذکر کیا ہی آملی نے شرح قانون میں ۱۲ ؎ پسندیدہ ۱۲

اور جو قبیل ثانی سے ہے وہ کثیف ہے اور جو انکے درمیان ہے وہ معتدل ہے پس ہر ایک انمین سے تین قسم پر ہے کثیر الغذاء۔ قلیل الغذاء۔ معتدل الغذاء۔ کثیر الغذاء وہ ہے جس سے خون زیادہ اور فضلہ کم پیدا ہو اور قلیل الغذاء وہ ہے جس سے خون کم اور فضلہ زیادہ ظاہر ہو۔ اور ابین بانکے معتدل الغذاء ہے پس جب تین قسم اول کو تین قسم ثانی مین ضرب دیا تو حاصل ضرب ۹ قسم حاصل ہوئی اور ہر ایک انمین سے دو قسم پر ہے حسن الکیموس۔ ردی الکیموس حسن الکیموس وہ ہے جس سے خون صالح پیدا ہو۔ اور ردی الکیموس وہ ہے جس سے خون ردی اور فاسد متولد ہو پس جب ۹ قسم اول کو دو قسم ثانی مین ضرب دیا تو حاصل ضرب انکا اٹھارہ قسم حاصل ہوئی جسکا نقشہ ذیل مین درج ہے اور امثلہ انکے بھی مرقوم ہوتے ہین

جدول یہ ہے

	نمبر شمار	اسامی اقسام ہجدہ	امثلہ اقسام
اقسام لطیف	۱	لطیف کثیر الغذاء حسن الکیموس	بیضہ نیم برشت کی زردی۔ ماءاللحم کہ گوسفند یکسالہ کے گوشت سے مرتب ہوا ہو۔ شراب ریحانی ۔
	۲	لطیف کثیر الغذاء ردی الکیموس	ششس یعنی بھیپڑا۔ گوشت کبوتر کے بچون کا ۔
	۳	لطیف متوسط الغذاء حسن الکیموس	انگور علی قول البعض۔ گیہون کی روٹی ۔
	۴	لطیف متوسط الغذاء ردی الکیموس	انجیر خشک۔ روٹی خراب پکی ہوئی ۔
	۵	لطیف قلیل الغذاء حسن الکیموس	کاہو۔ انار شیرین۔ سیب شیرین ۔
	۶	لطیف قلیل الغذاء ردی الکیموس	رائی۔ اکثر ترکاریان تیز مزہ ۔
اقسام معتدل	۷	معتدل کثیر الغذاء حسن الکیموس	گوشت بھیڑ یکسالہ کا۔ اور نان پاکیزہ
	۸	معتدل کثیر الغذاء ردی الکیموس	گوشت بھیڑ کا جو ایک سال سے زائد ہو۔ کرم اور کرنب
	۹	معتدل متوسط الغذاء حسن الکیموس	اور گوشت گوسفند مادہ کا
	۱۰	معتدل متوسط الغذاء ردی الکیموس	ماہی خشک۔ گوشت بز
	۱۱	معتدل قلیل الغذاء حسن الکیموس	شلغم۔ چار مغز وغیرہ
	۱۲	معتدل قلیل الغذاء ردی الکیموس	زردک یعنی گاجر۔ اور مثل اسکے
اقسام کثیف	۱۳	کثیف کثیر الغذاء حسن الکیموس	بیضہ مرغ جو زیادہ جوش دیا گیا ہو کہ درجہ نیم برشت سے تجاوز کیا ہو۔ گوشت بھیڑ یکسالہ کا

نمبر شمار	اسامی اقسام ہیژدہ	امثلہ اقسام
۱۴	کثیف کثیر الغذاء ردی الکیموس	گائے کا گوشت۔ بطخ کا گوشت گھوڑے کا گوشت۔
۱۵	کثیف متوسط الغذاء حسن الکیموس	بادی حیوانون کے بچھڑون کا گوشت
۱۶	کثیف متوسط الغذاء ردی الکیموس	گوشت شکارون کا جیسے ہرن اور نیل گاو اور خرگوش کا
۱۷	کثیف قلیل الغذاء حسن الکیموس	پنیر بھی جبکہ درمیان تازہ اور کہنہ کے ہو
۱۸	کثیف قلیل الغذاء ردی الکیموس	گوشت خشک اور بینگن سیاہ تخمدار

اب کھانے کی تدبیرین جسقدر قابل ذکر ہین مذکور ہوتی ہین۔ واضح رہے کہ حفظ صحت کے واسطے موسم گرما مین چاہیے کہ غذا سرد بالفعل اول روز یا آخر کھاوین اور کھانے پینے کے لیے وہ چیزین اختیار کرین جنکے مزاج سرد تر ہون۔ اور دافع صفرا اور لطیف تر ہون کیونکہ مزاج موسم ہذا گرم و خشک ہی اور اغذیہ گرم و خشک سے پرہیز کرین اور موسم گرما مین غذا کم کھانی مناسب ہی کہ اس موسم مین بسبب گرمی سرد پانی بہت پیا جاتا ہی۔ اور کثرت آب مضعف ہضم ہی۔ اور اس موسم مین پان کے ساتھ تماکو نکھاوین اور اگر عادت ہو تو کم کرین اور پان مین چونہ موتیون کا عرق گلاب اور کیوڑہ مین حل کر کے کھاوین۔ نان خمیری گندم پاکیزہ کی جو شیرہ انار ترش یا شیرین یا لیمو مین تر کی گئی ہو نوش جان فرماوین اور ترکاری سرد مثل کدو اور ککڑی اور ساگ پالک اور خرفہ اور کاہو کے تسکین حرارت کے لیے استعمال کرین اور عمدہ ترین مبردات کا آب شیرین اور سرد ہی اور خشکہ برنج ہمراہ مربہ سیب تناول کرین۔ اور عمدہ لباس اس موسم مین پارچہ کتان ہی کیونکہ وہ سرد و تر ہی۔ اور موسم سرما مین کھانا گرم بالفعل پہر دن چڑھے کے بعد تناول کرین نان پاکیزہ گندم اور ترکاری مثل پودینہ اور ادرک اور میتھی وغیرہ کھاوین اور اغذیہ قلیلۃ الغذاء سے پرہیز کرین بلکہ اغذیہ قلیلہ غلیظہ جسمین غذائیت زیادہ ہو مثل ہریسہ اور زردہ بیضہ نیم برشت کے کھاوین کیونکہ ہضم اس موسم مین قوی ہوتا ہی۔ اور گوشت پرند جانورون کا مانند تیتر اور بٹیر اور مرغ وغیرہ اور چارپایون مین سے گوشت گوسفند یکسالہ نوش جان فرماوین۔ اور شیرینی اور مربیات اور حلوائے مرغوب کھاوین۔ اور عطر دارچینی اور لونگ اور مشک پان مین سردی کے وقت کھاوین اور مغز بادام اور گری نارجیل و پستہ اور جائفل و جاوتری وغیرہ صبح و شام استعمال کرین۔ غرض وہ چیزین کھانے پینے مین لاوین جنکے مزاج گرم و خشک ہون کیونکہ مزاج موسم ہذا کا سرد و تر ہی خصوصاً اس موسم مین ہضم قوی ہوتا ہی

لهذا اسمین غذا زیادہ کھانے کا کچھ مضایقہ نہین اور اشتہا کے لیے یہ فصل تمام فصلون سے عمدہ ہے
شمار کی گئی ہی۔ اور لباس گرم پشمین اور پوستین سے اپنے آپ کو ڈھانپین اور مکان محفوظ جسمین سردی
نہ لگے اختیار کرین تاکہ امراض موسم ہذا سے مامون اور مصئون رہین اور محبوب مرغوب سے دل کو
محفوظ کرین بقول صائب بیت در موسم مستان صائب دو چیز باید یار و آفتابے یا آفتاب رو
اور موسم ربیع مین جسکی فصل سے بہار تعبیر کرتے ہین غذا بہت گرم سے پرہیز کرین اور کھانا تھوڑا
کھاوین اور ماکول و مشروب کے لیے اُن چیزون کو اختیار کرین جو کہ گرمی اور سردی مین معتدل
ہون اور شراب ممزوج بالما بہت نوش فرماوین اور اُسکے اوائل مین سکنجبین اور مفرحات تنقیہ
سے لیا کرین۔ اور موسم خریف جسکی موسم خزان سے تعبیر کرتے ہین غذا ہلکی اور مناسب جو کہ حرارت
اور رطوبت کی طرف مائل ہو کھانی چاہیے اور پانی سرد نہ پینا چاہیے اور جو میوات اس موسم مین
پیدا ہوتے ہین اُنکو بہت نہ کھاوین انتباہ واضح ہو کہ جسقدر بابت مراعات حسب الفصول کے بیان کیا ہے
اُسی قدر بہتر ہے کہ فصول اپنی طبیعت پر ہون اور اُن بلاد کے لحاظ سے ہے جنمین فصول اربعہ
متمیز الآثار ہون اور اگر ایسا نہو تو قواعد مذکورہ بحسب الفصول ساقط عن الاعتبار ہین اور رعایت حرارت
اور برودت وقت مستحضر کی کرنی مناسب ہی اور اُسکے مناسب تصرف کرنا چاہیے گو کیسی ہی
فصل ہو۔ چونکہ اغذیہ فصول اربعہ کے بابت لکھا گیا ہی اب چند تدبیرین غذا کی بلا لحاظ موسم ذکر کیجاتی ہین
چاہیے کہ انسان اپنی حفظ صحت کے لیے اُنکو ملحوظ خاطر رکھے۔ مخفی نرہے کہ فی الحقیقت تندرستی کا مدار
کھانے پینے کے اعتدال پر ہی چاہیے کہ آدمی ہر وقت اور ہر آن مین اُسکو فراموش نہ کرے پس مناسب ہے
کہ جب تک خوب بھوکھ پیاس نہ لگے تب تک کھانا پینا نہ کرین کیونکہ بھوکھ پر اگر ادنی سے ادنی طعام
کھایا جاوے تو عمدہ اور لذیذ معلوم ہوتا ہی۔ اور شکم سیری پر عمدہ سے عمدہ غذا کھائی جاوے تو بیمزہ معلوم دیتی ہے
بقول سعدی رح ؎ گر گلشکر خوری بتکلف زیان کند ٭ ور نان خشک دیر خوری گلشکر بود
اور جب قدرے بھوکھ باقی رہے تب کھانے سے ہاتھ اُٹھاوین اور بقیہ بھوکھ کا تھوڑی دیر کے بعد
خود ہی باطل ہو جائیگا۔ کیونکہ جب آدمی کھانا کھا چکتا ہی تب کھانا پیٹ مین جاکر پھولتا ہی اور اگر
تھوڑا کھایا ہو تو پیٹ بھر جاتا ہی اور جو اول ہی سے پیٹ بھرا ہو تو پھول کر درد اور تخمہ وغیرہ پیدا ہوتا ہی
اور اگر اتفاقاً کسی دن کھانے مین زیادتی ہو جاوے تو دوسرے دن فصد آفاقہ کرین۔ بہر صورت
پیٹ بھر کر کھانا اچھا نہین کم کھانا نہایت ہی عمدہ چیز ہے بقول سعدی رح ؎ اندرون از طعام خالی دار
تا درو نور معرفت بینی ٭ تہی از حکمت بعلت آن ٭ کہ پری از طعام تا بینی ٭ اور جب کھانے کا ارادہ کرین

۱۲ یعنی چارون فصلون کے آثار اور حالات الگ الگ ہون ۱۲
۱۲ حقیقت مین ۱۲ ناک ۱۲

تو کھانا ایسے بلند مکان میں چنیں کہ منہ سے بہت نزدیک ہو تا کہ تھوڑی بہت جلدی سے منہ میں پہونچ جاوے
جیسا اقوام یورپ میں مروج ہے۔ اور جس چیز کو دل چاہتا ہو بلا تامل کھا لیویں اور کسی چیز سے ہرگز پرہیز
نہ کریں کیونکہ حالت صحت میں پرہیز کرنا ایسا مذموم ہے جیسا حالت مرض میں پرہیز نہ کرنا قبیح ہے بقول
شیخ الحکمۃ راس کل دواء۔ ہاں جو چیزیں صریح الفساد ہوں البتہ ایسی چیزوں سے پرہیز کرنا شرط
عقل ہے۔ اور ہمیشہ ایک کھانا نہ کھاویں بلکہ اغذیہ مختلفہ عمدہ اور لذیذ کھاتے رہیں ہاں اگر ایک ہی طعام
مختلف الطعوم کر کے استعمال کریں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے گویا یہ طعام اطعمہ مختلفہ کا حکم رکھتا ہے اور
بھوک لگے پر کھانا کھانے سے دیر نہ کریں کہ بدن تحلیل ہو کر دبلا ہو جاتا ہے بلکہ ایسے وقت میں جسقدر
طعام میسر ہوا اور جیسا ویسا حاصل ہو کھا لیویں بقول سعدی ؎ نہ چندان بخور کز دہانت بر آید
نہ چندانکہ از ضعف جانت بر آید۔ حکیم کہتے ہیں کہ ایک روز ایک وقت اور دوسرے روز دو وقت کھانا کھاویں
لیکن بہتر یہ ہے کہ اگر عادت ایک وقت کھانے کی ہو تو ایک ہی وقت کھاویں اور اگر دو وقت کی عادت
ہو تو دو وقت کھاویں۔ غرض کہ کھانا اپنا خلاف عادت نہ کریں کیونکہ ترک عادت سے بہت نقصان
ہوتا ہے جیسا فصل آئندہ میں آتا ہے۔ اگر کوئی شخص ترک عادت کیا چاہے تو مناسب ہے کہ دفعۃً نہ چھوڑے
بلکہ بالتدریج ترک کرے۔ اور آدمی کو چاہیے کہ ایک دفعہ کا کھانا کئی دفعہ کر کے نہ کھاوے کہ بدہضمی لاتا ہے
اور اسی کو تداخل کہتے ہیں ؎ ولیس علی النفوس اشد تعباً ٭ من ادخال الطعام علی الطعام ٭ لازم
کہ جسقدر طعام کھانا ہو ایک ہی دفعہ تناول کریں۔ اور جلدی جلدی بھی کھانا نہ کھاویں بلکہ لقمہ کو
اول منہ میں چباویں کہ ایک دانہ تک منہ میں ثابت نہ رہے تب نگلیں اور جلدی جلدی
کھانا کھا کر کام دانتوں کا آنتوں سے نہ لیں۔ حکیم جالینوس کا قول ہے کہ جو آدمی دو گھڑی سے کم میں
کھانا کھاتا ہے وہ اپنے معدہ اور شکم کو رنج میں ڈالتا ہے اور اسقدر بھی دیر کھانے میں نہ کریں کہ اول نوالہ
ہضم ہو جاوے تب دوسرا اٹھاویں۔ غرض جلدی کریں نہ دیر کریں بلکہ اعتدال کو ہمیں ملحوظ رکھیں اور
جسکا ہاضمہ درست نہو وہ کئی چیزیں ایک دفعہ نہ کھائے کہ طبیعت ہضم میں حیران ہوتی ہے۔ اور جن
اشخاص کے معدے ضعیف ہوں اور نیز جو شخص آرام اور نشست بہت کریں انکو گوشت اور غذائے غلیظ
کم کھانا چاہیے انکو مناسب ہے کہ ایک جگہ بیٹھنے کی عادت نہ کریں کہ اس سے قوت ہاضمہ ضعیف ہو جاتی ہے
بلکہ لازم ہے کہ حرکت سواری اسپ یا فیل یا پیادہ روی یا ورزش یا کسی اور قسم کی ریاضت صبح و شام
کرتے رہیں کہ اس حرکت سے غذا بخوبی ہضم ہو جاتی ہے کیونکہ مدار صحت افعال جسمانی اور روحانی کا
ہضم پر ہے حکماء کا قول ہے کہ ہضم طعام کے لیے سونا نہایت عمدہ علاج ہے چنانچہ تشریح اسکی باب سوم میں

لکھی جائیگی لیکن کھانے کے بعد سونے سے اول کچھ رفتار خفیفہ بھی کریں اسکو اصطلاح اطبا میں چہل قدمی

کہتے ہیں تاکہ غذا فم معدہ سے فرو ہو کر قعر معدہ میں چلی جاوے۔ لان الحرکۃ الخفیفۃ تقرر الطعام فی المعدۃ

خصوصاً لمن اراد النوم علیہ۔ اور اعراض نفسانیہ اور حرکات بدنیہ متعبہ ہضم طعام کو مانع ہوتی ہیں

اس سے اجتناب کریں۔ اور اگر دوا کی حاجت ہو تو وہ دوا جسمیں غذائیت ہو کھاویں چنانچہ فصل

میں بیان اسکا آتا ہے اور جب تک ایک دوا سے کام چلے دو یا زیادہ نہ ملاویں۔ اور دوا کے خوگر نہوں کہ

دوا بدن کو تحلیل کرتی ہے اور مزاج میں تھوڑا سا خلل ہونے سے ارادہ دوا کا نہ کریں بلکہ طبیعت پر چھوڑ دیں

کیونکہ طبیعت خود بھی مربی بدن ہے۔ بہت آدمیوں کو دیکھا ہے کہ دوا کھا کر اچھی طبیعت کو خراب کر دیتے

ہیں اور سبب کو دریافت نہیں کرتے مثلاً گرانی معدہ کے واسطے کوئی اسہال دیتا ہے کوئی قے کرواتا ہے

کوئی معدہ پر طلا اور ضماد لگاتا ہے کوئی ہاضمہ کا چورن دلاتا ہے کوئی اور ڈھکوسلا چلاتا ہے میرے نزدیک

اگرچہ یہ تدبیریں بالجملہ مفید ہیں مگر اس باب میں فاقہ سے بہتر کوئی علاج نہیں۔ ہاں اگر فاقہ سے افاقہ

نہو تو اسکے بعد جو نسی تدبیر مناسب وقت ہو اسکو عمل میں لاویں اور اگر فاقہ کے متحمل نہو سکیں تو تھوڑی سی

غذا لطیف مناسب مزاج کھاویں۔ غرض کہ فاقہ کشی اور کم خوری گرانی معدہ کے لیے عمدہ سے عمدہ

علاج ہے۔ علاوہ بران فاقہ کش اور کم خور آدمی کو وقت نہ پانے غذا کے ضعف اور تکلیف رونما نہیں ہوتی

دو خراسانی درویشوں کا حال اکثر صاحبوں کے گوش زد ہوا ہوگا۔ کہ دونوں باہم ملکر سفر کرتے تھے

ایک انمیں سے ضعیف الجسم اور لاغر تھا اور دوسرا قوی الجسم اور موٹا تازہ تھا ضعیف الجسم بعد دو شب کے

افطار کرتا تھا اور قوی الجسم ہر روز تین دفعہ کھایا کرتا تھا۔ اتفاقاً کسی شہر میں بتہمت جاسوسی دونوں

گرفتار ہو گیے حاکم نے دونوں کو قید کیا اور دروازہ چن دیا تاکہ قید ہی میں مر جاویں۔ الغرض دو ہفتہ

کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مجرم نہ تھے حاکم نے رہائی کا حکم دیدیا دروازے کھولے تو کیا دیکھتے ہیں کہ

قوی مردہ اور ضعیف زندہ ہے۔ یہ حالت دیکھکر لوگ حیران ہوے ایک حکیم وہاں موجود تھا

اسنے کہا یہ تعجب نہیں اگر اسکا عکس ہوتا تو البتہ موقع تعجب تھا۔ کیونکہ قوی الجسم بسیار خوار تھا

طاقت فاقہ کشی کی نہ لاسکا اور مر گیا دوسرا فاقہ کشی کا خوگر تھا اسنے صبر کیا اور سلامت رہا

چو کم خوردن طبیعت شد کسی را ٭ چو تنگی پیش آید سہل گیرد ٭ و گر تن پرورست اندر فراخی ٭ چو تنگی بیند

از سختی بمیرد ٭ اور کثرت ترشی سے ہمیشہ پرہیز کریں کیونکہ دماغ کو ضعیف کرتی ہے اور بسبب ضعف

دماغ کے بال جلدی سفید ہو جاتے ہیں اور آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اور کئی ایک امراض نزلہ و زکام

وغیرہ ترشی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور شیرینی بہت کھانے سے معدہ سست اور ضعیف ہو جاتا ہے اور

بھوکھ کم ہو جاتی ہی۔ اور نمک زیادہ کھانے سے بدن خشک اور لاغر ہو جاتا ہی۔ بھیڑہ اور کسیلا کھانے سے معدہ سست اور بلغم اور کف پیدا ہوتا ہی۔ ایسی چیزون سے پرہیز کرنا مناسب ہی فائدہ غلہ کے احوال مین۔ بہترین غلہ آدمی کے واسطے گندم ہی کہ غذائیت زیادہ رکھتا ہی اور گرمی اور سردی مین معتدل ہی بعد اُسکے چاول غذائیت مین بہتر ہین جسقدر خوشبودار اور باریک اور بعد پکانے کے دراز ہون اور ثابت رہین اُسی قدر عمدہ اور خوب ہونگے مزاج انکا گرمی اور سردی مین معتدل ہی مگر دوسرے درجہ مین خشک ہین۔ چونکہ چاول عمدہ یونان و عرب مین نہ تھے اسلیے حکماے قدیم نے ذکر انکا انکی حقیقت نہین کیا۔ اور بعض ہندی حکیمون متاخرین یونانیون کے نزدیک چاول سرد ہین مگر بالخاصیت بلغمی مزاج مین گرمی اور سرد مزاج مین سردی پیدا کرتے ہین پس استعمال انکا سوے اعتدال مزاج کے ہرگز نہ کرنا چاہیے لیکن اہل ہند وغیرہ کہ اُنکے معتاد ہون اور اُنکے غیر سے متنفر تو اُنکو مرض مین دینے سے ممانعت نہین بشرطیکہ انکی اصلاح کیجاوے اور طریق اُنکی اصلاح کا گو مروج عام ہی مگر یہان بھی لکھا جاتا ہی وہ یہ ہی کہ تقلیل رطوبت مین کوشش کرین۔ اور عمدہ حیلہ اس باب مین یہ ہی کہ چاولون کو بہت پانی مین جوش دین۔ جب نیم پخت ہووین پانی کو اُس سے دور کرین پس پکاوین جیسا ہمارے ملک مین مروج ہی۔ اور حکماے ہند کے نزدیک مریضون کو کوئی غذا بہتر چاولون سے نہین۔ والحق ما قلناہ من شرط الاعتیاد والاجازۃ بعد الاصلاح وتقلیل الرطوبۃ اور چاول سرخ رنگ اور موٹا غذائیت مین کم اور قبض زیادہ کرتا ہی۔ بعد اُس گندم کے پانی مین پکانے سے ایسی چاولون کی اصلاح ہوتی ہی اور بعد ان دونون کے مونگ ہین مزاج انکا سرد خشکی مائل اور زود ہضم ہی اور چندان نفاخ بھی نہین یعنی اسمین مثل نخود اور ماش کے ریح نہین ہوتی اسی لیے حکما اکثر بیماریون مین اسی کو تجویز کرتے ہین۔ بعد اُسکے چنا مزاج اُسکا گرم ہی سبز اُسکا جسکو ہندی مین چھولیہ بولتے ہین تر ہی اور خشک اُسکا خشک ہی۔ اسمین غذائیت بہت اور مقوی باہ ہی لیکن ریح پیدا کرتا ہی۔ اُسکے بعد جو ہی کہ سرد و خشک اور قلیل الغذاء اور نفاخ اور قابض ہی۔ ماش کا مزاج سرد و تر اور دیر ہضم ہی مصلح اُسکی سونٹھ اور ہینگ ہی البتہ غذائیت زیادہ رکھتا ہی اور چندان قابض بھی نہین دودھ اور منی پیدا کرتا ہی۔ مسور کا مزاج خشک مائل بسردی ہی ارہر کا مزاج گرم و خشک ہی اور بعضون کے نزدیک قریب مسور کے ہی لیکن نفخ اور ریح اُس سے زیادہ کرتا ہی اور یہ دونون خلط ردی پیدا کرتے ہین۔ باجرہ کا مزاج سرد و خشک ہی قابض اور قلیل الغذاء مولد خون ہی اسی لیے منہ مین دانہ پیدا کرتا ہی اور خشکی اور پیاس زیادہ لاتا ہی لہذا اہل ہند اور عوام الناس اسکو گرم جانتے ہین مصلح اُسکا دودھ ہی۔ جوار کہ سفید اور موٹی ہو نفخ کم کرتی ہی اور غذائیت مین

بہتر مگر قابض ہی۔ موٹھ کو اہل ہند گرم وخشک جانتے ہین وہ بھی قلیل الغذا و نفاخ ہی۔ لوبیا کا مزاج
گرم ہی اور نفاخ او مولد خون اور دیر ہضم ہی اور مضر نفاخ اور خلط فاسد پیدا کرتا ہی اور بیا عث ہمارے
غلہ کے اور بہت اقسام تھے لیکن چونکہ یہی کثیر الوقوع تھے صرف انھین پر کفایت کی گئی انتباہ
گندم کے بیان مین۔ بہترین روٹیون سے روٹی گیہون کی ہی کہ عمدہ گیہون سے جو کہ شیلم
وغیرہ سے صاف کیے گئے ہون تیار کرین۔ اور خمیری روٹی فطیری سے بہتر اور سریع الہضم ہی مگر
فطیری سے کچھ ریح زیادہ پیدا کرتی ہی۔ اور نان فطیری خمیری سے اور نان میدہ کی بہت غذا بخشتی
رکھتی ہی مگر ثقیل ہی۔ نان خشکار جسمین بھوسی زیادہ ہو سریع الانحدار ہی اور سدہ کا باعث نہین ہوتی
گرم روٹی کھانا معدہ کی رطوبت کو خشک کرتا ہی اور سرد روٹی معدہ کو تر کرتی ہی اور جو گرمی اور
سردی مین معتدل ہو اسکا کھانا افضل ہی لیکن موسم سرما مین گرم کھانا اور موسم گرما مین کھانا
حافظ صحت اور معتدل گنا گیا ہی جیسا بیان ہو چکا ہی۔ سوکھی روٹی معدہ کی رطوبت کو خشک کرتی ہی
اور دیر ہضم ہی پس اغذیہ مذکورہ سے مفید کو لازم جانین۔ اور مضر سے اجتناب کرین۔

فصل ششم مسائل مختلفہ غذا کے بیان مین جو کہ بحث ماکول سے متعلق ہین انکو چند قواعد مین
بیان کیا جاتا ہی قاعدہ اول غذاے لذیذ اور رعایت عادت کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ غذا
لذیذ اگر جید الجوہر اور محمود الصناعۃ ہو تو ایسی غذا تقویت بدن کے لیے نہایت عمدہ تدبیر ہی اسکو
غنیمت شمار کرنا چاہیے بشرطیکہ اندازہ سے زیادہ نکھائی جاوے کیونکہ زیادتی طعام کی خود
صحت کے واسطے سخت آفت ہی کہ موجب تخمہ اور ہیضہ اور دیگر امراض کا ہوتی ہی۔ اور اگر
غذا جید الجوہر ہو مگر لذیذ ہو وہ بھی بہ نسبت غذا جید الجوہر غیر لذیذ کے بہتر ہی اسی لیے شیخ نے کہا ہی
قرب غذاء مالوف فیہ مضرۃ ما ہو اوفق من الفاضل الغیر المالوف۔ کیونکہ جب طبیعت بسبب لذت غذا
اور رغبت تمام کے اسپر متوجہ ہوتی ہی تو معدہ بھی بشوق تمام اسپر شامل ہوتا ہی پس ہضم بخوبی ہوتا ہی
اور ضرر قلیل غذا کا اصلاح سے بدل جاتا ہی ایسی غذا سے نصیب کامل اعضا کو بلا مضرت پہونچتا ہی
الغرض غذاے شدید الضرر غیر لذیذ سے اگرچہ جید الجوہر ہی ہو پرہیز لازم ہی اور قلیل الضرر لذیذ کے
کھانے کا کچھ مضایقہ نہین کہ بنا بر لذت کے حکم غذاے صالح کا رکھتی ہی اور معلوم رہے کہ ہر شخص
اور مزاج کے لیے غذاے موافق اور مشاکل مقرر ہی اور رعایت اسکی لازم ہی پس جس شخص کو
بعض اطعمہ جید الجوہر سے ضرر ہوتا ہو اسکا ترک واجب ہی اور دوسری غذاؤن جید الجوہر سے مشغول
ہونا لازم کیونکہ احوال طبیعت کے مختلف ہوتے ہین اور متابعت اسکی امور غیر منافی مین غیر ضروری ہی

اور چونکہ عادت کو اس امر میں دخل تمام ہے کہ العادۃ طبیعۃ ثانیۃ۔ اسیلیے رعایت اسکی بپر ضرور ہے
مثلاً جس شخص کو شب و روز میں دو دفعہ کھانے کی عادت ہو اسکو ایک دفعہ کھانا موجب ضعف قوت
ہے ایسے شخص کا اگر ہاضمہ ضعیف ہو جائے تو اسکو مناسب ہے کہ غذا میں کمی کرے لیکن اپنی عادت
سے (کہ دو دفعہ کھاتا ہے) منہ نہ پھیرے۔ اور ایسا ہی جس شخص کو عادت ایک وقت کھانے کی ہے
اسکو دو وقت کھانا نچاہیے کہ ضعف اور کسل اور سستی وغیرہ لاتا ہے اور کئی ایک آفات
اسپر مرتب ہوتے ہیں مگر جب عادت ثانی مستقر ہو جاوے تب یہ عوارض مرتب نہین ہوتے
جیسا فصل پنجم مین بیان ہو چکا ہے قاعدہ دوم اس بیان مین کہ اغذیہ مختلفہ ایک کھانے
مین جمع کرنے کا کیا حکم ہے۔ آیا جائز ہے یا ممنوع۔ مخفی نہ رہے کہ اختلاف دو قسم پہ ہے۔ ایک یہ کہ
اختلاف طعم یا کسی اور کیفیت مین ہو با وصفیکہ ہضم مین متحد ہوں خواہ دونوں سریع الہضم ہوں
یا بطی الہضم پس اجتماع ایسے مختلف طعاموں کا جائز بلکہ مطلوب ہے کیونکہ جو غذا شور یا تیز ہے مصلح
غذاے چرب کا ہوتی ہے اور بالعکس بھی۔ اور ایسا ہی جو غذا ترش ہے مصلح غذاے شیرین
کا ہوتی ہے اور اسکا بر خلاف بھی ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ اختلاف ہضم ہو چنانچہ ایک غذا سریع الہضم
ہو اور دوسری بطی الہضم۔ جیسا گوشت گاو کو گوشت مرغ اور دیگر طیور خفیفہ سے ایک کھانے میں
جمع کریں ایسے مختلفین کو ایک کھانے مین جمع کرنا غیر مجوز ہے۔ اور غذاے شدید الغلظ کو
لطیف سے جمع کرنا بھی یہی حکم رکھتا ہے لیکن اگر مخالفت قلیلہ ہو تو غلیظ از غیر شدید الغلظ کو
اول اور لطیف کو اسکے بعد متصلاً کھاوین تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ ہضم قعر معدہ مین قوی تر ہے
اسیلیے غلیظ جلدی ہضم ہو جائیگا پس غلیظ اور لطیف معاً ہضم ہو جائینگے وہو المطلوب۔ اور
اگر غذاے شدید الغلظ کو اول نوش کریں اور بعد اسکے متصلاً غذاے لطیف کھاوین تو یہ نا روا ہے
کیونکہ غذاے لطیف جلدی ہضم ہو جائیگی اور غلیظ ابھی تک غیر منہضم ہوگی پس کیلوس
غذاے لطیف کا بسبب حیلولۃ کیلوس غذاے غلیظ کے جگر مین نافذ نہوگا اور غلیظ اسکا بھی بباعث
عدم امتیاز کے طرف امعا کے گریگا اور ہر دو خراب ہو جائینگے اور بسبب توقف طویل کے غذاے ثانی کو
بھی خراب کریگا۔ اور ایسا ہی اگر اول غذاے لطیف کھاوین اور بعد اسکے غلیظ کو تناول کریں یا ہر دو کو
نوش جان فرماوین تب بھی ہضم فاسد ہو جائیگا کیونکہ بعض اجزاے ماکول مین ہضم پیشتر اور بعض
مین متاخر ہوگا حالانکہ امر مستحسن یہ ہے کہ اتمام ہضم کا سائر اجزاے ماکول مین بسبیل تساوی اور
تشابہ ہو تاکہ طبیعت بعد کمال ہضم معدی کے صفوت کیلوس کو طرف جگر کے دفع کرے لیکن اگر غذاے غلیظ تر

کو اول کھاوین اور وہ جب قعر معدہ مین پہونچ جاوے اور نیم پخت ہو جاوے تب غذاے لطیف نوش
کرین چنانچہ تمامی ہضم مین دونون متحد ہون تو اسمین ضرر کثیر متصور نہین - کذا قال شارح الاسباب اور قول
فیصل بابت اس مسئلہ کے قاعدہ پنجم مین ابھی آتا ہے اور اگر یہ کہو کہ طعامین مین تداخل منہی عنہ ہے
و ہذا ہو التداخل خفیف لایکون فیہ ضرر کثیر وقد قال الشاعر ۔ ولیس علی النفوس اشد تعبا ؛ من ادخال
الطعام علی الطعام ؛ تو جواب اسکا یہ ہے کہ تداخل مذموم تر وہ ہے کہ ہضم تام ایک غذا کا پیشتر ہوا اور دوسری
کا بعد ازان ہو - اور اسکی صورت یہ ہے کہ اول ایک غذا کھاوین اور بعد عرصہ کے جب وہ نیم پخت
ہو جاوے تو دوسری غذا اسی جنس کی یا اس سے غلیظ تر نوش کرین پس ہضم تام غذاے اول کا
ہضم تام غذاے ثانی سے متقدم ہوگا - تقدما معتدا بہا اور یہ معنی بسبب تحیر طبیعت کے موجب
فساد ہونگے - بخلاف تداخل مذکور کے کہ بعد نیم پخت ہونے غذاے غلیظ کے غذاے لطیف نوش کریں
اسلیے کہ جب غذاے غلیظ ہضم ہوگی لطیف بھی ہمراہ اسکے ہضم ہو جائیگی اور بموجب اتحاد فی الہضم
کے طبیعت بھی حیران نہوگی - ہان اگر غذاے غلیظ اول پیٹ بھر کھائی جاوے اور بعد اسکے
غذاے لطیف زیادہ حاجت سے کھاوین تو یہ باعث تحیر طبیعت ہے لکنہ خارج عن البحث معلوم
کرنا چاہیے کہ بعض چیزین ایسی ہین کہ اہل تجربہ نے حکماے ہند وغیرہ سے انکو جمع کرنا موجب ضرر تصور
کیا ہے اور اس جگہ جو مسائل متفق علیہ اطبا ہین وہی ذکر کیے جاتے ہین ساوہ حجت تو یہ انپر تجربہ حکما ہے
اگرچہ بعض مسائل مقوی بدلیل عقلی بھی ہو سکتے ہین - واضح ہو کہ مولی کو ہمراہ جغرات و پنیر
کے ہرگز جمع نہ کرنا چاہیے - اور ایسا ہی غذاے حصرمیہ کو ساتھ اسفیداج کے - اور ایسا ہی
دودھ کو ساتھ ترشیون کے جمع نہ کرنا چاہیے کیونکہ ترشی سے دودھ جمتا ہے کما ہو مشہور فی المعاجم
اور دودھ کا معدہ مین منجمد ہونا محدث فساد ہے - مگر قرشی نے لکھا ہے کہ سزاوار یون ہے کہ ممانعت
اجتماع حموضات کی دودھ تازہ کے ساتھ ہو کیونکہ دہی کو بسا اوقات لوگون نے حموضات سے
جمع کیا ہے اور ضرر معتد بہ اُس سے ظاہر نہین ہوا - اور ایسا ہی دودھ کو مچھلی کے ساتھ جمع نفرماوین کیونکہ
محدث امراض مزمنہ مثل جذام اور برص اور قولنج وغیرہ ہوتا ہے - اور ایسا ہی دہی کو گوشت طیور سے
جمع نہ کرین مگر قرشی نے لکھا ہے کہ اگر دہی کو گوشت مذکور کے ساتھ پکاوین تو قلیل المضرت ہوگا -
اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جن چیزون مین جمع کرنا ممنوع ہے انسے المضر ہونا اس بات پر موقوف
ہے کہ ہر ایک کو بانفرادہ کھایا جاوے اور معدہ مین جاکر باہم مختلط ہون لیکن اگر خارج مین انکو ملا کر
پکاوین یا انکو خارج مین اسطور سے آمیزش کرین کہ ایک ذات ہو جاوین تو اغلب یہ ہے کہ ضرر

کم ظاہر ہوگا مگر پھر بھی پرہیز لازم ہے جرأت نہ کرین - اور ایسا ہی ستو کو چاولون پر نکھاوین کیونکہ یہ نفخ اور قولنج کا باعث ہے - اور نیز چاولون کو سرکہ سے جمع نہ کرین - اور جو کچھ سرکہ سے تیار کرین جیسے اچار وغیرہ اُسکو بھی چاولون سے جمع نہ کرین لیکن چاول کو ساتھ گوشت اور روغن گاؤ کے پکاوین جسکو پلاؤ کہتے ہین کہ اس حکم سے خارج ہین - لان الدسومۃ تصلح الحموضۃ - اسیلیے اکثر معتدل مزاج اور پاک طبع سرکہ کو پلاؤ کے ساتھ کھاتے ہین اور کچھ ضرر نہین پاتے مگر پھر بھی احتراز اولی ہے - اور ایسا ہی انگور کو کلہ پاچہ پر تناول نہ کرین اسیلیے کہ اس سے درد معدہ وغیرہ آفات پیدا ہوتے ہین - اور ایسا ہی انار کو ہریسہ پر نہ کھاوین اور اگر اول ہریسہ کھا کے جاوین اور بعد اسکے چاول - یا اول انار کھاوین بعد اسکے ہریسہ یا اول انگور تناول کرین اور بعدہ کلہ پاچہ تناول کرین تو کچھ خوف نہین کما نص علیہ الحکیم محمد سعید فی شرح الموجز - اور ایسا ہی کبوتر ہمراہ پیاز اور لہسن اور خردل کے ایک وقت نکھاوین - اور گوشت نمک سود ہمراہ سرکہ اور سیر کے نہ کھاوین - اور شہد اور خربزہ ایک وقت مین استعمال نہ کرین اور لہسن اور پیاز بھی ایک جگہ جمع نہ کرین اور فندق اور بادام کھانے مین اکٹھا نہ کرین - اور دودھ اور شراب کو جمع کرنے سے نقرس پیدا ہوتا ہے اور پیاز زیادہ کھانا کلف اور دوار لاتا ہے - فائدہ جلیلہ ترکیب ایک چیز کی دوسری چیز سے دو حال سے خالی نہین ایک یہ کہ ہر دو مماثل ہون جیسے ترکیب اغذیہ غلیظہ کی ساتھ غلیظہ کے اور لزجہ کی ساتھ لزجہ کے اور لطیفہ کی ساتھ لطیفہ کے اور مانند اسکے - دوم یہ کہ ہر دو مختلف ہون خواہ اختلاف من جہتہ التضاد ہو جیسے تالیف اغذیہ لطیفہ کی ساتھ غلیظہ کے خواہ من جہتہ غیر التضاد ہو جیسے تالیف اغذیہ غلیظہ کی لزجہ سے لان بینہما مخالفۃ غیر مضادۃ - الغرض تحریر سابق سے معلوم ہوا کہ تالیف اور ترکیب مختلفات اور متضادات کی منہی عنہ ہے - لاختلاف ہضمہما کما مر - اور فساد اسکا بہت ہے - اسی لیے بعض قدماء اطبا غایت احتیاط سے نان کو گوشت سے بھی جمع نہ کرتے تھے اور چیزون کا تو کیا ذکر ہے - وے ایک وقت روٹی اور دوسرے وقت گوشت کھاتے تھے - باقی رہی یہ بات کہ تالیف مماثلات کا کیا حکم ہے وہ یہ ہے کہ دیکھنا چاہیے کہ تالیف غذا کی دو لطیف سے ہے یا دو غلیظ سے پس اگر دو لطیف سے ہے تو ہرگز کچھ مضایقہ نہین چنانچہ گوشت طیور خفیفہ کا ایک جگہ کھایا جاتا ہے - اور تالیف مماثلات کی اگر دو اغذیہ غلیظہ یا لزجہ سے ہو تو نہ کھانا چاہیے کیونکہ غذاے غلیظ اور لزج فی حد ذاتہ صاف طبعون مین خلل پیدا کرتی ہے

پس جب دو غلیظ یا دو لزج باہم جمع ہونگے تو کسقدر مضار پیدا ہونگے ہان اگر دو غلیظون کو باہم ایسا امتزاج دین کہ حکم طعام واحد کا حاصل کرین تو اس صورت مین ممکن ہی کہ ضرر اغذیہ مختلط غلیظہ کا زیادہ ضرر ایک غلیظ سے نہو مگر پھر بھی احتراز مناسب ہی۔ معلوم کرنا چاہیے کہ منجملہ اغذیہ ممتنع الاجتماع اغذیہ مذکورہ ذیل ہین اول بعض اغذیہ کہ حرارت مین متماثل ہون جیسے کبوتر کو لہسن سے جمع کرنا۔ دوم بعض اغذیہ کہ برودت مین متشابہ ہون مثل خیار کے ساتھ غذاے مضیرہ اور دوغبا کے۔ سوم بعض اغذیہ جو لزوجت مین مشاکل ہون جیسے پنیر تازہ کو ساتھ مچھلی کے۔ چہارم بعض اغذیہ جو کہ سرعت فساد مین متماثل ہون جیسے دودھ کو ساتھ خربزہ کے۔ الحاصل جو غذا حالت افراد مین فاسد الجوہر ہو اسکو اسکے مثل سے جمع کرنا لامحالہ باعث مزید فساد ہوگا۔ اور اجتماع غلیظ کا ساتھ غلیظ کے اور لزج کا ساتھ لزج کے بھی اسی قبیل سے ہی غرض یہ کہ متماثلین فی اللطافت کو جمع کرنا کچھ مضائقہ نہین اور باقی تمام ضرر سے خالی نہین کسی مین ضرر کم اور کسی مین زیادہ ہی

قاعدہ سوم غذاے مطلق کے وصف اور مدح کے بیان مین۔ اور نیز اختلاط توابل اور اغذیہ فاضلہ کے بیان مین۔ جو اشخاص حفظ صحت کے طالب ہون انکو لازم اور ضرور ہی کہ سواے غذاے مطلق کے اور کچھ نہ کھاوین۔ اور غذاے دوائی کی طرف ہرگز میل نہ کرین مگر بطور علاج اور تقدم بالحفظ کے مجوز ہی۔ اور تعریف غذاے مطلق اور غذاے دوائی کی بیان ہو چکی ہی۔ ہان ملانا گرم مصالح کا غذا مین اصلاح طعام کے لیے کچھ مضایقہ نہین بشرطیکہ قلیل المقدار ہون اور غرض مصالحات ملانے سے یہ ہی کہ غذا لذیذ اور مزہ دار ہو جاوے پس اگر سواے ملانے مصالحات کے لذیذ ہو جاوے تو انکی کچھ حاجت نہین۔ چونکہ التذاذ اور مزہ حسب مزاج ہر ایک شخص کے متفاوت ہوتا ہی حکم غذا ہر ایک کا اسکے مزاج پر موقوف ہی۔ بہترین اغذیہ مطلقہ کا گوشت اور نان ہی جو شخص معتدل مزاج اور معتاد اسکا ہو ورنہ جو شخص چاول کا معتاد ہو اسکے لیے چاول ہی غذا عمدہ اور بہتر ہی۔ اور گوشتون مین سے عمدہ گوشت بکرہ اور بزغالہ اور گوسالہ اور مرغی کا ہی لیکن مناسب ہی کہ بکرہ یک سالہ ہو کیونکہ جو بہت چھوٹا ہوگا بلغم پیدا کریگا۔ اور گوشت گوسالہ اور بزغالہ کا بکرۂ یک سالہ سے بہتر ہی کیونکہ وہ معتدل ہین۔ مرغی کا مزاج گرم تر اور قلیل الرطوبت ہی بہتر مرغی وہ ہی جسنے انڈے نہ دیے ہون اور عمدہ مرغا وہ ہی جسنے بانگ نہ دی ہو اور چوزہ مرغ یعنی چوجے بغایت لطیف ہین اور تقویت بدن پر کم مدد کرتے ہین بعض اصحاب سکوجے اور کسی کے

فارسی ۱۲ منہ
۵۴ بالضرور ۱۲
۵۵ یعنی وہ دو غذائین کہ لطافت مین متماثل ہون ۱۲
۵۶ مصالح طعام کے مثل زیرہ اور لونگ اور مرچ وغیرہ کے ۱۲

موافق نہین اور مرغی سے معتدل ہین لیکن مرغی مین غذائیت زیادہ ہی۔ اور شیخ نے لکھا ہی کہ طیہوج
خشک اور حابس ہی اور چوچہ رطب مطلق ہی۔ اور بہترین مرغی بھنی ہوئی وہ ہی جسکو شکم بزغالہ
یا بکرہ مین بریان کیا ہو کہ اسطرح رطوبت اُسکی محفوظ رہتی ہی۔ اور شوربا نہایت عمدہ غذا ہی اگر اُسمین
پیاز ڈالی جاوے تو ریح اُس سے دور ہوتی ہی اور قوت باہ کے لیے مفید ہی اور اگر پیاز سے
خالی ہو تو ریح پیدا کرتا ہی اسی واسطے پیاز کا گوشت مین ڈالنا لازم گنا گیا ہی جیسا متعارف ہی
اور شوربا اُس گوشت سے مراد ہی کہ بہت پانی مین نمک ڈالکر پکایا جاوے اور بعد پکانے کے
سب پانی معتدل المقدار باقی رہے اُسکو تناول کرین جیسا معروف ہی۔ جاننا چاہیے کہ مضرت
نان خمیر منہضم کی زیادہ ہی اور مضرت گوشت غیر منہضم کی اُس سے کمتر ہی اور مضرت چاول
غیر منہضم کی بین بین ہی قاعدہ چہارم غذاے دوائی کے بیان مین۔ اور نیز اس بیان مین
کہ صحیح المزاج کو اُس سے پرہیز لازم ہی اور بھی اُس سوال کا جواب جسمین فضیلت غذاے دوائی کی
غذاے مطلق پر معلوم ہوتی ہی۔ اور بیان اُسکا کہ تداخل بضرورت جائز ہی۔ پوشیدہ نہ رہے کہ
جو کچھ جنس بقول یا اقسام غذا کی سے ہی وہ غذاے دوائی ہی ایسی چیزون کا استعمال کرنا صحیح
معتدل کو مستحسن نہین مگر بسبیل تقدم بالحفظ جیسا اوپر گذر چکا ہی۔ ہان جن لوگون کے
مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہون اُنکے لیے استعمال غذاے دوائی کا کہ اُنکے مزاج کے مخالف
ہو مناسب ہی اسی لیے ایسی چیزون کا کھانا مروج ہوا ہی۔ لوفور وجود المنحرفین و عدم تضررہم
بہا بشرط استعمال التضاد۔ اور میوجات سے انگور پختہ اور انجیر پختہ مشابہ تر ہی۔ چونکہ اُنمین
غذائیت زیادہ ہی اسلیے اُنسے حصول ضرر کمتر متوقع ہی۔ اور ایسا ہی خرما سے ترجن
شہرون مین کھانا اُنکا مروج ہی قریب بغذاے حقیقی ہی اور سوا اُنکے اور کوئی میوہ اُنکے مرتبہ کو
نہین پہونچتا ہی اور کئی میوجات ایسے ہین کہ موجب عفونت خون اور ردی الاستحالہ ہین
چنانچہ اسی قسم سے شفتالو اور زرد آلو ہین سوال یہ بات ثابت اور محقق ہی کہ گوشت عمدہ
ترین اغذیہ ہی اور نیز یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہی کہ تمام گوشت گرم ہین اور بدن کو بھی
گرم کرتے ہین پس جسقدر اغذیہ دوائیہ ذی حرارت مین مضرت ہوگی اُسی قدر اُسمین
بھی پائی جائیگی سوال یہ امر بھی معلوم اور متیقن ہی کہ اغذیۂ دوائیہ معتدل مزاج اور
مصلح حال مزاج ہین اور بعضا لبعض اُنہین سے لذیذ تر اور مزہ دار ہوتی ہین۔ اور بیان ہو چکا ہی
کہ جو لذیذ تر ہو نافع اور مرغوب تر ہوتا ہی۔ یہ تمام امور اُسی کے مقتضی ہین کہ

غذاے دوائی غذاے مطلق سے بہتر ہی اور ہرگز ضرر نہین کریگی جواب اول کا یہ ہی کہ گوشت
اگرچہ گرم ہی لیکن گرمی اُسکی بغایت کم ہی پس معتدل مزاج مین ایسا اثر نہ کریگا جو کہ
اعتدال سے خارج ہو۔ علاوہ بران یہ بھی ظاہر ہی کہ جب تک گوشت ماکول ہضم ہو کر
جزو بدن ہوگا اُس عرصہ مین گوشت بدن کا بھی کسی قدر کم ہو جائیگا۔ اور جسقدر گوشت
بدن سے کمتر ہو جائیگا اُسی قدر حرارت اور رطوبت بھی کم ہو جائیگی۔ اور رطوبت مستحصلہ
گوشت ماکول سے اُسکا جبر نقصان کریگی اور حرارت زائدہ نہ کریگی۔ جواب ثانی کا یہ ہی
چونکہ اس جگہ کلام معتدل مزاجون مین ہو رہا ہی اسلیے تمسک فضلیت غذاے دوائی پر
تعدیل کے لحاظ سے مستحسن نہین کیونکہ تعدیل اُسکی غیر معتدل مزاجون مین ہوتی ہی
وہ بھی بشرط تضاد مشروط ہی کما مر آنفا لیکن معتدل مزاجون مین تعدیل کا تو کیا ذکر ہی
بے اعتدالی کا موجب ہی اور معہذا حصول تعدیل اغذیہ حقیقیہ مین امتزاج بعض مصلحات
سے بھی ہو سکتا ہی چنانچہ مشہود ہی کہ غذاے رمانیہ محروری مزاج مین اور مزورہ مبرودی
مزاجون مین باوصف تغذیہ تام کے تعدیل بھی کرتی ہی۔ پس فضیلت کا باعث تعدیل
نہین ہو سکتی۔ اور ایسا ہی لذت بھی باعث فضیلت غذاے دوائی کا نہین ہو سکتی
کیونکہ غذاے حقیقی بھی اختلاط مصلحات سے لذیذ ہو سکتی ہی جیسا متعارف ہی اور
بالفرض اگر غذاے دوائی لذیذ تر ہوگی پھر بھی غذاے حقیقی سے بہتر نہوگی کیونکہ جو فضیلت
غذاے حقیقی سے مطلوب ہی وہ غذاے دوائی مین نہین آور وہ یہ ہی کہ اکثر اجزا اُسکے
بدل ما یتحلل ہو جاوین اور یہ معنی غذاے حقیقی کے غیر مین نہین پائے جاتے۔ کیونکہ غذاے
حقیقی اور غذاے دوائی مین اس فضیلت مین بہت فرق ہی اسلیے کہ غذاے دوائی قلیل التغذیہ
ہی۔ اور ظاہر ہی کہ ذی لذت ہونا اُسکا تمام مضار کو رفع نہین کر سکتا نہایت اُسکی یہ ہی
کہ بسبب استلذاذ طبع کے مضار مین قلت واقع ہوگی وہو امر آخر۔ معہذا امزجہ معتدلہ
صحیحہ مین محدث کیفیت زائدہ ہی جو کہ اعتدال سے مزاج کو خارج کرتی ہی۔ اسی لیے
اطبا نے لکھا ہی کہ زمان صحت مین معتدلون کو پرہیز اُس سے لازم ہی۔ اور اگر اُسکے
کھانے مین خطا ہوئی ہو تو جلدی اُسکا تدارک کرنا چاہیے اور سکوتی اور اسہال اور دیگر
تدابیر سے نکالنا چاہیے یا اُسکی اصلاح استعمال اغذیہ مناسبہ سے کرین اگرچہ بسبیل
تداخل ہو چنانچہ تشریح اُسکی قاعدہ نہم مین آتی ہی کیونکہ ہرچند تداخل ممنوع ہی اور مذموم

بلکہ جبکہ اُسکی مباشرت مین کسی ضرر قوی سے امن ہو تو اُس صورت مین تداخل مجوز ہی - لان الضرورات تبیح المحظورات قاعدہ پنجم ترتیب غذا مین - معلوم کرنا چاہیے کہ حافظ صحت پر واجب ہی کہ غذا مین ترتیب مرعی رکھے - مخفی نہ رہے کہ بعض اطبا تقدیم لطیف کی غلیظ پر واجب جانتے ہین اور بعض اسکا عکس ضروری مانتے ہین اور ہر ایک کی دلیل علیحدہ ہی - فرقہ اول کی دلیل یہ ہی کہ اگر غلیظ اول کھائین تو لطیف بسبب عدم نفوذ کے فاسد ہو جائیگی اور غلیظ کو بھی فاسد کریگی اسلیے تقدیم لطیف کی غلیظ پر واجب ہی اور فرقہ ثانی کی حجت یہ ہی کہ ہضم قعر معدہ مین بہ نسبت فوق معدہ کے زیادہ ہی پس بسبب غلیظ کو اول کھانے کی تاثیر ہضم قوی کی غلیظ مین ہوگی اور فعل ہضم ضعیف کا لطیف مین ہوگا اور ہر دو یعنی غذاے لطیف اور غلیظ ہضم مین متشابہ ہونگے وہذا ہو المقصود - اسلیے تقدیم غلیظ کی لطیف پر واجب ہی - اور قرشی رح نے محاکمہ بین القولین کر دیا ہی تاکہ اختلاف دور ہو اور وہ یہ ہی کہ اگر غلیظ اور لطیف مین صرف اسقدر تفاوت ہو کہ قعر معدہ غذاے غلیظ کے ہضم مین کافی ہو سکتا ہی اور ہضم غذاے لطیف کا (جو فوق معدہ مین ہی) ہضم غذاے غلیظ سے (جو کہ قعر معدہ مین ہی) متساوی اور متشابہ ہو سکتا ہی پس لا محالہ تقدیم ایسے غلیظ کی لطیف پر ضروری ہی اور اگر اُنکے درمیان تفاوت اور فرق بہت ہی کہ قعر معدہ ہضم غذاے غلیظ کے لیے تدارک نہین کر سکتا تو اُس صورت مین تقدیم لطیف کی غلیظ پر واجب ہی اور یا تاخیر لطیف کی اُسقدر لازم ہی کہ غلیظ معدہ مین نیم پخت ہو جاوے پس اس حالت مین اگر لطیف کو بعد غلیظ کے کھاوین تو دونون باہم ملکر متشابہ فی الہضم ہو جائینگے - اور بعض اطبا وجہ تطبیق اور توفیق بین القولین یہ لکھتے ہین کہ حکم تقدیم ہر واحد کا بھوک پر موقوف ہی - کیا معنی اگر بھوک بدرجہ اعتدال ہو اور حد افراط تک نہ پہونچے تو واجب ہی کہ غذاے لطیف کو غلیظ پر مقدم رکھین - اور اگر تفاوت غذاے لطیف اور غلیظ مین بقدر تفاوت ہضم اعلی اور اسفل معدہ کے ہو تو اس صورت مین تقدیم غلیظ کی مستحسن ہی - اور اگر بھوک بدرجہ غایت اور افراط ہو اور معدہ غذا سے خالی ہو اور بسبب بھوک کے انصباب صفرا کا فم معدہ پر ہو تو ایسی صورت مین غذاے غلیظ کو لطیف پر مقدم کرین - دلائل ہر ایک کے اپنی جگہہ پر مذکور ہین بخوف طوالت اس جگہہ نہین ذکر کیے گئے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ صرف نان خشک کھانا معدہ کو خراب کرتا ہی اور رطوبت اُسکی خشک اور قوت کو ساقط اور رنگ چہرہ کا فاسد کرتا ہی - اور یہ جو منقول ہی کہ حکماء قدما ایک وقت نان صرف کھاتے تھے اُس سے یہ مراد ہی کہ بدون گوشت کے کسی شیرینی مناسب کو استعمال کرتے تھے

حاشیہ: سطر ۱ کیونکہ ضرورتین ممنوعات کو مباح کر دیتی ہین ۱۲ — سطر ۲ رعایت ۱۲ — سطر ۳ اسفل ۱۲ — سطر ۴ اعلی ۱۲ — سطر ۵ مقصود وہی ہی ۱۲ — سطر ۶ فیصلہ دونون قولون — سطر ۷ پیٹ ۱۲ یعنی ... — سطر ۸ ... ۱۲

نہ یہ کہ صرف نان خشک کھاتے تھے کما نص علیہ القرشی فی شرح القانون - اور یہ واضح ہو کہ غذاے رقیق لغزندہ سریع الہضم کو غذاے سخت عسر الہضم کے ساتھ جمع کرنا ہرگز روا نہین تقدیم اور تاخیر اسمین سودمند نہین کیونکہ جب طعام لغزندہ معدہ سے امعا مین جلدی پہونچ جائیگا تو غذاے باقی بھی اسکے ساتھ ہی منزلق ہو جائیگی خواہ تقدیم ہو خواہ تاخیر - مگر یہ امتناع اسپر موقوف ہی کہ فاصلہ دونون غذاؤن مین بہت نہو کیونکہ اگر فاصلہ زیادہ ہوگا تو پھر کچھ ضرر نہین - اور یہ بھی مخفی نہ رہے کہ اگر دو غذاے متفق الہضم کا جنمین سے ایک شیرین ہو ایک جگہ کھانے کا اتفاق ہو جاوے تو غذاے شیرین کو مقدم کرنا ضرور ہی کیونکہ اعضا چونکہ خود شیرین ہین لہذا غذاے شیرین کو جلدی جذب کرینگے - اور اگر اسکا عکس کیا جاوے تو ضرور ہی کہ ہمراہ غذاے شیرین کے بعض اجزاے غیر شیرین غیر منہضم بھی منجذب ہو جاوین - اور یہ امر باعث فساد عظیم ہو - اگر یہ کہین کہ اسمین کچھ شک نہین کہ اجزاے غذاے حلو بھی جب غیر منہضم جگر مین جائینگے تو موجب فساد ہضم ہونگے کما قال الشیخ الغذاء الحلو تنشرہ الطبیعۃ قبل النضج والہضم فیفسد الدم پس غذاے شیرین کی تقدیم مین کیا فائدہ متصور ہی - اور نفوذ اجزاے غیر منہضمہ غذاے شیرین کا فساد اور افساد مین مشابہ اور مساوی نفوذ اجزاے غیر منہضمہ غذاے غیر شیرین کے ہوگا - تو جواب اسکا یہ ہی کہ بلاشک کثرت حلویات کی سدہ لاتی ہی اور خون کو فاسد کرتی ہی اسی واسطے اطبا کہتے ہین کہ جو لوگ حلویات زیادہ کھاتے ہین وہ جلدی جلدی فصد کے محتاج ہوتے ہین لیکن چونکہ شیرین غذائین محبوب اور مرغوب طبع ہین ضرر انکا زیادہ نہین ہوتا - بخلاف اغذیۂ غیر شیرین کے اگرچہ بطفیل غذاے شیرین کے منجذب ہون - لیکن چونکہ نامنہضم اور غیر مرغوب طبع ہین ضرر کثیر کا باعث ہونگی پس تاخیر انکی ضرور ہی اور تقدیم غذاے شیرین کی بیفائدہ نہوگی -

قاعدہ ششم - ان غذاؤن کے بیان مین جو سدہ کا موجب ہوتی ہین - جاننا چاہیے کہ موجبات سدہ بہت ہین لیکن اس جگہ صرف وہ اسباب بیان کیے جاتے ہین جنکا ارتکاب کثیر الوقوع ہی مخفی نہ رہے کہ اگرچہ کثرت حلویات کی بالذات مسدد ہی لیکن انکی تعقیب مین سدہ کا زیادہ خوف ہی لما مر فی القاعدۃ الخامسۃ آنفاً - اور قید کثرت کی اسلیے کی گئی کہ قدرے شیرینی بعد طعام کے کھانی باعث جودت اور عمدگی انہضام ہی - کیونکہ معدہ برغبت تمام اسپر مشتمل ہوتا ہی اسلیے شربت قندی بعد طعام پینا مجوز بلکہ بہتر ہی - اور ایسا ہی بعد طعام کے شراب بھی باعث سدہ ہی کیونکہ بالطبع سریع النفوذ ہی اسلیے ہضم طعام سے اول ہی جگر تک نفوذ

کر جائیگی اور معدہ مین سے قدرے اجزاے غذا شراب سے مختلط ہو کر اُسکے ہمراہ جائینگے پس اجزاے غذائی بباعث خامی کے محدث سُدہ ہونگے لیکن سدہ فی الحقیقت غذاے غیر منہضمہ سے ہوتا ہی اور شراب کو بغرض اختصار سدہ کہا گیا ہی اور سرعت نفوذ شراب اور سرعت نفوذ حلویات مین یہ فرق ہی کہ نفوذ اول کا بالذات ہی اور نفوذ ثانی کا بالعرض - وہو جذب الاعضاء قاعدہ ہفتم اس بیان مین کہ تناول بعض اغذیہ کا بعض حالات کے بعد منہی عنہ ہی - پوشیدہ نہ رہے کہ اب کوئی ریاضت متعبہ کیجاوے یا غضب مفرط عارض ہو یا کوئی غذا اور دوا نہایت مسخن معدہ کہائی جاوے - پس ایسے شخص کو اغذیہ سریع الفساد مثل ماہی وغیرہ کے نہ کہانی چاہیے کہ فاسد ہو کر اخلاط کو بھی فاسد کرتی ہین اسلیے اطبا لکھتے ہین کہ خربزہ کو مابین دو طعام ہونا کے کھانا چاہیے کیونکہ اگر سخت بھوک کی حالت مین اُسکو کھایا جاوے تو بسبب سریع الفساد ہونے کے قوت حرارت معدہ سے جلدی فاسد ہو جائیگا - اور ایسا ہی اگر مفرط الحرارت ہو اُسکو بھی کھانا ایسی غذاؤن کا نہ چاہیے یہی باعث ہی کہ بعض امزجہ حارہ مین اغذیہ غلیظہ جلدی ہضم ہو جاتی ہین اور اغذیہ لطیفہ فاسد ہو جاتی ہین جیسا عنقریب آتا ہی پس طبیب پر لازم اور واجب ہی کہ ہمیشہ متامل حال اور مزاج معدہ کا رہے اور ہر ایک شخص کی تدبیر موافق اُسکی عادت کے کرے اور اس جگہ تجربہ کو قیاس پر مقدم رکھے کیونکہ بعض ابدان اور امزجہ کے لیے خواص مقرر ہین کہ عقل کو اُسمین دخل نہین کما لا یخفی علی الماہرین قاعدہ ہشتم امزجہ اور احوال کے اختلافات اور مطابق اُسکے تدبیر کرنے کے بیان مین - جاننا چاہیے کہ بعض آدمی ایسے ہوتے ہین جنکے لیے تناول قابضات کی اول طعام کے حاجت ہوتی ہی اور یہ وہ لوگ ہین جنکے معدے سست ہون اور غذا اُسمین ٹھہر کر ہضم کے اول ہی جلدی باہر نکلجاتی ہو - اور بعض آدمی ایسے ہوتے ہین جنکو کھانا قابضات کا بعد طعام کے ضروری ہوتا ہی اور ایسے آدمی تین قسم کے ہوتے ہین - ایک وہ ہین جو بعد کھانے طعام کے قی کرتے ہین کیونکہ تناول قابضات کا بعد غذا اُسکے قی کو بند کرتا ہی - دوسرے وہ ہین کہ غذا اُنکے معدہ مین دیر رہتی ہی اُنکو کھانا قابضات کا بعد غذا کے بسبب گھونٹنے معدہ کے انحدار پر تحریک کرتا ہی تیسرے وہ لوگ ہین جنکے معدہ مین طعام متبخر ہوتا ہی اُنکو کھانا قابضات کا بعد غذا کے تصاعد بخار کو بند کرتا ہی اسیلیے دوار اور صرع اور سدر مین کھلانا کشنیز خشک کا بعد غذا کے لازم جانا گیا ہی تا تصاعد ابخرہ کو مانع ہو - اسی واسطے قرشی نے لکھا ہی کہ جس شخص کا فم معدہ ضعیف ہو اور ہم چاہین کہ اُسکو اشربہ مقویہ سے تقویت دین تو چاہیے کہ اُسکو اول غذا دین

اور بعد اُسکے اشربہ مقویہ پلاوین تاکہ ملاقات فم معدہ کی اشربہ مقویہ سے دیر تک رہے - ہان اگر تقویت
تمام معدہ کی منظور ہو تو اشربہ مقویہ قبل اغذیہ اور بعد اغذیہ کے دیوین - اور ایسا ہی جس جگہ
تعدیل معدہ کی درکار ہو تو افضل ہو کہ اشربہ معدلہ قبل اور بعد غذا کے پلاوین - اور بعض ایسے
لوگ ہوتے ہین کہ غذاے لطیف سریع الہضم اُنکے معدہ مین فاسد ہو جاتی ہو اور غلیظ ہضم
ہو جاتی ہو - اور یہ وہ لوگ ہین جنکے معدے زیادہ گرم ہین اور اغذیہ لطیف کو بہ سبب حرارت
قویہ کے فاسد کرتے ہین اور بعضون کا مزاج انکے برعکس ہوتا ہو قاعدہ نہم اغذیہ مناسبہ
ہر مزاج کے بیان مین - واضح ہو کہ سوداوی مزاج کو اغذیہ کثیر الرطوبۃ اور قلیل الحرارۃ درکار ہین
بشرطیکہ سوداے طبعی ہو اور اگر سوداے احتراقی ہو تو تدبیر بہت کرنی چاہیے اس صورت مین
اغذیہ دوائیہ کفایت نہین کرتین جیسا عنقریب بیان کیا جائیگا اور صفراوی مزاجون کو اغذیہ سرد
مناسب تر ہین - اور جنکے بدن مین خون گرم پیدا ہو اُنکو اغذیہ سرد اور قلیل الرطوبۃ کھانی چاہیین -
اور جنمین خون بلغمی ہو اُنکو اغذیہ قلیل الغذا اور ذی سخونت اور لطیف کھانی چاہیین انتباہ جسقدر
حسب المزاج کے تدبیرین لکھی گئی ہین کہ حفظ مزاج فقط اغذیہ دوائیہ سے کیا جاوے یہ سب اُس مزاج کے
مخصوص ہین جسمین اخلاط مذکورہ غالب ہون لیکن فاسد نہون پس جس جگہ سوء مزاج سازج بسبب غلبہ
خلط ہو یا سوء مزاج خلطی ہو لیکن وہ خلط فاسد بھی ہو تو اس صورت مین تدبیر اسکی ادویہ صرف سے
کرنی چاہیے اور اس جگہ صرف اغذیہ دوائیہ کفایت نہین کرتین لقوۃ السبب تنہا قاعدہ دہم
تدارک مضرت اغذیۂ دوائیہ کے بیان مین مخفی نہ رہے کہ جب اغذیۂ دوائیہ بسبیل خطا کھائی جاوین
تو احسن تدبیر یہ ہو کہ اُنکو قی یا اسہال سے دفع کرین - اور اگر ایسے کوئی میسر نہو سکے تو ضرور ہو
کہ اُنکی اصلاح مین کوشش کرین اور اصلاح اُنکی تین قسم پر ہو - ایک یہ کہ غذاے ماکول کے ہضم
کی طرف متوجہ ہون تاکہ جلدی منہضم ہو جاوے اور طبیعت پر تعب اور تکلیف نہ لاوے
اور یہ بات معلوم ہو کہ اغذیہ دوائیہ عسر الہضم ہوتی ہین اور تحلیل اُنکی طبع پر دشوار ہو -
دوسرا یہ کہ فضلہ غذاے مذکور کے نضج پر اعانت کرین کیونکہ معلوم ہو کہ ان اغذیہ سے فضول
بہت رہتے ہین اور طبیعت اُنکے نضج پر اگر قادر نہو گی تو کئی ایک امراض پیدا ہونگے - اور
چونکہ فضول کثیر المقدار ہونگے شاید ہو کہ طبیعت اُنکے نضج مین عاجز ہو جاوے پس اعانت
طبیعت کی نضج فضول کے لیے واجب ہو - تیسرا یہ ہو کہ منع تولد سوء مزاج مین جو کہ اغذیۂ
دوائیہ سے حادث ہوتا ہو سعی کرین - اور اسکی تدبیر یہ ہو کہ غذاے ماکول کے ہضم سے اول

جو اشیاء مضاد ہو ں کے ہوں استعمال کریں تا بسبب اختلاط کے کیفیت زائدہ ظاہر نہو اور تداخل اگرچہ منہی عنہ ہے لاکن اس جگہ بنا بر ضرورت جائز رکھا گیا ہے۔ نظراً الی الغرض العمدۃ پس جب ماکول مثلاً بارد ہو مثل خیار اور کدو کے تو تعدیل اسکی لہسن اور پیاز وغیرہ سے کریں۔ اور اگر ماکول گرم ہو تو تعدیل اسکی خرفہ اور خیار سے لازم جانیں اور اگر ماکول مسدد ہو تو مفتحات کا استعمال کریں اور بعد اسکے فاقہ کریں۔ الغرض تدارک اغذیہ دوائیہ کا اغذیہ دوائیہ مضاد سے کرنا چاہیے اور ادویہ صرف سے نہونا چاہیے۔ اور اگر استعمال اغذیہ مذکورہ ماکولہ سے خوف ضعف ہو تو اغذیہ دوائیہ سے تدارک کرکے ادویہ اور اشربہ مقویہ حسب مزاج بھی دیویں صرف اغذیہ ایمرہ کفایت نہ کریں مثلاً اگر اغذیہ گرم کھائی ہوں تو سکنجبین عسلی یا بزوری بہتر ہے اور اغذیہ باردہ میں ماء العسل یا شربت عسل اور کمونی نافع ہے۔ اور اغذیہ غلیظہ میں گرم مزاج کو سکنجبین قوی البزور اور سرد مزاج کو فلافلی اور فودنجی بہتر ہے قاعدہ یا دوہم تدارک فساد غذا کے بیان میں۔ خواہ کسی قسم کی غذا ہو یعنی خواہ غذا ے مطلق ہو خواہ غذا ے دوائی۔ جاننا چاہیے کہ جب کھانے میں زیادتی کیجاوے اور خوف امتلا ہو۔ یا غذا ماکولہ بسبب حرکت عنیفہ کے کہ بعد کھانے غذا کے واقع ہو مضطرب اور منتشر ہو۔ یا باعث بہت پانی پینے کے غذا معدہ میں شورش ہو تو ایسی صورت میں واجب ہے کہ فوراً قی فرماویں کیونکہ کوئی تدبیر اخراج غذا ے فاسد میں قی سے بہتر نہیں۔ اور اگر قی کا وقت نہ رہا ہو یعنی غذا معدہ سے فرو ہوکر امعا میں پہونچ گئی ہو۔ یا کسی اور مانع کے باعث قی کرنا متعذر ہو تو اسہال سے اخراج کریں پس اگر اسہال کے واسطے گرم پانی تھوڑا تھوڑا پینا کفایت کرے فہو المراد اُسی کو استعمال کریں اور خواب اختیار کریں جب تک دل چاہے سوتے رہیں کیونکہ دیر تک سورہنا اس جگہ سودمند ہے۔ اور اگر آب گرم کفایت نہ کرے یا میسر نہو سکے تو دیکھیں کہ طبیعت خود بخود دفع کرتی ہے یا نہیں اگر خود بخود موافق مطلب کے دفع کرے فبہا ورنہ کسی چیز مناسب سے امداد کریں مثلاً محرور المزاج کو اطریفل او رکنجبین وغیرہ تنہا یا ادویہ مناسبہ سے مخلوط کرکے مثل پودینہ مرقی کے دیویں۔ اور مبرود المزاج کو جوارش کمونی اور تمری اور شہریاران وغیرہ کھلاویں۔ اور عمدہ ترین اشیا اس موقع میں صرف صبر سقوطری ہے کہ بقدر تین نخود کے بعد طعام کے کھاویں۔ اور اگر صبر سقوطری نصف درم اور کندر نصف درم اور بورہ یعنی پاپڑی لون ایک دانگ باہم ملا کر حسب حاجت دیویں تو بہتر عمل کرتا ہے۔ اور نہایت عمدہ اس باب میں یہ ہے کہ قدرے افتیمون شراب کے ساتھ

دیوین - اور جب کوئی تدبیر انسے میسر نہو سکے تو ضرور ہی کہ خواب طویل کا حکم فرماوین اور ایک شب
و روز غذا نہ کھاوین اور جب قدرے تخفیف ہو تو حمام مین غسل کرین - اور تسکین تشنگی اور غذاے
عمدہ لازم جانین - اور اگر باوصف سب تدبیرون کے ثقل اور تمدد شکم اور کسل باقی رہے تب معلوم
کرنا چاہیے کہ مادہ داخل عروق ہی کیونکہ غذاے کثیر بالفرض اگرچہ معدہ مین ہضم ہوجاوے مگر عروق مین
خام رہتی ہی اور اُنمین تمدد پیدا کرتی ہی اور سستی اور اکڑنا اور جمائی کا موجب ہوتی ہی - اور
کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ نہایت تمدد سے عروق پھٹ جاتی ہین - اور یہ بات معلوم ہو کہ ہضم
عروق بہ نسبت ہضم معدہ کے ضعیف ہوتا ہی پس جب تک غذا معدہ مین کما حقہ ہضم نہو جاوے
تب تک عروق مین بخوبی ہضم نہین ہوتی - الغرض جب آثار امتلاء عروق دریافت ہووین تو مسہلات
قوی ترکہ مخرج مادہ داخلہ عروق ہوں دینے چاہیین انتباہ جب سن شباب گذر چکے اور قوی مین
ضعف نمودار ہو تو واجب ہی کہ غذا عادت سے کمتر کرین تا فضول اُسکے زائد ہوکر موجب احداث کسی
آفت کے نہون قاعدہ دوازدہم اس بیان مین کہ طعام پکانا کس کس برتن مین بہتر ہی اور کس کس
مین ممنوع ہی - اور نیز دیگر امور متعلقہ کے بیان مین - معلوم کرنا چاہیے کہ جو برتن جید الجوہر ہو طعام
پکانا اُسمین بہتر ہی اور وہ برتن سونے اور چاندی کا ہی - اور بعد اُسکے برتن لوہے کا ہی خصوصاً
جسکے غسل مین مبالغہ کیا گیا ہو اور زنگار اُسمین نہ لگا ہو اور اُسکو قلعی کروانا مانع زنگار ہی -
اور جاننا چاہیے کہ ایسی غذاؤن کا ہمیشہ استعمال مین لانا جو کہ طلائی برتنون مین تیار کیجاوین -
مقوی دل اور رافع توحش اور مزیل ضعف ہی - اور ایسا ہی جو کھانا کہ آہنی برتنون مین پکایا جاوے
مقوی مثانہ اور اعضاے تناسل ہی اور موجب نعوظ کثیر ہی بخلاف برتن مسی کے کہ طعام پکانا
اُسمین اچھا نہین خصوصاً اگرچہ دیر تک اسمین پکایا جاوے اور طعام کثیر الدہنیہ اور دواء المائیہ
یا ذی حموضت ہو - اور ایسا ہی روغن اور طعام چرب کہ دیر تک اُسمین رہا ہو نکھانا چاہیے
لتغیر طعمہ و حدوث کیفیتہ ردیۃ منہ - اگرچہ قلعی کروانے سے ضرر بالکل دفع نہین ہوتا لیکن بے قلعی سے
بمراتب قلیل المضرۃ ہی اسی لیے تجدید قلعی کو بہت تاکید کرتے ہین - اور استعمال ظروف قلعی
ناکردہ سے بہت منع کرتے ہین یہان تک کہ اکثر اطبا نے زعم کیا ہی کہ ایسے برتنون مین ہمیشہ
کھانا محدث جذام ہی العیاذ باللہ - اور میری راے مین یہ حکم مخصوص برتن مسی بے قلعی
سے ہوگا - اور برتن کانسے کا برتن نحاسی کا حکم رکھتا ہی - اور ظروف خاکی مین طعام پکانا جائز
بشرطیکہ زیادہ ایکبار سے نہ پکاوین - اور ظروف سنگین وغیرہ ہین کہ نرم ہووین زیادہ پانچ بار سے

نہ پکاوین کیونکہ اجسام ظروف مذکورہ کے متخلخل ہوتے ہین اور قدرے اجزاے طعام مطبوخ سے انکے مسام مین بند ہوکر متعفن ہو جاتے ہین پس جب دوسری مرتبہ اُنمین کھانا پکایا جاتا ہی تو اجزاے متعفنہ غذاے سابق کے طعام ثانی مین مختلط ہوکر اُسکو بھی فاسد او متعفن کرتے ہین۔ اور اطبا کا قول ہی لیس شئ یحدث الحمیات العفنۃ کما یحدث ہذا۔ وکذا یحدث الجرب القیحی وانواعا من الامراض بکل انسان بحسب غلظ الاخلاط ورقتہا وبحسب مایلزمہ من الدعۃ ومن التصرف والریاضۃ۔ الغرض برتن سفالین مین مکرر سہ کر پکانے سے پرہیز کرین لما مرانتباہ جب طعام پکا کر برتنون مین کھانے کے لیے ڈالا جاوے تو اُسکو سرپوش غربالی سے ڈھانپنا چاہیے تا ابخرہ دودی بند نہووین کیونکہ استرادابخرۂ مذکورہ کا طعام مین موجب احداث سمیت ہی۔ خصوصاً اگر مچھلی ہو یا اور مشویات ہون اور اثناے طبخ مین بھی سرپوش غربالی ہونا چاہیے تا ابخرے نکلتے رہین اور جن برتنون مین کھانا کھایا چینی اور آبگینہ سب سے بہتر ہی اور شرع مین بھی مرخص ہی بخلاف برتن سونے اور چاندی کے کہ شرعاً کھانا اُنمین ممنوع ہی **فصل ہفتم** ہضوم اربعہ کے بیان مین۔ چونکہ یہ مضمون بھی بحث اکل اور شرب سے تعلق رکھتا ہی کیا معنی کہ اکثر فوائد ماکولات ومشروبات کے ہضم پر ہی منحصر ہین لہذا ترک اُنکا نہ مناسب سمجھکر مختصر طور پر بیان کیا گیا ہی۔ مخفی نہ رہے کہ جو چیز بدن مین رکھنی ضرور ہی اور جسکا بدن سے نکالنا لابدی ہی حکیم مطلق نے ہر ایک کے لیے مدخل اور مقام اور مخرج اور ممبز مقرر کیا ہی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جب غذا بعد مضغ دہان کے اپنے مجرے سے گذر کر معدہ مین پہونچتی ہی جزو بدن ہونے تک چار جگہ نضج پاتی ہی جسکو اطبا کے اصطلاح مین ہضوم اربعہ بولتے ہین۔ ہر ایک جگہ خلاصہ اور فضلہ غذا سے جدا ہوکر ایک جگہ سے دوسری جگہ کو گون کے راستہ جاتا ہی خلاصہ تو بدن مین پیوست ہوتا ہی اور فضلہ بدن کے مخارج مقررہ سے باہر نکلتا ہی۔ اول ہضم معدہ مین ہوتا ہی اُسکو ہضم معدی بولتے ہین اور اُسکے خلاصہ کو کیلوس کہتے ہین اور ابتدا ہضم کی وقت مضغ لقمہ سے جب تک کہ غذا معدہ مین رہتی ہی ہوتی ہی۔ معدہ کی شکل اور صورت اسطور پر بیان کی گئی ہی کہ معدہ جسکو ہندی مین اوجھڑی کہتے ہین ایک عضو بشکل تھیلہ مانند کدوے دراز ہی۔ ایک منہ اُسکا حلق کے جانب ہی اُسکو فم معدہ کہتے ہین اور دوسرا منہ اُسکا ناف کی طرف ہی اُسکو قعر معدہ بولتے ہین پس جو چیز منہ کے راستہ سے شکم مین وارد ہوتی ہی وہ اول معدہ مین ٹھہر کر جوش کھاتی ہی اور بسبب حرارت ذاتیہ اور بکثرت سبب معدہ کے (جو کہ دل اور جگر اور اور دہ اور شرائین وغیرہ سے ہی) اور بباعث آمیزش

پانی کے باہم ملکر مانند آب کشک کے غلیظ ہوتی ہی لیکن اس ہضم مین صورت نوعیہ طعام کی متغیر نہین ہوتی یعنی غذا باوصف تغیر ظاہری کے اپنی شان اور شکل پر باقی رہتی ہی اور دلیل اسکی یہ ہی کہ جب کبھی کیلوس قی سے باہر آتا ہی تو جو کچھ کھایا تھا طعم اور مزہ اسکا قے سے پھر آتا ہی اور ہیئت اور صورت اسکی بھی باقی رہتی ہی بعد تمام اور اختتام ہضم اول کے لطیف اسکا عروق ماساریقا سے جگر کو جاتا ہی اور کثیف اسکا آنتون کے رستہ براز ہوکر نکلتا ہی جسکو ہندی مین گوہ کہتے ہین ۔ اور یہ فضلہ ہضم اول کا ہی ۔ اسکی صحت کی علامت چھٹے باب مین بیان کیجائیگی ۔ دوسرا ہضم جگر مین ہوتا ہی اسی لیے اسکو ہضم کبدی اور جگری کہتے ہین اور جگر ایک عضو لحمی ہی جسکو ہندی مین کلیجہ کہتے ہین یہ دائین پہلو مین ہوتا ہی اور خلاصہ ہضم اول کا جو معدہ مین ہوا ہی باریک رگون کے رستہ اسمین جاتا ہی ۔ اور وہان جاکر جوش کھاکر پکتا ہی اور صورت نوعیہ طعام کی بصورت اخلاط بدل جاتی ہی اسکے خلاصہ کو کیموس اور رطوبت اولیہ کہتے ہین پس اسوقت اسمین چار تفریق پیدا ہوتی ہین ۔ سو وہ چارون اخلاط ہین ۔ ایک صفرا کہ جھاگ اور پھین کے مانند ہوتا ہی وہ سب سے اوپر ہوتا ہی مزاج اسکا گرم و خشک ہی اور مکان اسکا اوعیہ صفرا یعنی مرارہ ہی ۔ دوسرا خون جو درمیان مین ہی کہ نہایت خوب پکتا ہی مزاج اسکا گرم و تر اور مکان اسکا دل ہی اور یہی عمدہ ترین اخلاط ہی تیسرے سودا کہ بطور دُرد اور تلچھٹ کے سب سے نیچے بیٹھتا ہی مزاج اسکا سرد و خشک اور مکان اسکا طحال ہی ۔ چوتھا بلغم جو بخوبی نہین پکتا مزاج اسکا سرد و تر اور مکان اسکے لیے کوئی خاص مقرر نہین ۔ اور قیام بدن کا انھین چار اخلاط سے ہی اصل تو خون ہی اور باقی تین خلط بطور مصالح کے ہین ۔ اور ہر ایک انمین سے طبعی اور غیر طبعی ہوتا ہی ۔ طبعی ہر واحد سے وہ ہی کہ جگر مین پیدا اور نافع بدن ہو ۔ اور غیر طبعی وہ جو اسکے برخلاف ہو ۔ اگر طبعی بھی درجہ اعتدال سے زیادہ ہو تو اسکو بھی غیر طبعی کہا جائیگا ۔ اور غیر طبعی اخلاط سے بھی باعث مرض ہوتا ہی ۔ خون طبعی وہ ہی کہ سرخ رنگ اور شیرین بے بو معتدل القوام ہو ۔ اور فائدہ اسکا تغذیہ بدن تنہا یا اخلاط سے ملکر اور تولید روح ہی ۔ اگر تمام یا کوئی ایک ان اوصاف سے متغیر ہو جاوے تو وہ خون غیر طبعی ہی ۔ اور خون عروق مین اور اخلاط سے ملکر ایک نوع نہین ہوتا بلکہ ہر ایک خلط علیحدہ علیحدہ مکان مین [illegible] ہوتی ہی اسلیے ہر ایک خلط اپنی اور [illegible]

چیکا ہاضمہ ۱۲

۵۲
مواد کا برتن ۱۲
۵۳ [illegible] ۱۲

سے مستفرغ ہوتی ہو اور ایک کے فساد سے دوسرے کا فساد نہین ہوتا ورنہ ایک کے استفراغ سے دوسرے کا استفراغ ہوجاتا اور ایک کے فساد سے دوسرے کا فساد لازم آتا۔ وہل ہذا الا دقہ عظیمۃ کما لا یخفی

فائدہ۔ معلم اول یعنی ارسطو نے کہا ہی کہ ہر ایک شی کا خون منجمد ہوتا ہی مگر خون اونٹ اور خرگوش کا نہین ہوتا۔ اور ہر حیوان کہ عظیم الجثہ ہی خون اسکا غلیظ ہی اور ہر حیوان خون اور دماغ اور دل اور حجاب رکھتا ہی اور بعض آدمیون کا خون رقیق اور پتلا ہوتا ہی یہان تک کہ عرق سے باہر آتا ہی اور بعضی قوام خون کا غلیظ ہوتا ہی یہان تک کہ منجمد ہوجاتا ہی جیسا محبذ وم من العیاذ باللہ۔ صفرا طبعی وہ ہی کہ سرخ زردی مائل اور خفیف اور تیز مزہ ہو۔ اور فائدہ اسکا یہ ہی کہ خون کو لطیف کرتا ہی تا بسبب لطافت کے مسالک مضیقہ مین گذر پاوے اور خون سے ملکر بعض اعضا کی غذا مثل ریہ کے ہووے۔ اور مرارہ سے امعا پر گرکر انسان کو پاخانہ کے لیے خبردار کرتا ہی۔ اور صفرا غیر طبعی پانچ قسم پر ہی۔ مرہ صفرا۔ صفرا محی صفرا محترقہ صفرا کراثی۔ صفرا زنگاری۔ مرۂ صفرا وہ ہی جسمین رطوبت قلیلہ ملے۔ صفرا محی وہ ہی جسمین رطوبت غلیظہ آمیز ہو۔ صفرا محترقہ وہ ہی کہ صفرا طبعی سودا قلیل غیر طبعی یعنی محترق سے مختلط ہوجاوے اور رنگ اسکا بسبب ملنے صفرا کے سودا سے مائل بسیاہی ہوتا ہی صفرا کراثی وہ ہی کہ بعض اجزا صفرا طبعی کے فی نفسہ جلکر اجزاے غیر محترقہ مین ملجائیں اور رنگ اسکا مانند پانی گندنا کے ہوتا ہی اور مزاج اسکا مشابہ سموم حادہ کے ہوتا ہی اور پیدایش اسکی معدہ مین ہوتی ہی۔ صفرا زنگاری وہ ہی کہ بالکل جلجاوے اور رنگت اسکی مانند زنگار کے ہوتی ہی مزاج اسکا بھی قریب زہر کے ہی اور پیدایش اسکی بھی معدہ مین ہوتی ہی یہ قسم تمام انواعون سے گرمتر ہی۔ اور احتراق خلط کا اس سے مراد ہی کہ اجزا رقیق اور لطیف تحلیل ہوجاوین اور صرف اجزا کثیفہ باقی رہجاوین۔ فی الحقیقۃ یہ قسم داخل صفرا کراثی ہی۔ لیکن قدرے تفاوت ہی وہ یہ ہی کہ اسمین احتراق زیادہ ہوتا ہی اسلیے رنگ زنگاری مائل بسفیدی ہوجاتا ہی۔ بلغم طبعی وہ ہی کہ مزہ اسکا شیرینی مائل معتدل القوام ہو اور صلاحیت خون ہوجانے کی رکھتا ہو۔ اور فائدہ اسکا یہ ہی کہ وقت فقدان غذا کے خون سے مستحیل ہوکر بدل ما یتحلل ہوجاوے اور مفاصل کو تر رکھے اور بعض اعضاؤن کی غذا مین مانند دماغ اور نخاع کے داخل ہو۔ اور غیر طبعی مزہ کی جہت سے پانچ قسم پر ہی۔ مالح۔ حامض عفص تفہ۔ حلو۔ بلغم مالح یعنی شور وہ ہی کہ صفرا محترقہ ملنے سے نمکین ہوجاوے اسکو بلغم صفراوی

اور نہین ہوگا
وقت عظیمہ
جیسا نہین
پوشیدہ ۱۲ منہ

بھی کہتے ہین اور مزاج اسکا صفراء کے مزاج سے قریب ہی۔ حامض وہ ہی کہ حرارت ضعیفہ کے
عمل کرنے سے ترش ہوجاوے اور طبیعت اسکی یبوست اور برودت پر مائل ہی۔ عفص وہ ہی
کہ بہ سبب ملنے سوداء کے مزہ اسکا کسیلا ہوجاوے وہ بھی مائل بہ برودت اور یبوست ہی اور تمام
اصناف سے کثیف تر ہی۔ تفہ وہ ہی کہ آمیزش اجزاے مائیہ سے پھیکا ہوجاوے اور یہ تمام قسام
سے خام اور سرد ہی۔ بلغم حلو وہ ہی کہ بسبب آمیزش قدرے خون کے مزہ اسکا شیرین
ہوجاوے۔ اور بلغم قوام کی راہ سے بھی پانچ قسم پر ہی مائی اور زجاجی اور جصی اور مخاطی اور خام
اگر بلغم رقیق ہو اسے مائی کہتے ہین اور اگر غلیظ ہو اسکو جصی بولتے ہین اور یہ سب اقسام سے غلیظ
ہی۔ اور اگر مختلف القوام ہو مثلا بعضے اجزا اسکے رقیق اور بعض غلیظ ہون اسکو مخاطی سے
موسوم کرتے ہین اگر اختلاف اجزا محسوس ہو ورنہ خام اسکا نام دھرتے ہین۔ اور زجاجی وہ ہی
کہ لزوجت اور ثقل اور غلظت مین مثل آبگینہ پگھلے ہوئے کے ہو لیکن اسمین رطوبت ہوتی ہی۔
سوداء طبعی وہ ہی کہ خون کی تلچھٹ سیاہ رنگ مائل بہ ترشی ہو۔ اور فائدہ اسکا یہ ہی کہ خون کو
غلیظ کرتا ہی تاکہ عضو مغتذی کے جزو ہو اور اعضاء سخت کی غذا مین مثل استخوان کے داخل ہو
اور طحال سے فم معدہ پر گر کر آدمی کو بھوکھ پر خبردار کرے۔ غیر طبعی سوداء ہر خلط کے جلجانے سے
حاصل ہوتا ہی یہان تک کہ اگر سوداء خود بھی محترق ہوجاوے وہ بھی سوداء غیر طبعی ہی اور ہر ایک خلط کے
قوام غلیظ ہوجانے کو احتراق بولتے ہین کہ تمام فائدہ افضل اور بہترین سب اخلاط کا خون ہی اسلیے
کہ بدن کو حسن اور جمال دیتا ہی اور محبوب طبیعت ہی کیونکہ مناسب مزاج روح اور حیات ہی یہی سبب
جب مسہل دیتے ہین طبیعت حتی المقدور خون کو نہین چھوڑتی اور دیگر اخلاط کو علی حسب المراتب
نکالتی ہی۔ اور خون کے بعد فضیلت بلغم کو ہی کیونکہ وہ بالقوہ خون ہی۔ اور بلغم کے بعد فضیلت صفراء
کو ہی کیونکہ حرارت مین خون سے موافقت رکھتا ہی۔ اور صفراء کے بعد سوداء ہی اگرچہ
اس لحاظ سے کہ ضد خون کی ہی کچھ فضیلت نہین رکھتا لیکن چونکہ محتاج الیہ قوام بدن ہی اور
ارکان مین سے ایک رکن ہی فضیلت سے خالی نہین ہوسکتا کیونکہ وجوہات فضل کے مختلف ہین
فائدہ جب یہ چارون اخلاط جگر مین پیدا ہوتے ہین تب خلاصہ اور لطیف انکا اوردہ کے
راستہ جو تمام بدن مین ملے ہوے ہین سارے بدن مین جاری ہوتا ہی جیسا ندی کا پانی
درختون مین جاری ہوتا ہی۔ اور فضلہ اسکا گردہ اور مثانہ سے ہوکر براہ احلیل باہر نکلتا ہی جسکو
پیشاب کہتے ہین۔ اور اکثر پیشاب کا فضلہ ہضم ثانی یعنی کبدی کا ہی اور تھوڑا اسمین فضلہ ہضم کیفیت

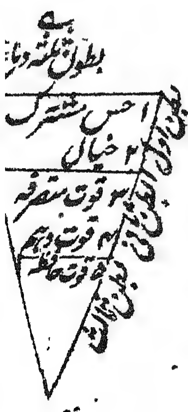
یعنی عروقی کا ہے اور وجہ اسکی بحث استفراغ مین مع علامات صحت بیان کیجائیگی فائدہ
جب غذا جگر مین بخوبی پک جاتی ہے تب اسمین تین قوتین پیدا ہوتی ہین۔ ایک قوت حیوانی کہ مکان
اسکا دل ہے۔ دوسری قوت نفسانی کہ مکان اسکا دماغ ہے تیسری قوت طبعی کہ مکان
اسکا جگر ہے۔ اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ ایک حصہ اس غذا کا جسنے جگر مین جوش کھایا تھا
دل کی طرف جاتا ہے اور وہان بائین خانۂ دل مین جوش کھاکر نضج پاتا ہے پس لطیف بخار
بنتا ہے اسکو روح حیوانی کہتے ہین جس سے زندگانی حاصل ہوتی ہے اور یہی روح حامل قوت
حیوانی ہے۔ اور وہ ابخرے عروق جہندہ سے ہوکر خون کے ہمراہ تمام جسم مین منتشر ہوتے ہین
اور اسی سے انبساط اور انقباض دل اور رگون کا اور تفریح روح اور تخریج ابخرۂ دخانیہ
کی ہوتی ہے۔ اور حرکت خوف اور غضب کی بھی اسی سے متعلق ہے اور یہی روح اعضاء
کو قبول قوت نفسانی کے لیے تیار کرتی ہے بشرط ارتفاع موانع اور حصول شرائط کے۔
اور سبب حرکت دل اور شرائین کا بھی یہی ہے۔ اور یہی بخارات لطیفہ جب دماغ مین
موصول ہوتے ہین وہان جاکر روح نفسانی ہو جاتے ہین پس یہ روح وہان سے بذریعہ
اعصاب پشت تمام بدن مین پہونچکر قوت حس اور حرکت دیتی ہے اور آنکھون مین فائدہ
بینائی اور کانون مین فائدہ شنوائی اور زبان مین فائدہ ادراک مزہ اور ناک مین فائدہ ادراک بو
دیتی ہے اور یہی روح حامل قوت نفسانی ہے اور یہ قوت روح اور اعضا مین حادث نہین ہوتی
مگر بعد اسکے کہ قوت حیوانی اسمین ظاہر ہوتی ہے بخلاف قوت طبعی کے کہ وہ تمام پر مقدم ہے
اور حیوان سے مختص نہین بلکہ نباتات مین بھی موجود ہے کما لا یخفی۔ اور وہی بخارات جگر
مین پہونچکر بواسطہ اوردہ کے فائدہ تغذیہ کا تمام بدن مین اور فائدہ نمو یعنی بالیدگی کا
طول و عرض و عمق مین دیتے ہین اسی کو روح طبعی کہتے ہین۔ اور یہی روح حامل قوت طبعی ہے
اور اعضاء رئیسہ کہ مدار حیات انسانی انپر منحصر ہے ارواح ثلاثہ مذکورہ کے مقام ہین۔ اور
وہ دو قسم پر ہین ایک وہ کہ حسب بقائے شخص ہین۔ دوم وہ کہ حسب بقائے نوع ہین۔
اول کی تین قسم ہین ایک قلب کہ مبدء قوت حیات ہے اسی واسطے جب دل کو کوئی صدمہ
سخت ظاہری یا باطنی پہونچتا ہے تو آدمی فوراً مرجاتا ہے اور اسکے خادم شرائین ہین جنسے
قوت حیوانیہ تمام اعضاء کو پہونچتی ہے۔ دوسرا دماغ کہ مبدء قوت نفسانی اور
باعث حس اور حرکت ہے اسی باعث سے جب دماغ مختل ہوتا ہے تو حس اور حرکت نابود

اور معدوم ہوجاتی ہی جیسے حالت صرع اور سکتہ مین باوجودیکہ انسان زندہ ہوتا ہی اور
اُسکے خادم اعصاب ہین جنسے قوت نفسانی تمام بدن مین واصل ہوتی ہی تیسرا جگر کہ مبدٔ
قوت طبعی اور باعث تغذیہ اور موجب نمو ہی علی ماقالہ الشیخ وجالینوس بسبب اسکے حسب
خلل مزاج جگر کے کئی ایک امراض کبدی پیدا ہوتے ہین اور آدمی دُبلا پتلا ہوجاتا ہی اور
خادم اُسکے اوردہ ہین جنسے تمام اعضا کو غذا پہونچتی ہی آور ثانی کی چار قسم ہین تین اعضا کے
مذکورہ حسب بقاے شخص آور چوتھا خصیتین کہ محل نضج منی ہی ولہذا انقطع النسل بقطعہما۔
اور خادم اُسکا مجری منی اور رحم ہی پس مجری مردون مین تو احلیل ہی اور نیز وہ عروق
کہ مابین احلیل او خصیتین کے ہین اور عورتون مین وہ عروق ہین جنمین سے منی عورت کی
دفع ہوکر رحم مین پہونچتی ہی اور بیان اسکا مقدمہ مین بھی گذرچکا ہی۔ آور روح طبعی جو جگر
مین ہی اُسمین دو قوتین ہین ایک مخدومہ دوسری خادمہ۔ مخدومہ دو قسم پر ہی ایک وہ ہی
کہ غذا مین بقاے شخص کے لیے تصرف کرتی ہی۔ دوسری وہ کہ غذا مین بقاے نوع
کے لیے متصرف ہوتی ہی۔ اول کی دو قسم ہین غاذیہ اور نامیہ۔ غاذیہ وہ ہی کہ بعد
عمل قوت ہاضمہ کے غذا کو مشابہ عضو کرتی ہی آور نامیہ وہ ہی کہ بعد عمل غاذیہ کے طول
اور عرض اور عمق جسم مین تناسب طبعی پر زیادتی کرتی ہی۔ اور فعل اس قوت کا بعد سن نمو کے
کہ قریب تیس ۳۰ سال کے ہی ختم ہوتا ہی۔ اور دوسری قوت بھی دو قسم پر ہی مولدہ اور
مصورہ۔ مولدہ کی دو قسم ہین ایک وہ کہ مرد اور عورت مین اخلاط محمودہ سے جوہر منی کو جدا
کرتی ہی اور یہ قوت انثیین مرد اور عورت سے رحم تک مفارقت نہین کرتی اور اسکو مفصلہ
کہتے ہین۔ دوسری وہ قوت ہی کہ اجزاے منی کو رحم مین استعداد صورت عضو مخصوص کے لیے
تیار کرتی ہی اور یہ قوت انثیین سے منی کے ہمراہ رحم مین جاتی ہی اسکو مغیرۂ اولی کہتے ہین۔
اور قوت غاذیہ خادم قوت نامیہ کی ہی اور یہ دونون باہم ملکر قوت مولدہ کی خادم ہین۔
اور مصورہ ایک قوت رحم مین ہی جس سے تخطیط اور تشکیل اعضا کی صادر ہوتی ہی۔
یعنی یہ قوت باذن خالقہا ہر جزو منی کو صورت اُس عضو کی کہ مقتضاے نوع صاحب منی
کا ہی پہناتی ہی پس اگر منی دو نوع سے مختلط ہو حیوان متولدہ دونون نوعون سے مشابہت
رکھتا ہی مانند خچر کے کہ حمار اور فرس سے مشابہت رکھتی ہی اور اُسکا نام مغیرۂ ثانیہ ہی
اور قوت خادمہ جو قوت غاذیہ کی خادم ہی چار قسم پر ہی۔ جاذبہ۔ ماسکہ۔ ہاضمہ۔ دافعہ

ہر ایک کے معنی تشریحاً عنقریب مذکور ہوتے ہین کیونکہ ہر چند غاذیہ تغذیہ عضو مین کافی ہی کیا ہی
کہ جب فعل غاذیہ کا تمام ہوتا ہی غذا عضو تک پہونچ جاتی ہی لیکن تمامی فعل غاذیہ کی ان چارون
قوتون کے استخدام پر موقوف ہی بعضی اطبا کا یہ قول ہی کہ قویٰ اربعۂ مذکورہ بالذات ایک
قوت ہین لیکن بالاعتبار مختلف ہین لیکن اکثر اطبا کی راے یہی ہی کہ قویٰ مذکورہ بالذات
مختلف ہین - اور وجہ احتیاج غاذیہ کی ہر ایک کی طرف مطولات مین مذکور ہی - اور روح نفسانی
جو دماغ مین مستقر ہی اُسمین دو قوتین ہین ایک محرکہ دوسری مدرکہ - محرکہ دو قسم پر ہی ایک
باعث حرکت ہی اُسکو شوقیہ اور نزوعیہ کہتے ہین دوسری فاعل حرکت ہی اُسکو فاعلیہ
بولتے ہین - پس شوقیہ بھی دو قسم پر ہی شہوانی اور غضبی - شہوانی وہ ہی کہ اشیاے
نافعہ کی طرف باعث حرکت ہو - اور غضبی وہ ہی کہ دفع ضرر کے لیے موجب حرکت ہو خواہ ضرر
واقعی ہو خواہ ضرر ظنی - اور قوت فاعلہ وہ قوت ہی کہ عضب مین نفوذ کرتی ہی پس بسبب اُسکے
عضلہ متشنج ہوتا ہی اور وتر کھنچتا ہی اسلیے عضو منقبض ہوتا ہی یا عضلہ مسترخی اور سست
ہو جاتا ہی اور وتر دراز ہو جاتا ہی اسلیے عضو منبسط اور فراخ ہوتا ہی - اور مدرکہ دو قسم پر ہی
مدرکہ ظاہر اور مدرکہ باطن اور ہر ایک پانچ قسم پر ہی جنکو قواے خمسۂ ظاہری اور باطنی کہتے ہین
قواے خمسۂ ظاہری یہ ہین - قوت باصرہ - قوت سامعہ - قوت شامہ - قوت ذائقہ - قوت
لامسہ - قواے مذکورہ قواے باطنی کے لیے بمنزلہ جاسوس اور مُخبر ہین - اور دماغ سے
خارج ہین جیسے قواے باطنی دماغ مین داخل ہین - انکا مختصر بیان یہ ہی کہ مکان قوت باصرہ کا
تقاطع صلیبی ہی کہ میان عصبتین مجوفتین کے (کہ مقدم دماغ سے عصبتین زائدتین کے اوپر
جھکر ہر دو آنکھ کو آتے ہین) واقع ہی اسی کو مجمع النور اور محل النور بولتے ہین اور یہ قوت باذن
خالقہا ادراک الوان اور اشکال کرتی ہی - اور قوت سامعہ کا مکان اُس عصب مین ہی
جو اندرون صماخ کے مفروش ہی اور یہ قوت ادراک اصوات کرتی ہی - اور قوت شامہ کا
مکان عصبتین زائدتین مین ہی جو کہ سر پستان سے مشابہت رکھتے ہین اور عصبتین کے نیچے
مقدم دماغ سے خیشوم مین آگئے ہین - اور یہ قوت ادراک بدبو اور خوشبو کرتی ہی -
اور مکان قوت ذائقہ کا وہ عصب ہی جو کہ جرم زبان مین مفروش ہی اور یہ قوت بسبب
رطوبت لعاب منھ کے ادراک طعم اور مزہ کا کرتی ہی - اور قوت لامسہ کا مکان تمام پوست
اور اکثر گوشت بدن مین ہی اور یہ قوت ادراک ملموسات مثل حرارت اور برودت اور رطوبت

طلب خدمت کردن ۱۲ جمع اسکی اوتار ہی اور یہ ایک اجسام ہین کہ اطراف عضلات سے ظاہر ہوتے ہین اور اعصاب سے مشابہ ہوتے ہین سفیدی وغیرہ مین ۱۲

اور یبوست وغیرہ کرتی ہی- اور بعض اطبا کا یہ قول ہی کہ مدرکہ ظاہر آٹھ ہین کیونکہ قوۃ لامسہ کی چار قسم
ہین ایک وہ کہ حرارت اور برودت مین امتیاز کرتی ہی- دوم وہ کہ رطوبت اور یبوست مین تفصیل
کرتی ہی- سوم وہ کہ سخت اور نرم مین تمیز کرتی ہی- چہارم وہ کہ صاف اور کھردرے مین فیصلہ کرتی ہی
اور تحقیق کیفیت ابصار اور شم وغیرہ کی چونکہ اس رسالہ کے منصب سے بڑھکر تھی لہذا متروک ہوئی
مطولات مین مطالعہ کرلین- اور قواے خمسہ باطنی یہ ہین- حس مشترک- قوت خیال- قوت متصرفہ-
قوت وہم- قوت حافظہ- حس مشترک کا یہ کام ہی کہ جو صور جزئیہ حواس ظاہرہ سے مدرک ہوتے ہین
اسمین نقش ہوجاتے ہین- مدرک حواس ظاہرہ کو صور اور مدرک حواس باطنہ کو معانی کہتے ہین
اور قوت خیال کا یہ کام ہی کہ جو صور محسوسہ حس مشترک مین منقش ہوتے ہین وہ خیال مین آکر جمع
ہوتے ہین چنانچہ یہ قوت خزانہ پہلی قوت کا ہی- قوت متصرفہ کا یہ کام ہی کہ صور محسوسہ مخزونہ خیال اور
معانی جزئیہ مخزونیہ حافظہ مین ترکیب اور تفصیل سے تصرف کرتی ہی- اور اسکی چھ قسم ہین-
اول یہ ہی کہ بعض صور کو بعض صور سے ترکیب دیتی ہی مثلاً ایسا آدمی خیال کیا جاوے کہ دو سر
رکھتا ہی- دوم یہ کہ بعض معانی کو بعض معانی سے ترکیب دیتی ہی جیسے یہ کہ صداقت جزئیہ کو عداوت (دوستی ۱۲ دشمنی ۱۲)
جزئیہ سے خیال کرے- سوم یہ کہ بعض معانی کو بعض صور سے ترکیب کرے جیسی صداقت جزئیہ زید کی
خیال کیجاوے- چہارم یہ کہ بعض صور کو بعض سے جدا کرے- چنانچہ آدمی کو بے سر خیال کیا جاوے-
پنجم یہ کہ بعض معانی کو بعض صور سے علیحدہ کرے چنانچہ یہ خیال کرے کہ صداقت جزئیہ زید سے مسلوب ہی
ششم یہ کہ بعض معانی کو بعض معانی سے علیحدہ کرے جیسے یہ خیال کرے کہ صداقت جزئیہ عداوت جزئیہ
سے مسلوب ہی اور اسکو باعتبار اسکے کہ معانی کلیہ مین نفس ناطقہ کی خادم ہی متفکرہ بولتے ہین
اور بلحاظ اسکے کہ صور اور معانی جزئیہ مین وہم کی خادم ہی متخیلہ کہتے ہین- قوت وہم کا
یہ کام ہی کہ معانی جزئیہ کو جو کہ صور جزئیہ سے قائم ہین دریافت کرتی ہی جیسے دوستی اور
دشمنی اور نفع اور نقصان اور موافقت اور مخالفت وغیرہ- قوت حافظہ کا یہ کام ہی کہ
معانی مدرکہ بالوہم کو حفظ کرتی ہی اور خزانہ وہم کا ہی اور ہر ایک چیز کو یاد رکھتی ہی- اور نسبت حافظہ
کی وہم سے ویسی ہی جیسی نسبت خیال کی حس مشترک سے ہی بعض اطبا اسکو ذاکرہ بولتے ہین
ان پانچون قوتون کے لیے دماغ مین جگہ مقرر ہی چنانچہ اطبا نے دماغ مین تین خانہ مقرر کیے ہین
خانہ اول جو پیشانی کی طرف ہی بہ نسبت دوسرے خانہ کے کشادہ اور وسیع ہی اور ایسا ہی
دوسرا بہ نسبت تیسرے کے فراخ ہی اور تیسرا سب سے چھوٹا ہی- اور ہر ایک کے دو دو حصہ ہین الا خانہ ثالث



صرف ایک ہی حصہ ہی اور عند البعض خانۂ ثالث کے بھی دو حصہ ہین اول خانہ مین قوت حس مشترک اور خیال رہتی ہی اور دوسرے خانہ مین قوت متصرفہ اور قوت وہم رہتی ہی اور تیسرے خانہ مین صرف قوت حافظہ رہتی ہی - اور دلائل اس بات کے کہ خانجات مذکورہ قوتہی موصوفہ کے لیے کیون مقرر ہین اپنی جگہ پر مطولات مین مذکور ہین من شاء فلیطالع تتمہ تیسرا ہضم رگون مین ہوتا ہی اسکو ہضم عروقی کہتے ہین یعنی جو خلاصہ اور لطیف غذا کا جگر سے رگون مین آتا ہی اسکو ان عروق مین جوش ملتا ہی جو کہ جگر سے نکلکر تمام بدن مین منتشر ہوتی ہین اور اس ہضم سے غذا لائق اور مستعد جزویت عضو کی ہوتی ہی اسکو بلحاظ رطوبت اولیہ کیموسیہ کے رطوبت ثانیہ کہتے ہین اسمین صورت خلطیہ متغیر نہین ہوتی - چوتھا ہضم اعضا مین ہوتا ہی جسکو ہضم عضوی کہتے ہین اسمین صورت خلطیہ صورت عضویہ سے بدل جاتی ہی - اور وہ یہ ہی کہ خلاصہ اور لطیف تیسرے ہضم کا جب خاص خاص عضو مین موصول ہوتا ہی پس وہان نضج پاکر ہر ہر عضو مین ملجاتا ہی اور اسکی صورت قبول کرتا ہی اور بعض المبا ہضم رابع کے قائل نہین اور فضلہ ان دونون ہضمون کا قدرے بسبب تحلیل کے خارج ہوجاتا ہی اور مابقی براہ مسامات بذریعہ پسینہ اور میل بدن کے دفع ہوتا ہی - اور قدرے فضلہ ہضم ثالث کا بول سے ملکر براہ احلیل نکلتا ہی - اور فضلہ ناک اور کان کا بھی اسی قبیل سے ہی اور وارام منفجر اور بال اور ناخن بھی اسی سے شمار کیے گئے ہین - اور دودھ کہ پستان کے راستہ خارج ہوتا ہی اور حیض کہ رحم سے باہر آتا ہی بھی بدستور ہین - اور منی بھی رطوبت فاضلہ ہضم تیسرے اور چوتھے کی ہی - اور خلاصہ غذا اور خون صالح سے متولد ہوتی ہی وقت کھانے غذا کے یعنی زور ہضم کے بعد تمام رگون اور اعضا سے خصوصاً دماغ سے جدا ہوکر خصیہ کی رگون مین جمع ہوتی ہی اور رنگ سفید حاصل کرتی ہی جسطرح دودھ عورت کی چھاتیون مین سفید ہوجاتا ہی در اصل دونون خون ہی - اور یہی منی بوقت حاجت بطریق انزال قضیب سے براہ احلیل خارج ہوتی ہی اور یہی باعث ہی کہ اگر احیاناً جماع مین افراط کیا جاوے تو منی کے عوض خون آتا ہی انتباہ یہ بھی واضح ہو کہ ہر ایک حالت ہضوم اربعہ سے چار قوت سے تمام اور کامل ہوتی ہی اور وہ یہ ہین جاذبہ - ماسکہ - ہاضمہ - دافعہ - اور خادم قوی اربعہ مذکورہ کے کیفیات اربعہ ہین یعنی حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست چنانچہ ہر ایک قوت حرارت کی تو بالذات محتاج ہی اور کیفیات ثلاثہ باقیہ کی احتیاج بالعرض ہی پس جاذبہ جیسے حرارت سے متعلق ہی کیونکہ بدون حرارت کے جذب نہین ہوسکتا ویسے ہی یبوست سے بھی تعلق رکھتی ہی - اور ماسکہ برودت

اور یبوست سے مع الحرارت تعلق رکھتی ہی کیونکہ برودت اور یبوست سے کثرت بیداری حاصل ہوتی ہی
اور بسبب اسکے غذا اثر کجاتی ہی - اور قوت ہاضمہ مین حرارت زیادہ اور رطوبت لازم ہی کہ غذا حرارت
اور رطوبت سے پختہ ہوتی ہی - اور قوی اربعہ سے کوئی قوت سوا اسکی رطوبت کی محتاج نہین ہوتی
اور قوت دافعہ کبھی برودت مع الحرارت سے حاصل ہوتی ہی کیا بسبب سکڑنے اور انجماد کے فضلہ دفع
ہوتا ہی - اور گاہے بسبب یبوست مع الحرارۃ کے یبس خشکی ہی

باب سوم خواب اور بیداری کے بیان مین - اور اسمین تین فصول ہین -

فصل اول وجہ ضرورت خواب اور بیداری وغیرہ امور کے بیان مین مخفی نہ رہے کہ انسان
ضعیف البنیان کو خواب اور بیداری بھی مثل اور اسباب ضروریہ کے حفظ صحت کے ضروریات سے ہی
اطبا وجہ ضرورت خواب اور بیداری کی یون تحریر کرتے ہین اصل اور حرکت ارادیہ کا پورا کرنا
اور اسباب ضروریہ اور غیر ضروریہ دنیوی اور اخروی کا انتظام کرنا بیداری پر موقوف ہی کیونکہ
انسان سوائے بیداری کے کوئی کام نہین کرسکتا لہذا انسان کو بیداری ضروری ہوئی
اور چونکہ دوام اور ہمیشگی بیداری کی باعث پریشانی افعال النفس اور موجب تحلیل روح اور موجب
رنج و ہلاکت ہی اسلیے ضرور ہوا کہ انسان بعض اوقات شبانروزی مین خواب معتدبہ کو جسکا ذکر عنقریب
آتا ہی لازم جانے تاکہ جمیع افعال ظاہری اور باطنی مجری طبع پر جاری رہین اور ہضم بھی کامل
ہوجاوے اور جسقدر اجزاے روح کہ بباعث حرارت اور حرکت بیداری کے خارج ہوئے ہین
عوض اسکے حالت خواب مین متولد ہووین اور بصورت نہ سونے کے انسان کی صحت مین خلل اور
نقصان واقع ہوگا اور روح تحلیل اور فنا ہوجائیگی اور ہضم بھی کامل نہوگا - لہذا خواب بھی ضروریات
سے ٹھہرا فائدہ بیان مذکورہ بالا سے مترشح ہوتا ہی کہ آدمی کو احتیاج بیداری کی بالذات ہی کیونکہ اسباب کمال
کے اس سے مربوط ہین اور احتیاج خواب کی بالعرض ہی تاکہ جسقدر ملال بحالت بیداری مین لاحق
ہوا ہو خواب سے اسکا تدارک کیا جاوے مگر چونکہ ہر ایک امر مین اعتدال محمود ہی اسلیے جسمین افراط
اور تفریط ہو وہی موجب آفات ہوگا - اور یہ بھی واضح ہو کہ اطبا بیداری کو حرکت سے اور خواب کو سکون
سے تشبیہ دیتے ہین وجہ تشبیہ بیداری کی حرکت سے یہ بیان کرتے ہین کہ جیسا حرکت بدن کو گرم اور خشک
اور روح کو تحلیل اور کم کرتی ہی اور نیز روح کو ظاہر بدن کی طرف متوجہ کرتی ہی ویسا ہی بیداری بھی
اشتعال روح اور حرارت غریزی سے بدن کو گرم کرتی ہی - اور بباعث کمی غذا کے بدن کو خشک
اور تحلیل کرتی ہی اور اسمین روح خارج بدن کی طرف مائل ہوتی ہی - اور وجہ تشبیہ خواب کی سکون سے

یہ ہی کہ جیسا سکون روح اور بدن کو تر اور ماندگی اور تھکن کو دفع کرتا ہی اور ہضم غذا پر مدد دیتا ہی اور نضج
مواد کا باعث ہوتا ہی اور مواد بدنی کو تحریک نہین دیتا ویسا ہی خواب بدستور روح اور بدن کو ساکن
رکھتا ہی اور ماندگی اور تھکن کو دفع کرتا ہی اور ہضم غذا پر معین ہی اور بدن کو بشرط عدم افراط کے
تر کرتا ہی کیونکہ خواب مین بباعث کمی تحلیل کے بدن کو غذائیت بہت ملتی ہی اور نضج مواد بخوبی ہوتا ہی
اور مواد کو تحریک نہین ہوتی۔ اسی واسطے وقت فساد ہضم کے عمدہ ترین تدابیر سونا مقرر کیا گیا ہی
چنانچہ باب دوم مین بھی قدرے اس سے بیان ہوا ہی فصل دوم خواب کے فوائد اور اُسکے قواعد کے
بیان مین۔ چونکہ بیان خواب کا بہ نسبت بیداری کے زیادہ ہی لہذا خواب کو اول بیان کیا جاتا ہی
پوشیدہ نرہے کہ خواب دو قسم پر ہی طبعی اور غیر طبعی۔ چونکہ ستہ ضروریہ سے (جسکا بیان اس جگہ
مقصود اصلی ہی) فقط خواب طبعی ہی لہذا اسی کا بیان اور تعریف لکھی جاتی ہی۔ اور غیر طبعی
چونکہ غیر ضروری ہی اور علاوہ بران ایک قسم کا مرض ہی جسکو عربی زبان مین سبات کہتے ہین اور
محتاج بعلاج[سلہ] ہی۔ اور قطع نظر ازین بیان اسکا موجب طوالت مختصر ہی لہذا بیان نہین کیا گیا۔
اور خواب طبعی اگر باعتدال ہو تو محمود ہی نہین تو مذموم شمار کیا جائیگا مگر خواب غیر طبعی علی الاطلاق
مذموم ہی۔ اور حد اعتدال کی عنقریب اسی باب مین مذکور ہوگی۔ فانتظرہ۔ واضح ہو کہ اطبا
نے خواب طبعی کی یہ تعریف لکھی ہی کہ النوم الطبیعی ہو ترک النفس استعمال الحواس ترکا طبعیا۔ یعنی خواب
طبعی وہ ہی کہ نفس ناطقہ حواس کے استعمال کو ترک طبعی کرے۔ اور طریق حصول خواب کا
اسطرح بیان کرتے ہین کہ رطوبات بخاریہ معتدلہ عروق سباتیہ کے ذریعہ سے دماغ مین
جمع ہوتے ہین پس بسبب رطوبات مذکورہ کے اعصاب دماغ کے جو حس اور حرکت کا باعث ہین سست
اور بیحس ہوجاتے ہین اور مسالک اعصاب کثیف اور روح نفسانی غلیظ ہوجاتی ہی اسلیے روح نفسانی
اُنمین نفوذ نہین کرسکتی۔ اور حواس ظاہری مین سکون اور آرام پیدا ہوتا ہی اور حس اور حرکت
جیسے حالت بیداری مین ہوتی ہی معدوم ہوجاتی ہی اسی حالت کو خواب سے تعبیر کرتے ہین
مگر جسقدر حس اور حرکت حیات مین ضروری ہی البتہ اُسقدر باقی رہتی ہی مثل سانس اور
ظہور ہضم کے۔ جاننا چاہیے کہ سونا ظاہر بدن کو سرد اور باطن کو گرم کرتا ہی اور اگر زمانہ خواب
کا دراز ہو تو بدن کو سرد اور خشک کرتا ہی کیونکہ انسان اگرچہ کیسا ہی شکم سیر ہوکر سووے
لیکن خواب طویل مین جب غذا ہضم ہوجاویگی تو حرارت غریزی روح سے متعلق ہوکر اُسکو تحلیل کریگی
پس بدن مین خشکی ظاہر ہوگی۔ اور سب سے بہتر خواب معتدل المقدار غرق متصل ہی

[سلہ] یعنی علاج کا محتاج ہی ۱۲

خواب معتدل المقدار عند الاطباء وہ ہی کہ چھ ساعت سے کم (اور عند البعض پانچ ساعت سے کم)
نہو۔ اور دس ساعت سے زیادہ نہو۔ اور خواب غرق متصل وہ ہی جسمین آدمی زمانہ خواب مین
بیہوش اور بیخبر رہے اور بسہولت بیدار نہوسکے اور بتواتر اور توالی سے سوتا رہے یعنی ایسا نہو
کہ تھوڑا سا سوئے اور جاگے پھر سو رہے کیونکہ ایسا سونا ردی اور ناقص شمار کیا گیا ہی اور جو فوائد خواب
سے حاصل ہوتے ہین اُسپر مترتب نہین ہوتے اسی لیے خواب رات کا بہ نسبت خواب روز کے
عمدہ اور محمود ہی کیونکہ اکثر وہ خواب تمام اور غرق متصل ہوتا ہی اور خواب روز کا اکثر غرق متصل نہین ہوتا
اگرچہ بعد ہضم غذا کے ہو مگر خواب روز کا اسقدر جتنا ہضم کو ضرور ہے زیادہ ہو حواس کو حیران اور بدن کو
سست کرتا ہی۔ میرے خیال مین چھ گھنٹے کے عرصہ مین دو دفعہ جاگنا اور دس گھنٹے کے عرصہ
مین تین دفعہ بیدار ہونا مناسب ہی اور خالی از القیاس۔ الغرض خواب معتدل المقدار غرق متصل
عمدہ ترین تدابیر صحت بدن ہی اسلیے کہ ایسا خواب تشنگی بدن اور کوفت اور ماندگی کو دور کرتا ہی اور
درد سر کہ حرکت اور حرارت سے عارض ہوا ہو فوراً دفع ہوجاتا ہی خصوصاً جو خواب کہ بعد فراغ کھانے
پینے کے واقع ہو اور وقت رات کے اتفاق پڑے رنگت بدن کو اچھا کرتا ہی اور فکر اور حواس کو درست
کرتا ہی اور غذا کو ہضم کرکے تنقیہ فضلہ کا بخوبی کرتا ہی۔ اور عمدہ طریق ان اشخاص کیلیے جو خواب
سے ہضم طعام کے خواہشمند ہون یہ ہی کہ بعد فراغ کھانے پینے کے تھوڑی سی حرکت آہستہ
کرکے ایک ساعت کے بعد خواب کرین اور جب تک غذا اندر معدہ سے فرو نہو لے تب تک
داہنی کروٹ لیٹین تاکہ غذا قعر معدہ سے فرو ہوجاوے۔ اور فرو ہونا غذا کا قعر معدہ سے خفت
اور سبکی اعلاے بطن سے دریافت ہوسکتا ہی۔ لیکن اس کروٹ مین سونا بالکل بیجا ہے
کیونکہ اگر قبل انحدار غذا کے خواب کیا جاوے تو غالب ہی کہ کئی امراض معدی مثل بیخ اور
قراقر وغیرہ کے ظاہر ہوون پس اس سے ہضم مین فتور ہوگا اور انجرے اور ریاح اس سے
پیدا ہوکر معدہ کی کشش کرینگے اور خواب مین بھی تشویش ظاہر ہوگی۔ اور ظاہر ہی کہ بیداری
کی حالت مین اگر نفخ وغیرہ عارض ہونگے تو انگوڈکارنے اور دوسرے حیلون سے دفع کرسکتے ہین
مگر خواب کی حالت مین کوئی حیلہ پیش نہین جاسکتا۔ اور مدت داہنی کروٹ کی باعتبار اکثر
اشخاص کے ایک ساعت مقرر کی گئی ہی صرف اسی قدر داہنی کروٹ لیٹنا انحدار غذا کیلیے
کافی ہی۔ بعد ایک ساعت کے بائین کروٹ لیٹین اس کروٹ سونا محمود ہی کیونکہ بائین جگر
تمامہ معدہ پر شامل ہوتا ہی اور اپنی حرارت سے اسمین بھی حرارت پیدا کرتا ہی۔

سطر ۱۵ ادری
طرف ... ۱۲
... پریشانی ۱۲
... پریشانی ۱۲

اسلیے ہضم معدی کامل ہوتا ہی لان حرارۃ الکبد تعین فیہ - اور اس کروٹ پہ سونا اُسوقت تک ہی کہ ہضم معدی کامل ہو جاوے - اگرچہ ہضم معدی ہر ایک شخص کا مضبوط بالقواعد نہین کیونکہ بموجب اختلاف مزاج ہر ایک شخص کے ہضم کا حال بھی مختلف ہوتا ہی لیکن تاہم امزجہ معتدلہ سے جہانتک حکما نے باعتبار اکثر کے تجربہ کیا ہی وہ یہ ہی کہ اوسط مدت استکمال ہضم معدی کی ساڑھے تین گھنٹہ ہی جسکے قریباً ڈھائی پہر ہوتے ہین - فی الجملہ بعد ہضم معدی کے پھر داہنی کروٹ لیٹین تاکہ خلاصہ غذا سے معدہ کا جگر مین بسہولت جاوے لاستیلاء المعدۃ علی الکبد حینئذ -

اور چاہیے کہ شروع خواب مین بعد دفع فضلات طبعیہ وغیرہ حوائج نفسیہ کے ہو مثلاً اگر حاجت پیشاب یا پاخانہ کی ہو تو اُسکے دفع کرنے کے بعد خواب کرین - و علی ہذا القیاس اگر خواہش آب نوشی کی ہو یا اور کوئی حاجت کذائیہ جسمانی یا نفسانی ہو تو اُس سے بھی دل کو اطمینان دیکر سو دین تاکہ خواب بے مضرت واقع ہو اور خیالات پراگندہ اُسمین ظاہر نہون -

اور یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ خواب خلو معدہ پر ہرگز نہونے پاوے کہ اس سے بدن مین سردی پیدا ہوتی ہی کیونکہ بیان ہو چکا ہی کہ خواب مین حرارت باطن کو متوجہ ہوتی ہی - پس جب معدہ طعام سے خالی ہوگا تو حرارت روح سے متعلق ہوکر اُسکو تحلیل کریگی اور کم ہونا روح کا باعث سردی بدن کا ہی - اور ماسوا اسکے بدن لاغر اور دبلا ہو جاتا ہی اور اُسمین خشکی پیدا ہوتی ہی - اور قوت گھٹتی ہی - ہان اگر غذا ے لائق الہضم معدہ مین موجود ہوگی (اور خواب سے حرارت باطن کو متوجہ ہوتی ہی) تو حرارت غذاے موجودہ سے متعلق ہوکر غذاے معدہ کو ہضم کر دیگی -

اور پیٹ سونا یعنی شکم کو زمین پر رکھکر پشت بآسمان سونا ہاضمہ پر اعانت کرتا ہی لیکن منہ زمین پہ سجدہ کی طرح رکھکر خواب کرنا اچھا نہین کہ امراض چشم پیدا کرتا ہی لیکن پیٹ سونا اسطرح کہ منھ زمین کی طرف نہو بلکہ داہنی یا بائین طرف مائل ہو جاے بلکہ مفید ہی - مناسب ہی کہ ایسے خواب مین سر کو بلند بالین پر رکھین اور منھ اور دونون آنکھین داہنی یا بائین طرف نکالین -

اور چت سونا یعنی خواب برپشت رو بہ آسمان سونا سخت نقصان رکھتا ہی اور موجب آفات کثیرہ مثلاً نزلہ اور زکام اور سل اور درد پشت اور فالج اور استرخا اور کابوس اور صرع اور سکتہ پیدا کرتا ہی ہان ایسے خواب مین مردمان مرتاضین ضرر نہین پاتے کیونکہ ابدان اُنکے بباعث ریاضت شبانروزی کے رطوبت سے خالی ہوتے ہین - بخلاف ہم لوگون کے کہ بسبب کثرت رطوبت ایسا خواب ہمارے حق مین مضر ہی - اور دن کو خواب شدید المنع ہی حتی الامکان اُس سے پرہیز

ﮥ۱ کیونکہ حرارت جگر کی اُسمین مدد کرتی ہی ۱۲
ﮥ۲ بسبب بلندی معدہ کے اُسوقت کبد پر ۱۲ منہ
ﮥ۳ حاجتین ۱۲
ﮥ۴ ضرر ۱۲
ﮥ۵ خالی ہونا ۱۲

لازم ہی اسلیئے کہ اُس سے کئی ایک امراض ظاہر ہوتے ہین مثلاً چہرہ کا رنگ خراب ہوجاتا ہی اور تلّی بڑھ جاتی ہی اور مُنہہ مین بدبو پیدا ہوتی ہی اور قویٰ نفسانی مثل حافظہ اور خیال وغیرہ کے سست ہوجاتے ہین اور اقسام تپ اور اورام ردیہ اور رعشہ ظاہر ہوتے ہین اور ذہن کند اور امراض بلغمی زیادہ ہوجاتے ہین اور کمی بھوکھ کی خواب روز کو لازم ہی اور موجب تبرید بدن اور تہیج بردِ سطوبت ضعف اعضاے عصبانی ہی۔ الغرض خواب روز کئی مضار کا باعث ہی بقول شخصے مصرع گمشدہ مرد را آب شب خواب روز۔ پس اس سے پرہیز لازم ہی مگر واضح رہے کہ عوارض مذکورہ اگرچہ افراط خواب کو علی العموم لازم ہین خواہ دن مین واقع ہو خواہ رات کو۔ لیکن خواب روز مین بیشتر اور زیادہ صادر ہوتے ہین۔ اور جو شخص خواب روز کا معتاد ہوا اُسکو چاہیے کہ حتی الامکان آپ کو اُس سے باز رکھے کیونکہ عادت امر مضر کی اگرچہ فوراً ضرر نہ پہونچاے لیکن اندیشہ عظیم ہی کہ کوئی آفت عرصہ طویل کے بعد عارض ہو جسکا تدارک مشکل بلکہ محال ہوجاوے لیکن چاہیے کہ ایسی عادت کو بالتدریج ترک کیا جاوے کیونکہ امر عادی کو فوراً ترک کرنے سے تکلیف عائد حال ہوتی ہی لہذا حکما ایسے امور مین امر بالتدریج کرتے ہین تا لوگ تکلیف سے محفوظ رہین۔ ہان اگر کسی کو رات جاگنے کا اتفاق ہوا ہو تو ایسے شخص کو دن کے سونے سے کچھ خوف نہین بلکہ ایسا خواب مفید اور باعث راحت ہی اور ماندگی اور تھکن شب کو دفع کرتا ہی۔ اور ایسا ہی ایام گرما مین کہ دن دراز ہوتا ہی وسط روز مین بقدر ایک ساعت سونا اور آرام کرنا باعث رفع ماندگی اور موجب فرحت ہی اسکو عربی زبان مین قیلولہ بولتے ہین۔ اس مین نیت اگر سنت نبوی کی ہو تو ثواب سے خالی نہین اور ترک سے بھی عتاب نہین ہوتا۔ اطبا کا قول ہی کہ دن کو اگر سونے کا اتفاق ہو تو دو گھنٹہ سے زیادہ نہ سونا چاہیے۔ اور خواب صبح کا جسکا نام عیلولہ ہی وہ بھی ممنوع ہی خصوصاً اگر معدہ خالی ہو تو بہت ہی مضر ہی۔ اور سونا وقت چاشت کا جسکا نام قیلولہ ہی حواس مین کدورت اور فتور پیدا کرتا ہی۔ اور ایسا ہی خواب بعد زوال آفتاب کے جسکا نام حیلولہ ہی لکونہ حائلاً بین النائم والصلوٰۃ محدث نسیان ہی۔ اور ایسا ہی خواب وقت غروب جسکا نام غیلولہ ہی باعث آفات کثیرہ اور مفضی بہلاکت ہی۔ اگرچہ کتب فقہ مین اقسام خواب روز کے اور بھی لکھے گئے ہین لیکن مطلقاً جسمین مضرت ثابت ہی اور اکثر جہال اُسپر رغبت کرتے ہین اس جگہ صرف اُسی پر اکتفا کی گئی ہی۔ غرض بہر صورت مذکورہ صدر دن کو سونا اطبا نے منع کیا ہی مگر دونوں صورتین مذکورہ بالا مستثنےٰ ہین سوا اُسکے اور کوئی صورت نہین جسمین دن کو

ع یعنی عام
[illegible]
ع دراز
ع سبب
ع ... پیدا کرنے والا اور صلوٰۃ کے معنی ۱۲
ع یعنی فراموشی پیدا کرتا ہی ۱۲
ع ... گئے ہین ۱۲

خواب جائز ہو۔ اور یہ بھی بات قابل یادداشت ہو کہ خواب معتدل اگرچہ تمام افراد انسانی کو نافع اور سودمند
ہو لیکن مشائخ اور ضعیف شخصون کو زیادہ تر مفید ہو کیونکہ خفا رطوبت اصلیہ کرتا ہو اور رطوبت
معدہ کو دوا لپٹ لاتا ہو۔ اور بدن کی حرارت غریزی کو باقی رکھتا ہو اسلیے حکیم جالینوس
ہر رات ساگ کاہو خوشبودار کر کے کھاتے تھے اور فرماتے تھے۔ انی الآن علی النوم حریص
لکنی فی الیوم شیخ فینبغی ترطیب النوم۔ یعنی مین چونکہ اب پیر مرد ہون اسلیے سونے پر زیادہ
حریص ہون اسی واسطے کاہو کا ساگ کہ خواب آور ہو ہر شب تناول کرتا ہون۔ اور شیخ بو علی سینا
کہ اکابر حکما سے شمار کیے جاتے ہین اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ یہ تدبیر بہت عمدہ اور مفید ہو
انکے لیے جو سونے پر زیادہ حریص اور قاصر النوم ہین۔ اور اگر بعد تناول کاہو خوشبودار اور
استعمال ہضم غذاے ماکول کے حمام مین غسل کرین اور آب گرم سر پر بہت ڈالین تو عمل
خواب پر بہت اعانت کرتا ہو۔ اور طریق خوشبودار کرنے کاہو کا یہ ہو کہ مصالحات گرم سے
مثل دارچینی اور زیرہ سیاہ اور فلفل گرد وغیرہ کے خوشبودار کرین تاکہ اسکی تبرید اور تبریج
کم ہو جاوے اور خواب بے مضرت اور تکلیف واقع ہو۔ اگرچہ اشیاے گرم وخشک نیند کو
مضر ہین مگر چونکہ کاہو شدید التنویم ہو اسلیے وہ مصالحات گرم وخشک ملانے سے اپنی خاصیت
سے باز نہین رہ سکتا۔ علاوہ بران مقدار مصالحات کاہو کی نسبت بغذا بہت ہی کم ہوتی ہو
اور اگر کسی آدمی کو بسبب خشکی دماغ کے نیند کم آتی ہو تو سواے تدبیر مذکورہ بالا کے حریرہ خشخاش کا
اور شیرہ مغز بادام اور تخم کاہو اور تخم کدوے شیرین اسکے حق مین بہتر ہو اور خشخاش پیسکر تمام
بدن پر مالش کرنی بھی خواب آور ہو۔ اور علی ہذا القیاس روغن خشخاش سر پر ملنا خواب
کے لیے مفید ہو۔ اور آواز پانی کی اور آواز چکی کی کہ دور سے ہو بھی خواب کے لیے سودمند ہو
اور حکایات اور قصص جات کو خواب کے وقت سننا اور کتاب کا پڑھنا بھی خواب آور ہی۔ سوا اسکے
اور کئی تدبیرین سونے کی ہین جو مطولات عملیہ مین مذکور ہین۔ اور بعض چیزون کے خواب کرنا
ضرر دیتا ہو مثلاً اگر رائی اور دودھ کھا کر خواب کرین تو آنکھون مین تیرگی اور سیاہی ہو جاتی ہو
اور حواس مکدر ہوتے ہین۔ اور بعد غذاے فاسد کے سونا چھینے اور خیال پریشان لاتا ہو اور
کچی نیند جاگنے سے خفقان اور صرگی وغیرہ بہت امراض پیدا ہوتے ہین اسلیے ایسی حرکت سے
عقلا نے منع کیا ہو۔ اگر کسی خوابیدہ کو جگانا منظور ہو تو اسکو آہستہ آہستہ بیدار کرین تاکہ آرام
سے جاگے کیونکہ دفعتہً بیدار ہونا بھی اچھا نہین۔ جاننا چاہیے کہ اطبا نے دھوپ مین سونے سے ممانعت

کی ہوا اس سے دماغ میں ثقل پیدا ہوتا ہی اور بموجب گرمی آفتاب کے ابخرے دماغ کی طرف صعود
کرتے ہین لہذا اس خواب سے سر مین درد پیدا ہوتا ہی - اور چاند کی چاندنی مین خواب کرنا خون زیادہ
کرتا ہی اور اکثر اوقات نکسیر کو روان اور قوت باہ کو تحریک کرتا ہی - اسلیے کہ منی بباعث حرکت خون
کے (جوکہ اصل مادہ منی کا ہو) جوش مین آتی ہی اور ظاہر ہی کہ تحرک منی موجب زیادتی شہوت ہو
اور تحرک خون خواص نور قمر سے ہی اسی لیے تمام رطوبات وقت غلبہ نور قمر کے حرکت مین آتے ہین
اور علی ہذا القیاس میوجات تر مثل خربزہ اور خیارین وغیرہ سبزیات کے ایام غلبہ نور قمر مین
زیادہ ہوجاتے ہین - اور بعض میوجات تو ایسے ہین کہ بسبب زیادتی رطوبات کے
پھٹ جاتے ہین کیونکہ پوست انکا بسبب رطوبت کثیرہ کے گنجایش نہین رکھتا - اسی طرح خون
بھی بدن مین زیادہ ہوجاتا ہی - لہذا ایام غلبہ نور قمر مین اطبا فصد کرانا ممنوع لکھتے ہین - اور
ایسا ہی آب چاہات اور انہار اور عیون کہ ذوات المد والجزر ہین بسبب نور قمر کے زیادہ
ہوجاتے ہین - اور دلائل اسکے جوکہ علم ہیئت کے متعلق ہین اور انکے سمجھنے سے عوام الناس
عاری ہین اسلیے مذکور نہین ہوے - والاصل فی ذلک ان کل ماذکر فی ہذا الباب بامر خالق
الشمس والقمر ولا مدخل فیہ لعقل البشر اور خواب اس طرح پر کہ بعض اعضا دھوپ مین اور
اور بعض اعضا سایہ مین ہووین اگرچہ شرعاً ممنوع ہی لیکن قطع نظر ازان عرفاً اور طباً بھی روا نہین
بعدم تشابہ حال النائم - اور معلوم کرنا چاہیے کہ خوابگاہ ہر ایک فصل مین حرارت اور برودت مین
موافق مزاج ہر ایک شخص کے ہو اور خس وخاشاک اور بدبو وغیرہ سے بھی منزہ اور صاف ہو اور
ہواے مکان عطریات اور عرقیات سے خوشبودار ہو اور حیوانات گزندہ اور غیر گزندہ سے جیسے سانپ
اور بچھو اور مکھی اور مچھر وغیرہ سے پاک ہو تاکہ خواب کے وقت انسان کے دل مین کسی نوع کا
خلجان باقی نہ رہے اور بآرام سووے - اور چراغ روشن بھی روبرو آنکھ کے نہو کیونکہ اجالے سے
ایک تو خواب کم آتا ہی اور دوسرے بدبو دھوین چراغ کی دماغ مین پہونچکر اسکو خراب کرتی ہی
اور سونے کے لیے چارپائی بلند پایہ مناسب ہی - اور بدستور جامہ خواب بھی ہر ایک فصل اور مزاج انسان
کے موافق ہونا چاہیے - چنانچہ موسم سرما مین سرد مزاج کے لیے جامہ خواب روئی اور حریر اور
نمد وغیرہ سے تیار کرنا چاہیے اور اس موسم مین روئی بہت ڈالنی چاہیے تاکہ بدن کو گرمی اچھی پہونچے
اور سردی کو مدخل نہو - اور موسم گرما مین گرم مزاج کو پارچات سرد السی وغیرہ کے ہونے چاہیین
مگر ہر ایک موسم مین فرش ایسا نرم چاہیے کہ صلابت خوابگاہ بدن کو بالکل محسوس نہو اسلیے کہ

فرش سخت پر خواب کرنا اعصاب کو بہت نقصان رکھتا ہی اور گاہے تمدد اور تشنج اور فالج وغیرہ امراض تک مفضی ہوتا ہی خصوصاً اگر خواب زمین سرد پر واقع ہو علاوہ برآن فرش سخت پر خواب کرنے سے انسان دُبلا اور لاغر ہو جاتا ہی یہان تک کہ جسم آدمی کو دُبلا کرنے کا یہ علاج ہی اور فرش نرم پر خواب کرنا بہت مفید ہی۔ اول تو یہ ہی کہ کئی ایک امراض مذکورہ بالا سے آدمی محفوظ رہتا ہی علاوہ برآن بدن کو فربہ کرتا ہی اور طبیعت کو فرحت اور راحت دیتا ہی۔ اور پھولون کے فرش پر سونا چنانچہ بعض بادشاہون اور امراؤن کے نسبت سُنا گیا ہی بشرط درازی زمان خواب مضعف قوت باہ ہی عند الاطباء ایسے فرش مضر سے احتراز لازم ہی۔ **فائدہ** اگرچہ خواب مین بنابر سردی ظاہر بدن کے کہ خواص خواب سے ہی حاجت لحاف وغیرہ اوڑہنی کی ہوتی ہی الا باطن مین حرارت غالب ہوتی ہی لتوجہ الحرارۃ الیہ اور بیداری مین برعکس خواب کے حرارت خارج بدن مین ہوتی ہی لہذا بدن کو چندان سردی محسوس نہین ہوتی یہی باعث ہی کہ موسم سرما مین جب تک انسان بیدار رہے تب تک چاہیے تمام رات ایک ہی چادر مین گذر جاوے تو ممکن ہی لیکن جب آدمی سو جاوے تو سوائے لحاف وغیرہ اوڑہنے کے سونا مشکل ہو جاتا ہی۔ کما ذکر۔ اور خواب مین نسبت بیداری کے عرق زیادہ آنے کا بھی یہی باعث ہی۔ اور حکیم تمام متفق القول ہین کہ عرق خواب بہ نسبت بیداری کے عمدہ اور محمود ہی لانہ صادر عن فعل الطبیعۃ وقوۃ قواہا۔ مگر جسکو بدون اسباب ظاہری کے (مثل گرمی ہوا اور کثرت پارچات ملبوسہ کے) عرق زیادہ آوے تو دریافت ہوتا ہی کہ بدن اُسکا مواد سے ممتلی ہی **فائدہ**۔ کبھی خواب اور بیداری سے سونے والے کی طبیعت پر استدلال کر سکتے ہین چنانچہ کثرت بیداری نشان گرمی اور خشکی دماغ ہی اور کثرت خواب نشان سردی اور تری طبیعت ہی اور اعتدال خواب اور بیداری مین علامت اعتدال مزاج کی کیفیات اربعہ مین ہی۔ اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ کبھی صورت واقعہ سے جو خواب مین دیکھی جاتی ہی اور اُسکو عوام الناس سپنہ بولتے ہین مزاج کے احوال پر استدلال کر سکتے ہین۔ بشرطیکہ اور دلائل بھی اُسپر گواہی دین اور سبب رویت کا تغیر مزاج روح ہو خواہ سازج خواہ مادی کیونکہ سپنہ دیکھنے کے لیے سوا اسکے اور کئی اسباب ہین۔ چنانچہ خواب کبھی تو اسطرح حاصل ہوتے ہین کہ نفس انسانی کو مبادی عالیہ سے اتصال حاصل ہوتا ہی اسلیے اُسکو امور غائبہ کلیہ خواب مین دکھائے جاتے ہین۔ اور گاہے اسطرح دیکھے جاتے ہین کہ حالت بیداری مین کوئی شئی خیال مین مرتسم اور منتقش ہو جاتی ہی پس خواب مین تو بھی

آتی ہی - اور علی ہذا القیاس پس ایسے خوابون سے مزاج کے احوال پر استدلال نہین کر سکتے اور بیان تفصیلی ہر ایک کا عنقریب چند سطور کے بعد آتا ہی - اور تحقیق اُسکی یہ ہی کہ جسپر یہ آیت دلالت کرتی ہی اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی الآیۃ - وہ یہ ہی کہ انسان کے لیے نفس اور روح ہی پس وقت خواب کے نفس خارج ہوتا ہی اور روح بدن مین باقی رہتی ہی جس سے آدمی زندہ معلوم دیتا ہی - اور ابن عباس رضؓ سے مروی ہی کہ ابن آدم مین نفس اور روح ہی نفس سے تو عقل و تمیز حاصل ہوتی ہی اور روح سے تنفس اور حیات ہی پس موت کے وقت دونون مرجاتے ہین اور نیند کے وقت نفس مرتا ہی اور روح باقی رہتی ہی یعنی عقل اور تمیز باقی نہین رہتی لیکن تنفس اور حیات باقی رہتی ہی اور علی رضؓ کا قول ہی کہ وقت خواب کے روح خارج ہوتی ہی اور شعاع اُسکی جسم مین باقی رہتی ہی پس جب آدمی خواب سے بیدار ہوتا ہی تب فوراً روح جسم کی طرف عود کرتی ہی - اور کہا گیا ہی کہ ارواح اموات اور احیاء کی خواب مین ملاقات کرتی ہین پس ایک دوسرے کو خدا کے حکم سے باہم پہچانتی ہین پس جب ارواح احیاء کی واپس ہونا چاہتی ہین تب ارواح اموات کو خدا بند کرتا ہی اور ارواح احیاء کو فوراً اپنے اجسام کی طرف لوٹاتا ہی - اور حکماء اسلامیہ کا یہ مذہب ہی کہ نفس انسانیہ جوہر مشرق نورانی ہی جب بدن سے متعلق ہوتا ہی تو اسکے تمام اعضا مین ظاہراً و باطناً نور حاصل ہوجاتا ہی اور وہ حیات اور بیداری ہی لیکن وقت خواب کے نور باطن کو توجہ کرتا ہی اور ظاہر سے منقطع ہوجاتا ہی پس نفس حیات کا باقی رہتا ہی اور عمل قوی بدنیہ کا باطن مین تخیلہ و متفکرہ وغیرہ سے ثابت رہتا ہی اور جب وہ نور ظاہر اور باطن سے بالکلیہ منقطع ہوجاتا ہی اُسکا نام موت ہی کذا فی تفسیر النیشاپوری والمعالم والبیضاوی - والعلم عند اللہ سبحانہ - پس معلوم کرنا چاہیے کہ خواب مین کسی چیز کو دیکھنا کئی اقسام پر ہی پس جو خواب تغیر مزاج روح سے نہونگے اُنسے مزاج کے حال پر استدلال نہین کر سکتے چنانچہ قسم اول اور ثانی ہین اور جو خواب تغیر مزاج روح سے ہونگے اُنسے مزاج کے حال پر استدلال کر سکتے ہین جیسا قسم ثالث ہین - اول قسم رویاے صادقہ رویا کے معنی خواب اور صادقہ کے معنی راست - یعنی وہ خواب کہ راست ہین اور نفس ناطقہ کو مبدء فیاض کی عنایت سے عالم مجردات کی سیر سے حاصل ہوتے ہین - اور اُنکے حصول کا سبب لکھا گیا ہی کہ نفس انسان کو اپنی مبادی سے ایک علاقہ خاص ہی لیکن بباعث تعلقات جسمانی کے اُس سے محروم اور مہجور رہتا ہی اور ایسی نعمت عظمی اور دولت کبری سے حاصل نہین کر سکتا البتہ

ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون ۱۲ منہ

عنایت الٰہی سے کہ جامع المتفرقین اُسکے صفات سے ایک صفت ہے کبھی کبھی بذریعہ ریاضت یا بے ریاضت
آدمی کو ایک نوع کا تجرد عالم اسباب سے حاصل ہوتا ہے اور اُسنے مبادی سے کہ عالم ارواح اور مثال اور
عالم مجردات ہے ایک نوع کا ارتباط پیدا کرتا ہے خصوصاً حالت نوم مین کیونکہ نفس اُسوقت تمام تصرفات
بدنیہ سے فارغ ہوتا ہے پس بسبب مناسبت تجرد کے مبادی عالیہ کی طرف توجہ کرتا ہے اور حالت
بیداری مین بباعث مشاغل ظاہری اور تدبیرون کے مبادی عالیہ کی طرف متوجہ نہین ہو سکتا
ہان اگر نفس قوی ہو مثل انبیا اور اولیا اور اتقیا اور صلحا وغیرہ کے پس ایسے نفوس کو عوائق اور
علائق ظاہری اتصال مبادی عالیہ سے مانع نہین ہو سکتے اسلیے اُنسے بیداری مین بھی وہ
کام ہو سکتے ہین جو کہ حالت خواب مین کر سکتے ہین یعنی ملاقات مبادی عالیہ کی اُنھین بیداری
مین بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اگر نفس نہایت قوی ہو تو اُس سے خوارق عادات یعنی معجزات مثل
بارش اور زلزلہ اور شفاء مریض اور طوفان وغیرہ سرزد ہوتے ہین کما نقل عن الانبیاء والاتقیاء والصلحاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ پس کئی ایک امور کلیہ غائبہ ماضیہ اور آتیہ کہ عالم ارواح اور لوح محفوظ مین ثابت
ہین اور اُس شخص سے کسی وجہ کا تناسب رکھتے ہین خواب مین دکھائے جاتے ہین۔ بعدہ اُن
اشیاء کو قوت متخیلہ انسانی فی الحال کسی صورت جزئیہ مناسبہ سے متصور کرتی ہے پس وہ صورت
حس مشترک مین مشاہدہ ہوتی ہے۔ اور حس مشترک اپنے خزانہ کہ خیال ہے پہونچاتی ہے اور خیال
حالت بیداری تک اُسکی محافظت کرتا ہے پس حالت بیداری مین یاد دلاتا ہے۔ اب اگر صورت
واقعہ اور ذہنی صورت مین مناسبت اور ملائمت بخوبی ہے چنانچہ صورت متخیلہ اور معنی مدرکہ نفس
مین سوائے کلیہ اور جزئیہ کے کچھ فرق نہو اُس خواب کو حاجت تعبیر نہین جسطرح خواب مین مشہود
ہوا ہے ویسا ہی بعینہٖ ظہور پاتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے خواب مین دیکھا کہ خود مع اصحابون رضہ کے
سر منڈوا کر یا بال کٹوا کر مکہ معظمہ مین داخل ہوئے بعدہ ویسا ہی ظہور مین آیا۔ ایسی سیر کا اتفاق
عالم ارواح مین بیشتر پڑتا ہے۔ اور اگر صورت اور ذہنی صورت مین پوری مناسبت نہو بلکہ من وجہ
ہو تو البتہ محتاج تعبیر وغیرہ کا ہوتا ہے جیسے ایک بات کو اُسکی ضد پر خواب مین دیکھا جاوے چنانچہ
آنحضرت صلعم سے حکایت کی ہے کہ آپ نے خواب مین دیکھا کہ بہشت مین روشندان ہین پس حضرت
نے سوال کیا کہ یہ روشندان کسکے لیے ہین حکم ہوا کہ ابی جہل کے لیے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایسا
کبھی نہین ہو سکتا کہ ابی جہل داخل جنت ہو۔ اور بعد اُسکے عکرمہ بیٹا اُسکا داخل اسلام ہوا
آنحضرت صلعم نے اُس خواب کی اس سے تعبیر کی کہ بسبب نسبت توالد و تناسل کے اسطرح دکھلایا گیا تھا

اور جیسے خواب مین سانپ دیکھنے سے مال سے تعبیر کرتے ہین اس لحاظ سے کہ سانپ اور مال ہر دو دشمن
انسان ہین یا اس جہت سے کہ سانپ کو خزانہ سے محبت دائمی ہی۔ اور دودھ کی علم سے تعبیر
کرتے ہین اس مناسبت سے کہ ہر دو مفید انسان ہین مخفی نہ رہے کہ اکثر صورت اور ذی صورت
مین مناسبت لوازم مین ہوتی ہی ایسی صورت مین صورت خیالیہ مرتبہ سے صورت عقلیہ کی طرف
رجوع کیجاتی ہی اور حاجت تعبیر ہوتی ہی۔ جیسے آنحضرت صلعم نے خواب مین دیکھا کہ کتا ابلق حسینؓ کے
خون کو چاٹتا ہی پس شمر کہ قاتل حسینؓ تھا مبروص تھا۔ اور ایسا ہی عائشہؓ نے خواب مین دیکھا کہ
تین چاند اُسکے حجرہ مین گرے ہین پس حضرت ابوبکرؓ نے اُس خواب کی تعبیر کی اور فرمایا کہ مین اور
سرور کائنات اور عمرؓ مر جاینگے اور تیرے حجرہ مین مدفون ہونگے پس ایسا ہی ظہور پایا۔ اور روایت ہی
کہ مان امام شافعی رح کی جب حاملہ تھی خواب مین کیا دیکھتی ہی کہ مشتری اُسکی فرج سے نکلا ہی اور
شہر مین ٹوٹ گیا ہی پس تمام شہرون مین ایک ایک قطعہ اُسکا علحدہ ہو گیا پس تعبیر کی گئی کہ
اُسکے شکم سے ایک عالم پیدا ہوگا اور علم اُسکا تمام بلاد اور امصار مین منتشر ہو جائیگا۔ اور علی الاتقیا
حضرت صلعم نے ابوبکرؓ کو فرمایا کہ مین اور تو ایک زینہ پر چڑھ رہے ہین پس مین تیرے آگے ڈھائی
درجہ ہو گیا ہون حضرت رضہ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ مین بعد ڈھائی برس کے مر جاؤنگا
آخر ایسا ہی واقع ہوا پس تمام خوابون مذکورہ مین لوازم مین مناسبت ہی چنانچہ تاویل اور تعبیر
اُسکی بھی اسی لحاظ سے کی گئی ہی۔ ابن سیرین سے جو کہ تعبیر خوابون مین مشہور اور معروف ہین ایسی
ایسی باتین بہت مشہور ہین اس مختصر مین تمامہ بیان نہین ہو سکتین۔ اس قسم کے خوابون رویاے صادقہ
بولتے ہین کیونکہ یہ کاذب اور جھوٹے نہین ہو سکتے۔ اور اُنکے خواص مین سے یہ ہی کہ جب کسی کے پاس
تعبیر کے لیے بیان کرتے ہین تو جیسا وہ شخص تعبیر کرتا ہی ویسا ہی ظہور مین آتا ہی خواہ تعبیر نیک کیجاوے
خواہ بد۔ اسی واسطے عقلا نے کہا ہی کہ سب سے اول خواب کو کسی نادان شخص کے باامید تعبیر نکہنے جاوے
ایسا نہو کہ وہ بسبب حماقت کے تعبیر بر خلاف واقعہ کرے اور مقدمہ برعکس ہو۔ اور حدیث
مین بھی سخت ممانعت اس سے وارد ہی اسلیے صحابہ رضہ اپنے خواب کو ہمیشہ حضرت صلعم کی
خدمت مین عرض کرتے تھے آنحضرت صلعم کی زبان سے تعبیر اُسکی سنتے تھے۔ الغرض رویاے صادقہ
لوحی شمار کیے جاتے ہین خصوصاً رویاے صلحا اور اتقیا اور انبیا۔ دوسرا قسم رویاے تخیلی ہین
وہ یہ ہین کہ آدمی کو بیداری کی حالت مین کوئی صورت بذریعہ حس مشترک کے خیال مین آتی ہی پس
اُسی صورت کو حس مشترک حالت خواب مین مشاہدہ کرتی ہی۔ یا یہ کہ کوئی معنی معانی متوہمہ سے حافظہ مین آتے ہین

پس قوت متخیلہ اُسکو کسی صورت مین متصور کرکے حس مشترک پر عرض کرتی ہی۔ ایسے خوابون کا نام رویاے کاذبہ ہی اور اضغاث احلام انھین کا نام ہی انکا کچھ اعتبار نہین ایسے خواب صدہا شب و روز مین دیکھے جاتے ہین۔ لیکن انپر کوئی اثر مرتب نہین ہوتا اور نہ انکو تعبیر و تاویل کی حاجت پڑتی ہی۔ اور اس قسم مین معانی مدرکہ نفس اور صورت منطبعہ فی الخیال مین بالکل مناسبت نہین ہوتی۔ اور خواب شاعرون اور اشخاص کثیر الکذب کے بھی اسی قبیل سے ہین کیونکہ خیالات باطلہ اور انتقالات ردیکی انکو عادت پڑجاتی ہی اسی لیے انپر اعتماد نہین کیا جاتا۔ تیسری قسم وہ خواب ہین کہ بنابر تغیر مزاج روح کے سوء مزاج ساذج یا مادی سے عارض ہوتا ہی واقع ہوتے ہین اور ایسے خواب اقسام امراض سے شمار کیے جاتے ہین اور محتاج بعلاج ہین اور انھین سے مزاج کے احوال پر استدلال کیجاتی ہی پس جو خواب کہ سوء مزاج ساذج سے عارض ہوتے ہین دو طرح پر ہوتے ہین۔ ایک وہ ہین کہ سوء مزاج سے عارض ہوتے ہین اور سبب انکے عروض کا یہ ہی کہ جب روح آدمی کی بسبب حرارت خارجی کے مشتعل ہوتی ہی تو قوت متخیلہ اُسکو مناسبت کی رعایت سے ایسی صورتون گرم سے مصور کرتی ہی کہ انسان بیداری مین انکو مشاہدہ کرتا ہی پس خواب مین آگ اور آفتاب اور بجلی اور صاعقہ وغیرہ دیکھتا ہی دوسرے یہ ہی کہ سوء مزاج بارد سے لاحق ہون۔ اور سبب انکے عروض کا یہ ہی کہ جب روح بسبب سردی خارجی کے سرد ہوتی ہی اور برودت اسمین غالب ہوتی ہی تو فی الحال قوت متخیلہ مناسبت کی رعایت سے ایسی صورتون سرد سے مصور کرتی ہی کہ بیداری مین ملاحظہ کیجاتی ہین۔ پس عالم خواب مین برف اور یخ اور باد او باران ملاحظہ کرتا ہی۔ اور جو خواب کہ سوء مزاج بادی سے عارض ہون بموجب کیفیات اربعہ کے اسکی چار قسم ہین۔ اول یہ کہ غلبہ صفرا سے خواب نمودار ہون۔ وجہ انکی یہ ہی کہ روح حرارت صفرا سے مشتعل ہوگی اور بخارات زرد اس سے جدا ہونگے اور قوت متخیلہ انکو ایسی صورت مین مصور کریگی جو انکے مناسب ہوگی اور حس مشترک پر ظاہر کریگی پس خواب مین اشیا زرد رنگ اور چیزین گرم اور جانورون کے مانند آٹنا ظاہر ہوگا۔ دوم یہ ہی کہ غلبہ خون سے خواب ظاہر ہووین پس خواب مین آندھی سرخ اور اشیاے گرم اور خونریزی وغیرہ مناسبہ ملاحظہ کیے جائینگے۔ سوم یہ کہ مواد بلغمی جسم مین زائد ہو پس اُسکے مناسب جو چیزین ہین وہی خواب مین مشاہدہ ہونگی مثلاً پانی سرما اور سرما اور سردی اور مینھ اور سفیدی وغیرہ اشیاے مناسبہ مادہ بلغم ملحوظ ہونگی چہارم یہ کہ مواد سوداوی سے بدن ممتلی ہو پس وہ چیزین کہ مناسب مادہ سوداوی ہین خواب مین مرئی ہونگی۔ مثلاً سیاہی اور تیرگی اور خوف اور وحشت اور ہولناکی اور بلندی سے پستی مین

خواب اہل... جھوٹ بولنے والے ... خواب

گرنا اور سوا اسکے اور امور مناسبہ مادہ سوداوی کے خواب مین دیکھے جاوینگے۔ انتباہ دلالت خوابہا
نوع مادہ پر دو شرطون سے مشروط ہی۔ اول یہ کہ جو چیزین خواب مین دیکھی جاتی ہین بسبب کثرت فراوانی کے
نہ دیکھی جاوین پس اگر بھاڑ جلانے والے خواب مین شعلہ اور نیران معائنہ کرین تو یہ امور غلبہ حرارت صفراوی
پر دال نہونگے کیونکہ باعث کثرت فراوانی کے انکو ایسی چیزین نظر آتی ہین۔ ایسا ہی ملاح اگر دریا
اور بادل اور برف وغیرہ ملاحظہ کرے تو غلبہ بلغم کی علامت نہوگی۔ اور دوم یہ کہ جو کچھ خواب مین دیکھا جاتا ہی
بسبب فیضان مبادی عالیہ کے نہو جیسا رویاے صادقہ مین بیان ہوا ہی پس یہ خواب بھی غلبہ مواد پر
دال نہونگے کام فصل سوم بیداری کے بیان مین۔ اب بیداری کے بابت بھی چند امور ضروری
قلمبند کیے جاتے ہین واضح ہو کہ بیداری بھی مانند خواب کے دو قسم پر ہی طبعی اور غیر طبعی مگر چونکہ ستہ ضروریہ
سے صرف بیداری طبعی ہی لہذا اسکا بیان اور تعریف لکھی جاتی ہی۔ اور بیداری غیر طبعی چونکہ غیر ضروری
ہی اور علاوہ بران ایک قسم کا مرض ہی جسکو عربی زبان سہر بولتے ہین چونکہ سبات کی ضد اور محتاج
بعلاج ہی اور نیز بیان اسکا موجب طوالت مختصر ہی اسیلیے بیان نہین کی گئی۔ اور بیداری طبعی
کی یہ تعریف ہی کہ ہی حالۃ طبعیۃ فیہ الحیوان آلات الحس والحرکۃ عند انصباب الروح النفسانیۃ فیہا
موثرۃ۔ یعنی بیداری طبعی وہ حالت طبعی ہی کہ جب روح نفسانی (بذریعہ اعصاب کے) آلات حس اور
حرکت حیوان مین بشر طیکہ تاثیر نفوذ کرتی ہی تب حیوان اپنے آلات کو استعمال کرتا ہی اور چونکہ بیداری ضد
خواب ہی لہذا بیداری مین وہ امور ظاہر ہونگے جو کہ خواب کے برخلاف ہون۔ چنانچہ بیداری مین ظاہر
بدن گرم اور باطن سرد ہوتا ہی۔ اور زیادہ جاگنے سے بدن مین خشکی اور کوفت اور ماندگی ہوجاتی ہی
اور درد سر عارض اور رنگ بدن خراب ہوجاتا ہی۔ اور فکر اور حواس مین خلل اور دماغ مین نقصان
اور امراض وسواس اور جنون پیدا ہوتے ہین اور رطوبت بدن کی خشک ہوتی ہی اور ہضم خراب ہوتا ہی
اور آنکھون مین تاریکی ظاہر ہوتی ہی اور بھوک باطل اور بدن دُبلا اور پتلا ہوجاتا ہی۔ چونکہ موجب یادہ
بیداری کی گرمی اور خشکی دماغ ہی اسیلیے اسکی اصلاح کے لیے اشیاے سرد و تر کا استعمال کرین جو کہ مطولات
علمیہ مین مذکور ہین۔ اور قدرے فصل دوم مین بیان ہوئی ہی۔ اور بیداری معتدل باعث حفظ صحت ہی۔ الغرض
تمام امور مین کیا خواب اور کیا بیداری اعتدال اور میانہ روی مفید ہی بقول شخصے خیر الامور اوسطہا

باب چہارم حرکت اور سکون بدنی کے بیان مین اور اسمین چند فصول ہین فصل اول۔ در وجہ ضرورت
حرکت اور سکون اور انکے معانی و اقسام حرکت بیان مین مخفی نرہے کہ حرکت اور سکون بدنی بھی
ایک قسم ستہ ضروریہ سے ہی اسکے بغیر بھی حیات انسانی ممکن نہین۔ عام ہی کہ حرکت کل بدن کی

کل مکان سے ہو۔ یا حرکت اجزاے بدن کی اجزاے مکان سے ہو۔ جیسے قریباً بیان کیا جائیگا۔ وجہ ضرورت
حرکت کی یہ ہی کہ حرارت غریزی ہر وقت اور ہمیشہ اپنے کام مین مصروف رہتی ہی یعنی جو چیز کہ وارد بدن
انسان ہوتی ہی اسکو تحلیل کرتی ہی۔ لیکن بسبب دوام فعل کے اسکو کلال اور ماندگی لاحق حال ہوتی ہی۔
پس اسی باعث سے تھوڑے تھوڑے فضلے ہر ایک ہضم مین باقی رہتے ہین۔ اب اگر یہ فضلے کچھ
عرصہ تک جمع ہوتے رہین تو ضرور حرارت غریزی کو ڈھانپ کر سرد کر دینگے اور موجب آفات بلکہ ہلاک
ہونگے اسلیے ہمین ایسی حرارت کی احتیاج ہوئی جو کہ فضول کو تحلیل اور حرارت غریزی کو افروختہ کرے
اور اسکی قوت اور ضعف اپنے اختیار مین ہووے الحرارۃ الحادثۃ من الحرکۃ فان الحرکۃ من شانہا التسخین
اسلیے انسان کو حرکت ضرور ہوئی تاکہ اسکے ذریعہ سے فضلہ زائدہ تحلیل ہوتا رہے اور حرارت غریزی بھی
روشن اور افروختہ رہے اور منطفی ہو کر دب نجاوے۔ اور حکیم ابن ابی صادق حرکت کے ضروری
ہونے مین یون تحریر فرماتے ہین کہ حیوان بالطبع متحرک مخلوق ہوا ہی جیسا انسان کو بالطبع ناطق پیدا
کیا گیا ہی کیونکہ حیوان کی تعریف مین متحرک بالارادہ لیا گیا ہی پس جیسا انسان بالطبع اور بالذات
ناطق ہی ویسا ہی حیوان بالطبع اور بالذات متحرک ہی اور جو شخص جس چیز پر مخلوق ہوا ہی اسکا
خالی رہنا اس سے محال ہی پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ حیوان بالذات محتاج حرکت
کا ہی اسکے متحرک ہونے مین کسی اور دلیل کی حاجت نہین۔ اور وجہ ضرورت سکون کی یہ ہی
کہ انسان کو بسبب رنج اور تعب اور حرکت دائمی کے عجز اور کلال لاحق حال ہوتا ہی اسلیے راحت
بدن کے لیے محتاج سکون ہوتا ہی کیونکہ اگر ہمیشہ حرکت مین ہی رہے تو رطوبات تمام تر تحلیل ہو جاینگے
بلکہ حرکت دائمی سے رطوبات متکون اور مخلوق بھی نہونگے اور اسی باعث سے حرارت بھی دور
ہو جائیگی کیونکہ رطوبت مادہ حرارت ہی۔ اور قادر علی الاطلاق نے اپنی قدرت کاملہ سے ہر ایک سبب
ضروری کے لیے محرک اور باعث مقرر کیا ہی۔ چنانچہ بھوک کھانے پر اور پیاس پینے پر باعث ہوئی ہی
اور ماندگی اور پینک خواب پر۔ اور انسان کا ماکول اور مشروب اور لباس مصنوعی ہونا حرکت پر موجب
ہی۔ اور علی ہذا القیاس اور بھی ہین۔ بالفرض اگر ہر ایک اسباب ضروری کے لیے محرک اور باعث
طبعی مقرر نہوتا تو امور ضروری مین بسبب غفلت کے فتور لاحق ہو کر مفضی الی الہلاک ہوتا جیسے
مرض مین اگر علاج مین غفلت کیجاوے تو مرض موجب ہلاک ہوتا ہی مثلاً اگر بھوک یا پیاس کھانے پینے پر
باعث اور محرک نہ ہوتی تو انسان کو کبھی حاجت کھانے پینے کی محسوس نہوتی اسلیے نہ تو انسان غذا
کھاتا اور نہ پانی پیتا اور بدن کو اسباب داخلی اور خارجی سے دائم التحلیل ہی پس اس صورت مین

بدل ما یتحلل بدن میں کوئی چیز نہ پہونچتی اور آدمی ہلاک ہوجاتا کیونکہ بغیر پہونچنے بدل ما یتحلل کے زندگانی
محال ہی اور یہ بات ادنیٰ تامل سے ظاہر ہوسکتی ہی اور حرکت کی تعریف میں بہت اختلاف ہی ارسطو نے
اس باب میں کچھ کہا ہی اور افلاطون نے کچھ اور ہی لکھا ہی لیکن ہم اس جگہ فقط وہ تعریف جو
بعض قدماے متقدمین نے لکھی ہی نقل کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہی۔ الحرکۃ ہی خروج المادۃ من القوۃ
الی الفعل بالتدریج او یسیرا یسیرا او لا دفعۃ یعنی حرکت اُس سے عبارت ہی کہ خروج مادہ کا قوت سے طرف
فعل کے آہستگی سے ہو یا اندک اندک اور یکبارگی نہو۔ اور فائدہ تمام قیود مذکورہ کا یہ ہی کہ کون اور فساد جو حرکت
کی ضد ہیں داخل نہو۔ اسلیے کہ خروج مادہ کا قوت سے طرف فعل کے اگر دفعۃً ہو کون کہلاتا ہی اور زوال
اُسکا اگر دفعۃً ہو فساد بولا جاتا ہی۔ اور یہ بات بخوبی ظاہر ہی کہ حرکت ان دونوں کا غیر ہی کیونکہ حرکت چاہے کسی
قسم کی ہو اُسمیں شرط ہی کہ متحرک اپنی صورت نوعیہ پر بعد تحرک کے رہے بخلاف کون اور فساد کے کہ تغیر صورت
نوعیہ متحرک کا اُسکو لازم ہی۔ اور سکون کی یہ تعریف ہی کہ السکون ہو بقاء المادۃ علی القوۃ او علی الفعل یعنی
سکون اُس سے عبارت ہی کہ بقا مادہ کا قوت یا فعل پر ہو۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ حرکت مطلقاً
قطع نظر مسافت سے (کہ وہ ایک قسم علحدہ ہی اور اعیان میں موجود نہیں) آٹھ قسم پر ہی۔ چار تو اُن
مقولجات اربعہ سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ یہ چاروں اقسام اُنہیں واقع ہوتے ہیں اور چار دوسرے
باعتبار ذات حرکت کے ہیں اُنمیں کسی مقولہ کا مقولجات عشرہ سے لحاظ نہیں کیا گیا پس مجموعہ آٹھ قسم
ہوے چنانچہ انکو دو نوع پر بیان کیا گیا ہی نوع اول میں وے اقسام لکھے جائینگے جو کہ مقولجات اربعہ سے
تعلق رکھتے ہیں۔ اور نوع ثانی میں اُن اقسام کا بیان کیا جائیگا جو کہ باعتبار ذات حرکت کے ہیں

نوع اول مخفی نرہے چونکہ بیان مقولجات کا علم حکمت سے تعلق رکھتا ہی اور وہاں انکو بخوبی بیان کیا گیا ہی
اور یہ مختصر اُنکے بیان تفصیلی کا متحمل نہیں ہوسکتا لہذا اس جگہ صرف مقولہ کے معنی مع اسامی اقسام اور
تعریف ہر ایک کے لکھا جاتا ہی جو لوگ زیادہ تشریح کے طالب ہوں وہ کتب متداولہ حکمت سے مثل صدرا
اور شمس بازغہ اور حکمۃ العین اور شرح ہدایۃ الحکمۃ وغیرہ کتب علم حکمت سے مطالعہ کرلیں۔ واضح ہو کہ موجود
دو قسم پر منقسم ہی۔ ایک واجب الوجود دوم ممکن الوجود۔ پس واجب الوجود واجب بالذات ہی کہ وجود اُسکا
باعتبار ذات کے ضروری ہو اور وہ حق سبحانہ و تعالیٰ ہی کہ بسیط محض ہی یعنی نہ اُسمیں اجزاے ذہنی پائے جاتے ہیں
مثل جنس اور فصل کے اور نہ اجزاے خارجی مثل ہیولے اور صورت کے اور ممکن الوجود وہ ہی جسکا وجود
اور عدم دونوں ضروری نہوں اور وہ مخلوقات ہی۔ پس ممکن الوجود کی دو قسم ہیں۔ ایک ممکن الوجود
جوہر ہی اور وہ اُس ممکن سے عبارت ہی کہ قائم بالذات ہو یعنی محتاج بہ محل نہو اور عرض اُسکے برخلاف ہی

یعنی محتاج بہ محل ہو اور قائم بالذات نہو۔ جوہر کے افراد پانچ ہین ایک جسم ہو اور جسم سے مراد ہی کہ قابل ابعاد ثلاثہ ہو اور ابعاد ثلاثہ طول عرض عمق ہین۔ دوم ہیولیٰ۔ سوم صورت۔ چہارم نفس ناطقہ پنجم عقول جسکو لسان شرع مین ملک اور فرشتہ کہتے ہین۔ اور وہ حکماے مشائین کے نزدیک دس یعنی عقول مین منحصر ہین۔ اور نزدیک حکماے اشراقین کے عقول غیر محصور ہین قسم دوم ممکن الوجود عرض ہی اور تعداد مین نو ہین جنکے اسامی یہ ہین۔ کیف۔ کم۔ این۔ متی۔ اضافت۔ وضع۔ فعل۔ انفعال۔ ملک۔ کیف وہ عرض ہی کہ باعتبار اپنی ذات کے قسمت اور عدم قسمت کا مقتضی نہین ہوتا۔ اگرچہ بمتابعت اپنے محل کے قسمت اور لا قسمت قبول کرتا ہی چنانچہ سواد اور بیاض اور حرارت اور برودت وغیرہ اگر جسم کو عارض ہوو ین منقسم ہوتی ہین اور جب نقطہ کو عارض ہوو ین تو منقسم نہین ہوتین۔ اور یہ دو قسم پر ہی ایک کیف جسمانی جیسا سواد اور بیاض وغیرہ سے بیان کیا گیا ہی۔ دوم کیف نفسانی کہ نفس ناطقہ کو عارض ہوتا ہی جیسے علم اور جہل اور جود اور بخل وغیرہ کو کیفیات نفسیہ۔ اور بیان انکا عنقریب باب پنجم مین آتا ہی کم وہ عرض ہی کہ فہم اسکا غیر کے فہم پر موقوف نہو اور باعتبار اپنی ذات کے قابل قسمت ہو اور اسکی دو قسم ہین۔ ایک کم منفصل ہی جسمین اجزاے متمائز الوجود بالفعل موجود ہون جیسے اعداد کہ آحاد سے مرکب ہین اور وہ آحاد اسمین علیحدہ علیحدہ موجود ہین۔ دوم کم متصل ہی کہ قابل قسمت ہو لیکن اجزاے متمائز الوجود اسمین بالفعل موجود نہون جیسے امتداد کسی چیز کا جو کوئی گز دراز ہو یا جیسے مسافت اگرچہ قابل التقسیم ہی لیکن اجزاے متمائز الوجود اسمین بالفعل موجود نہین بلکہ بالقوہ موجود ہین ناپنے سے ظاہر ہو جاینگے۔ اور زمانہ بھی اسی قبیل سے ہی سوم این۔ اور تفصیل اسکی ابھی آتی ہی یہ وہ ہیئت ہی کہ جسم کو بسبب حصول مکان کے حاصل ہوتی ہی چہارم متی یہ وہ ہیئت ہی کہ جسم کو بسبب حصول زمان کے عارض ہوتی ہی پنجم اضافت اس سے وہ نسبت مراد ہی کہ درمیان دو شی کے حاصل ہوتی ہی جیسے صفت ابوۃ اور بنوۃ کی کہ درمیان باپ اور بیٹے کے ثابت ہی ششم وضع۔ یہ وہ ہیئت ہی کہ کسی چیز مین بہ نسبت امور داخلیہ اور خارجیہ کے حاصل ہو چنانچہ ہیئت قیام اور قعود کی اور اسکا بیان بھی عنقریب آتا ہی ہفتم فعل ہی وہ ایک ہیئت غیر قار ہی کہ فاعل مین بطور تجدد حاصل ہوتی ہی بسبب اسکے کہ فاعل منفعل مین تاثیر کرتا ہی جیسے ایک ہیئت ارہ کش مین وقت ارہ کشی کے حاصل ہوتی ہی ہشتم انفعال اور یہ بھی ہیئت غیر قار ہی کہ منفعل مین بطریق تجدد حاصل ہوتی ہی بسبب اسکے

کہ فاعل اُنمین بطور مذکورہ اثر کرتا ہی جیسے ایک ہیئت لکڑی مین بوقت اُترنے کشتی کے حاصل ہوتی ہی جسکو
بہم ملک اور اُسکو جدہ بھی کہتے ہین وہ ایک ہیئت ہی کہ جسم مین بسبب احاطہ کرنے اُن امور
خارجیہ کے حاصل ہوتی ہی کہ باعث انتقال جسم کے منتقل ہوجاتے ہین خواہ امور خارجیہ تمام
اجزاے جسم کو احاطہ کرین یا بعض اجزاے جسکے محصور کرین جیسے ایک ہیئت آدمی کو بر تقدیر پہننے
جامہ یا تاج اوڑھنے سے یا پگڑی باندھنے سے حاصل ہوتی ہی اس جگہ دو بیت کہ ہر ایک جامع
ایک جوہر اور نو عرض کی ہی قلمبند کی جاتی ہی۔ دانا آدمی انسے بعد تامل ہر ایک مقولہ کو دریافت
کر سکتا ہی **بیت** مردے دراز نیکو در شہر خویش امروز ٭ با خواستہ نشستہ از کردہ خویش فیروز
شعر بدورت بسی عاشق دل تنگ ستہ ٭ سیہ کردہ جامہ بگنج نشستہ ٭ یہ دس اقسام مقولات
کے عربی زبان مین اہل حکمت کی اصطلاح مین مقولات عشرہ کے نام سے مشہور ہین اور انہین
کو اجناس عالیہ کہتے ہین۔ اور مقولہ کے معنی محمولہ ہی یقال المقول ہو المحمول انکے اوپر کوئی جنس
نہین ہر ایک کے نیچے اجناس متوسط اور اجناس سافلہ ہین چنانچہ جنس عالی جوہر کے نیچے جسم مطلق اور
جسم نامی اجناس متوسط ہین اور حیوان جنس سافل ہی۔ اور اجناس سافلہ کے نیچے انواع ہین جیسے
جنس سافل حیوان کے نیچے انسان اور فرس اور حمار وغیرہ انواع ہین اور انواع کے نیچے اصناف جیسے
انسان پنجابی اور انسان کشمیری اور اسپ تازی وغیرہ۔ اور اصناف کے نیچے اشخاص ہین جیسے
زید عمرو بکر وغیرہ۔ اور علی ہذا القیاس تمام اجناس عرض عالیہ ہین بدستور تمام اقسام مذکورہ صدر
بشرط ادنی تامل بن سکتے ہین۔ انمین سے نو آخرین مقولہ عالیہ عراض ہین یعنی اعراض سافلہ پر بولا
ہوتے ہین۔ اور ایک اولین مقولہ عالیہ جوہر ہی یعنی جواہر سافلہ پر محمول ہوتا ہی جیسا بیان ہوا ہی مقولہ
عرض مین سے صرف چار مقولات ذیل مین حرکت واقع ہوتی ہی یعنی آین۔ وضع۔ کم۔ کیف
مین انکے سواے اور کسی مقولہ مین واقع نہین ہوتی۔ اسکو حکما نے اپنی جگہ مین براہین اور دلائل
ثابت کیا ہی۔ اور حرکات اربعہ بھی انہین مقولات کے نام سے منسوب ہین چنانچہ اینی وضعی
کمی کیفی بولی جاتی ہین۔ اور مراد وقوع حرکت سے مقولا[illegible] مین یہ ہی کہ موضوع ایک نوع کا
مقولہ معین سے طرف نوع ثانی مقولہ مذکور کے حرکت کرتا ہی جیسے بیاض سے طرف سواد کے متحرک
ہو۔ یا ایک صنف سے دوسرے صنف کی طرف متحرک ہو جیسے سواد اضعف سے طرف سواد اشد
متحرک ہو یا اسکا عکس واقع ہو۔ یا ایک فرد سے دوسری فرد کی طرف انتقال کرتا ہی جیسے ایک سواد
معین سے طرف سواد معین دیگر کے حرکت کرے پس جب انتقال فردی متحقق ہوگا تو [illegible] کے

ضمن مین انتقال صنفی اور نوعی بھی متحقق ہوگا لیکن اسقدر فرق ہی کہ انتقال فردی مقصود بالذات
اور انتقال صنفی اور نوعی غیر مقصود بالذات ہی کما لا یخفی۔ آب بیان ہر ایک کو مختصر طور پر لکھا
جاتا ہی پس حرکت اینی وہ حرکت ہی کہ متحرک ایک مکان سے دوسرے مکان مین انتقال
کرے خواہ انتقال حقیقی ہو خواہ مجازی۔ اور مثال دونون کی نقل کوزۂ پر آب سے ظاہر ہی
جب اسکو ایک مکان سے اٹھا کر دوسرے مکان مین رکھدین اسمین کوزہ کی ذات کو انتقال
حقیقی حاصل ہی اور کوزہ کے پانی کو انتقال مجازی میسر ہی کیونکہ مکان حقیقی اسکا سطح اندرونی
کوزہ کی ہی۔ اور ظاہر ہی کہ اسمین انتقال نہین ہوا لیکن بسبب انتقال کوزہ کے پانی کو بھی انتقال
مجازی حاصل ہوا ہی۔ اور یہ بھی عام ہی کہ متحرک کو اپنے مکان سے انتقال تام حاصل ہو یا غیر تام
انتقال تام وہ ہی کہ متحرک اپنے موضع اول سے تمامہ باہر آکر دوسرے موضع مین داخل ہووے
اور غیر تام وہ ہی کہ اگرچہ متحرک مکان اول سے تجاوز کرے لیکن تاہم بعض اجزاء اسکے مکان
اول مین باقی رہین۔ اور حرکت اینی کو حرکت مکانی بھی کہتے ہین۔ لان الاین ہیئۃ حاصلۃ للشی
بسبب حصولہ فی المکان۔ ای بالنسبۃ الی مکانہ الحقیقی او المجازی۔ اور اسکو نقلہ بھی کہتے ہین
لان النقل من محل الی محل آخر لازم لہا حقیقتاً کان او مجازیاً فائدہ مکان کے معنی عند الحکماء
مختلف طور پر بیان کیے گئے ہین۔ مذہب حکیم ارسطو وغیرہ کا یہ ہی کہ المکان ہو السطح الباطن
من الجسم الحاوی المماس للسطح الظاہر من الجسم المحوی۔ یعنی مراد مکان سے سطح اندرونی جسم حاوی کی
ہی جو کہ مماس سطح ظاہری جسم محوی کے ہوتی ہی۔ اور بعضون کا یہ قول ہی وہو المشہور بین الناس
المکان ما یستقر علیہ الجسم۔ یعنی مکان وہ ہی کہ کسی چیز کو نزول سے منع کرے اسیلیے کہ عوام الناس
زمین کو حیوان کا مکان بولتے ہین نہ مکان ہوا کا۔ لان الہواء لطیف لا یمنعہا الارض من النزول
مگر بموجب قول ارسطو کے زمین کو ہوا کا مکان بھی کہ سکتے ہین لان مکانہا مؤلف عندہ من
سطح ارضی و سطح ناری و سطح مائی۔ لیکن عند المتکلمین مکان ایک فراغ متوہم ہی کہ دخول العاد
جسم کے قابل ہو۔ الغرض احوال امکنہ کے متفاوت واقع ہوتے ہین بعض مکان تو ایسے ہین
کہ صرف ایک ہی سطح ہوتے ہین اور بعض ایسے ہین کہ چند سطوح مختلف سے مرکب ہوتے ہین
جیسا ابھی ہوا مین گذرا ہی زیادہ تشریح اسکی علم حکمت مین کی گئی ہی وہان دیکھ لین حرکت
وضعی وہ حرکت ہی کہ اجزاء متحرک کے بہ نسبت امور خارجیہ حاویہ یا محویہ کے تبدل ہو جاوین
اور خود متحرک مکان سے خارج نہون۔ اسکی دو قسم ہین اول یہ کہ تبدل اجزاے متحرک کا بہ نسبت غیر کے ہو

اور مثال اسکی حرکت جسم مستدیر کی اپنے مرکز پر ہو جیسے حرکت آسیا اور چرخہ اور فلک کی اور
یہ قسم خفی خالص نہیں ہے جسمین شائبہ بدلیت کا بالکل نہین۔ دوم یہ کہ تبدل اجزاے شی بہ نسبت بعض
شی کے ہو مثال اسکی حرکت قیام کے ثانیہ کے ہیں اور حرکت قعود کی قائم کے لیے اور ان حرکتون
مین ظاہر ہی کہ اجزاے متحرک مین اسکی ذات کے قیاس سے تبدل ہوتا ہی اور اس جگہ قعود مقعود و
ہی اس سے کچھ بحث نہین کہ تبدل اجزاے متحرک مین بہ نسبت بخارج ہوتا ہو۔ البتہ حرکت
وضعی کا حرکت اینی سے بھی متفرق ہو سکتا ہی کیونکہ اگر معنی مکان کے سطح اندرونی جسم حاوی کے
لیے جاوین تو تبدل اجزاے شی بہ نسبت بذات خود بدون تجاوز مکان اول کے ہو نہین سکتا اسلیے کہ
انسان کے لیے حالت قعود مین ایک مکان ہو سکتا ہی اور حالت قیام مین دوسرا اور یہی معنی
حرکت اینی کے ہین۔ ہان اگر مکان کے معنی مایستقر علیہ الجسم جو عوام الناس مین مشہور ہین لیے جاوین
تو حرکت اینی قسم ثانی مین بھی نہین پائی جاتی۔ اور یہ ظاہر ہی کیونکہ حرکت مذکورہ مین جسم اپنے
مستقر سے تجاوز نہین کرتا۔ حرکت کمی وہ ہی کہ ساتھ مقدار کے متعلق ہو کیونکہ کم کے معنی
مقدار کے ہین۔ اور یہ بھی دو قسم پر ہی اول وہ ہی کہ باعتبار ازدیاد حجم کے ہو دوسرے
وہ کہ باعتبار انتقاص حجم کے ہو قسم اول کی پھر دو قسم ہین اول یہ کہ زیادتی حجم کی باعتبار
حصول مادہ کے ہو۔ دوسرے یہ کہ ازدیاد حجم بلحوق کسی کیفیت کے کیفیات اربعہ سے ہو
جو زیادتی حصول مادہ سے ہو اسکے کئی ایک اقسام ہین۔ اول یہ کہ اگر مادہ جسم مین حاصل
ہو کر بدن سے متشابہ ہو کر وزن مین زیادہ ہو جاوے اسکو نمو اور سمن کہتے ہین اور اگر
مادہ بعد حصول کے متشابہ جسم کے نہو لیکن وزن مین زیادہ ہو جاوے اسکو ورم کہتے ہین
اور اگر مادہ حاصلہ مشابہ بدن کے ہو اور وزن زیادہ نہو اسکی دو قسم ہین ایسی زیادتی کو
ذی حیات مین تہبج کہتے ہین اور غیر ذی حیات مین جو قابل تداخل عنصر ہوا کے ہون تخلخل
بولتے ہین۔ اور مثال اسکی پھولنا روئی اور اسفنج کا اسکے گھوٹنے کے بعد ہی اسکو تخلخل غیر حقیقی کہتے ہین
اور تہبج اور نفخہ مین کئی طرح پر فرق کیا گیا ہی اول یہ کہ ریح اگر جوہر عضو مین داخل ہو اسکو تہبج
کہتے ہین اور نہین تو نفخہ بولتے ہین اگر ریح ساکن ہو۔ اور دوم یہ کہ تہبج حس لامسہ مین نرم
معلوم ہوتا ہی اور نفخہ مین قدرے صلابت محسوس ہوتی ہی۔ سوم یہ کہ تہبج دبانے سے
فرو ہو جاتا ہی اور نفخہ فرو نہین ہوتا۔ اور جو زیادتی بسبب لحوق کسی کیفیت کے کیفیات اربعہ
سے ہو اسکو تخلخل حقیقی بولتے ہین۔ اور تخلخل حقیقی وہ ہی جسمین موجب تخلخل کا کوئی

جسم غریب نہو فقط کوئی کیفیت ہی اُسکا موجب ہوا ور مثال اُسکی پگھلنا یخ کا ہی کیونکہ جو پانی یخ کے
پگھلنے سے حاصل ہوتا ہی بالضرور حجم اُسکا یخ سے زائد ہوگا اور وزن اُسکا یخ سے مساوی ہوگا اور ظاہر ہی
کہ علت پگھلنے کی سوائے کیفیت حرارت کے امر دوسرا نہیں بلکہ باعتبار انبساط اور انقباض و انتشار
اجزاء کے نفس یخ کا ہی متخلخل ہوا ہی کوئی دوسرا جسم غریب مثل عنصر ہوا کے اسمین داخل نہیں ہوا
اور جو حرکت کمی باعتبار انتقاص حجم باوصف بقاے تمام اجزا متحرک کے ہو اُسکی بھی دو قسمین ہین
اول یہ کہ بنا بر تماسک اجزاے شی متحرک کے ہو جیسا پانی کوزہ مین رکھا ہوا منجمد ہو یا ہوا کہ بالقسر
منبسط اور منتشر ہو کر اپنے اقوام اصلی کی طرف راجع ہو چنانچہ یہ بات شیشہ گرون مین مشہور ہی کہ جب کوئی
شخص منھ یا شیشہ کے منھ پر رکھکر اُسکی ہوا کو چوس لیوے اور بعد چوسنے کے منھ شیشہ کا انگشت سے
بند کرے پانی پر اُلٹا کرے پس بمجرد اُٹھانے انگلی کے پانی اُسمین داخل ہو جائیگا اسکا اور کوئی سبب
نہین مگر نقصان حجم ہوا کا کہ بسبب زوال قاسر کے قوام اصلی کی طرف رجوع ہو کر کثیف ہوئی ہی اور
بباعث امتناع خلا کے پانی اُسمین داخل ہوا ہی دیکھو عند الامتصاص ہوا کا منبسط ہونا اور بعدہ کثیف
ہو کر پانی داخل ہونا اثبات حصول تخلخل اور تکاثف کے لیے ہوا مین عمدہ اور کافی دلیل ہی۔ دوسرا
وہ انتقاص ہی کہ بسبب خروج جسم غریب کے (مثل عنصر ہوا کے) جو کہ علت تخلخل جسم ہوا تھا حاصل
ہو مثل روئی اور اسفنج کے جبکہ ہاتھ مین اُسکو گھونٹین تو حجم اُسکا بہ نسبت سابق چھوٹا ہو جائیگا۔
بخروج الھواء منه و عوده الی الحالة الاولی۔ الغرض تناقص جسم کا باوصف بقاے تمام اجزاے بدن
کے جس طرح ہو تکاثف نام کیا جاتا ہی لیکن جو تناقص بتماسک اجزاے متحرک ہو اُسکو تکاثف حقیقی کہتے ہین
اور جو تناقص بخروج جسم غریب ہو اُسکو تکاثف غیر حقیقی بولتے ہین الحاصل چنانچہ تخلخل دو قسم ہوتا ہی
ویسا ہی تکاثف دو قسم پر ہوتا ہی حرکت کیفی وہ حرکت ہی کہ کسی کیفیت مین کیفیات سے واقع ہو جیسے
کوئی شی اول گرم تھی بالتدریج سرد ہو گئی ہی یا اُسکا عکس ہو گیا۔ یا ایک شی مثلاً سفید تھی بعدہ بالتدریج
سیاہ ہو گئی اس حرکت کو استحالہ بھی کہتے ہین فائدہ جاننا چاہیے کہ حرکت کیفی تمام کیفیات مین
واقع نہین ہوتی بلکہ یہ حرکت اُن کیفیات سے مخصوص ہی جو کہ شدت اور ضعف کے قابل ہون جیسے
کیفیات اربعہ کہ حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست ہین اور امثال اسکے جو کیفیات متعلق
بالوان ہین مثل سیاہی اور سفیدی وغیرہ کے جو کہ شدت اور ضعف کے قابل ہین پس زوجیت اور
فردیت اور اولیت اور آخریت اور امثال اُسکے ہین جو کہ شدت و ضعف کے قابل نہین حرکت کیفی واقع نہو گی
نوع دوم مخفی نہ رہے کہ حرکت باعتبار ذات کے بھی چار قسم پر ہی۔ عرضی قسری۔ ارادی طبعی انمین سے

تین اخیرہ کو ذاتی اور اول کو عرضی بولتے ہین اور تحقق انکا سواے حرکت اینی کے اور کسی مین نہین
ہوسکتا چنانچہ احوال ہر ایک کا مختصر طور پر لکھا جاتا ہی پس حرکت عرضی وہ حرکت ہی کہ حرکت کسی چیز
کی دوسرے جسم کی حرکت کے تابع ہو جیسے حرکت کشتی نشین کی کشتی کے حرکت کے تابع ہوتی ہی اسلیے
کہ حرکت کشتی کی بالذات ہی اور راکبیا کی بالعرض ہی - اور ویسا ہی حرکت پانی کوزہ کی کہ وہ بھی
تابع حرکت کوزہ کے ہی - حرکت قسری یعنی جبری وہ ہی کہ حرکت جسم کی دوسرے جسم کے تابع نہو لیکن
کسی اور محرک کی تحریک سے حرکت کرے اور محرک اُسکا متحرک کے غیر مین موجود ہو نظیر اسکی پتھر ہی جو
آسمان کی طرف پھینکا جاوے کیونکہ پتھر کذائی کی حرکت وقت تفوق کے تابع حرکت جسم دوسرے کی نہین
اور معہذا محرک اُسکا پھینکنے والا ہی اور وہ پتھر کا غیر ہی - حرکت ارادی وہ حرکت ہی کہ جسم دوسرے کے تابع نہو
اور باوجود اسکے محرک اُسکا متحرک کے نفس مین موجود ہو - اُسکی شان سے یہ ہی کہ کسی نکسی وقت شعور سے
مقترن ہوتی ہی اور مثال اُسکی حرکت حیوان کی ہی یمیناً و شمالاً یعنی داہنے اور بائین - حرکت طبعی وہ
حرکت ہی کہ حرکت جسم کی تابع دوسرے کے نہو لیکن شعور سے کبھی مقترن نہین ہوتی اور مثال اُسکی
حرکت پتھر کی ہی کہ اوپر سے نیچے کو آتا ہی کیونکہ حرکت اُسکی جسم دوسرے کے تابع نہین اور محرک اُسکا
(یعنی طبیعت) اُسکی نفس مین موجود ہی اور یہ حرکت مقترن بشعور نہین ہوتی - اور ان ہر سہ
اخیرہ کو ذاتی کہتے ہین کیونکہ حصول حرکت کا متحرک کی ذات مین متحقق ہی - جاننا چاہیے کہ پھر
حرکت تقسیم ثانی سے قطع نظر تقسیم اول سے چھ قسم ہی - شدید - ضعیف - کثیر - قلیل - سریع -
بطی - اسلیے جائز ہی کہ اقسام تقسیم ہذا کے اقسام تقسیم اول سے جمع ہو وین مثلاً حرکت اینی
جائز ہی کہ سریع بطی یا شدید ضعیف وغیرہ ہوں یعنی اقسام تقسیمین کے باہم متقابل ہین -
حرکت شدید حرکت قوی کو کہتے ہین اور حرکت قوی وہ ہی کہ معاوق کو دفع کرے - اور
اُس سے منفعل نہو اور حرکت ضعیف اُسکی ضد ہی - کثیر کے معنی بہت اور قلیل کے معنی تھوڑا
اور یہ دونوں باہم اضداد ہین حرکت سریع وہ ہی کہ تھوڑے زمانہ مین قطع مسافت کرے
خواہ بقوت ہو خواہ بضعف - اور بطی اُسکی ضد ہی پس فعل قوی کا مثل ضعیف کے نہوگا
اور فعل کثیر کا مانند قلیل کے نہوگا اور فعل سریع کا مانند فعل بطی کے نہوگا - اسلیے شدید اور ضعیف
جمع نہونگی - اور قلیل اور کثیر بھی یکجا نہین ہوتین - اور سریع اور بطی بھی باہم اکٹھی نہین ہوسکتین
اسکے سوا اور ترکیبین متصور ہوسکتی ہین - اور رہا بین ہر تینون کے درجہ وسط جسکو معتدل کہتے ہین
لازم ہی پس یہ تینون مع المعتدلات کے نو قسم ہوئین جب ان نو قسمون کو آپس مین ترکیب دیکر

تراکیب ممکن الحصول حاصل کرین۔ تو ستائیس قسم ہوتی ہین جسکی تفصیل جدول ذیل مین مندرج ہو

جدول یہ ہو

۱ شدید کثیر سریع	۲ شدید کثیر بطی	۳ شدید قلیل سریع	۴ شدید قلیل بطی
۵ شدید کثیر معتدل در سرعت وبطوء	۶ شدید قلیل معتدل در سرعت وبطوء	۷ شدید بطی معتدل در کثرت وقلت	۸ شدید سریع معتدل در کثرت وقلت
۹ شدید معتدل در کثرت وقلت وبطوء وسرعت	۱۰ ضعیف قلیل بطی	۱۱ ضعیف قلیل سریع	۱۲ ضعیف کثیر سریع
۱۳ ضعیف کثیر بطی	۱۴ ضعیف سریع معتدل در قلت وکثرت	۱۵ ضعیف کثیر معتدل در سرعت وبطوء	۱۶ ضعیف قلیل معتدل در سرعت وبطوء
۱۷ ضعیف بطی معتدل در کثرت وقلت	۱۸ ضعیف معتدل در قلت وکثرت وبطوء وسرعت	۱۹ کثیر سریع معتدل در شدت وضعف	۲۰ کثیر معتدل در شدت وضعف وسرعت وبطوء
۲۱ قلیل بطی معتدل در شدت وضعف	۲۲ قلیل معتدل در شدت وضعف وسرعت وبطوء	۲۳ سریع معتدل در شدت وضعف وکثرت وقلت	۲۴ سریع قلیل معتدل در شدت وضعف
۲۵ بطی معتدل در کثرت وقلت وضعف وشدت	۲۶ بطی کثیر معتدل در شدت وضعف	۲۷ معتدل در سہ جہت یعنی در شدت وضعف وکثرت وقلت وسرعت وبطوء	+

مخفی نہ رہے کہ حرکت معتدلہ جسم کو بالذات گرم اور فضلات کو تحلیل کرتی ہو اور انحدار غذا پر معین ہو یعنی طعام کو فم معدہ سے قعر معدہ مین پہونچاتی ہو اور بہت حرکت بخلاف اسکے جسم کو سرد کرتی ہو۔ اس باعث سے کہ اس سے رطوبت غریزی تحلیل ہوجاتی ہو اور اسکی تحلیل سے حرارت غریزی بھی تحلیل ہوجاتی ہو لیکن تبرید اسکی عند الافراط بالعرض ہو بالذات نہین۔ مگر بعض حرکات کی تسخین بہ نسبت تحلیل کے قوی تر ہو۔ اور بعض حرکات مین تحلیل بہ نسبت بعض کے تسخین سے زیادہ ہو چنانچہ حرکت سریع قوی قلیل تسخین اسکی تحلیل سے زیادہ تر ہو۔ اور حرکت بطی ضعیف تحلیل اسکی بہ نسبت تسخین کے بیشتر ہو۔ اور زیادتی سکون کی مثل زیادتی حرکت کے سردی بدن کو پیدا کرتی ہو۔ باعث اسکا یہ ہو کہ افراط سکون کا احتباس

رطوبت کو واجب کرتا ہی پس اس سے بندش حرارت غریزی کی لازم آتی ہی اور یہ مستلزم سردی
بدن ہی۔ اور سکون بھی ہضم طعام پر یاری اور مدد کرتی ہی کیونکہ اسمین کچھ شک نہین کہ قوت ہاضمہ
معدہ کے جرم مین ہی پس جب غذا وارد معدہ ہوگی تو سب سے اول اثر قوت ہاضمہ کا اُس غذا
مین ہوگا جو کہ ملاصق اور قریب جرم معدہ کے ہی اُسکے بعد اجزاے مجاورہ مین اثر ہضم واصل ہوگا
یہان تک کہ بالتدریج اثر ہضم کا تمام غذا مین واصل ہوگا پس وقت ہضم کے اگر سکون ہوگا تو تاثیر
ہضم کی بسبیل مساوات اپنے کام کو تمام کریگی۔ اور اگر اس وقت حرکت کا اتفاق ہوگا تو غذا سودہ
مین ہل جل کر مشوش ہوگی اور ہضم مین فتور ہوگا۔ کیونکہ اس حالت مین اجزاے غذا مین تغیر اور تبدیل
واقع ہوگی اور ملاقات اجزاے غذا معدہ مین پائدار نہ رہیگی اسلیے ہضم مین قصور اور فتور ہوگا لیکن حرکت
خفیفہ کہ باعث تحریک غذا نہو عدم افساد ہضم مین مشابہ سکون ہی۔ اور حرکت معتدل تناول
غذا سے اول مقوی ہضم ہی کیونکہ ایسی حرکت ہاضمہ کو گرم کرتی ہی اور حرارت غریزی کو برانگیختہ
کرتی ہی اور تحلیل فضول کی اُسکو لازم ہی۔ اور سرد مزاج والے کو جسکے بدن مین فضلہ کمتر ہو اور فربہ
اندام ہو اُسکو حرکت قوی سریع دیر تک لازم ہی تاکہ تحلیل اور تسخین ہر دو حاصل ہون اور گرم مزاج
والے بدن مین کہ مواد بھرا ہوا ہو حرکت آہستہ دیر تک لازم ہی تاکہ گرمی بافراط حاصل نہو اور
معتدل مزاج کو حرکت معتدل لازم ہی

فصل دوم جماع کے بیان مین۔ پوشیدہ نرہے کہ حرکت
جماع بھی جملہ حرکات بدنیہ سے ہی اور اُسکو حرکت نفسانی بباعث فرح اور لذت کے بھی لازم ہی
اور استفراغ رطوبات بسبب خروج منی کے اور تحلیل رطوبات اور استفراغ ریح اور [illegible]
بھی لازم ہی۔ یہ حرکت بدن کو خشک اور حرارت غریزی کو کم اور اعضا کو سرد کرتی ہی سبب
اُسکا یہ ہی کہ جماع سے اکثر رطوبات قریبۃ العہد بالانعقاد (جنکا ذکر ابھی آتا ہی) مستفرغ ہوتی ہین
اور چونکہ ہمراہ منی کے جوہر روح کا بسبب لذت کے نکلتا ہی اسلیے حرارت غریزی مین بھی نقصان
ہوتا ہی اسی واسطے جو شخص لذت جماع کی بیشتر اٹھاتا ہی کثرت جماع سے اُسکو ضعف زیادہ ہوجاتا ہی
چنانچہ بعض آدمی بعد انزال کے بسبب ضعف کے بیہوش ہوجاتے ہین پس جب روح مین نقصان
ہوگا بالضرور سردی غالب ہوگی۔ الغرض جماع مضر ترین اشیا ہی خصوصا اگر مقرون بانزال
ہو لیکن اگر حسب تقاضاے طبیعت وقت معتدل مین محبوب مرغوب الطبع سے جماع کیا جاوے
اور اسمین رنج اور تعب نمودار نہو تو موجب تقویت روح اور انتعاش حرارت غریزی کا ہی
اور تسخین معتدل بدن مین کرتا ہی اور فرحت بجد پیدا کرتا ہی اور غم اور وسواس کو دور اور

امراض سوداوی کو دفع کرتا ہے اور بادجود کثرت استفراغ کے ضعف کم لاتا ہے خصوصا جوان دیوں کو
کہ جو صحیح مزاج ہوں اکثر امراض سے امان دیتا ہے۔ ایسا جماع بشرط حصول ضروریات سے ہے
مضرات سے بچیں۔ ضرورت یہ ہے کہ تعب اور رنج اور امتلاء اور خلا بالفعل نہ ہو واقع ہو۔ فائدہ
چونکہ مسئلہ منی حرکت باہ سے متعلق ہے اسلیے اسکا بیان دیکر کیا جاتا ہے تتمیماً و تتمیماً للفائدہ۔ گرمی
چونکہ رطوبات بدن سے ایک رطوبت ہے لہذا اول رطوبات کو بیان کرتا ہوں تاکہ یہ مسئلہ خوب واضح
ہوجاوے۔ واضح ہو کہ رطوبات بدن کے دو قسم ہیں ایک رطوبات اولی اور دوسرا ثانوی
رطوبات اولی اخلاط محمودہ ہیں اور رطوبات ثانوی پھر دو قسم ہیں ایک فضول دوم غیر فضول
رطوبات فضولی اخلاط مذمومہ ہیں اور غیر فضولی چار قسم پر ہیں۔ اول وہ رطوبت ہے کہ اطراف
عروق شعریہ میں (یعنی جو کہ اعضاء اصلیہ کے مجاور اور ملاقی ہیں) محصور ہے اور مزاج اسکا مزاج خلطی کے
قریب ہے اور اعضاء سے ملاقی نہیں ہے۔ دوم وہ رطوبت ہے جو کہ اعضاء پر مثل شبنم کے مانند پڑی ہوتی ہے
اسکو رطوبت طلیہ کہتے ہیں۔ اور یہ رطوبات استعداد غذائیت کی رکھتے ہیں جب بدن غذا کو نفقود
کرتا ہے۔ اور نیز سبب بدن کو بسبب حرکت وغیرہ کے یبوست لاحق ہوتی ہے تو اس سے بدن تر ہوتا ہے
یہ رطوبت اعضا کو ملاقی ہوتی ہے لیکن انمین نافذ نہیں ہوتی۔ سوم رطوبت قریبۃ العہد بالانعقاد
ہے یعنی وہ رطوبت جو عنقریب منعقد ہو کر اعضاء سے مشابہ ہونے والی ہے اور منی بھی بعض کے نزدیک
اسی قسم سے حاصل ہوتی ہے اور یہ رطوبت اعضاء میں نافذ ہوتی ہے لیکن اسکے لیے قوام عضوی
حاصل نہیں ہوتا اسلیے اسکو رطوبت بولتے ہیں۔ چہارم وہ رطوبت ہے کہ اعضاء اصلیہ میں ابتداء
خلقت سے داخل ہوتی ہے اور اتصال اعضاء کی حافظ ہے اسکو رطوبت اصلیہ بولتے ہیں۔
اب واضح ہو کہ منی فضلہ ہضم چہارم کا ہے۔ اور عند البعض فضلہ ہضم سوم اور چہارم کا ہے
بہر تقدیر جب غذا عروق سے مترشح ہوکر اعضاء پر پہنچ جاتی ہے تب منی متکون ہوتی ہے اور
یہ منجملہ رطوبات غریزیہ قریبۃ العہد بالانعقاد ہے اور اعضاء اصلیہ اس سے غذا حاصل کرتے ہیں۔
اور اسکو فضلہ کہنا ان معنوں سے نہیں کہ وہ صلاحیت غذا کی نہیں رکھتی اور مثل اور فضلات
کے واجب الدفع ہے کا توہم الفاضل الاقسرائی بلکہ اس لحاظ سے ہے کہ جو کچھ ہضم چہارم سے
ذرا اعضاء میں واقع ہوتا ہے لطیف قابل التغذیہ افزوں اور زیادہ رہتا ہے طبیعت اسکو
بقائے نوع کے لیے صرف کرتی ہے۔ اور طریق حصول منی کا مطابق قول بقراط کے اسطرح ہے
کہ اصل اور خمیرہ اسکا دماغ سے نازل ہوتا ہے۔ پس ان دو رگوں سے کہ خلف الاذنین واقع ہیں

اور نخاع میں نضج ہوتی ہی اور نخاع سے [illegible] تک دونوں خصیتین سے انثیین تک حصول ہوا [illegible]
میں پہونچتا ہی اور ہر عضو رئیس اور غیر رئیس سے آنا وہان رگون میں شعبہ واصل ہی کہ منی ہر ایک
عضو سے بذریعہ شاخون کے دو رگون [illegible] میں واصل ہوتی ہی اور ساتھ خمیر منزلہ دماغ
ملجاتی ہی اور مجموع انثیین میں واصل ہوتا ہی اور طریق وصول کا یہ ہی کہ منی اول خصیتین میں
داخل ہوتی ہی پس لیاقت اور [illegible] سفیدی کی حاصل کر کے نفس خصیہ میں دخول کرتی ہی
وہان نضج پاکر اور رنگ محل سے متاثر ہوکر سفید محض ہوجاتی ہی جیسے شیر پستانون میں داخل
ہوکر سفید بحت ہوجاتا ہی - جاننا چاہیے کہ منی جب تک اعضا میں ہی سرخ رنگ خون کے
مانند ہوتی ہی لاکن سفیدی مائل جب اُس رگ میں آتی ہی جو کہ درمیان گردہ اور خصیتین کے
واقع ہی بہ نسبت سابق زیادہ سفید ہوجاتی ہی لیکن پھر بھی سرخی غالب رہتی ہی غرض
جب تک خاص خصیتین میں نہ آوے سفید محض نہین ہوتی اسی لیے وقت ضعف خصیتین کے
منی سرخ ہوتی ہی - اور دلیل اس امر کی کہ اصل اور خمیرہ منی کا دماغ سے نازل ہوتا ہی یہ ہی
کہ اگر ہر دو رگ پس گوش قطع کی جائین تو بالضرور توالد و تناسل منقطع ہوجاتا ہی کما مر - اور
دلیل اس امر کی کہ منی ہر ایک عضو سے مترشح ہوتی ہی یہ ہی کہ یہ بات ثابت ہوچکی ہی کہ منی کے
قدرے استفراغ سے اسقدر ضعف ہوتا ہی کہ خون کے بہت استفراغ سے اسقدر ضعف حاصل
نہین ہوتا ہی - اور نیز جو عضو [illegible] سے ضعیف ہوتا ہی غالباً اُسکے فرزند میں وہی عضو ضعیف
ہوتا ہی - اور بعض حکما کا یہ قول [illegible] سے مترشح ہوکر بذریعہ عروق کے جگر میں
جمع ہوتی ہی - انکے نزدیک اصل اور خمیرہ منی کا [illegible] عضو میں [illegible]
منشعبہ مجوفہ کے گردون میں [illegible] ہی اور اس جگہ [illegible] ہوکر قوام حاصل کرتی ہی
بعدہ اُس مجری میں داخل ہوتی ہی جو کہ مابین [illegible] خصیہ کے واقع ہی اور [illegible]
بہت ہین اُس جگہ نضج ناقص پاکر خصیتین میں [illegible] ہی اُس جگہ نضج کامل پاتی ہی مخفی نہ رہے
کہ اطبا تمامہ متفق ہین کہ منی نر اور مادہ ہر دو میں ہی - اور دلیل وجود منی کے مادہ میں وجود
انثیین کا ہی ورنہ خلقت اُنکی عبث ہوگی - قال فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة . اور حکمت انکی خلقت
مین بجز نضج منی کے ظاہر نہین - غایة الامر یہ ہی کہ مادہ کی منی رقیق تر اور خون حیض سے
مشابہ تر ہوتی ہی - علاوہ بران مذکورہ پر قرآن مجید بھی ناطق ہی کما قال اللہ تعالے
فلینظر الانسان مم خلق - خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب - مفسرین کا اتفاق ہی

کہ مراد صلب سے پشت مرد ہی اور ترائب سے سینہ زن ہی - اور قول حکماء بھی اس آیت سے منافاة
نہین رکھتا لاسکان خروج منیة کثیرا عن الصلب و منیة کثیرا عن الترائب - واضح ہو کہ خصیتین مردون
اور عورتون دونون مین ہین - غایة الامر یہ ہی کہ خصیہ عورتون کے خرد اور عریض ہین اور فرج کے
اندر پوشیدہ ہین مردون کی طرح ظاہر نہین - چنانچہ تشریح رحم مین توضیح اسکی ہو چکی ہی - اب چند
منافع اور مضار جماع کے اور طریقہ جماع مجمل کا لکھا جاتا ہی - معلوم کرنا چاہیے کہ جماع سے اصل مین
دو غرضین مطلوب ہین - ایک غرض حفظ صحت بدن اور دفع فضلہ منی کا ہی پس اگر جماع بقدر
حاجت سبب اصلاح مزاج او حصول شرائط جماع اتفاق پڑے تو باعث امن و امان بدن ہوتا ہی
اور بہت فائدہ بخشتا ہی - اور اگر جماع مین افراط کیا جاوے اور شرطا اسکی عمل مین نہ آوے تو
بڑا خلل پیدا ہوتا ہی - حکماء کہتے ہین کہ ایک جماع سے دوسرے جماع تک فاصلہ ایک سال کا [illegible]
ہی اور جالینوس نے فاصلہ چھ مہینے کا لکھا ہی - اور شیخ بو علی سینا نے فرمایا ہی کہ جب تک قوت
قائم رہے اور ضعف ظاہر نہو جماع کا کچھ مضایقہ نہین - غرضکہ بہتر وہ ہی کہ اس کام مین زیادہ
مصروف نہ رہے اور متواتر جماع نکرے اور اپنی قوت کا لحاظ رکھے - اور تحقیق اسکی یہ ہی
کہ جب بدون بوس و کنار اور سوائے خیال اور تصور بسیار کے شہوت جماع پر رغبت دل
بدرجہ غایت پائی جاوے اسوقت کا جماع موجب صحت بدن ہوگا ورنہ مضر ہی - اس جگہ ایک بات
قابل غور ہی کہ اس معاملہ مین ہر انسان کا احوال یکسان نہین ہوتا بعض تو ایسے ہوتے ہین کہ
سات دن رات مین صرف ایکبار جماع کر سکتے ہین اور بعض لوگ ایسے ہین کہ ایک رات مین سات دفعہ
صحبت کر سکتے ہین - پس اس امر کے لیے قاعدہ کلیہ بیان نہین ہو سکتا بلکہ اندازہ اوقات ہر شخص کا
باعتبار قوت اور ضعف مزاج اور اختلاف آب و ہوا اور تاثیر ولایت کے جاننا چاہیے - لیکن
جہان تک عقلاء نے مناسب سمجھا ہی وہ یہ ہی کہ تندرست معتدل مزاج آدمی کے لیے وہ
جماع جسمین انزال ہو فاصلہ تین روز سے کم نہونا چاہیے تاکہ ضعف کا موجب نہو کیونکہ پانچ درم
منی کے استفراغ سے اسقدر ضعف ہوتا ہی کہ سو درم خون کے استفراغ سے بھی نہین ہوتا -
پس اسکے استفراغ سے جہان تک ہو سکے احتراز کرین - اور بہتر وقت جماع کا بطور قدماء وہ ہی
کہ وقت اعتدال بدن کے حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست مین واقع ہو
اور غذا معدہ مین سے گذری ہو اور ہضم اول اور ثانی تمام ہو چکا ہو - اور بو علی بن سینا
اور دوسرے محققین کا یہ قول ہی کہ قول مذکورہ پر التفات نکرین کیونکہ وقت مذکورہ پر بھوک

غالب ہوتی ہی اور معدہ طعام سے خالی ہوتا ہی اور خلو معدہ مین جماع کرنا بہ نسبت امتلاء معدہ کے
مضر تر ہی پس بہترین وقت جماع کا مختار قول پر وہ ہی کہ غذا معدہ مین ہضم ہو گئی ہو لیکن تمام معدہ
سے نہ گذر گئی ہو جسکا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ شکم نہ پر ہو نہ خالی ۔ اور چونکہ حال ہضم ہر ایک شخص کا ایکطرح پر
نہین لہذا جماع کے باب مین حکم کلی کہ تمام افراد انسانی کو شامل ہو سکے نہین کر سکتے لیکن تاہم
بحکم اکثر جسقدر ہو سکے لکھنا مناسب ہی ۔ بحکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ بالکل متروک کرنا اچھا نہین
اور قاعدہ مشہورہ للاکثر حکم الکل بھی بیان ہی کا ممد اور معاون ہی اور وہ یہ ہی کہ طعام کھانے کے
بعد جب تک تین گھنٹہ جو قریبًا ایک پہر ہوتا ہی نگذر جاوین تب تک جماع مین ہرگز شروع نکرین
اور رات کو اگر جماع کا اتفاق ہووے تو نصف شب کے بعد خوب ہی ۔ بدصورت اور مریضہ عورت سے
جماع کرنا مناسب نہین خصوصًا عورت حائضہ سے جماع کرنے مین امراض بد پیدا ہوتے ہین اور
جو عورت چالیس برس سے تجاوز کر گئی ہو اُس سے بھی جماع کرنا بدستور ممنوع ہی خصوصًا جوان آدمی
کے حق مین بالکل مضر ہی ۔ اور ایسا ہی نابالغہ صغیرہ سے اور نیز اُس عورت سے کہ جماع کیے بہت بعد
ہوا احتراز واجب ہی کیونکہ یہ تمام بالخاصیۃ مضعف باہ ہین ۔ اور حالت بدہضمی اور بیخوابی اور ماندگی
اور غم اور غصہ مفرط اور حالت مستی اور خمار مین اور بعد استفراغ اور ریاضت کے اور نیز
جب بدن بغایت سرد یا نہایت گرم ہو جماع کرنا منع ہی ۔ اور جسکا مزاج سرد خشک یا سرد تر
یا دل یا معدہ یا دماغ یا چشم وغیرہ اعضاء بدن ضعیف ہووین اُسکو جماع کم کرنا چاہیے کیونکہ
ایسے لوگ مضرات جماع سے جلدی متاثر ہوتے ہین ۔ اور جسکا مزاج گرم تر ہو وہ کام
جماع مین قوی اور لائق تر ہی ۔ اور ضرر کمتر پاتا ہی ۔ اور ایسا ہی صاحب مزاج گرم خشک
اس باب مین قوی ہوتا ہی لیکن اُسکو جماع سے آثار خشکی ظاہر ہوتے ہین اور بدن لاغر اور
آنکھین اندر گھس جاتی ہین ۔ اور صاحب مزاج سرد تر اور سرد خشک دونون اس باب
مین ضعیف ہوتے ہین اور ضرر جماع سے جلدی متاثر ہوتے ہین ۔ اور بعد جماع کے آب سرد
اور شربت سرد پینا ناجائز ہی اور نیز آب سرد سے غسل کرنا ممنوع ہی ۔ اور اپنے آپ کو ہوائے
سرد سے محفوظ رکھنا لازم ہی کیونکہ اس سے بیماری رعشہ اور استرخاء اور استسقاء اور جلودھر
اور جھولا وغیرہ پیدا ہوتے ہین ۔ اور افراط جماع سے وجع مفاصل پیدا ہوتا ہی آنکھ کی بینائی
کم ہوتی ہی اور بحالت شکم سیری جماع کرنے سے وجع المفاصل اور نقرس اور داء الفیل اور
ورم خصیہ پیدا ہوتے ہین اور خالی پیٹ جماع کرنے سے ضعف چشم اور لاغری بدن پیدا ہوتی ہی

اور خفقان اور سستی اور رعشہ پیدا ہوتے ہین - اور باکرہ یعنی کنواری عورت سے جو حد
بلوغ اور اشتہا تک پہونچ گئی ہو گاہ گاہ جماع کرنا بہت قوت بخشتا ہی اور شہوت کو قائم اور جگہ کو
رکھتا ہی کما لا یخفی علی اہل التجربۃ - لیکن کثرت استعمال اسکی ضعف باہ کا موجب ہی - اور لڑکون
سے لواطت کرنا گو استفراغ کی جہت سے ضرر قلیل رکھتا ہی بہ نسبت اسکے کہ عورتون سے جماع
کیا جاوے مگر اس جہت سے کہ حرکات مشقت بسین ہوتے ہین اُس سے زیادہ تر مضر ہی - اگرچہ
یہ فعل شریعت محمدیہ مین ممنوع ہی طبابت کی رو سے بھی مضر ہی اور تجربہ سے یہ بات دریافت
ہو چکی ہی کہ جو شخص اپنی عورت سے لواطت کرتا ہی خصوصاً حالت حمل مین فرزند اُسکا لوطت
مین جسکو علۃ المشائخ بھی کہتے ہین مبتلا ہوتا ہی اللّٰھم احفظنا من الافعال الشنیعۃ - مخفی نرہے
کہ جیسے افراط جماع ممنوع ہی ویسے ہی ترک جماع بھی معیوب ہی اسلیے اگر فضلہ منی بدن مین زیادہ ہو
اور ایک عرصہ دراز تک اسکو دفع نکیا جاوے تو اس سے شر افساد ہوتا ہی اور کئی ایک امراض
مثل دوار اور تیرگی آنکھ اور ثقل بدن اور اورام خصیہ اور حالت کے پیدا ہوتے ہین یہی
سبب ہی کہ جو جوان آدمی کہ مزاج مجرد رہتے ہین مرض جنون اور فساد خون مین مبتلا ہوتے ہین
پس جب جماع کیا جاتا ہی تو امراض مذکورہ سے فوراً نجات پاتے ہین کیونکہ جماع جملہ استفراغات
کے ایک استفراغ طبعی ہے - اور باوصف خوشی اور رغبت اور لذت اور پسند خاطر کے موجب
اولاد اور نسل کا ہی کہ مقصد اعلیٰ جماع کا اسی کو کہہ سکتے ہین چنانچہ دوسری غرض مین بیان کیا جائیگا
علاوہ بران اگر مدت دراز تک ترک جماع کیا جاوے تو نفس اور طبیعت کو بسبب ندرت
تولید منی کا اہتمام نہین رہتا کیونکہ تولید منی کی ایسے وقت مین امور عبث سے شمار کیجیگی -
جیسا کہ اس عورت فاطمہ دے جو اپنے بچہ کا دودھ پلاتی تھی مین ظاہر ہی کہ باوصف کثرت دودھ
بالتدریج سوکھ جاتا ہی - باعث اسکا یہ ہی کہ طبیعت بسبب عدم خرچ دودھ کے اسکا اہتمام
نہین کرتی کیونکہ طبیعت ایسے وقت مین دودھ پیدا کرنے کو امور عبثہ سے سمجھتی ہی اور ایسا ہی
زن بچہ مردہ مین بھی کہ تین روز مین دودھ اسکا بعد وفات بچہ کے سوکھ جاتا ہی اگرچہ اول تین
روز بسبب کثرت دودھ کے تکلیف ہوتی ہی - سوا اسکے ترک جماع سے تو خصیتین اور تمام
آلات تناسل کی نہایت ضعیف ہو جائینگی کیونکہ ہر ایک عضو ریاضت اور تکرار عمل سے قوی ہو جاتا ہی
کما سیجی فی بیان الریاضۃ - پس ترک جماع سے آلات مذکورہ معطل ہو جائینگے اور وقت ضرورت
کے ہرج عظیم واقع ہوگا فائدہ کئی ایک امور جماع کے لیے معین اور مددگار ہین از انجملہ

دیکھنا مجامعت انسانوں کا اور نظر کرنا جماع حیوانات کی طرف ہے۔ اور پڑھنا ان کتابوں کا جو کہ باہ میں تصنیف ہوئی ہیں۔ اور نیز وہ کتابیں جنمیں مضامین عشقیہ و شوقیہ بیان ہوئے ہیں الفیاس [illegible] اور کتابوں میں اسباب انعاظ بتفصیل لکھے ہیں ان سب کا نخلیہ جمع لیا۔ اور استمنا بالید جسکو عوام مشت زنی کہتے ہیں بالخاصیت موجب غم اور ضعف انتشار اور شہوت ہے اور سوائے فرج میں وطی کرنا جیسے ران اور ناک اور کان اور سینہ اور ناف اور دہان میں یہی حکم رکھتا ہے۔ اور بہائم سے جماع کرنا بھی ویسا ہی ہے بلکہ اس سے بدتر کیونکہ اس سے نامردی اور علت ابنہ پیدا ہوتی ہے۔ اور علاوہ بریں استمنا بالید شرعاً بھی ممنوع اور حرام ہے جیسا فتاوی درمختار میں واقع ہے اور جو کہ اباحت اس فعل کی فتاوی قاضی خان میں مذکور ہے وہ وقت ضرورت اور خوف صدور زنا پر مبنی ہے لانہ اغنا اسہ جرمیہ وقتاً اور روایت ابن عباس کی بھی اسی کو تائید کرتی ہے جب آنکو اس مسئلہ سے استفسار کیا گیا تو فرمایا ہو خیر من الزنا و نکاح الامۃ خیر منہ [illegible] سوا اسکے اور منافع اور مضار جماع کے بہت ہیں لیکن اس جگہ باعث طوالت کے فروگذاشت کیے گئے ہیں

غرض دوسری جماع سے وہ ہے کہ بقائے نسل و تسلسل اولاد جاری رہے اور وقت اس جماع کا وہ ہے جسمیں یہ مدعا حاصل ہو پس اسمیں شرط یہ ہے کہ جماع کمال خواہش اور نہایت استادگی کے وقت واقع ہو بشرطیکہ یہ امر بے تکلف اور بدون تصور زن حسینہ اور بغیر دیکھے شکل مفعولہ اور بدون لحاظ اسباب مولدات کے صرف غلبہ شہوت اور کثرت منی اور شدت خواہش سے ہو کیونکہ حکما نے لکھا ہے کہ قطرہ منی آب حیوان ہے کہ اس سے انسان پیدا ہوتا ہے اس دُر بے بہا کو بیوقت اور بیجا جدا کرنا چاہیے۔ اور اگر کسی شخص کو حالت جماع میں نشست میں سستی ظاہر ہو یا وقت شروع جماع کے بدن میں لرزہ بدون اسباب ظاہری کے ہو مثل شوکت اور ہیبت مفعولہ یا خوف اور ڈر وغیرہ۔ یا لذات جماعی سے اسکو کسی نوع کا رنج اور تکلیف عائد ہو یا انداموں سے بوسے بدبو کی ہو تو یہ تمام علامات امتلاء اخلاط فاسدہ کے ہیں ایسی صورت میں احتراز وطی اور جماع سے کریں اور بدن کا تنقیہ لازم جانیں اور اگر قوت باہ کم ہو تو وہ ادویہ اور اغذیہ استعمال کریں جنسے قوت باہ حاصل ہوتی ہے اور ضعف دور ہوتا ہے لکھا ہے کہ بعد جماع کے جو شخص چند لقمہ چرب اور شیرین تناول کرے ضرر ضعف جماع سے محفوظ رہتا ہے اور ہمیشہ دودھ پینا بدستور حافظ قوت باہ ہے۔ اور حکیم رازی لکھتا ہے کہ تھوڑے سے نخود پانی میں تر کرکے صبح اُنکو مقشر کرکے حسب برداشت ہاضمہ کے دو تین تولہ کھاکر اوپر پانی اسکا قدرے شہد یا نبات ملاکر نوش کرنا باہ کو [illegible] اعادہ کرتا ہے اور حافظ اور معاون قوت پیر مردوں کا ہے اور نہایت ہی مفید ہے غرض کہ ادویہ مفردہ سے کوئی دوا اسکے مرتبہ کو نہیں پہونچتی۔ اور یہ دوا مجرب ہے سوا اسکے اس قسم کی بہت سی تراکیب اور معاجین وغیرہ عملیات و قرابادینوں میں مذکور ہیں وہاں سے مطالعہ کریں یہ مختصر اسکا متحمل نہیں ہو سکتا

فصل سوم ریاضت کے بیان میں چونکہ ریاضت

بھی ایک قسم کی حرکت ہی یعنی حرکت قویہ کو ریاضت کہتے ہین اور مانند حرکت کے یہ بھی ضروریات
سے ہی لہذا چند مسائل ضروری ریاضت کی مع منافع اور مضار کے یہان پر لکھے جاتے ہین۔ مخفی
نرہے کہ ریاضت عند الاطباء ایک حرکت ارادیہ ہی جسمین انسان تنفس عظیم اور متواتر کی طرف محتاج
ہوتا ہی لیکن یہ تعریف اُس ریاضت سے مخصوص ہی کہ عام ہو اور تمام بدن مین اثر اسکا سرایت کرنے
والا اس قوم کی کتابون مین جونسی حرکت بدن کے لیے مفید ہو ارادی ہو یا عرضی بدنی ہو یا نفسی
اسکو ریاضت بولتے ہین خواہ تنفس عظیم تک نوبت پہونچے خواہ نہ پہونچے اور اُسکی ضرورت
کی وجہ یہ ہی کہ جو کچھ جنس اغذیہ سے کھایا جاتا ہی بلا شک وہ تمام جزو بدن نہین ہوتا۔ بلکہ
ہر ایک ہضم مین قدرے فضلہ اُس سے باقی رہتا ہی اور ظاہر ہی اگر بقایا سے ہضوم اربعہ مستفرغ
یا تحلل نہو اور ویسا ہی کا ویسا ایک عرصہ طویل تک بدن مین مجتمع رہے تو اُس سے بہت فساد
رونما ہوتا ہی کیونکہ اگر یہ فضلہ متعفن ہوجاوے تو امراض عفونت کا باعث ہوتا ہی مثل تپ
وغیرہ کے۔ اور اگر فضلہ کثیر ہوگا تو علل امتلائی ظاہر ہونگے۔ اور اگر قوی الکیفیت ہوگا تو سوء
مزاج مادی مفرد یا مرکب نمودار ہونگے۔ اور اگر عضو پر گریگا تو اورام اور بثور نکلین گے اور
ابخرہ اُسکے جوہر روح کو فاسد کرینگے۔ پس بباعث امور مذکورہ بالا کے احتیاج کسی ایسے امر کی
کہ مانع اجتماع فضول ہو واجب ہوئی۔ اور وہ ریاضت ہی کیونکہ طبیعت اگرچہ باذن خالقہا ہمیشہ
دفع فضلات کے درپے ہی۔ لیکن بمدد اور اعانت ریاضت کے کفایت نہین کرتی۔ اگر یہ کہو
کہ تنقیہ بدن کا مسہلات اور مقئیات سے کرین تاکہ فضول بقایا ہضوم اربعہ کے اُنکے ذریعے سے
دفع ہوجاوین اور ریاضت کی حاجت نہو تو اُسکا جواب یہ ہی کہ تنقیہ مسہلات اور مقئیات سے
لامحالہ موہن قوی اور مضعف اعضاء رئیسہ ہی خصوصاً اگر کئی دفعہ تھوڑے عرصہ کے بعد کیا جاوے
اسلیے کہ ادویہ قویہ جو مواد کو اقاصی اعضاء سے جذب کرتے ہین اور اُنکو مستفرغ کرتے ہین غالباً
سمیت سے خالی نہین ہوتے۔ اور بعضے اخلاط صالحہ کو کہ نافع بدن ہی خلط فاسد کے ساتھ جذب
کرتے ہین اسی واسطے بقراط نے کہا ہی الدواء ینفی ویبلی۔ اور اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ مواد
غیر مقصودہ بھی دوا سے باہر آتے ہین مثلاً اگر ادویہ مسہل صفراوی جاوین تو مواد بلغمی بھی خارج
ہوتا ہی اور بالعکس ہی۔ اور یہ بھی احتمال ہی کہ دوا دینے مین کسی نوع کی خطا سرزد ہو اسلیے
شر زیادہ ہو۔ اسلیے افلاطون نے کہا ہی۔ شرب الدواء کسہم یرمی فی الظلمۃ فربما یخطی و یصیب
پس جب کیفیت عمل طبیعت اور تاثیر دوا کی بخوبی واضح ہوئی۔ اسلیے یقیناً ثابت ہوا کہ مانع اجتماع

فضلہ کا ریاضت سے بہتر اور کوئی نہیں کیونکہ وہ بلا ایذا محلل فضول وحسب المدعی معین طبیعت ہی اسی لیے شیخ نے ریاضت کے بابت لکھا ہی الموافق استعمالہا علی جہت اعتدالہا مغنی وفیہا بہ غنا عن کل علاج اور اسی نے کہا ہی کہ تارک ریاضت کو اکثر اوقات دق پیدا ہوتی ہی مگر قرشی نے لکھا ہی کہ مراد اس جگہ دق سے دق ضعف اور نحافت ہی کما ذکر فی دق المشائخ اور بعض اطبا نے مثل قرشی وغیرہ کے لکھا ہی کہ شراب اور حمام بھی قائم مقام ریاضت کے ہو سکتے ہین مگر عند التحقیق یہ بات کچھ معقول نہین معلوم ہوتی کیونکہ شراب تو بنا بر ترطیب کے اعضا کو سست کرتی ہی اور حمام ظاہر کو گرم اور باطن کو سرد کرتا ہی پس کوئی انسے ریاضت کی برابری نہین کر سکتا اور مطلق ریاضت کے فوائد بہت ہین ازانجملہ چند یہان بھی مذکور ہوتے ہین۔ واضح ہو کہ ریاضت تمام امراض مادیہ اور اکثر امراض مزاجیہ کو دفع کرتی ہی اور تولد فضلات کو منع اور بدن کو قابل غذا اور حرارت غریزی کو روشن اور افروختہ کرتی ہی اور اعضا کو سخت اور اوتار رباطات اور اعصاب کو قوی کرتی ہی۔ اور فضلہ بقایا ہضوم اربعہ کو تحلیل اور مسام کو فراخ اور بدن کو سبک اور خفیف کرتی ہی اور علاوہ بران نشاط آور ہی۔ مگر یہ منافع ریاضت کے جو مذکور ہوئے ہین حصول انکا اس بات سے مشروط ہی کہ ریاضت معتدلہ اپنے اوقات مین کیجاوے اور باقی تدبیرین ستہ ضروریہ کی بھی موافق اور با صواب ہون۔ ورنہ ظاہر ہی کہ جب ایک طرف سے صلاح کیجاویگی تو دوسری طرف سے فساد ہوگا پھر نفع ریاضت کا کچھ حاصل نہین ہوگا کما لا یخفی۔ اور ریاضت دو قسم پر ہی ایک ریاضت عامہ جسکو ریاضت کلیہ بھی کہتے ہین دوسری ریاضت خاصہ جسکو ریاضت جزئیہ بھی کہتے ہین۔ ریاضت عامہ وہ ہی جسکا اثر تمام بدن مین یکسان ہو اور سب اعضا بدن کے متحرک ہون یہ ریاضت کیمیاے بدن ہی اعضا کی ہیئت کو درست کرتی ہی اور موجب قوت مزاج اور حافظ صحت بدن کی۔ اور یہ دو قسم پر ہی بعض ریاضتین سخت ہوتی ہین اور بعض نرم سخت ریاضتین وہ ہین کہ قوی مزاجون کو درکار ہین جیسے کشتی لڑنا اور دوڑنا اور گھوڑا دوڑانا اور پیرنا اور تیر چلانا اور کمان سخت کو کھینچنا اور گیند پھینکنا اور نیزہ بازی اور تیغ بازی اور آہنگری اور آب کشی وغیرہ امور کدائی۔ اور نرم ریاضتین وہ ہین جو کہ ناتوان اور ضعیف مزاجون کے لیے مناسب ہون جیسے سواری اسپ بہ آہستگی اور سواری کشتی اور آہستہ پیادہ روی۔ چونکہ آہستہ چلنے مین اثر حرکت کا تمام بدن مین یکسان پہونچتا ہی بخلاف مشی سریع کے کہ اثر

اسکا اعضائے مخصوصہ سے مختص ہی جیسے قریباً آتا ہی اسلیے اول کو ریاضت عامہ سے گنتے ہین اور ثانی کو
ریاضت خاصہ سے شمار کرتے ہین؛ اور ریاضت خاصہ وہ ہی کہ اثر اُسکا ایک عضو سے مخصوص ہو-
یا یہ کہ اگرچہ نفس اثر کا تمام بدن کو عام ہو لیکن شدت ظہور اُسکا بعض اعضا سے مخصوص ہو-
چنانچہ کمان کشی اور تیر اندازی اور گیند بچی وغیرہ- اگرچہ ریاضت تمام بدن کی ہی- لیکن گردن
اور ہاتھ اور سینہ اور بازو کو بہت قوت دیتی ہی اور نیچے کے بدن کو کمر تک قوی کرتی ہی رگون کو
ایسی ریاضتون سے بہت فائدہ ہوتے ہین- اور ایسی ہی مشی سریع اگرچہ اثر ریاضت کا اُس سے
بھی تمام بدن مین پہونچتا ہی لیکن ہر دو چوتڑون اور ہر دو زانوون اور ہر دو پنڈلیون اور ہر دو قدمون
کو فضول سے پاک کرتی ہی اسی لیے اسکو ریاضت خاصہ سے شمار کیا گیا ہی- از انجملہ پڑھنا بلند آواز سے
سر کو فضول سے پاک کرتا ہی اور قبول غذا کے لیے آمادہ کرتا ہی- اور قرأت خفی ریاضت معتدبہ مین
داخل نہین ہی- از انجملہ اُٹھانا پتھر بھاری کا بطور ریاضت کے ہی فائدہ انواع ریاضت بہت ہین
بعضے اُنسے عام ہین اور بعضے خاص- اور بعض ریاضت بدن ہین اور بعض ریاضت نفس اور
بعض ریاضت بدن اور نفس دونون کے ہین کیونکہ جسمین سواے حرکت بدن کے اور نہوگا وہ
صرف ریاضت بدن ہی اور جسمین سواے ریاضت نفس کے اور نہوگا وہ صرف ریاضت نفس ہی
اور جسمین ریاضت بدن اور نفس ہر دو کی ہوگی وہ دونون سے مرکب ہی- ریاضت عامہ اور خاصہ اور
ریاضت بدن کی امثلہ گذر چکی ہین اور باقی آگے بیان کیا جائیگا- جاننا چاہیے کہ جس عضو کی
ریاضت کثرت سے کیجائیگی وہی عضو بسبب تلطیف مواد اور تحلیل فضول اور توسیع مجاری اور تفتیح مسام
وغیرہ سے قوی ہو جاتا ہی خصوصاً ریاضت معتادہ کے نوع پر تو بہت ہی قوی ہوتا ہی یعنی جو شخص کسی ریاضت
خاص مین کوشش کرتا ہی جیسے بوجھ اُٹھانا یا کشتی لڑنا یا دوڑنے مین پیشدستی کرنا یا باہم پنجہ ڈالنا یا باہم
بینی پکڑنا وغیرہ- پس وہ اسی نوع کی ریاضت مین قوی ہو جاتا ہی اور اُسکے قوی نفس مین اولاً اس نوع
قوی ہو جاتے ہین- بلکہ میرے خیال مین یہ بات اعضا ہی پر موقوف نہین بلکہ حال ہر ایک قوت بدنی
اور نفسانی کا بھی یہی ہی- چنانچہ جس شخص کو حفظ کرنے کی زیادہ عادت ہو اُسکی قوت حافظہ قوی ہو جاتی ہی
اور ایسا ہی جو شخص فکر اور خیال کی کثرت کرتا ہی اُسکی قوت متخیلہ اور متفکرہ قوی ہو جاتی ہی- اور
جو شخص کثرت جماع کی کرتا ہی اُسکی قوت مولدہ منی تولید منی مین زیادہ مصروف ہوتی ہی-
اور علی ہذا القیاس مرضعہ کے لیے مولدہ شیر تولید شیر مین زیادہ سعی کرتی ہی اسی لیے تارک الجماع
مین منی خشک اور قاطعہ بعد ہم کم ہو جاتا ہی- باعث اسکا یہ ہی کہ قواے باطنہ کو تکرار فعل

اور انفعال سے ملکہ قویہ راسخہ پیدا ہوتا ہی اور یہی سبب ہی کہ جب بنابر اہتمام شدید کے طبیعت
اُسطرف متوجہ ہوتی ہی اور روح مع حرارت غریزی کے اُسکی متابعت سے اُسی طرف مائل
ہوتی ہی پس بالضرور اُس قوت مین باذن خالقہا ملکہ راسخہ پیدا ہوتا ہی۔ اور ہر ایک عضو کیلیے
ریاضت علحدہ ہی جو عضو سے مخصوص ہی چنانچہ سُننا نغمہا سے لطیف اور لذیذ کا ریاضت قوت
سامعہ کی ہی۔ اور آواز خفیف سُننا بھی ریاضت سامعہ کی ہی اور گاہے آواز بلند بھی بدستور
ریاضت اُسکی ہی۔ اور کبھی کبھی خطوط باریک کو پڑھنا ریاضت قوت باصرہ کی ہی لیکن اکثر باریک
خطوط پڑھنے سے ضعف بصر لاحق ہوتا ہی۔ اور دیکھنا اشیاے جمیلہ کا بھی ریاضت قوت باصرہ
اور نافع بصارت ہی۔ اور گریہ معتدلہ بھی بصارت کے لیے سودمند ہی۔ اور پڑھنا ریاضت
سینہ کی ہی مگر چاہیے کہ بالتدریج قرأت خفیفہ سے قرأت جہریہ کی طرف ترقی کیجائے۔ اور ایسا ہی
بلند بولنا بھی سینہ کی ریاضت ہی دراسیطرح ریاضت منہ اور لہاۃ اور زبان اور گردن کی
ہوتی ہی اور رنگ چہرہ کا عمدہ اور سینہ کو مواد سے صاف کرتا ہی اور نفس کو بند کرنا بھی سینہ
کی ریاضت ہی اور فی الجملہ تمام بدن کی بھی۔ اور آواز دراز کرنا ریاضت گلو ہی لاکن فی اعطائہ
زمانا طویلا جدا مخاطرۃ۔ اور سواری اسپ وغیرہ اگر باعتدال ہو تو تحلیل اُسکی بہ نسبت
تسخین کے زیادہ ہی۔ اور لاغرون کے لیے بسبب تحلیل بقایاے امراض کے سودمند ہی
خصوصاً اُنکے لیے جو سواری کے معتاد ہون۔ اور ایسا ہی جھولا کرنا آہستہ آہستہ بھی لاغر
بدنون کے لیے مفید ہی اور ریاضت خفیفہ ہی۔ اور ہنڈولے اور مہد مین جھولنا بھی اسی قسم
کا مفید ہی۔ اور جیسا ترجح بالرفق لاغرون کے لیے سودمند ہی ویسا ہی اُس شخص کو مفید ہی
جو حجاب مین مرض رکھتا ہی علاوہ بران خواب آور اور محلل ریاح اور نافع بقیۂ امراض سر ہی
مثل غفلت اور نسیان کے۔ اور محرک شہوات اور منبہ حرارت غریزی ہی۔ اور تخت پر جھولنا
اُنکے لیے بہت مفید گنا جاتا ہی جنکو حمیات مرکبہ اور بلغمیہ اور شطر الغب ہو سوا اور ماسوا اسکے صاحب

نقرس اور صاحب استسقا اور امراض کلیہ کو مفید ہی فان الترجح یہی المواد الی الانقلاع
پس اگر ترجح بہ نرمی ہو تو مواد رقیقہ کی بیخ کنی کرتا ہی اور اگر قوی ہو تو مواد غلیظہ کو دفع کرتا ہی
اور منجملہ ریاضات خفیفہ قوی الاثر سے کشتی کی سواری ہی اسلیے کہ وہ محرک اخلاط اور بیخ کن
امراض مزمنہ ہی مثل جذام اور استسقا کے اور مقوی معدہ اور ہاضم ہی۔ مگر سواری کشتی کی
مستسقی کو کاحقہ اس شرط سے مفید ہی کہ سیر دریاے شور ہو کیونکہ بخار اُسکا مجفف رطوبات ہی

چاہنا چاہیے کہ سواری کشتی کو استیصال مواد غلیظہ مستقرہ اور متشبثہ مین اثر تمام ہی کیونکہ اسمین ریاضت
نفس ہی بنا بر خوف اور فزع اور ہوا کے کہ لازم سیر دریا ہی۔ اور اسمین کچھ شک نہین کہ آثار حرکت
نفسانی کے بدن مین بہ نسبت آثار حرکت جسمانی کے زیادہ ہین اور حصول قے اور غشیان کشتی
مین دلیل انقلاع مادہ کی ہی۔ اسی واسطے اطبا لکھتے ہین کہ قے کے بند کرنے مین مبادرت نکرنی چاہیے
خروج مادہ ردیہ کو کہ بے ضرورت مانع ہونا قوی الضرر رہے۔ مگر یہ بھی ملحوظ رہے کہ سواری
کشتی کی اگر ایسے طریق پر ہو کہ اسمین خوف اور فزع نہو یا زمان سیر کا معتدبہ نہو یا اسکے سے فرحت
منظور نہو تو ایسی سواری مین قلع مواد ردیہ کا نہین ہوتا۔ کما لا یخفی علی الماہر۔ اور سواری کشتی
کی مثال ریاضت نفس کی ہی۔ اور باہم گھوڑا دوڑانا اور کشتی لڑنا اور گیند اور چوگان سے
بازی کرنا ریاضت بدن اور نفس دونون کی ہی کیونکہ انمین غالب ہونے سے تو فرحت آتی ہی
اور مغلوب ہونے سے غضب عارض ہوتا ہی۔ اور جس ریاضت کا انجام اور مآل شدت اور
تکلیف سے ہو تو مناسب ہی کہ شروع اسمین بالتدریج ہو تاکہ اسمین کوئی تکلیف عائد نہو۔
اور وقت ریاضت معتدلہ اور شدیدہ کا جس سے تنفس عظیم تک نوبت پہونچے وہ مقرر کیا گیا ہی
کہ بدن فضول خلطیہ اور بول و براز وغیرہ سے خالی ہو اور نواحی احشا اور عروق مین کیموسات خام
نہون تاکہ حرکت اور ریاضت سے انصباب انکا بعض اعضا کی طرف نہو۔ اور غذا بھی
منہضم ہو گئی ہو کیونکہ ریاضت مذکورہ سے اعضا گرم ہوجاتے ہین اور جذب غذا نسبت
عدم ریاضت کے بیشتر کرتے ہین اسلیے غذا اگرچہ غیر منہضم ہو تو بھی منجذب ہو کر امعا اور
ماساریقا مین سدہ کا باعث ہوجاتی ہی۔ اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ اگرچہ ریاضت وقت امتلاء معدہ
اور امعا کے منہی ہی لاکن حالت سخت بھوک اور خلو مطلق مین ممنوع رہے۔ اسی لیے شیخ بوعلی سینا نے
کہا ہی۔ ان ارتاض ممتلیاً خیر من ان یرتاض خالیاً۔ اور بقراط نے لکھا ہی متی کان بالنسان
جوع فلا ینبغی ان یتعب۔ اور ایسا ہی بعد جماع کے بھی ریاضت ناروا ہی۔ پس بہترین اور
شائستہ وقت ریاضت کا وہ ہی کہ تمامی ہضم معدہ سے متصل ہو بلکہ اگر ریاضت شدید کا
ارادہ ہو تو مناسب ہی کہ وقت شروع ریاضت کے قدرے غذا معدہ مین باقی ہو تاکہ اخیر ریاضت
تک خلو قوی اور بھوک سخت واقع نہو اور قوت زائل نہو فائدہ جیساکہ ریاضت مین تناسب
حال مرتاض کا شرط ہی ویسا ہی اعتدال وقت کا فصل اور موسم کے لحاظ سے بھی مشروط ہی
چونکہ یہ دونون امر شرح طلب ہین اسلیے انکو مختصر طور پر بیان کرنا مناسب ہی۔ پوشیدہ نہ رہے

کہ مناسب حال مرتاض کے یہ معنی ہین کہ شخص ریاضت کنندہ اُن صفتون سے موصوف ہو جو کہ
ریاضت کے مناسب ہون مثلاً شخص مرتاض کا مزاج گرم تر یا سرد تر ہو یعنی تر ہونا مزاج
کا اوس ضروری ہی۔ کیونکہ اگر مزاج اُسکا خشکی مائل ہوگا تو ایسے آدمی کو ریاضت متعبہ سے احتراز
لازم ہی خصوصاً اگر حرارت مع یبوست ہو تو ایسی صورت مین پرہیز واجبات سے ہو اسی واسطے
شیخ نے اپنی کتاب مین لکھا ہی۔ وربما اوقعت الریاضۃ حار المزاج یابسۃ فی امراض فاذا
ترکہا صح۔ اور ایساہی ہر ایک فصل مین وقت معتدل مین ریاضت شروع کرنی چاہیے
مثلاً زمان ربیع مین قریب نصف النہار کے بہتر ہی اور زمان صیف یعنی گرما مین اول۔ وہ
مناسب ہی۔ لئلا یکون الریاضۃ فی حر شدید۔ اور زمان شتا یعنی سرما مین اگر کوئی مانع نہو
تو آخر دن مین ریاضت محمود ہی۔ اور اگر عدم فرصت یا کوئی اور مانع ہو تو اول روز یا رات کو
مکان کو گرم باعتدال کرین اور ریاضت مین مصروف ہوین۔ اگرچہ نصف النہار موسم سرما
مین ریاضت کے لیے مناسب گنا جاتا ہی لیکن چونکہ وقت اکثر غذا کھانے کا ہی اسلیے اسکو
وقت ریاضت مقرر نہین کیا گیا اور آخر روز اسکے لیے معین ہوا ہی۔ اور منجملہ شرائط [illegible]
ریاضت کی رعایت مقدار ریاضت ہی اسکے لیے تین چیزین ملحوظ رکھنی چاہیئین۔ اول [illegible]
رنگ بدن ہی کیونکہ جب تک رنگ بدن اچھا ہوگا اور بسبب ریاضت کے سرخ ہوتا جائیگا
تب تک وقت ریاضت ہی۔ دوم اُنہین سے حرکات ہین کیونکہ جب حرکات بدن خوشی اور
سبکی سے ہونگے وہان تک وقت ریاضت ہی۔ تیسرا حال اعضا کا انتفاخ اور پھولنے کی جہت سے
ویسلیے جب تک پھولنا بدن کا زیادتی مین ہوگا تب تک ریاضت کرنی مناسب ہی۔ مگر جب حالات
مذکورہ مین نقصان ظاہر ہوا اور بعد ریاضت کثیرہ کے عرق افراط سے آوے تو ترک ریاضت
واجبات سے ہی کیونکہ مجفف رطوبات اور مضعف قوت ہی مگر جو عرق کہ شروع ریاضت مین ہو
اُس سے ترک ریاضت نکرنی چاہیے لانہ مفید لا یوجب قطع الریاضۃ۔ اسی واسطے قرشی نے لکھا ہی
کہ حدوث عرق کا ریاضت سے دو قسم پر ہی۔ ایک وہ ہی کہ رطوبات اصلیہ جو کہ جلد کے قریب ہین
حرارت ریاضت سے پگھل کر جاری ہون اور ابھی گذرا ہی کہ ایسا عرق ابتدائے ریاضت مین آتا ہی
موجب قطع ریاضت کا نہین ہوتا دوسری قسم وہ ہی کہ باطن بدن کا بواسطہ حرارت قویہ کے
گرم ہو جاتا ہی اور رطوبات ضروریہ عضویہ سے بخار نکلتے ہین پس جب وے بخار جلد پر پہونچتے ہین
عرق سے مستحیل ہو کر جاری ہوتے ہین ایسا عرق ترک ریاضت کا موجب ہوتا ہی اُس عرق کا

[illegible] بعنی [illegible] ۱۲ [illegible] ریاضت گرمی [illegible] ۱۲ منہ [illegible] کرنے والا ۱۲ [illegible] مفید [illegible] ترک ریاضت کا موجب نہین ۱۲ منہ

نشان جسکا ترک ریاضت واجب ہی یہ لکھتے ہین کہ بعد سیلان عرق ابتدائی کے اور پیچھے تعب اور
ریاضت کثیر کے واقع ہوتا ہی اور ظہور ماندگی اور تھکان اُسکو لازم ہی ایسے وقت مین مرتاض کو
لازم اور ضرور ہی کہ ریاضت سے پرہیز کرے تاکہ رطوبات ضروریہ عضویہ تحلیل نہو جاوین اور بدن کو
خشکی اور دبلاپہ عارض نہو۔ اسی لیے اطبا نے احتیاطاً حکم کیا ہی کہ بعد ریاضت کے بدن کو روغن سے
مالش کرین تاکہ اعضا نرم ہوجاوین اور بسبب ترطیب روغن کے جفاف اور خشکی حاصلہ کا
تدارک کیا جاوے۔ اور ماسوا اسکے اگر کوئی مادہ تحلیلیہ جلد کے آس پاس باقی رہا ہوگا تو بسبب
دلک کے تحلیل ہوجاویگا جیسا دلک کے بیان مین آتا ہی فائدہ عضو ماؤف کے ریاضت کے
بیان مین۔ جب کوئی عضو آفت رسیدہ اور ضعیف ہو اور معہذا ریاضت بھی اُس عضو کی
ضروری ہو تو ایسے عضو کی ریاضت مین لازم اور مناسب ہی کہ ریاضت ایسے ڈھنگ سے
کیجاوے کہ تکلیف اُسکو نہ پہونچے اور بمتابعت حرکت اعضاے دیگر کے نفع ریاضت کا عضو
ماؤف تک بھی پہونچ جاوے۔ مثلاً جو شخص کہ پاؤن مین مرض دوالی رکھتا ہو اُسکو مناسب ہی
کہ ریاضت ایسے طور پر کرے کہ پاؤن مین زیادہ جنبش نہو۔ علی ہذا القیاس ہر عضو ماؤف
کی ریاضت مرتاض پر واجب ہی۔ اور جاننا چاہیے کہ ریاضت ابدان ضعیفہ کی ضعیف اور
ابدان قویہ کی قوی تجویز کیجاتی ہی کیونکہ حصول منافع ریاضت اسی پر موقوف ہی اور چونکہ عادت کو
ہر ایک امر مین دخل تمام ہی اسلیے افراط عرق اور شدت ریاضت بھی موافق اُسکے مختلف الاحوال
ہوگی۔ دیکھو جو ریاضت کشتی لڑنے والے کرتے ہین اور باوجود کثرت عرق کے ایذا نہین پاتے
بلکہ روز بروز قوی تر اور موٹے تازے ہوتے جاتے ہین اسکا اور کوئی سبب نہین مگر چونکہ عادت
اُنکی یہی ہوگئی ہی اسلیے اُنکے حق مین یہ ریاضت مفرط شمار نہین کیجاتی اور اُنکے حق مین افراط
عرق بدستور موجب امتناع ریاضت نہین ہوسکتا ہان اگر اپنی عادت مقررہ سے دفعۃً کسی قدر
تجاوز کرین تو البتہ خالی ضرر سے نہین ہوگا **تتمہ بحث ریاضت دلک کے بیان مین**
چونکہ قبل اور بعد ریاضت کے دلک لازم ہی اسلیے احکام دلک کے علیحدہ لکھے جاتے ہین۔ جاننا چاہیے
کہ دلک عربی لفظ ہی ترجمہ اُسکا فارسی زبان مین مالیدن اور مالش اور ہندی مین ملنا ہی
اور دلک بھی ایک قسم کی ریاضت ہی کیونکہ یہ بھی مثل ریاضت مذکورہ کے فضول کی
تحلیل اور رطوبات کی ترقیق اور اعصاب اور اوتار کو سخت اور حرارت لطیفہ کو برانگیختہ
کرتی ہی۔ اسکے دو قسم ہین دلک متقدم اور متاخر جیسا اُنکا نام مختلف ہی ویسا ہی اُنکے احکام

مختلف ہین - جو دلک کہ قبل از ریاضت کیجاتی ہو اُسکا نام دلک الاستعداد ہو کیونکہ وہ اعضا کو
حرکت اور ریاضت کے لیے مستعد کرتی ہو - اسمین مناسب ہو کہ ابتدا نرمی سے کرین یہانتک
کہ حالت دلک اور عدم دلک مین امتیاز ہو اور جب وقت ریاضت کا قریب آجاوے تب
شدت اور زور سے مالش کرین اُسکے بعد ریاضت کی طرف میل کرین اور جو دلک بعد ریاضت کے
کرتے ہین اُسکا نام دلک الاسترداد اور دلک المسکن ہو یعنی رطوبت زائدکو واپس لاتی ہو اور
یبوست کو دور کرتی ہو - اور یہ مالش مفید راحت اور مانع تحلیل رطوبات ہو - علاوہ برآن
روح اور خون کو اعضا کی طرف جذب کرتی ہو اور اُن مواد کو جو کہ عضلات اور قریب جلد
مین باقی رہکر تحلیل نہین ہوے اُنھین تحلیل کرتی ہو - اور مقصود اس دلک سے دو چیزین ہین
ایک یہ کہ رطوبات کو تحلیل سے مانع ہوتی ہو - دوسرا یہ کہ تحلیل اُن فضول کی کرتی ہو جو کہ عضلات
مین باقی رہے ہین - پس جس جگہ غرض پہلی مقصود ہو چاہیے کہ مالش ایسے روغنون سے کرین جو کہ
مرطب بدن اور مسدد مسام ہون - اور اگر تحلیل فضول باقیہ مقصود ہو تو صرف مالش ہاتھون
سے ہی کافی ہو - اور اگر روغنون سے مالش کرنی ہو تو ایسے روغنون سے کرین جو مفتح مسام
اور محلل فضول ہون - روغنون کے نسخہ عملیات مین دیکھ لین - اور اس ریاضت مین خواہ
حبس رطوبات مقصود ہو خواہ تحلیل فضول مطلوب - اعتدال اور رفق ضروری ہو کیونکہ
ریاضت کے بعد بدن ضعیف اور کمزور ہو جاتا ہو اور حالت ضعف مین مالش بالاعتدال ہونی چاہیے
اور مناسب ہو کہ دلک کو شدت اور صلابت پر نہ ختم کیا جاوے - کیونکہ اُنسے اعضا صلب اور
خشن ہو جاتے ہین اور اطفال مین یہ عمل مانع نمو ہوتا ہو اور بالغون مین ضرر اُسکا بہ نسبت اطفال کے
کمتر ہو - اور لازم ہو کہ یہ مالش ایدی کثیرہ سے ہو - مگر اس لفظ سے کثرت مراد نہین کما ہو ظاہرہ بلکہ
مراد یہ ہو کہ ہاتھ کو بدن پر ایک ہی طرز اور وضع پر نہ پھیرین بلکہ اوضاع مختلفہ اور جہات متنوعہ پر پھیرنا چاہیے
تا بنا بر اختلاف مواقعہ اور جہات مختلفہ کے اثر دلک کا تمام اجزاء بدن مین واصل ہو - فائدہ مخفی نہ رہے
کہ ماسواے اقسام مذکورہ بالا کے نئی تقسیم سے دلک دو قسم پر منقسم ہو ایک بحسب الکیفیۃ - دوم
بحسب الکمیۃ - اول کی چھ قسم ہین - املس - خشن - معتدل - صلب - لین - معتدل - اور دوسری کی تین
قسم ہین کثیر - قلیل - معتدل - پس قسم اول مین جب تین کو تین مین ضرب دین - تو نو قسم
حاصل ہوتی ہین - جنکے اسامی درج ذیل ہین - املس صلب - املس لین - املس معتدل - خشن صلب - خشن لین
خشن معتدل - معتدل صلب - معتدل لین - معتدل معتدل - پس جب تو قسم اول کو تین قسم

ثانی میں ضرب دینگے تو ستائیس قسم حاصل ہونگے۔ اور حکیم جیلانی کا قول ہی کہ حکیم مجوسی نے جنس عبث
اور بطور اور معتدل کو بھی عبث بار کیا ہی۔ پس جب ستائیس کو تین میں ضرب دیا جاوے تو اکاسی
قسم حاصل ہوتی ہین۔ فاحفظہ فانہ ینفعک فی مقام شتی۔ اس جگہ تمام اقسام کو بیان کرنا موجب
تطویل ہی اسلیے بعض اقسام اول اور تمام اقسام ثانی کے مع معانی اور فوائد اور مضار کے بطور
تمثیل مشتے نمونہ از خروارے لکھے جاتے ہین۔ پس دلک صلب وہ ہی کہ بدن کو سخت مالش کیجاوے
اسکا فائدہ یہ ہی کہ عضو کو استوار اور مضبوط کرتی ہی کیونکہ اس سے رطوبات مسترخی بدن تحلیل
ہوجاتے ہین۔ اور دلک لین وہ ہی کہ بدن کی نرم مالش کیجاوے۔ اس مالش سے بدن سست
ہوجاتا ہی۔ اور سطح ظاہر بدن کے تخلخل اور مسامات ضعیف ہوجاتے ہین اور رطوبات بھی سائل
ہوتے ہین اور تحلیل کچھ نہین ہوتے۔ اور دلک کثیر وہ ہی کہ مالش بدن کی عرصہ دراز تک کیجاوے
اس سے بدن لاغر اور دبلا پتلا ہوجاتا ہی کیونکہ درازی مالش کی موجب تحلیل ہی اور ظاہر ہی کہ
تحلیل موجب دبلاپے اور ہزال ہی۔ اور دلک قلیل وہ ہی کہ مالش بدن کی تھوڑے عرصہ تک کیجاوے
اس سے بدن فربہ ہوجاتا ہی کیونکہ اسمین تحلیل کم ہوتی ہی۔ اور دلک معتدل قلیل اور کثیر وہ ہی
کہ مالش زمان اوسط تک کیجاوے اس سے بھی بدن فربہ ہوجاتا ہی اسلیے کہ خون معتدل المقدار
کو جذب کرتی ہی۔ اور اس سے تحلیل واقع نہین ہوتی۔ دلک خشن وہ ہی کہ مالش بدن کی پارچہ
سخت اور درشت سے کیجاوے مثل کمل اور ٹاٹ کے ایسی مالش خون کو جذب کرتی ہی پس اگر
معتدل المقدار ہو خون منجذبہ عضو مین بند رہتا ہی۔ اور اگر عرصہ دراز تک مالش کیجاوے تو خون
مذکور تحلیل ہوجاتا ہی۔ اسی لیے مالش تخضیب مین وقت استعمال معظمات کے لحاظ امر مذکورہ کا
لازم اور ضرورت ہی تا جذب خون بلا تحلیل حاصل ہو۔ اور خشن کے معنی کھدرا ہی۔ دلک املس وہ ہی
کہ مالش کف نرم اور پارچہ نرم سے کیجاوے اس سے خون بند رہتا ہی املس کے معنی صاف ہین
فائدہ اگرچہ فی الحقیقت دلک ایک قسم کی ریاضت ہی کیونکہ تحلیل فضول اور ترقیق رطوبات
وغیرہ منافع جیسے ریاضت پر مرتب ہوتے ہین ویسے ہی دلک سے بھی حاصل ہوتے ہین چنانچہ
ابھی بیان ہوا ہی لیکن معہذا اسکے فوائد مخصوصہ سوائے فوائد مذکورہ کے کیے گئے ہین کہ غیر مین
نہین پائے جاتے۔ اور منافع مذکورہ کئی اقسام پر ہین۔ اول یہ کہ جو مادہ کسی عضو مین محتبس و منتشب
ہو اور بنابر غلظت اور لزوجت یا کسی اور باعث کے خروج مادہ مذکورہ کا عضو سے کماینبغی ہو نسکے
تو ایسی صورت مین مالش بہت مفید ہوتی ہی اور خروج مادہ مذکورہ کا بآسانی ہوسکتا ہی خصوصاً اگر

سے خشونت مختلفہ سے مالش کیجاوے۔ دوسم یہ کہ جب کوئی عضو اصل پیدایش مین اپنی مقدار طبعی سے
چھوٹا ہو یا کسی عارضہ سے لاغری اور دبلا پن اُسمین لاحق ہوا ہو اور ہم چاہین کہ عضو موصوف کو مقدار
اصلی پر لاوین یا عضو لاغر کو فربہ کرین تو اُسکے لیے کوئی علاج سوائے دلک کے بہتر نہین کیونکہ
بزرگی اور موٹا پن کسی عضو کا بجز نفوذ غذا کے اُسمین ہو نہین سکتا اور نفوذ غذا کے لیے سوائے
تشویہ حرارت کے اور کوئی صورت نہین کیونکہ انفعال التغذیہ کے سوائے تشویہ حرارت اور توسیع
مجاری کے تمام نہین ہوتے اور یہ کام سوائے دلک کے حاصل نہین ہوتے کیونکہ حرکت اور
ریاضت بلا دلک چاہے عام ہو چاہے خاص محصل غرض مقصود کے نہین ہو سکتے کیونکہ حرکت
مین اعضائے مجاورہ بھی شریک ہوتے ہین۔ بخلاف دلک کے کہ اثر ذاتی اُسکا عضو مدلوک سے
تجاوز نہین کرتا۔ اور اطبائے سلف اور خلف اسپر متفق القول ہین کہ جو عضو اصل پیدایش مین
صغیر ہو اور ہم چاہین کہ اُسکو بزرگ کرین۔ یا ایک عضو لاغر ہو اور ہم چاہین کہ اُسکو فربہ کرین
تو چاہیے کہ اول اُسکو کسی موٹے کپڑے سے سخت مالش کرین کہ سرخ ہو اور آب گرم سے
نطول کرین پس بعد رفت سرخی اسپر طلا کرین چند روز مین بزرگ اور فربہ ہو جاتا ہے۔ مگر اصل
یہ ہے کہ بزرگی عضو کی لڑکپن مین ہو سکتی ہے۔ اور فربہی ہر وقت اور ہر سن مین حاصل ہو سکتی ہے
اور بعد انصراف اور نہ چھوڑنے کے ہاتھ اسی تدبیر سے باز رکھین تاکہ جسقدر مادہ عضو کی طرف جذب
ہوا ہے تحلیل ہو جاوے۔ قال جالینوس [illegible] الالیۃ بہذا العلاج [illegible]
[illegible] الیتہ [illegible] زمان یسیر۔ سوم یہ کہ کاہے ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ بعض اعضا مین
سردی سے مادہ منجمد ہو جاتا ہے۔ یا مادہ ریحی اسپر غالب ہو جاتا ہے اور وہان سے مادہ منجمد
یا ریح مستقرہ تحلیل نہین ہو سکتی مگر جب کہ مالش کثیر کیجاوے تو البتہ وہ مادہ عضو سے منخرج ہو جاتا ہے
چہارم یہ کہ کاہے ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ہم موضع عالی سے اسفل کی طرف جذب مادہ کی محتاج ہوتے ہین
اور محل مجذوب الیہ پر سینگی وغیرہ لگانا متعسر ہوتا ہے پس ایسے موقع پر سوائے دلک کے اور کوئی
تدبیر کارگر نہین ہوتی۔ مخفی نہ رہے کہ اگرچہ غمز اور کبس جسکو فارسی زبان مین بخشش اعضا اور ہندی
زبان مین ہاتھ پانون دبانا بولتے ہین اگرچہ فی الحقیقت غیر دلک ہین۔ لیکن اکثر اسمین منافع
اُسکے قریب بمنافع دلک ہین کیونکہ دلک اور کبس اور ربط تمام اس امر مین مساوی ہین الاقدام سے
کہ ابتدا اُنکی اصل عضو سے کرین اور خارج بدن اور اطراف کی طرف اُترتے چلے جاوین تاکہ بخارات دماغ پر
صعود نکرین۔ باب پنجم حرکت اور سکون نفسانی کے بیان مین اور اسمین تین فصلین ہین فصل اول

عوارض نفسانی کی تعریف اور وجہ انحصار کے بیان میں۔ مخفی نہ رہے کہ حرکت اور سکون نفسانی بھی ستہ ضروریہ میں سے ایک قسم ہو اسکے سوا بھی حیات انسانی ممکن نہیں۔ انکو اعراض نفسانی اور احداث نفسانی اور حرکات نفسانی بھی کہتے ہیں۔ اعراض نفسانی وہ کیفیات ہیں کہ نفس کو بسبب متابعت انفعالات کے عارض ہوتے ہیں کیونکہ اسکے بعض قویٰ میں مرتسم ہوتا ہی کہ یہ چیز اسکی ملائم اور نافع ہو اور یہ اسکو منافی اور مضر ہو اسلیے نفس ملائم اور مناسب کا طالب اور منافی اور مضر سے گریزان ہوتا ہی۔ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ فی الحقیقت حرکت کا نفس پر اطلاق کرنا تجوز اور مجاز ہی لان النفس لا حرکۃ لہا ولا سکون۔ اور یہ بات عند الحکماء ہی کہ وجود نفس کے تو قائل ہیں لیکن اسکے حرکت اور سکون کے قائل نہیں۔ اور اطباء وجود نفس کے قائل ہیں اور ساتھ اسکے حرکات کے قائل ہیں علامہ نے انکی مراد کو ظاہر کیا ہی حیث قال المراد بحرکۃ النفس حرکۃ قواہا اور آملی اور جیلانی نے بھی ایسا ہی کہا ہی پس مراد حرکت نفس سے اسکے قویٰ کی حرکت ہی۔ اور قویٰ بھی بنفسہا متحرک نہیں بلکہ بواسطہ ارواح کہ حامل قویٰ ہیں اور ذکر انکا باب دوم میں ہو چکا ہی حرکت کرتے ہیں۔ الغرض حرکت ارواح کی حقیقی شمار کیجاتی ہی اور حرکت نفس اور قویٰ کی مجازی سمجھی جاتی ہی۔ اور نفس بھی بنفسہا تحریک ارواح کے لیے کبھی توجہ نہیں کرتا مگر روح کے ساتھ کوئی ایسی چیز ہو کہ روح کو کھینچکر روان کرے البتہ اسوقت روح بھی اسکی امداد سے روان ہوتی ہی۔ اور اخلاط میں سے جو چیز اس کام آتی ہی وہ خون رقیق اور صاف ہی۔ یہی سبب ہی کہ جسطرف روح حرکت کرتی ہی خون بھی متحرک ہوتا ہی۔ سرخی چہرہ کی حالت غضب اور خوشی میں اور زردی اسکی وقت فزع اور نجالت میں مؤید اور ممد قول مذکورہ کی ہی۔ اور وجہ ضرورت حرکت نفسانی کی یہ ہی کہ امور معیشت میں جو کہ تحصیل ضروریات بدنی میں لابدی ہیں امور نفسانی کی طرف احتیاج کیجاتی ہی اسلیے کہ تحصیل ضروریات بدن کی انسے وابستہ ہو اور حرکات بدنیہ پر وہی باعث ہیں۔ اور نیز جب یہ امر ثابت ہو چکا ہی کہ حرکات بدنی منجملہ ضروریات ہیں جیسا بیان ہو چکا ہی اور وجود حرکات بدنی کا عوارض نفسانی پر موقوف ہی جنکو حرکت روح کی مثل شہوت اور غضب کے لازم ہی۔ پس امور نفسانی بھی ضروری ہوئے لکونہا موقوفا علیہا لوجود الضروری۔ اور وجہ ضرورت سکون نفسانی کی یہ ہی کہ روح جوہر لطیف حار المزاج سہل التحلل ہی۔ پس اگر ہمیشہ متحرک ہی رہے تو بالضرور تحلیل ہو جائیگی۔ اسلیے سکون نفسانی بھی ضروریات سے ہوا تاکہ روح جسقدر حرکت سے خرچ ہوئی ہی حالت سکون میں جمع ہو جاوے اور پھر حرکت سے تحلیل ہو جاوے۔ البتہ احتیاج

انکی بہ نسبت دیگر اسباب ضروری کے کم ہی۔ کذا ذکرہ الفاضل الاقسرائی فی شرح الموجز۔ فصل دوم
اعراض نفسانی کے اقسام اور انکے معانی کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ اعراض نفسانی جنمین
حرکت روح کی ظاہر ہوتی ہی بموجب قول شیخ کے چھ قسم پر ہین اور انکے اسامی یہ ہین غضب۔ فرح
فزع۔ غم۔ ہم۔ خجالت۔ مگر صاحب بحر الجواہر کا قول ہی کہ اعراض نفسانی صرف چار ہی مین منحصر ہین
کیونکہ حزن بھی انہین سے ہی حالانکہ اقسام مذکورہ مین داخل نہین۔ مقالہ۔ اول ہر ایک کے معنی
لغوی اور اصطلاحی لکھے جاتے ہین بعد ازان باقی امور متعلقہ قلمبند کیے جاینگے۔ واضح ہو کہ غضب
کے لغوی معنی غصہ اور خشم ہی اور اصطلاح مین ایک حالت نفسانی ہی کہ اسکی مصاحبت سے
روح خارج کو حرکت کرتی ہی تاکہ موذی سے انتقام لے۔ اور غضب مفرط مین حرکت روح کی
خارج کو دفعتہً ہوگی۔ اور فرح کے معنی لغوی خوشی اور راحت کے ہین۔ اور اصطلاح مین فرح وہ کیفیت
نفسانی ہی کہ اسکی متابعت سے روح اور حرارت غریزی خارج کو حرکت کرتی ہی تاکہ اپنی ملذذ
اور محبوب کو ملجاوے۔ پس فرح مہلک مین حرکت دفعی ہوگی اور غیر مہلک مین تدریجی۔ اور
فزع کے لغوی معنی خوف اور ڈرنا ہی اور اصطلاح مین وہ کیفیت نفسانی ہی کہ اسکی مصاحبت
مین روح داخل بدن کو حرکت کرتی ہی اور باعث اس حرکت کا خوف موذی ہی۔ خواہ موذی
واقعی ہو خواہ تخیلی۔ پس فزع مہلک مین حرکت دفعی ہوگی اور غیر مہلک مین تدریجی۔ اور
غم کے معنی لغوی اندوہ ہی اسکو حزن بھی کہتے ہین۔ اور اصطلاح مین غم وہ کیفیت نفسانی
ہی کہ اسکی مصاحبت مین روح موذی واقعی اور نفس الامری کے خوف سے داخل بدن
کو حرکت کرتی ہی پس غم مہلک مین حرکت دفعی ہوگی اور غیر مہلک مین تدریجی۔ ہم کے
معنی لغت مین بھی اندوہ کے ہین لیکن اصطلاحاً ہم اور غم مین فرق ہی۔ اصطلاحاً ہم
وہ کیفیت نفسانی ہی کہ اسکی متابعت سے روح اور حرارت غریزی خارج اور داخل کو حرکت
کرتی ہین۔ باعث اسکا یہ ہی کہ نفس کو کوئی ایسا امر حادث ہوتا ہی کہ خیر اس سے متوقع
ہوتی ہی اور شر کی بھی انتظار رکھتی ہی گویا کیفیت ہم رجا اور خوف سے مرکب ہوتی ہی۔
ان دونون سے جونسا امر فکر پر غلبہ کرتا ہی نفس اسی کی طرف مائل ہوتا ہی۔ پس اگر جہت وقوع
خیر کے غالب ہو تو روح خارج کی طرف میل کرتی ہی۔ اور اگر شر کی جہت غالب ہووے
تو روح داخل کو حرکت کرتی ہی اسی لیے ہم کو جہاد الفکر بولتے ہین اور کبھی ہم باعث غفلت
اور حزن ہو جاتا ہی۔ اگرچہ ہم اور غم مین فرق بیان ہوا ہی لیکن اس سے بھی زیادہ واضح کرتا ہون

تاکہ کچھ خفا اور شک باقی نہ رہے۔ واضح ہو کہ جب کوئی چیز ضروری ہاتھ سے جاتی رہے یا کوئی چیز حاصل نہو سکے یا اسی قسم کا اور کوئی کام ظہور مین آوے اور مکافات اور عوض اسکا ممکن نہو تو ایسی باتون سے جو کیفیت نفس مین حاصل ہوتی ہی اسکو غم سے تعبیر کرتے ہین۔ اور جب کسی کام کے لیے اہتمام کیا جاوے اور حصول یا عدم حصول اسکا یقینی نہو یا کوئی چیز زائل اور موظم ہو کہ وقوع اسکا یقینی نہوا ایسے صورت جو حالت لاحق ہوگی اسی حالت کو ہم بولتے ہین۔ الغرض مطلوب صاحب غم دوامر ہے خالی نہین یا فوت ہوگا اور یعنی ممکن حصول نہوگا یا وصف وجود مطلوب کے پہونچنا اُس تک مقدور سے خارج ہوگا بخلاف مطلوب صاحب ہم کے کہ وہ ممکن الحصول ہوتا ہی خواہ بدشواری حاصل ہو۔ خجل کے معنی لغت مین شرم اور حیا کرنے کے ہین اور اطبا کے اصطلاح مین ایسی کیفیت ہی کہ اسکی متابعت سے روح اور حرارت غریزی بالتدریج داخل بدن کو حرکت کرتی ہین پس بخارج بالتدریج مائل ہوتی ہین۔ اب جاننا چاہیے کہ جمیع عوارض نفسانی کو حرکت روح کی داخل یا خارج کو لازم ہی خواہ بالاستصحاب ہو خواہ بالاستتباع دفعۃً اور تدریجاً۔ فان جمیع العوارض النفسانیۃ یتبعہا یصحبہا حرکات الروح اما الی داخل اوالی خارج اما دفعۃً او قلیلاً قلیلاً۔ اور بیان اسکا قدرے ہو چکا ہی اور برخی عنقریب اسی فصل مین آتا ہی۔ اور باعث حرکت نفسی کا یہ ہی کہ نفس بالضرور ملائم یا منافر سے یا ایسی چیز سے جسمین دونون جمع ہون منفعل اور متاثر ہوتا ہی پس جس چیز سے نفس منفعل ہوا ہی اگر ملائم اور موافق ہو مثل شئی مفرح کے تو نفس اسکے طلب مین متحرک ہوتا ہی تاکہ اس سے متحد ہو جاوے کیونکہ تقاضا نہایت محبت کا وصل محبوب ہی۔ اور اگر وہ چیز منافر اور مضر ہی اور معہذا نفس کو مقاومت اسکی ممکن ہو مثل شئی مغضب کے تب بھی نفس اسکی طرف متحرک ہوتا ہی تاکہ اُس سے مقاومت کرے اسلیے کہ نہایت مقاومت اقبال اور ایصال سے ہی۔ اور اگر مقاومت مقدور نہو مثل شئی مفزع کے پس اُس سے خلاف جہت کو بھاگتا ہی تاکہ اُس سے خلاصی پاکر متاذی نہو۔ اور اگر وہ چیز اسی قبیل سے ہی کہ ملائمت اور منافرت اُسمین جمع ہون مثل شئی مخجل کے تو نفس کبھی قلیلاً قلیلاً باطن کو متوجہ ہوتا ہی اور پھر جلدی خارج کو حرکت کرتا ہی۔ کیونکہ عقل اور مخجل منہ کی تحقیر کرتی ہی اور نفس کو اُسپر شجاعت دیتی ہی پس گویا خجل مرکب فرح اور فزع سے ہی پس ملایم اور منافر اگر قوی ہین تو حرکت نفسی دفعی ہوگی۔ اور اگر ضعیف ہون تو حرکت تدریجی چنانچہ امور نفسیہ مین بیان ہوا ہی۔ الغرض حرکت نفسی کو حرکت روح کی لازم ہی اور ایسا ہی اُسکے سکون کو سکون روح لازم ہے اور مراد روح سے اس جگہ روح قلبی ہی کیونکہ وقت حدوث عوارض نفسانی کے روح حیوانی ہی

متحرک ہوتا ہے اسی باعث سے حرکات نفسانی کو قوت حیوانی سے منسوب کرتے ہیں کما مر آنفاً [illegible]
الیہ اگرچہ مبدء حرکات مذکورہ کا قوت نفسانی سے ہے اشتباہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اعراض
نفسانی چھ قسم پر ہیں اور اسامی انکے بھی مذکور ہوئے ہیں پس بعض تو انمیں سے ایسے ہیں کہ
حرارت غریزی اور روح خارج بدن کو حرکت کرتی ہیں یہ حرکت دو قسم ہے یا دفعۃً ہوتی
یا تدریجاً جسمیں حرکت دفعۃً ہوگی وہ غضب شدید اور مفرط ہے۔ اور جسمیں حرکت تدریجاً ہوگی وہ
فرح اور لذت غیر مفرط ہے۔ غضب اور غصہ سے بدن گرم ہو جاتا ہے جسکے غالب ہونے سے تپ
اور صفرا غالب ہوتے ہیں ہاں جسکا مزاج سرد ہو اسکو غصہ سے بہت فائدے ہوتے ہیں اور لذت
سے دل اور دماغ کو قوت ہوتی ہے اور خون بدن کا زیادہ اور بدن فربہ اور تازہ ہو جاتا ہے اور مرض
سوداوی دور ہوتے ہیں دل کو قوت تمام حاصل ہوتی ہے مگر زیادہ خوشی سے آدمی کبھی مر جاتا ہے
اور بعض انمیں سے ایسے ہیں جنسے حرکت روح کی داخل بدن میں حاصل ہوتی ہے وہ بھی دو قسم
پر ہے یا دفعۃً ہوگی یا تدریجاً ہوگی۔ فزع اور خوف شدید سے حرکت روح کی داخل بدن کو دفعۃً ہوتی
اور غم اور الم غیر مفرط سے حرکت روح کی داخل بدن کو تدریجاً ہوگی۔ غم اور الم سے بدن [illegible]
اور دل ضعیف ہو جاتا ہے خصوصاً جسکا مزاج سرد ہو اسکو غم اور الم سے بہت ہی نقصان [illegible]
اور جسکا مزاج گرم ہو اسکو کثرت غم سے تپ دق بھی ہو جاتی ہے بہت غم سے دماغ [illegible]
اور خون جل جاتا ہے امراض سوداوی [illegible] ہوتے ہیں۔ قوت گھٹتی ہے جبکہ جاتی ہے [illegible]
عیش و نشاط موجود ہوں [illegible] غم [illegible] بدن کو ایسی چیزوں [illegible]
اور فزع اور خوف بھی [illegible] سے ضرر اور ضعف [illegible] ہیں [illegible]
انسے محفوظ رکھے اور بعض انمیں سے ایسے ہیں جنسے حرارت غریزی اور روح کبھی داخل بدن کو
حرکت کرتی ہیں۔ اور کبھی خارج بدن کو متحرک ہوتی ہیں مثل خجالت اور ندامت کے کہ [illegible] اور
فرح پر مشتمل ہے۔ علی ہذا القیاس غضب مع الخوف کہ اسمیں بھی حرکت روح کی مختلف ہوتی ہے
اور ایسا ہی ہم کو رجا اور خوف پر متضمن ہے۔ پس اگر توجہ روح کا خارج کو ہوگا تو ظاہر بدن گرم اور
باطن سرد ہوگا اور اگر توجہ روح کا باطن کو ہوگا تو باطن گرم اور ظاہر سرد ہوگا چنانچہ فائدہ آیندہ میں
بیان کیا جائیگا۔ فائدہ مخفی نہ رہے کہ اعراض نفسانی مذکورہ میں بموجب بیان صدر کے حرکت
روح کی یا بطرف خارج یا بطرف داخل ہوگی اور اسکو حرکت خون بھی کہ موجب حرارت بدن ہے
لازم ہے پس جسطرف روح متحرک ہوگی اسکی متابعت سے خون بھی اسی جہت کو واقع ہوگا

اور بذریعہ خون کے حرارت غریزی بھی اُسی طرف میل کریگی اور اُسکے طرف مخالف مین برودت اور سردی ظاہر ہوگی۔ کما صرح بہ صاحب الموجز حیث قال۔ ویلزم من ذلک سخونۃ ما تحرک الیہ وبرودۃ ما تحرک عنہ لنقصان الدم والحار الغریزی عنہ۔ اور افراط حرکت روح کی خواہ بطرف داخل ہو خواہ بطرف خارج ہو جیسے فرح مفرط اور غضب مفرط مین تو قاتل اور مہلک ہی لیکن فرح مفرط مین بہ نسبت غضب مفرط کے موت اکثر ہی۔ قال العلامۃ کثیر من الناس قد ماتوا من الفرح المفرط ولم یسمع بموت انسان من الغضب المفرط۔ اور یہ بات بھی قابل غور ہی کہ جیسا افراط حرکت نفسی کا مضر ہی ویسا ہی افراط سکون نفسانی کا بھی موجب ضرر ہی کیونکہ افراط سکون سے بدن مین سردی اور ذہن مین بلادت پیدا ہوتی ہی کیونکہ موجب سخونت بدن اور ذکاء ذہن کا حرکت اور حرارت بدن اور لطافت روح ہی اور یہ امور حالت سکون مین مفقود ہین کما لا یخفی اسی لیے صاحب خون غلیظ کا شدید البلادۃ ہوتا ہی اور صاحب خون رقیق اور صاف کا ذکی ہوتا ہی۔ الحاصل بموجب قاعدہ مستمرہ خیر الامور اوساطہا کے حرکت اور سکون نفسانی مین بھی اعتدال ضروری ہی

فصل سوم تصورات نفسانیہ مین جو کہ عوارض نفسانی مذکورہ کے ماسوا ہین۔ جاننا چاہیے کہ محققین حکماء اور اطباء نے اتفاق کیا ہی کہ بدن انسانی سوائے کیفیات ستہ مذکورہ کے ہیأت نفسانیہ سے بھی منفعل و متأثر ہوتا ہی۔ اگرچہ انمین بھی حرکت روح کی لازم ہی لیکن ظاہر نہین ہوتی بخلاف عوارض ستہ مذکورہ کے کہ انمین حرکت روح کی ظاہر ہوتی ہی کما ذکر۔ اور نظیر اسکی ہیأت موثرہ تصورات نفسانیہ وہمیہ کی ہی کہ آثار امور طبعیہ کے دکھلاتی ہی چنانچہ فلاسفہ نے امکان خوارق عادات اور معجزات کا اسی پر بنا کیا ہی اور کہتے ہین کہ تصورات وہمیہ کبھی باعث حدوث حادثہ کا ہوتے ہین اگرچہ ناواقف لوگ اسکے منکر ہین لیکن دانا اور ماہر اسکے قائل ہین کیونکہ وہ لوگ جب اس بات سے واقف ہوتے ہین اور اپنے وجدان صحیحہ کی طرف توجہ کرتے ہین تو ایسے امور کو مستحیلات سے نہین پاتے بلکہ ممکنات قلیلۃ الوجود سے شمار کرتے ہین فان لکل من النفس والبدن تاثیرا فی الآخر علی تفصیل مذکور فی العلوم الاصلیۃ۔ اسی واسطے شیخ نے قانون مین لکھا ہی واما الذین لھم خوض فی المعرفۃ فلا ینکرونھا انکار ما لا یجوز وجودہ بل انکار ما لا یکثر وجودہ۔ اور قرشی رح نے اس باب مین کئی ایک تمثیلین اور نظیرین اپنے واقعات اور غیر کے مشاہدات کی بیان کی ہین چنانچہ ہم بھی از انجملہ تھوڑا سا بیان کرتے ہین تاکہ مخالفین منکرین پر حجت ہو مخفی نہ رہے کہ یہ بات تجربہ مین ثابت اور متحقق ہو چکی ہی کہ وقت مجامعت کے خصوصًا وقت انزال کے جیسی کل جسم

یا قبیح متصور کیجاوے اکثر جو فرزند اُس منی سے شکون اور مخلوق ہوتا ہی وہ صورت اور رنگ مین مشابہ
شکل متخیلہ عند الانزال کے ہوتا ہی ۔ مگر مشابہت فقط حسن اور قبح مین ہوگی نہ نوعیت مین کیونکہ تصور
اور تخیل نفسی تغیر اور تبدیل نوع مین تصرف نہین کرتا کما بین فی موضعہ ۔ اور عقلا بھی یہ امر ظاہر ہی
چنانچہ علامہ رح نے امام فخرالدین رازی کے باپ سے حکایت کی ہی کہ انھنے صورت حسنہ کو بوقت جماع
خیال مین رکھا پس امام فخرالدین رازی انکے یہان پیدا ہوے اور وہ اپنے وقت کے اکثر آدمیون
سے حسین تھے ۔ اور ایسا ہی منقول ہی کہ کسی عورت کے ایک لڑکا پیدا ہوا کہ اپنے والدین سے
بالکل صورت و شکل سے مشابہ اور مانند نہ تھا بلکہ کسی انسان جمیل الشکل اور مہیب سیاہ و حبشی سے مناسبت
رکھتا تھا ۔ پس وقوع اس حادثہ سے قاضی نے بسبب زنا کے عورت پر رجم کا حکم دیا ۔ اور یہ
ماجرا کسی حکیم صاحب تدبیر کے گوش زد ہوا انھنے کہا کہ شاید قریب محل جماع کے وقت حمل کے
کوئی آدمی اُس صورت کا ہوگا ۔ لوگون نے جب تلاش کی تب جیسا حکیم صاحب نے فرمایا تھا
ویسا ہی ظہور مین آیا ۔ اور شفا مین معلم اول سے منقول ہی کہ ایک عورت کے دو بچے پیدا ہوے کہ ایک
اُسکے خاوند کے مشابہ تھا اور دوسرا اُسکے عاشق کے ہمشکل تھا ۔ اور ایسا ہی جب کوئی شی ترش
یا نمکین کھائی جاوے تو دیکھنے والے کے منھ مین پانی بھر جاتا ہی اور دانت اُسکے بھی کند ہو جاتے ہین
اور ایسا ہی جس کسی کو مرض رمد ہو اور دوسرا آدمی صحیح المزاج آنکھین بہت دیکھے تو اُسکی آنکھین
بھی رمد ہو جاتی ہی ۔ اور علی ہذا القیاس جسکے مزاج مین خون کا غلبہ ہو اور میلان خون کا سر
کی طرف ہو تو اشیاے سرخ دیکھنے سے خون کا غلبہ ہوتا ہی اسی لیے اطبا نے مرعوفین کو اشیاے
سرخ دیکھنے سے ممانعت کی ہی ۔ اور درد ہونا کسی عضو مین جو کہ دوسرے شخص مین درد کر رہا ہی
جب اُس سے خوف کیا جاوے اسی قبیل سے ہی ۔ چنانچہ فاضل جیلانی نے کہا ہی کہ اکثر اوقات
انسان رقیق القلب رحم دل مثلاً جب کسی حیوان کو دیکھتا ہی کہ اُسکو چابک وغیرہ سے مثلاً پیٹھ پر
مارتے ہین اور وہ اُس سے خوف کرتا ہی اور حیوان پر رحم لاتا ہی پس آدمی کیدائی اپنی پیٹھ پر
اثر درد کا برابر دریافت بلکہ اُسکی پیٹھ پر نشان ضرب کا بھی ظاہر ہو جاتا ہی ۔ جیسا شبلی سے
منقول ہی کہ انکے روبرو کسی شخص نے حیوان کو تچی سے مارا پس بسبب رحم دلی کے نشان
ضرب کا اُسکے بدن مین پایا گیا ۔ اور تبدیل مزاج کا بسبب تصور مخوفات کے اور مفرحات کے
بھی اسی باب سے ہی چنانچہ قرشی رح نے ایک جماعت دموی مزاج سے حکایت کی ہی
کہ انپر حالت سفر مین ڈاکہ پڑا پس اُنمین سے بعضے مقتول ہوگئے اور بعضے قید اور جسقدر

ہوتی ہے جیسے کہ بسبب خوف کے انکے مزاج دموی سے سوداوی ہوگئے۔ اور جب فرح اور سرور بہت
ہوتو بدن مین خون زائد ہوجاتا ہی اور حرارت اور رطوبت مین مزاج معتدل ہوجاتا ہی اور جب غضب
زیادہ ہوتا ہی تو مزاج مین حرارت مفرط پیدا ہوتی ہی اور کثرت صفرا کا موجب ہوتا ہی اور جب
غم زیادہ ہو تو مزاج خشک ہوجاتا ہی اور موجب برودت کثیرہ بلکہ سودا کا ہوتا ہی۔ اور جب
خوف زیادہ ہوجاوے تو رطوبات بہت ہوجاتے ہین۔ وعلیہ قیاس حال سائر الاعراض
تو تاثیر تھا۔ اور علاج محمد بن زکریا رازی کا امیر خراسان کو بھی اسی قبیل سے ہی وہ یہ ہی کہ امیر
خراسان کو بعد استفراغات کثیرہ کے مرض زمانہ لاحق ہوئے پس حکماے وقت نے کئی ایک
علاج کیے مگر کوئی مفید نہ پڑا حکیم موصوف نے حکمت علیہ سے یہ علاج کیا کہ جب امیر صاحب حمام
مین تھے اور انکے پاس کوئی آدمی نہ تھا شمشیر برہنہ لیکر داخل حمام ہوا تاکہ اُسکو قتل کرے۔
پس امیر صاحب خوف سے گریزان ہوکر حمام کے دیوارون پر چڑھنے لگے اور اسی حیلہ سے بغیر
مشقت العلاج سے نجات پائی۔ اور ایسا ہی علاج حکیم جبرئیل بن بختیشوع کا کنیزک ہارون رشید کے لیے
مشہور ہی کہ دونون ہاتھ کنیزک کے کشادہ رہ گئے تھے یہان تک کہ اُنکے جمع کرنے پر قادر نہ تھی
پس حکیم موصوف کو بعد معالجات عدیدہ کے طلب کیا گیا حکیم صاحب نے اُسکو ہارون رشید کے
حضور مین کئی آدمیون مین بلایا اور حکم دیا کہ آسمان کی طرف نظر کرے حکیم صاحب نے بجبر اُسکا
ازار بند کھولنا چاہا بمجرد ہاتھ لگنے کے بسبب حیا کے کہ فرقہ عورتون کو لازم ہی دونون ہاتھون کو
شرمگاہ پر رکھدیا۔ اس حکمت عملی سے مرض اُسکا دفعۃً زائل ہوگیا۔ ایسا ہی ایک شخص مرض زمانہ
مین کئی برسون سے مبتلا تھا اتفاقاً اُسکو سانپ نے کاٹنے کا قصد کیا اور مریض اُسکے خوف سے
دوڑا اور دفعۃً مرض مذکورہ سے صحت یاب ہوا۔ اور وہ مثال جسمین کسی نوع کا شک اور ریب نہو
اور تغیر عظیم مزاج مین دفعۃً ظاہر ہو حال عشاق ہی کہ ظلم اور جفاے معشوق سے درجہ
سقوط تک پہونچ گئے ہون اور نوبت بہلاکت ہوگئی ہو پس جب انکو ناگہان دیدار محبوب
حاصل ہو دفعۃً اصلی حالت پر عود کرتے ہین اور فوراً انکے مزاج مین استقامت نمودار
ہوجاتی ہی۔ اور اکثر عاشق ناگہانی حضور معشوق سے بسبب کثرت خوشی کے ہلاک ہوجاتے
و شاہدنا من ہذا الباب امور تتسع النفس من الاذعان بہا۔ اور ایسا ہی زیادہ اور
عجیب بسبب کثرت خوشی کے مرجاتے ہین۔ اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ بدن کو نفس سے
کبھی ایسی تاثیر حاصل ہوتی ہی کہ تابع مزاج اور خلط کے نہین ہوتی چنانچہ بعض آدمی

اس قسم کے ہین کہ جب جلال خدا مین تامل اور تفکر کرتے ہین تو اُنکے بدن مین قشعریرہ اور لرزہ سا
ہوجاتا ہی - اور قرشتی وغیرہ علما سے منقول ہی کہ بعض زہاد اور عباد اکثر اوقات غلبۂ خوشی اور
طرب مین آکر اپنے آپکو تنور گرم مین ڈالدیتے ہین مگر اُنکو بسبب غلبۂ خوشی کے حرارت آگ کی
بالکل تاثیر نہین کرتی یہان تک کہ تنور بالکل سرد ہوجاتا ہی اور وہ ویسے کے ویسے ہی زندہ
رہجاتے ہین - الغرض جسقدر نفس قوی ہوگا تاثیر اُسکی بدن مین بھی اُسی قدر قوی ہوگی
چنانچہ بعض نفوس قویہ طاہرہ کو اسقدر قوت حاصل ہوتی ہی کہ اجسام عالم سفلی مین کسی قدر
تصرف کر سکتے ہین پس جیسا نفس سے بدن منفعل ہوتا ہی ویسے ہی اجسام سفلی بھی اس سے
متاثر ہو سکتے ہین چنانچہ اُنکی دعا اور توجہ کی تاثیر سے ماء البحر منجمد ہوجاتا ہی اور ہوا پانی سے بدلجاتی ہی
اور کبھی نفس خبیثہ کو بسبب تاثیر نفس کے ایسی قوت حاصل ہوتی ہی - اور اصابۃ العین
یعنی چشم بد بھی اسی قبیل سے ہی کیونکہ نفس دیکھنے والے کا چونکہ حسد مین قوی ہوگا اسلیے وہ
اپنی قوت حاسدہ سے شی مرئی مین اثر کریگا - اور کئی امور عجیبہ متضرہ بالا بدان ظاہر ہونگے -
وہذا امر مشاہد مراراً - اور اسی قبیل سے ہی جو شخص کہ تصور صحت یا مرض کرے یہان تک کہ یہ
تصور اُسکے مزاج پر غالب اور متشکل ہوجاوے پس موافق اُسکے صحت یا مرض حقیقی منہود ہوجاتا ہی
کیونکہ جب تاثیر نفس کی بدن مین مراتب مذکورہ صدر تک پہونچ گئی تو ایسے امور (یعنی صحت
اور مرض) کے ظاہر ہونے سے کونسا مانع ہو سکتا ہی اور اس قسم کی واردات بہت دیکھی اور سنی
گئی ہین چنانچہ قصہ اطفال مکتب اور ملا کا جو کہ مولانا روم رح نے اپنی مثنوی مین قلمبند کیا ہی اس باب
مین مشہور اور معروف ہی کہ حکایت ایک معلم مکتب چند لڑکون کو تعلیم کرتا اور اُنکے حاضر باشی مین
سعی بجا لاتا تھا - ایک دفعہ لڑکے ہر روزہ حاضری مدرسہ سے تنگ ہوکر باہم مشورہ کنان ہو
کہ بھائیو کوئی ایسی تجویز نکالو جس سے چند روزہ مدرسہ سے رہائی ملے اس اُستاد کو نہ کبھی بیماری
آتی ہی اور نہ کہین جاتا ہی ہمیشہ تندرست اور حاضر مکتب ہی رہتا ہی - اُنمین سے جو ایک لڑکا
دانا اور ہوشیار تھا یون لب کشا ہوا کہ مین تمکو اس باب مین ایک عمدہ تدبیر بتاتا ہون جس سے
اُستاد فوراً بیمار ہوجائیگا اور ہمین چند روزہ رہائی ملجائیگی - اور وہ یہ ہی کہ ایک لڑکا مکتب
مین جاکر بعد بجا آوری تسلیمات کے یہ عرض کرے کہ جناب کا مزاج آج بخیریت ہی کہ چہرہ مبارک
کچھ زرد سا معلوم ہوتا ہی خدا جانے ماندگی کا باعث ہی یا بخار سے سر درد ہوا ہی - اسمین البتہ
کسی قدر اُسے خیال پیدا ہوجائیگا - دوسرا اور تیسرا لڑکا علی ہذا القیاس سب اسی طرح کرین

ع ۱ سردی اور پاتے تھے ۱۲
ع ۲ بعض زاہد اور عابد ۱۲
ع ۳ ڈالدیتے ہین ۱۲
ع ۴ پانی ۱۲
ع ۵ اثر ۱۲
ع ۶ دیکھی ۱۲
ع ۷ کسی ۱۲
ع ۸ ظاہر ۱۲
ع ۹ نمودار ۱۲
ع ۱۰ کامل ۱۲
ع ۱۱ اصلی ۱۲
ع ۱۲ شاگرد ۱۲
ع ۱۳ اُستاد ۱۲
ع ۱۴ اُستاد ۱۲
ع ۱۵ مکتب ۱۲
ع ۱۶ صلاح ۱۲
ع ۱۷ شاگردانہ ۱۲
ع ۱۸ ظاہر ۱۲
ع ۱۹ اور یہ بار بار کئی دفعہ مشاہدہ کیا گیا ۱۲

اور افسوس ظاہر کرین امید کامل ہی کہ گمان اُسکا یقین سے بدل جائیگا کیونکہ خیال سے عاقل بھی
دیوانہ ہوجاتا ہی۔ سب نے اُسکی اس نیک راے پر آفرین اور شاباش کی۔ اور تمام نے متفق
ہوکر کہا کہ تو ہم سے ایک بڑا دانا اور ہوشیار لڑکا ہی بہتر ہی کہ اس کار خیر کو ذمہ لیکر تو ہی شروع کرے
آخر مجھے سب کو سوگند اور قسم دی کہ کوئی اس راز نہفتہ کو ظاہر نکرے۔ علی الصباح سب طلبہ مکتب کے
دروازے کے نزدیک اس امید پر جمع ہوئے کہ وہ دانا لڑکا مجوز اس تدبیر کا آکر ابتدا کرے۔ غرض کہ وہ
لڑکا آیا اور مکتب مین داخل ہوا اور آداب شاگردانہ بجا لاکر دوزانو بیٹھکر حال پرسان ہوا کہ مزاج عالی کا
کیا حال ہی آج چہرہ جناب کا کچھ زرد سا معلوم ہوتا ہی۔ اُستاد نے جواب دیا کہ بھائی مین تو
ہر طرح راضی اور خوش ہون مجھے کسی نوع کی تکلیف نہین تو جاکر اپنا سبق یاد کر۔ اُستاد نے
اگرچہ مریض ہونے کی نفی تو کی لیکن اُسکے اس بیان سے کسی قدر غبار غم کا اُسکے دریاے دل مین
ظہور لایا تھوڑی دیر نگذری تھی کہ دوسرا طالب علم آیا اور آتے ہی مثل اول کے زبان پر لایا اس سے
گمان اُستاد کا فی الجملہ زیادہ ہوا۔ ایسا ہی سب نے متفق ہوکر پیہم اور متواتر وہی کہا جو اول نے
کہا تھا اُس سے گمان اُسکا بہ نسبت سابق زیادہ ہوتا گیا یہان تک کہ آخر اُسے یقین ہوگیا
کہ مین فی الواقع سخت مریض ہون کیا میرے شاگرد سب کے سب جھوٹے ہین ایسا کبھی نہین ہوسکتا
ایک نہ سہی دو سہی۔ اور دل مین کہا کہ میری عورت کو مجھسے محبت کامل نہین کیونکہ میرا یہ
حال اور اُسنے مجھے اطلاع تک نہین کی اور نہ کچھ حال پوچھا ہی اپنے حسن کے غرور مین مست ہی
اور میری کچھ پرواہ نہین رکھتی اُس سے تو ہزار درجہ میرے طالب علم ہی اچھے اور خیرخواہ ہین
فوراً غصہ مین اُٹھکر گھر کو روانہ ہوا اور دروازہ زور سے کھولا لڑکے بھی اُسکے پیچھے جاتے تھے
عورت نے کہا میان خیر ہی آپ بہت جلدی تشریف لائے ہو خدا آپ کو سلامت
رکھے میان نے جواب دیا کہ شاید تو اندھی ہی تجھے کچھ نظر نہین آتا میرے چہرہ کا حال دیکھ
کہ کیسا ہوگیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ تجھے دل مین مجھسے نفاق اور بغض ہی ورنہ مین بخار سے
بدحال پڑا ہون اور تو کہتی ہی کہ خیر ہی کیا مین اپنے حال سے ناواقف ہون تجھسے تو میرے لڑکے
ہی زیادہ تر خیرخواہ ہین سچ ہی کہ عورتون کی دوستی پر کیا بھروسا ہی بیت بود بیوفائی
سرشت زنان ؛ بیاموز کردار زشت زنان ؛ آخر میان نے کہا کہ اگر تو اندھی اور بہری ہوگئی
ہی تو تیرا اسمین کیا قصور مین تو اپنے حال مین لاچار ہون۔ عورت نے کہا میان خفا
مت ہوجیے مین آئینہ لاتی ہون آپ اُس سے اپنے چہرہ کا حال ملاحظہ فرمادین کہ

بالکل خیر و عافیت ہی صرف آپکا وہم اور وسواس ہی میان نے خفا ہوکر کہا کہ اسقدر چالاکی کیون
کرتی ہو اور مجھے باتون مین بہلاتی ہو مین تو جانتا ہون کہ تجکو مجھسے قدیم سے بغض اور عناد ہو
غرضکہ میان اور بی بی کے درمیان اس امر مین بہت گفتگو ہوئی آخر میان بسبب غلبہ مرض
سوءِ ہوسہ کے بستر بچھواکر بیمارون کی طرح پڑ گئے اور کہا کہ سر میرا گران ہوگیا ہی اور مرض
غلبہ کرتا جاتا ہی۔ آخر اسی وہم اور وسواس مین بیماری کے خوف سے آہ و نالہ کرنا مثل
حقیقی بیمارون کے شروع کیا اور مرض وہم مین سخت مبتلا ہوئے۔ غرضکہ بچون کا یہ افسون اوپر
کارگر ہوگیا اور استاد نے اپنے آپکو حقیقی بیمار تصور کرکے بچون کو چند روزہ رخصت دیدی اور
اُنکا مقصد دلی حاصل ہوا۔ اور قرشی نے اسی باب مین ایک اپنی حکایت بیان کی ہی کہ مجھے
درمیان سن صبا کے استسقاے طبلی لاحق ہوا اور تمام اطبا میری زندگی سے مایوس ہوگئے
اور مین نے بھی اپنے دل مین سمجھ لیا کہ یہ مرض علاج پذیر نہین اب مین ضرور مرجاؤنگا اسلیے
سب کا علاج معالجہ چھوڑکر زہاد اور عباد کی خدمت مین حاضر ہونا شروع کیا وہ حضرات جمع ہوکر میرے
پاس قرآن شریف پڑھا کرتے تھے اور اشعار اور ابیات کو نغمات لذیذہ سے ادا کرتے تھے۔
اس سے مرض مذکورہ مین مجھے کچھ خفت معلوم ہوئی اور اطبا پر میرا ظن فاسد ہوا اور مین نے
پرہیز تمام چھوڑ دیے۔ اطعمہ اور میوجات وغیرہ سے جو کچھ مل جاتا کسی کو نچھوڑتا تھا تیس دن
سے اول ہی مجھے شفا ہوگئی۔ اور منقول ہی کہ اُسکے طبیب ہونے پر بھی حادثہ باعث
ہوا تھا ورنہ اس سے پہلے اُسے طب کا مطلق شوق نہ تھا کیونکہ اطبا پر ظن اُسکا فاسد ہوا تھا
اور اسی قبیل سے ہی کہ مکان تنگ پر چلنے سے وہ آدمی گرجاتا ہی جسکے خیال مین گرنا متصور
ہو ورنہ معتادین کو جو رسّن ہوا مین باندھکر اُسپر چلتے ہین کچھ خوف اور اندیشہ نہین
چنانچہ بازیگرون اور نٹون مین یہ امر مشہور ہی۔ باعث اُسکا فقط یہی ہی کہ بسبب مشق
ہر روزہ کے گرنا اُنکے ذہن مین متصور نہین بخلاف فریق اول کے۔ الغرض تاثیر امور
نفسی کے جو سواے امور مذکورہ بالا کے ہین یقیناً ثابت اور متحقق ہی اور تصورات اور
توہمات کو احداث حوادث مختلفہ مین دخل تمام ہی۔ غایۃ الامر یہ ہی کہ حسب تقاضاے مقام
اور مقتضاے محل کے صدور آثار کا درجون مین متفاوت ہوتا ہی اور یہ بات ظاہر بلکہ اظہر ہی اسمین
کسی نوع کا خفا نہین۔ اور نیز واضح ہو کہ جیسا بدن نفس سے منفعل ہوتا ہی ویسا ہی نفس بھی بدن
سے منفعل ہوتا ہی فان لکل من النفس والبدن تاثیر فی الآخر۔ اسلیے کہ جو مزاج اور خلط بدن پر

غالب ہوتی ہی اُس سے اخلاق مناسبہ نفس مین پیدا ہو جاتے ہین مثلاً جب یبوست یا اخلاط سوداوی بدن پر غالب ہوتی ہی تو نفس مین خوف اور توحش اور فکر فاسد وغیرہ امور پیدا ہوتے ہین۔ اور جب خون رقیق اور صاف بدن مین زیادہ ہوجاتا ہی تو خوشی اور فرحت اور طول امل وغیرہ ظاہر ہوتے ہین۔ اور جب حرارت مزاج یا صفرا غالب ہوتا ہی تو نفس شجاعت اور دلیری اور حدت کی طرف مائل ہوتا ہی اور جب رطوبت یا بلغم بدن پر غالب ہوتی ہی تو نامردی اور سکون وغیرہ امور مناسبہ نفس مین سرزد ہوتے ہین۔

باب ششم احتباس اور استفراغ کے بیان مین

پوشیدہ نرہے کہ چھٹا قسم ستہ ضروریہ کا احتباس اور استفراغ ہی۔ یعنی مواد صالح کو بدن مین رکھنا اور مواد ردیہ کو بدن سے نکالنا۔ کیونکہ جیسا بعض چیزون کا بدن سے نکالنا ضروری ہی ویسا ہی بعض چیزون کا بدن مین رکھنا بھی لازم ہی اور اسمین دو فصلین ہین

فصل اول وجہ ضرورت احتباس اور استفراغ مین

وجہ استفراغ کی یہ ہی کہ بقاے بدن سواے غذا کے محال ہی اور یہ ظاہر ہی محتاج بدلیل نہین اور وجود ایسی غذا کا کہ بتمامہ جوہر عضو سے متحیل ہوجاوے بھی ناممکن۔ کیونکہ ہر ہضم مین کچھ نہ کچھ فضلہ باقی رہجاتا ہی۔ چنانچہ فضلہ ہضم اول کا براز اور فضلہ ہضم ثانی کا بول اور فضلہ ہضم ثالث اور رابع کا عرق اور میل منی وغیرہ ہی پس یہ فضلہ اگر بدن اور روح مین باقی رہے اور اپنے وقت مقررہ پر مخرج معین سے خارج نہو تو بالضرور بدن مین فاسد ہوجائیگا اور غذاے جدید کہ اُس سے ملیگی وہ بھی بسبب فساد غذاے اول کے فاسد ہوجائیگی اور آدمی اُس سے ہلاک ہوجائیگا۔ پس جب تک کہ استفراغ نہو اور کوئی صورت خلاصی کی نہین۔ اس سے صاف ظاہر ہی کہ استفراغ کے حفظ صحت کے لیے ازبس ضرورت ہی۔ اور وجہ اضطرار احتباس کی یہ ہی کہ بدن مین ہمیشہ تحلیل ہوتی رہتی ہی۔ اسلیے جسم عوض تحلل کا ہر وقت محتاج رہتا ہی چونکہ استعمال غذا کا ہر وقت اور ہر آن مین غیر ممکن ہی اسلیے ضرور ہوا کہ کسی قدر غذا اعضا کے پاس بطور ذخیرہ کے رہے تاکہ جب تک غذاے جدید وارد بدن نہو تب تک غذا ذخیرہ شدہ عوض تحلل ہوتی رہے۔ پس اس سے صاف ثابت ہوا کہ احتباس مثل استفراغ کے منجملہ ضروریات ہی۔ اسلیے حکیم علی الاطلاق نے استفراغ اور احتباس ہر دو کے لیے کئی اسباب خلقت انسانی مین ودیعت رکھے ہین اور اُنکے حصول کے لیے قوی مختلفہ جنکا ذکر عنقریب آتا ہی مقرر کیے ہین چنانچہ ہر ایک قوت اپنے اپنے کام مین شب و روز مشغول ہی جب کسی قوت مین کسی نوع کا قصور سرزد ہوتا ہی تو خارج بدن سے واسطے احتباس یا استفراغ کے قوی کی اعانت کیجاتی ہی تاکہ

اپنے اپنے کار مفوضہ مین مصروف رہے - اور معطل نہو - اسی لیے اطبا نے لکھا ہی کہ اعانت اور
امداد طبیعت کی واجب ہی پس حالت قبض مین ضرور ہی کہ چرب شوربون کثیر السلق اور
بقولات ملینہ (مثل پالک اور شلغم وغیرہ کے) اور دیگر اشیاے مزلقہ سے طبیعت کو مجیب
کرین - اور اغذیہ اور ادویۂ قابضہ سے اجتناب کرین کیونکہ قبض ہونے سے ماسوا اسکے کہ
بھوک کم ہوتی ہی اور کئی مضار سرزد ہوتے ہین - اور فتیلجات مسہلہ اور حقنہ جات ملینہ سے
طبیعت کی تلیین کرین - اور حقنہ روغن کا مشائخون کے لیے نافع ہی کیونکہ روغن سے
تسخین اور ترطیب امعا ہوتی ہی - اور اگر طبیعت دو وقت سے زیادہ مجیب ہو اور فضلہ بھی
نرم ہو تو قابضات کا استعمال کرین مثل غذاے سماقیہ اور حصرمیہ اور تفاحیہ اور زرشکیہ کے اور
اغذیہ اور ادویہ ملینہ سے احتراز کرین - چونکہ بیان احتباس اور استفراغ کا بیان قوی اربعہ پر
(جوکہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک عضو مین خادم قوت غاذیہ کے مقرر کی ہین) موقوف ہی جنکا ذکر
باب دوم مین بھی کیا گیا ہی لہذا اول مقدمہ کے طور پر بیان قوی اربعہ کا کیا جاتا ہی مقدمہ
واضح ہو کہ حکیم مطلق نے اپنی قدرت کاملہ سے ہر ایک عضو مین چار قوتین موضوع کی ہین جنپر
ہضوم اربعہ اور احتباس اور استفراغ وغیرہ امور نافع بدن انسانی منحصر ہین - ایک انمین
سے قوت جاذبہ ہی جوکہ دوسرے عضو سے غذا کو اپنی طرف کھینچکر لاتی ہی - دوسری قوت ماسکہ
ہی جوکہ غذا یا شی مجذوبہ کو اپنے عضو مین مدت معین تک ٹھہراتی ہی - تیسری قوت ہاضمہ ہی
جوکہ غذا مجذوبہ ممسوکہ کو ہضم کرتی ہی - چوتھی قوت دافعہ ہی جوکہ دوسرے عضو یا خارج بدن
کی طرف فضلہ کو دفع کرتی ہی - قوی اربعہ کی تشریح کے لیے یہان ایک تمثیل لکھی جاتی ہی
مثلاً مثانہ ایک عضو ہی جسکو ہندی مین پھکنا بولتے ہین اور مکان اسکا درمیان عانہ
اور دبر کے ہی یہ عضو وعاء بول ہی اسمین گردون سے کلیتین اور بانچ کے راستہ
بول آکر جمع ہوتا ہی - اسمین بموجب قاعدہ مستمرہ ہر عضو کے چار قوتین موضوع ہین -
ایک قوت جاذبہ جوکہ غذا اس عضو کے عروق سے کھینچکر لاتی ہی - دوسری قوت ماسکہ ہی
جوکہ بول مدفوعہ اور غذاے مجذوبہ کو مدت معین تک اسمین ٹھہراتی ہی اور بول کو باوصف
مائیت کے باہر نہین جانے دیتی - تیسری قوت ہاضمہ جو غذاے مجذوبہ عضو ہذا کو ہضم کرتی ہی
چوتھی قوت دافعہ ہی جوکہ بول کو بروقت ارادہ مخرج معین کی طرف براہ احلیل دفع کرتی ہی -
علی ہذا القیاس ہر عضو مین چار قوت موضوع ہین - اور باذن خالقہا ہر ایک اپنے اپنے کام مین

از زور پیری که ارتحلیه بتعیق مثانه منفصل شده تا بایستگی بود رفته غذا اعضا کرده باشد باز بجا رجوع کرده در تجویف این درید تحدد و شود بمثانه وایشان دو و[illegible] این تیح [illegible] ۱۲

مصروف ہی ۔ بعد تمہید ہذا کے اب موجبات استفراغ اور احتباس کے لکھے جاتے ہین ۔ چنانچہ اول احتباس کے اسباب بیان کیے جاتے ہین ۔ مخفی نہ رہے چونکہ اسباب احتباس کے بہت ہین اور سب کو بیان کرنا موجب طوالت اور ملالت ہو لہذا البعض کو چھوڑکر بعض بیان کیے جاتے ہین پس کبھی احتباس بسبب شدت قوت ماسکہ کے ہوتا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ جب قوت ماسکہ قوی ہوگی تو فضلہ نہین چھوڑیگی ۔ اور کبھی ضعف قوت ہاضمہ کے لیے احتباس سرزد ہوتا ہی ۔ باعث اسکا یہ ہی کہ وقت ضعف ہاضمہ کے غذا دیر سے ہضم ہوگی اور عرصہ دراز تک شکم مین محتبس رہیگی کیونکہ استفراغ ہضم پر موقوف ہی جب تک ہضم بخوبی نہین ہوگا استفراغ بھی نہین ہوگا بشرطیکہ قوت دافعہ فضلہ کو دفع نہ کرے ورنہ سوائے ہضم کے بھی بسبب دفع قوت دافعہ کے فضلہ خارج ہوجائیگا ۔ اور کبھی بباعث ضعف قوت دافعہ کے احتباس ہوگا اسلیے کہ جب قوت دافعہ مین ضعف ہوگا تو فضلہ شکم مین بند رہیگا اور قوت دافعہ بسبب ضعف کے فضلہ کو دفع نہ کرسکے گی ۔ اور کبھی احتباس بموجب تنگی راستہ خروج فضلہ کے ہوگا ۔ اس صورت مین اگرچہ فضلۂ رقیق کا استفراغ ہوجائیگا ۔ لیکن فضلۂ غلیظ بند رہیگا ۔ اور کبھی باعث احتباس کا سدہ مجاری اور غلظت مادہ مندفعہ کے ہوتا ہی اسلیے فضلہ خواہ رقیق ہو خواہ غلیظ نکل نہین سکتا ۔ اور کبھی موجب اسکا کثرت مادہ مندفعہ کے ہوتی ہی اور معلوم ہی کہ جب مادہ زیادہ ہوگا قوت دافعہ اسکی اخراج پر قادر نہین ہوگی ۔ اور کبھی باعث احتباس کا لزوجت مادہ کی ہوتی ہی ۔ پس ظاہر ہی کہ مادہ لزج اعضا سے چمٹ جاویگا اور بسہولت انکو نہین چھوڑیگا اور جلدی مندفعہ نہین ہوگا ۔ اور کبھی باعث احتباس کا عدم احساس حاجت براز ہوگا یعنی آدمی کو معلوم نہین ہوگا کہ مجکو حاجت براز ہوتی ہی باعث اسکا یہ ہی کہ مابین مرارہ (جو ارعیہ صفرا ہی) اور امعا کے (جو محل براز ہی) سدہ ہوجاتا ہی ۔ پس اس باعث سے صفرا کہ موجب استفراغ فضلہ ہی امعا پر نہین گریگا اور آدمی دفع براز پر خبردار نہوگا ۔ اور قولنج یرقانی پیدا ہوگا ۔ اور کبھی موجب احتباس کا توجہ طبیعت کا دوسری جہت کو ہوگا جو کہ غیر جہت دفع فضلہ کے ہی جیسا حالت بحرانی مین بول و براز گاہے بند ہوجاتا ہی کیونکہ توجہ طبیعت کا دوسری طرف ہوتا ہی یعنی مادہ قی اور بزاق اور عرق وغیرہ سے دفع ہوجاتا ہی چنانچہ بیان اجمالی ہر ایک کا دوسری فصل مین عنقریب آتا ہی ۔ اور استفراغ چونکہ احتباس کی ضد ہی لہذا اسباب استفراغ کے مخالف موجبات احتباس کے ہونگے چنانچہ موجب استفراغ کی بھی مثل موجبات احتباس کے مختلف ہین ۔ یہ بات چونکہ شرح طلب ہی لہذا استفراغ کے

درازی ۱۲

یعنی

درمیان امعا

اور مرارہ کا

اسباب بھی تشریحاً لکھے جاتے ہین - مخفی نہ رہے کہ کبھی استفراغ کے لیے ضعف قوت ماسکہ کا باعث
ہوتا ہی کیونکہ جب قوت ماسکہ مین ضعف ہوگا فضلہ بند نہ کرسکے گا - اور کبھی شدت قوت ہاضمہ اور دافعہ
کے لیے ہوتا ہی - باعث اسکا یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب ہضم قوی ہوگا تو فضلہ جلد منہضم ہوکر مستفرغ
ہوجائیگا - مگر یہ استفراغ بشرط عدم ضعف قوت دافعہ کے وقوع مین آتا ہی ورنہ درصورت ضعف دافعہ
کے فضلہ باوصف تجویف ہضم کے بند اور محتبس رہیگا - اور ایسا ہی جب دافعہ قوی ہوگا تو فضلہ
بسہولت دفع ہوجائیگا - اور کبھی باعث استفراغ کا عدم سدہ مجاری خروج فضلہ کا ہوتا ہی
اسیلیے فضلہ رقیقہ اور غلیظہ بسہولت نکل جائیگا - اور کبھی موجب اسکا رقت مادہ مستفرغہ کے
ہوتی ہی اسیلیے مادہ بسبب رقت قوام کے جلدی خارج ہوجائیگا - اور کبھی باعث اسکا عدم
لزوجت مادہ مستفرغہ کی ہی کیونکہ فضلہ بسبب عدم لزوجت کے خلل اعضا مین متشبث اور متمکن
نہوگا - اور کبھی باعث اسکا وجود حس حاجت براز ہی بباعث عدم سدہ کے درمیان مرارہ
اور امعا کے - کیونکہ جب صفرا اپنے اوعیہ سے گرکر امعا کو لذع کریگا فوراً حاجت براز کی آدمی کو
محسوس ہوجائیگی اور فضلہ دفع ہوجائیگا - اور کبھی موجب اسکا توجہ طبیعت کا جہت دفع
فضلہ کے ہی اور یہ ظاہر ہی کہ جب توجہ طبیعت کا طرف دفع فضلہ کے ہوگا اور غیر جہت سے طبیعت
راغب ہوگی تو فضلہ کو ضرور جلدی نکال دیگی اور احتباس نہین ہوگا - اور استفراغ مفرط
بدن کو سرد اور خشک کرتا ہی کیونکہ خروج رطوبت کا افراط سے موجب تجفیف جوہر اعضا ہی
اور چونکہ مادہ حرارت (یعنی رطوبت) مستفرغ ہوجائیگا اسیلیے برودت بھی غالب ہوجائیگی
ہان اگر استفراغ مفرط نہو اور معہذا مادہ مستفرغہ بلغم ہو تو استفراغ مفرط موجب تسخین ہوگا
ورنہ باعث تبرید - اور ایسا ہی اگر مادہ مستفرغہ سودا ہو تو موجب ترطیب بالعرض ہوگا کیونکہ
ایک ضد سے دوسری ضد غالب ہوگی مثلاً سودا جب کم ہوجائیگا خون غالب ہوجائیگا پس
قلت سوائے غیر مفرط مرطب بدن ہی مجفف نہین ہوسکتے - اور نیز استفراغ مفرط موجب ضعف
دل ہوتا ہی - اور کبھی استفراغ مفرط سے امراض آلیہ مثل سدہ اور تشنج اور کزاز کے عارض
ہوتے ہین کیونکہ عروق کو یبوست مفرط حاصل ہوتی ہی - اور ایسا ہی احتباس مفرط باعث
سدون اور عفونت اور تولد حمیات اور ثقل بدن اور حواس اور سقوط خواہش طعام ہوتا ہی
اور نیز احتباس مفرط سے استرخا اور تشنج رطب وغیرہ امراض کذائیہ عارض ہوتے ہین اور اس سے
حرارت غریزی بند ہوکر ناریہ کی طرف مستحیل ہوجاتی ہی - اور گاہے بسبب انطفاء حرارت غریزی کے

سوء مزاج بارد بدن پر غالب ہوتی ہی۔ اور کبھی احتباس عفونت سے بدن پر رطوبت غالب ہوتی ہی
اور گاہے بسبب تجدید یا حدت مادہ کے تفرق اتصال عارض ہوتا ہی اور بدہضمی بھی اس سے ظاہر
ہوتی ہی۔ اور اورام اور بثور کا بھی موجب بنجاتا ہی۔ اور اعتدال دونون مین کہ ہر ایک اپنے وقت
حاجت مین واقع ہو طبعاً یا اختیاراً موجب حفظ صحت بدن ہی

فصل دوم اقسام استفراغ کے بیان مین اور اسمین کئی انواع ہین۔ چونکہ اس فصل مین اقسام استفراغ کے تشریح کیے جائینگے اسلیے
اول بطور تمہید کے چند امور معتبرہ فی الاستفراغ جو کہ علماے متقدمین نے لکھے ہین اور استفراغ مین
انکو ملحوظ رکھنا از بس ضروری ہی بیان کیے جاتے ہین تمہید۔ مخفی نہ رہے کہ شروط مذکورہ ذیل کو ہر ایک
استفراغ مین ملحوظ خاطر کرنا ضروری ہی اگر ایک بھی مفقود ہوگا تو استفراغ ممنوع ہوگا۔ امر اول امتلاء
بدن مواد موذیہ سے ہی خواہ بحسب الکمیت ہو خواہ بحسب الکیفیت۔ پس خلاء بدن مواد موذیہ
سے مانع استفراغ ہی تاکہ مواد صالح بدن سے خارج نہو وین۔ امر دوم قوت جمیع قوی کی ہی
یعنی حیوانی۔ نفسانی طبیعی۔ پس ضعف قوی مذکورہ کا مانع استفراغ ہی۔ مگر بعض اوقات مین
خوف ترک استفراغات کا بہ نسبت ضعف قوت کے زائد ہوتا ہی لہذا اس صورت مین استفراغ
ضروری ہی بعدہ تقویت معدہ کی مقویات مناسبہ اغذیہ اور ادویہ سے کرنی چاہیے۔ امر سوم
لحاظ مزاج ہی۔ پس افراط حرارت اور یبوست اور افراط برودت اور قلت خون مانع استفراغ ہی
امر چہارم۔ لحاظ سحنہ ہی پس افراط لاغری اور تخلخل کا۔ اور ایسا ہی افراط موٹاپہ کا مانع استفراغ ہی
امر پنجم اعراض لازمہ ہین پس استعداد اسہال معدی کے اور ایسا ہی قروح امعا کا
مانع استفراغ ہی۔ امر ششم سن سال مستفرغ ہی پس سن شیخوخت یعنی پیری اور سن طفولیت
مین استفراغ ممنوع ہی۔ امر ہفتم وقت ہی۔ پس ایام نہایت سرد اور نہایت گرم مین استفراغ
نہ چاہیے۔ امر ہشتم۔ بلد اور مکان ہی پس نہایت سرد اور نہایت گرم شہرون مین استفراغ
ناجائز ہی۔ امر نہم پیشہ اور صناعت مستفرغ ہی پس جسکا پیشہ شدید التحلیل اور کثیر التعب
ہو اسکو استفراغ ممنوع ہی جیسے مزدور حمام اور پانڈے اور گاڑی کش وغیرہ۔ امر دہم
لحاظ عادت ہی پس جسکو عادت استفراغ کی نہو اسکو دوا قوی نہ دینی چاہیے۔ اور جاننا چاہیے
کہ علاوہ امور مذکورہ بالا کے ہر ایک استفراغ مین پانچ امور مقصود ہوتے ہین۔ امر اول یہ کہ بدن
سے وہ خلط نکالی جاوے جو کہ کیفیت یا کمیت سے اسکو ایذا دیتی ہی یعنی حتی الوسع خلط غیر موذی کو
بدن سے نہ نکالا جاوے۔ امر دوم یہ کہ اخراج مواد موذیہ کا بدن سے اسقدر ہو جسقدر بدن برداشت کر سکے اور

سلہ کشش ۱۲
سلہ تیزی ۱۲
سلہ گرمی ۱۲
سلہ پھنسن ۱۲
سلہ کمی ۱۲
سلہ شکل اور صورت
سلہ مردم ۱۲
سلہ عمر ۱۲
سلہ بچپن ۱۲
سلہ شہر ۱۲
سلہ زیادہ تحلیل
سلہ کثیر الانداز ۱۲
سلہ تکلیف ۱۲
سلہ جیسے جبان
سلہ بیہبے ۱۲

اور ضعف اور غشی اسمین طاری نہو لیکن طبیب اس امر مین چست اور چالاک ہونا چاہیے ایسا نہو
کہ کثرت استفراغ سے ڈر کر استفراغ کو بند کردے بلکہ جب تک استفراغ خلط ردیہ اور مادہ موذیہ کا
ہورہا ہی اور مریض بھی برداشت اور تحمل کرسکتا ہی وہان تک افراط سے ہرگز خوف نہ کرے۔ امر سوم
یہ کہ استفراغ اُس جہت سے ہونا چاہیے جس طرف مادہ کی میل ہو پس مادہ غثیان کا قے سے نکالا جاوے
اور مادہ مغص اور پیچش کا اسہال سے دفع کیا جاوے وعلیٰ ہذا القیاس۔ امر چہارم یہ ہی کہ مادہ
مستفرغہ مخرج طبعی سے نکالا جاوے چنانچہ اگر مادہ محدب کبد مین ہو تو اُسکو اعضاء بول سے
خارج کرنا چاہیے اور اگر مقعر کبد مین ہو تو اُسکو امعا سے نکالنا مناسب ہی پس اگر اسکا خلاف کیا جاوے
تو امر طبعی کے مخالف ہوگا اور طبیعت اور دوائین باہم معارضہ واقع ہوگا۔ اور نیز مناسب ہی کہ جس
عضو کے طرف مادہ کو منتقل کیا جاوے اخس اور ارذل ہو مثلاً اگر نزلہ ہو تو اُسکے مادہ کو ناک
کی طرف انتقال کرکے استفراغ کرنا مناسب ہی۔ یہ نہین چاہیے کہ مواد نزلہ کو شش کی طرف مائل کیا جاوے
تاکہ نفث اور تھوک سے استفراغ ہو کیونکہ اسمین شش کو خطر عظیم ہی۔ اور ضرور ہی کہ عضو منقول الیہ عضو
ماؤف کا مشارک قریب ہو تاکہ خروج مادہ کا سہل طور پر کیا جاوے (مثلاً مادہ امعا کا مثانہ سے
نہ خارج کیا جاوے) جیسے باسلیق دائین ہاتھ کی امراض کبد کے لیے پس مادہ کبد کا قیفال کے رستہ
نہ نکالنا چاہیے۔ اور نیز اس امر کا لحاظ ضروری ہی کہ عضو منقول الیہ مادہ منتقلہ پر صابر اور متحمل ہو اسیلیے
مادہ نزلہ کو ریہ کی طرف انتقال نہ کرنا چاہیے ایسا نہو کہ مادہ حادہ نزلہ سے ریہ مین قرحہ ہو جاوے
امر پنجم یہ ہی کہ استفراغ بعد النضج ہو۔ پس نضج امراض مزمنہ طویلہ مین تو واجب ہی اور
امراض حادہ مین مستحب ہی ضروری نہین ہان اگر مادہ خبیثہ خروج پر مستعد ہو اور جی مین خوف ہی
کہ اعضاے شریفہ اور رئیسہ پر گر کر انکو فاسد کریگا تو اسوقت مواد غیر نضیجہ کو استفراغ کرین
اسلیے کہ ضرر استفراغ مواد غیر نضیجہ کا بہ نسبت ضرر ترک استفراغ کے کمتر ہی۔ اور کبھی مادہ موذیہ کو
عضو شریف سے عضو خسیس کی طرف منتقل کرتے ہین اگرچہ عضو مجذوب الیہ سے مادہ موذیہ کا استفراغ
نہ کیا جاوے لحصول الغرض المطلوب جب محاجم بلا شرط اور ایلام مین مادہ کو فوق سے اسفل کی طرف
جذب کرتے ہین یا دائین سے بائین کو یا آگے سے پیچھے کو اور اسکا عکس ہی۔ اور جذب مادہ کا کبھی
خلاف جہت بعیدہ کی طرف ہوتا ہی اور کبھی خلاف جہت قریبہ کی جانب مثلاً جسکے منہ سے خون
کثرت سے جاری ہو پس باسلیق سے خون اُسکا جاری کرنا جذب خلاف جہت قریبہ مین ہے۔ اور عروق
اسفل بدن سے خون نکالنا خلاف جہت بعیدہ کی طرف جذب ہی کذا فی مختصر الکلیات اور جذب مادہ مین

یہ شرط ہی کہ عضو مجذوب عنہ اور مجذوب الیہ دو جہتون (طول اور عرض) مین بعید نہو وین بلکہ ایک ہی جہت
مین بعید ہووین خواہ طول مین خواہ عرض مین ۔ پس جب مادہ ورم دست راست مین ہو تو اسکو
بائین پانون کی طرف نہ جذب کرین کیونکہ اسمین مخالفت دو جہتون مین ہی یعنی فوق سے طرف اسفل کے
اور داہنے سے طرف بائین کے ۔ بلکہ اس صورت مین یا تو جذب مادہ کا بائین ہاتھ کی طرف کیا جاوے
یا داہنے پانون کے جانب ۔ لیکن ثانی اولی ہی ۔ اور لائق ہی کہ جذب مادہ کا حالت امتلا مین نکیا جاوے
اور مناسب ہی کہ اول جذب مادہ سے عضو مجذوب عنہ کے درد کی تسکین کیجاوے اسلیے کہ درد جاذب
مواد ہی ۔ ورنہ تیرا جذب اور اُسکا جذب باہم متعارض ہون گے ۔ اور ایسا ہی ضرور ہی کہ جس حالت مین
عضو مجذوب عنہ پر مواد گر رہا ہو تب بھی جذب نکیا جاوے اسلیے کہ جذب مادہ سے اور مواد آتا جائیگا
اور جب فصد اور اسہال دونون ایک وقت مین واجب ہون ۔ اور اخلاط بدن مین نسبت طبعی پر
موجود ہون (نسبت طبعی اخلاط کا ذکر ابھی آتا ہی) پس چاہیے کہ اس صورت مین اول فصد کرین ۔
پس اگر فصد کے بعد کوئی خلط غالب رہ جائے تو اُسکا استفراغ کرین ۔ اور اگر اخلاط نسبت طبعی پر واقع
نہین پس دیکھنا چاہیے کہ کونسی خلط غالب ہی اگر خون غالب ہی تو بھی اول فصد کرین اور اگر خون
غالب نہو بلکہ کوئی اور خلط اخلاط باقیہ سے غالب ہو تو بقدر ضرورت اول اُسکا استفراغ کرین بعد
اُسکے فصد لین ۔ مگر مناسب ہی کہ فصد اور استفراغ مین چند روز کی مہلت ہو تا کہ ضعف عارض نہو ۔
اور نسبت طبعی اخلاط مین اختلاف ہی ۔ جو اس بات کے قائل ہین کہ تغذیہ اعضا مین خون مع دیگر
اخلاط کے کام آتا ہی انکا یہ قول ہی کہ خون بدن مین تمام اخلاط کی نسبت زیادہ ہی اس سے کم سودا
بعدہ بلغم بعدہ صفرا ۔ لیکن انھون نے نسبت ثلث یا ربع وغیرہ کے اخلاط مین بیان نہین کیے ۔
لیکن فاضل علامہ نے اُنکے مذہب کے مطابق نسبت بیان کی ہی اور وہ یہ ہی کہ خون تمام اخلاط کا
نصف ہی اور سودا ثلث اور بلغم ربع اور صفرا ثمن ہی کیونکہ اعضاء مغتذیہ بالدم اکثر ہین اور بعدہ
اعضاء مغتذیہ بالسودا بعدہ اعضاء مغتذیہ بالبلغم بعدہ اعضاء مغتذیہ بالصفرا ۔ مگر علامہ نے اپنے دعوے پر
کوئی دلیل بیان نہین کی ۔ اور اطبا نے اس قاعدہ کو کئی وجہ سے مخدوش کیا ہی از انجملہ ایک یہ ہی
کہ کسور ثلث اور ربع اور ثمن باہم جمع ہو کر نصف سے زیادہ ہو جاتے ہین اور یہ ظاہر ہی ۔
اور دوسرے یہ کہ اعضاء مغتذیہ بالبلغم اگرچہ کم ہین لیکن ذخیرہ اُسکا بدن مین رہتا ہی تا کہ
وقت فقدان غذا کے بدن کے لیے غذا ہو جاوے بنا بریں لائق ہی کہ مقدار بلغم کا سودا سے
زیادہ ہو ۔ اور ایسا ہی عضو مغتذی بالصفرا اگرچہ صرف ریہ ہی لیکن صفرا بہ نسبت سودا کے منافع کثیرہ

ف۱ جذب کیا گیا ہو ۱۲
ف۲ جسکی طرف جذب کیا گیا ہو ۱۲
ف۳ داہنا ہاتھ ۱۲
ف۴ یعنی درد کا ۱۲
ف۵ خون ۱۲
ف۶ اسلیے ۱۲

مین خرچ ہوتا ہی اسلیے لازم ہی کہ مقدار صفرا کا بہ نسبت سودا کے اکثر ہو۔ اور جو لوگ صرف خون ہی
سے تغذیہ اعضا کا مانتے ہین اور منہم المسیحی انکا یہ مذہب ہی کہ خون بلغم سے بدن مین چوتھا حصہ
زیادہ ہی اور بلغم خون کا چھٹا حصہ ہو۔ اور بلغم بھی صفرا سے چھٹا حصہ زیادہ ہی اور صفرا بلغم کا چھٹا حصہ ہی
اور صفرا سودا سے ایک ربع زائد ہی اور سودا بہ نسبت صفرا کے ایک ربع کمتر ہی۔ انکے
نزدیک سودا سب اخلاط سے کمتر ہی بخلاف قول اول کے کہ انکے نزدیک سودا درجہ دوم پر ہی
اور صفرا سب سے کمتر ہی۔ یہ لوگ حمیات کے زمان نوبت اور فترہ سے اخلاط مین نسبت نکالتے ہین
اور بعض فریق ثانی مین سے صرف زمان نوبت حمیات سے نسبت مابین اخلاط المقصود کرتے ہین
پس کہتے ہین کہ خون تمام اخلاط سے بدن مین زائد ہی او بلغم خون سے ایک ربع کم ہی یعنی نسبت
خون کے اسکے تین ربع ہین۔ اور سودا ثلث خون کا ہی اور صفرا ربع خون کا عند الاطبا حساب
بھی کئی وجہ سے مخدوش ہی منجملہ اسکے ایک یہ ہی کہ بالفرض اگر نسبت مذکورہ صحیح ہو تو ابدان محمومین
مین موجود ہو سکتی ہی والکلام فی اخلاط الاصحا بل الابدان المعتدلة واین ہذا من ذالک۔ والتفصیل
فی شروح القانون۔ بالجملہ کسی نے کچھ لکھا ہی کسی نے کچھ کہا ہی کوئی مفید الیقین نہین ہو سکتا اسلیے کہ ہر
مذہب پر اعتراض کیے گئے ہین۔ والعلم عند اللہ سبحانہ۔ بالجملہ جب مقدار اخلاط کا زیادہ ہو اور اخلاط نسبت
طبعی پر محفوظ ہون۔ اور وہ یہ ہی کہ خون سب سے زیادہ اور بلغم اُس سے کم اور صفرا اُس سے کم اور سودا سب سے
کم ہو تو اول فصد لینا چاہیے۔ بعد فراغ امور تمہیدیہ کے انواع استفراغ کے بیان کیے جاتے ہین نوع اول
جماع کے بیان مین۔ چونکہ ذکر اسکا باب چہارم مین گذر گیا ہی لہذا اسکو اعادہ نہین کیا گیا نوع دوم
بول کے بیان مین۔ اور اسکو تفسرہ بھی کہتے ہین۔ جاننا چاہیے کہ بول فضلات ہضم کبدی اور عروقی
مین سے ایک فضلہ ہی کہ احلیل اور فرج سے خارج ہوتا ہی اور اسمین دو چیزین ہین جنکے ذریعہ سے اطبا
احوال بدن پر استدلال کر سکتے ہین۔ مائیت۔ اور رسوب۔ اور ہر ایک انمین سے ہضم کا فضلہ ہی
چنانچہ مائیہ فضلہ ہضم کبدی کا ہی اور رسوب فضلہ ہضم عروقی کا۔ اور تشریح اسکی یہ ہی کہ جب غذا
بواسطہ آب معدہ مین ہضم ہوتی ہی پس رقیق جسکو کیلوس کہتے ہین عروق ماساریقا کے ذریعہ سے
جو کہ رگ باب کی شاخین مقعر کبد مین ہین کبد مین جاتا ہی وہان اکثر کیلوس خون ہو جاتا ہی
اور اکثر صفرا اور سودا کا جو کہ خون کے ساتھ متولد ہوا تھا اس جگہ خون سے متمیز ہوتا ہی لیکن
پانی تو رقیق خون کے لیے اسکے ہمراہ رہتا ہی وہ پھر وہان سے اصول رگ اجوف مین (جنکو عروق شعریہ
کہتے ہین) جو کہ محدب کبد مین ہین نافذ ہوتا ہی پس ہر وقت خون مائیہ کثیرہ سے مستغنی ہو کر اکثر پانی

علحدہ ہوجاتا ہی اور پانی کبد سے کلیتین کو اور وہان سے مثانہ کو جاتا ہی لیکن قدرے مائیۃ خون مین باقی
رہتی ہی جو کہ ساتھ خون کے اعضا مین جاتی ہی یہان تک کہ خون اعضا مین مل جاتا ہی پس قدرے پانی
بذریعہ عرق براہ مسام تحلیل ہوجاتا ہی ۔ اور باقی رجع القہقری کرتا ہی یعنی پھر کبد مین آکر کلیہ مین پہنچتا ہی
اور وہان سے مثانہ تک واصل ہوتا ہی اسیلیے بول مہندی والے کا رنگ دار ہوتا ہی اور کثرت عرق
سے بول کم اور قلت عرق سے بول زیادہ ہوتا ہی ۔ اور جب ہضم عروقی یعنی ہضم ثالث مین استحالہ
خون کا رطوبات ثانیہ سے ہوتا ہی تب رسوبات پیدا ہوتے ہین ۔ اور یہ رسوب مائیۃ مصاحبہ
خون کے ہمراہ مل کر گردہ کی طرف مندفع ہوتے ہین پس بول سے مختلط ہوکر ظاہر ہوتے ہین اور
مسیحی کے نزدیک رسوب فضلہ ہضم رابع کے ہین لیکن یہ امر خلاف رائے جمہور ہی ۔ اور چونکہ اکثر
بول کبد سے جدا ہوتا ہی اور مثانہ مین مدت دراز تک توقف کرتا ہی لہذا دلالت اسکی کبد اور اخلاط مولدہ
فیہما اور مثانہ پر بہ نسبت اعضاے باقیہ کے جنسے وہ عبور کرتا ہی اوضح ہی اور امراض سینہ اور دماغ اور
اوجاع مفاصل اور دل اور معدہ اور طحال پر مخفی ہی ۔ اور مزاج بول کا حسب مزاج حیوانات کے مختلف
ہوتا ہی ۔ اور رنگت بھی حسب طبائع انکے متفاوت چنانچہ بیان تفاوت کا عنقریب فائدہ مستقلہ مین آتا ہی
انسانون مین بول کے صحت کی علامت یہ ہی کہ انسان جوان معتدل مزاج مین رنگت پیشاب کی زردی
مائل بسرخی ہوتی ہی اور بہت رقیق مانند پانی کے اور بہت غلیظ مانند بول گدھے کے اور زیادہ بودار نہین ہوتا
مگر اسمین شرط یہ ہی کہ رنگدار چیز کھائی ہو چنانچہ بقولات اور ترکاری کھانے سے قارورہ مین سبزی
نمودار ہوتی ہی ۔ اور زعفران یا سنا یا خیار شنبر یا شراب کے استعمال سے زردی یا سرخی مثل اجزاے کے
کے ظاہر ہوجاتی ہی اور جماع خواہ مقرون بانزال ہو یا نہو متغیر لون بول ہی ۔ اور قی اور اسہال بھی
بدستور ہین ۔ اور حنا وغیرہ رنگدار چیزون کا استعمال نکیا گیا ہو ۔ اور خواب کے بعد پانی نہ پیا ہو
اور صبح کو پیشاب کیا ہو یعنی تمام رات کا بول ہو اور حبس بول نہ واقع ہوا ہو ۔ اور بیداری
اور بھوک اور قی اور غصہ اور جماع اور دیگر حرکات متعبہ اور شراب وغیرہ امور متغیر لون بول سرزد
نہوے ہون ۔ اور پانی پینے ہوے سے بہت کم اور بہت زیادہ نہو ۔ اور تھوڑی دیر قبل بول
کے کچھ پیا کھایا نہو ۔ اور مدرات کا بھی استعمال نکیا گیا ہو پس اگر بول آدمی خلاف صفات مذکورہ
بالا کے ہو تغیر مزاج صحیح کی علامت ہی ۔ عورتون کا بول بہ نسبت مردون کے غلیظ اور سفید
ہوتا ہی ۔ اور بول مردون کا ہلانے سے مکدر نہین ہوتا بخلاف عورتون کے ۔ اور ابتدا سے حمل مین
پیشاب پتلا ہوتا ہی ۔ اور آخر ایام مین سرخی لاتا ہی اور ہلانے سے مکدر ہوتا ہی ۔ اور وقت

نفاس کے اکثر اوقات بول مائل بسیاہی ہوتا ہی - اور بول اطفال شیر خوارہ قدرے مائل بسفیدی ہوتا ہی
اور بول اطفال نابالغ جوانون سے غلیظ تر ہوتا ہی مگر اطفال شیر خوارہ کا بول قابل اعتبار نہین کیونکہ اُنکے
بول مین مائیت دودھ کی بیشتر ہوتی ہی - ہان بعد ایک برس کے اعتبار کے لائق ہی اور سات برس
کے بعد بخوبی ممکن الاعتبار ہی - اور بول ضعیف شخصون کا سفید اور رقیق ہوتا ہی فائدہ اس بیان
مین کہ بول انسان کو اور بولون سے جو کہ اُسکے مشابہ ہین کس طرح سے تمیز کیا جاوے اور معرفت اُسکی
بسبب ظہور دانائی کے طبیب کو نافع اور سودمند ہی - واضح رہے کہ جن چیزون کی آدمی کے
بول سے اشتباہ پڑتی ہی دو قسم پر ہین قسم اول اشیاے سیالہ ہین جیسے ماء العسل ف۱ اور سکنجبین اور
آب زعفران اور ماء الجبن ف۲ اور آب کامہ ف۳ وغیرہ ف۴ اشیاے سائلہ متلونہ - فرق کلی بول آدمی اور اشیاے
مذکورہ مین یہ ہی کہ بول آدمی کو جب نزدیک لاوین تو غلیظ تر معلوم ہوتا ہی اور جب دور لیجاوین صفا معلوم
ہوتا ہی بخلاف دیگر اشیاے سیالہ کے کہ وہ اُسکے برخلاف ہین - ماسوا اُسکے سکنجبین اور ماء العسل کو
لازم ہی کہ جب شیشہ بول کو اونچا کرین تو شہد کے مانند انکا تہ نشین معلوم ہوتا ہی اور درمیان شیشہ کے
کچھ بادل سا معلوم ہوتا ہی اور جھاگ ماء العسل کی زرد معلوم ہوتی ہی - اور آبکامہ کا خاصہ ہی کہ
ثفل اُسکا شیشہ کے ایک جانب مین معلوم ہوتا ہی اور ثفل بول کا درمیان شیشہ کے ہوتا ہی
قسم دوم بول اور حیوانون کا ہی مگر فرق درمیان بولون کے جب معلوم ہو سکتا ہی کہ بول حیوانون
کے صفات اول معلوم ہو جاوین اسلیے اس جگہ صفات بول اُن حیوانون کے قلمبند کیے جاتے ہین
جو کہ ہمارے شہرون مین پائے جاتے ہین - اگرچہ بعض بول انسان کے بول سے شدید ف۵ الاشتباہ ہین
اور امتیاز اُنکے درمیان مشکل ہی لیکن اگر کوئی زیادہ تجربہ کرے تو غور اور تامل سے فرق ف۶ دریافت
ہو سکتا ہی - جاننا چاہیے کہ بول گدہے کا قارورہ مین غلیظ تر اور سفید تر معلوم ہوتا ہی گویا چربی
پگھلی ہوئی ہی - اور بول دواب اور گھوڑے کا گدہے سے مشابہت رکھتا ہی لیکن اُس سے
رقیق ہوتا ہی اور خیال مین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ نصف بالا اُسکا صاف اور نصف زیرین اُسکا
گدلا ہی - اور بول استر کا زرد مائل بسیاہی ہوتا ہی اور درمیان اُسکے روئی کے مانند کچھ نظر آتا ہی -
اور کف دار ف۷ نہین ہوتا - اور بول گوسفند زردی مائل ہوتا ہی اور آدمی کے بول سے قریب ہوتا ہی
لیکن اسمین قوام نہین ہوتا اور رسوب اُسکا مثل روغن یا ثفل روغن کے ہوتا ہی - اور
بول ہرن کا مشابہ بول گوسفند اور آدمی کے ہوتا ہی لیکن اسمین قوام اور ثفل نہین ہوتا اور
بول گوسفند سے صاف تر ہوتا ہی - واضح رہے کہ اگر قارورہ دیر تک پڑا رہیگا تو اُسکا دیکھنا

ف۱ شہد کا پانی ۱۲
ف۲ پنیر کا پانی ۱۲
ف۳ ترشی
ف۴ مکرر ... چیزون سے ... ہین
ف۵ بہت مشکل ۱۲
ف۶ چنانچہ حکیم حافظ ... کی نسبت سنا گیا ہی کہ اسکے پاس بیل کا قارورہ لائے حکیم صاحب نے فرمایا کہ اسکے لیے چھچڑے درکار ہین واللہ اعلم ۱۲ منہ
ف۷ جھاگدار ۱۲

معتبر نہین۔ لکھا ہی کہ چھ گھڑی کے بعد بول اعتبار سے گذر جاتا ہی۔ اور شیخ کے نزدیک تو صرف ایک گھڑی
کے بعد قابل اعتبار نہین رہتا اور بول ایام گرما مین رقیق اور ایام سرما مین غلیظ ہوتا ہی۔ طبیب کو
لازم ہی کہ امور متذکرہ صدر و ملحوظ رکھے۔ اور جو صاحب غذارات کو کھاوین اور دن کو فاقہ کرین انکے لیے
وقت شام حکم صبح کا رکھتا ہی انکا بول شام کو ملاحظہ کرین۔ اور کم سے کم فاصلہ درمیان بول اور
تناول غذا کے بارہ ساعت یعنی چار پہر قریباً ہونا چاہیے۔ اور قارورہ فراخ ہونا ضرور ہی تاکہ
تمام بول اوسمین سما جاوے۔ اور کسی قدر خالی بھی رہے تاکہ حرکت دینے سے بول خارج نہو۔ اور
بول سے اول قارورہ کو دھونا اور صاف کرنا مناسب ہی۔ اور بول اول قارورہ ہی مین کرنا چاہیے
یعنی کسی اور برتن مین بول کرکے بعدہ قارورہ مین نہ ڈالا جاوے جیسا عوام کی عادت ہی اشتباہ
جب حاجت بول کی محسوس ہو تو اس سے جلد فارغ ہونا چاہیے کہ حبس فضلات کا بہت ضرر رکھتا ہی
اور قرشی نے لکھا ہی کہ بعض فقہاؤن نے بسبب اشتغال بحث اور مناظرہ کے حبس بول کیا تھا اسلیے
عانہ اور ران سے بول انکا خارج ہوا اور اسی روز ہلاک ہوے۔ اور ایک شخص نے حبس بول
کیا تھا اسلیے بطن سے کئی جگہ سے بول نکلا اور بعدہ کچھ مدت دراز تک زندہ رہا جب اسکو حاجت
بول کی ہوتی تو اول بطن سے خارج ہوتا بعدہ مجری معتاد سے باہر آتا۔ اور شناخت حال بدن کی
بول سے شیخ اور تمام متاخرین کے نزدیک سات قسم پر ہی۔ اول رنگ دوم قوام سوم صفا و
کدورت۔ چہارم رایحہ پنجم زبد ششم رسوب ہفتم مقدار۔ یہ ساتون بول کے اجناس ہین
اور بعض اطبا نے دو جنسین اور بھی زائد کی ہین جنس لمس۔ اور جنس طعم۔ وقال الشیخ قد اسقطنا ہما
لشفقۃ علی الاطبا۔ اور بعضون نے جنس سہولۃ اور عسر خروج بول کو بھی انمین شمار کیا ہی۔ ولم
یذکرہ الشیخ رح قسم اول رنگ کے بیان مین۔ معلوم کرنا چاہیے کہ نزدیک اطبا کے رنگ بول
کے پانچ ہین۔ اول زرد۔ دوسرا سرخ۔ تیسرا سبز۔ چوتھا سیاہ۔ پانچوان سفید۔ لیکن مسیحی
لکھتا ہی کہ اصول الوان بول کے حسب تعداد اخلاط کے چار ہین۔ زرد۔ سرخ۔ سفید۔ سیاہ
اور سبز چونکہ فی الحقیقت مرکب ہی اسلیے اصول مین داخل نہین ہوسکتا۔ اور یہ رنگ اصلی ہین
باقی انکے درجات اور طبقات ہین چنانچہ رنگ اول کے چھ درجہ ہین۔ اول اصفر جسکو تبنی
کہتے ہین۔ ایسا بول برودت مزاج پر دلالت کرتا ہی۔ دوم اترجی درجۂ اول سے اسمین
زردی زائد ہوتی ہی ایسا قارورہ صحت اور اعتدال بدن کی علامت ہی۔ سوم اشقر اسمین
زردی بسرخی مائل ہوتی ہی ایسا قارورہ حرارت مزاج پر دال ہی۔ چہارم نارنجی اسمین بہ نسبت

اشقر کے حرارت اور سرخی زائد ہوتی ہی پنجم نارنجی زردی اسکی مشابہ رنگ آتش کے ہوتی ہی
ایسے قارورہ مین بہ نسبت نارنجی کے حرارت اور سرخی زیادہ ہوتی ہی ششم احمر ناصع اسمین سرخی
اور حرارت بہ نسبت ناری کے زائد ہوتی ہی۔ اور رنگ دوم کے تین درجہ ہین۔ درجۂ اول نہایت
اسمین سرخی تھوڑی ہوتی ہی۔ اور قریب بسفیدی ہوتا ہی۔ دوم وردی یہ رنگ اسکا گل سرخ کے
ہمرنگ ہوتا ہی اسمین بہ نسبت اول کی سرخی زیادہ ہوتی ہی۔ سوم احمر قانی واقتم ان دونون مین فرق اسقدر ہی
کہ احمر قانی مین سرخی زیادہ ہوتی ہی اور احمر اقتم مین سرخی مائل بسیاہی ہوتی ہی۔ اور یہ تمام رنگ غلبۂ حرارت
اور خون پر دلالت کرتے ہین الا ناری مین بہ نسبت احمر کے حرارت زیادہ ہوتی ہی۔ لان الصفراء
اشد حرارۃ من الدم۔ اور کبھی رنگ بول کا باوصف برودت کے سرخ ہوتا ہی جیسے فالج اور وجع القدمین
مین یا بسبب درد کے کہ آلات بول مین ہو جیسے قولنج مین۔ سوم رنگ کے چار درجہ ہین۔ اول فستقی
اسکی سبزی مائل رنگ پستہ کے ہوتی ہی۔ ایسا قارورہ صفرا اور سودا کی آمیزش پر دال ہی۔
اور قرشی کے نزدیک احتراق صفرا کی دلیل ہی۔ دوم نیلنجی اسمین رنگ مشابہ نیل کے ہوتا ہی
اور سبزی بہ نسبت فستقی کے زائد ہوتی ہی۔ اور یہ دونون رنگ برودت مزاج پر دال ہین۔
اور جب بول فستقی اور نیلنجی لڑکون کو آوے تو فالج اور تشنج کی خبر دیتا ہی۔ سوم زنجاری اسمین رنگ
قارورہ کا زنگاری ہوتا ہی اور سبزی اسکی مائل بسفیدی ہوتی ہی۔ چہارم کراثی یہ رنگ مشابہ
گندنا کے ہوتا ہی۔ اور یہ دونون رنگ کثرت حرارت محرقہ پر دلالت کرتے ہین۔ ان دونون
مین فرق یہ ہی کہ زنجاری بسبب شدت حرارت کے مائل بسفیدی ہوتا ہی بخلاف کراثی کے اور
یہ حالت ہلاکت مریض پر دلالت کرتی ہی۔ اور چوتھے رنگ کا یہ حال ہی کہ اگر اسمین زردی مع رائحہ
قویہ کے ہوگی تو موجب اسکا احتراق صفرا ہوگا۔ اور اگر اسمین سیاہی ہوگی اور رائحہ نہوگا تو باعث
اسکا جمود ہوگا۔ اور تمثیل اسکی یہ ہی کہ جب کسی پھل کو سردی زیادہ پہونچتی ہی تب وہ سیاہ
ہوجاتا ہی۔ اور کبھی بباعث خروج مادہ سوداویہ کے مخرج بول سے بول سیاہ ہوگا۔ جیسا بحران
امراض سوداویہ اور اعلال طحال مین ہوتا ہی بشرطیکہ روز بحران ہو اور معہذا بول کثیر المقدار ہو
اور مراتب اسکے چار ہین۔ اول زعفرانی ہوتا ہی کہ سیاہی مائل ہو اور یہ احتراق اور تکاثف
صفرا اور یرقان پر دلالت کرتا ہی۔ دوم احمر اقتم یعنی نہایت سرخ کہ سیاہی مائل ہو یہ دلیل
غلبۂ خون اور اسکے احتراق کی ہی۔ سوم وہ ہی کہ سبزی سے حاصل ہو اور یہ صرف سودا کی
علامت ہی۔ چہارم وہ کہ سفیدی سے ماخوذ ہو اور یہ غلبۂ بلغم پر دال ہی۔ اور بول اسود فی الجملہ

حرقت مواد یا شدت برودت یا قوت حرارت غریزی کی دلیل ہی اور ایسا ہی بول نہایت ہی بد ہی
خصوصاً مشایخ اور عورات کو اور ابتدائے حمیات مین بغایت مذموم ہی اور بول سیاہ بعد ریاضت
کے تشنج کی علامت ہی۔ حکیم روفس کا قول ہی کہ امراض حادہ مین بول سیاہ دلیل مہلک ہی۔ اور کبھی
غذا رنگ دار کھانے سے مثل آبکامہ اور آش اور مویز وغیرہ کھانے سے بول سیاہ ہوتا ہی لیکن اسکا کچھ
اعتبار نہین۔ رنگ پنجم دو قسم پر ہی۔ اول یہ کہ رنگ سفید مثل دودھ اور کاغذ کے مع غلظ قوام ہو اسکو سفید
حقیقی بولتے ہین اور یہ نوع شفاف نہین ہوتا اور نظر اسکے آر پار نہین جاتی اور یہ غلبہ برودت اور بلغم یا گلنے
چربی اور اعضای اصلیہ پر دلالت کرتا ہی۔ اور علامت پگھلنے چربی کی یہ ہی کہ با وصف سفیدی کے
چکنا بھی ہوتا ہی۔ اور اسکی سات قسم ہین اول مخاطی ہو یہ کثرت بلغم خام پر دلالت کرتا ہی۔ دوم
وسمی ہی اور یہ پگھلنے چربی یا سمین پر دال ہی سوم اہالی ہی اور یہ غلبہ بلغم پر مع ذوبان چربی کے دلالت
کرتا ہی۔ نوع چہارم فقاعی ہی اور اسکی دو قسم ہین ایک مدہ کے ساتھ ہوگا یہ قروح آلات بول پر دلیل ہی
دوم بے مدہ ہوگا اور یہ سنگریزون اور مادہ کثیرہ خام پر دلیل ہی پنجم بول شبیہ بمنی ہی یہ بحران امراض
بلغمی کی دلیل ہی ششم رصاصی اسکی بھی دو قسم ہین با رسوب اور بے رسوب لیکن عدیم الرسوب بہت بد ہی
ہفتم لبنی ہی اور یہ امراض حادہ مین مہلک ہی۔ لانہ یکون عن الذوبان۔ دوم یہ کہ بول شفاف ہو
اسکو سفید مجازی کہتے ہین اسکی دو قسم ہین۔ اول وہ کہ جسکا مطلق رنگ نہو مثل ہوا اور آگ اور
فلک کے۔ کہ انکا رنگ کوئی محسوس نہین ہوتا مگر نگاہ اسکے آر پار جاتی ہی اسی لیے انکے پیچھے سے
ستارہ نظر آتے ہین۔ دوم یہ کہ رنگ اسکا مثل پانی کے صاف ہو اور نگاہ اسمین بشرط کثرت حجم کے
کچھ رکتی ہی والا لا۔ اور یہ بول عدم تصرف طبیعت اور برودت اور عدم نضج پر دلالت کرتا ہی اور بایدہ
کی علامت ہی۔ اور اسکو ردی شمار کرتے ہین اور بول کے الوان مین سے ایک یہ ہی کہ مشابہ
دھوون گوشت کے ہوتا ہی۔ اور یہ دلیل غلبۂ خون اور ضعف جگر کی ہی۔ اور دوسرا یہ ہی کہ
تیل کے مانند ہوتا ہی اور یہ دلیل عفونت کی ہی۔ اور اگر بول زیتی امراض حادہ مین چوتھے روز ظاہر ہو
تو اکثر اسپر دلالت کرتا ہی کہ آدمی ساتوین روز مر جائیگا قسم دوم۔ قوام بول کے بیان مین۔
قوام بول اس سے مراد ہی جس سے غلظت اور رقت بول کی معلوم ہو کہ اسمین رطوبت ہی یا
کیا ہی اور نیز اسکی سرعت سیلان ظاہر ہو۔ اور اسکی تین قسم ہین۔ رقیق۔ غلیظ۔ معتدل۔ بول
رقیق برودت اور عدم نضج پر یا کثرت شرب آب یا ضعف گردہ اور مثانہ اور آلات بول پر دلالت
کرتا ہی یا سدون کی علامت ہی خصوصاً اطفال مین تو ایسا بول بہت ردی ہی۔ لان بولہم الطبعی

اغلظ من الشبان ۔ اور بول غلیظ کثرت اخلاط اور عدم نضج پر دال ہی یا افراط نضج یا انفجار ورم یا انفتاح سدہ
کی دلیل ہی اور اگر غلظت بول کی بتدریج کم ہو تو علامت مستحسن ہی ۔ اور اگر متمادی ہو خصوصاً حمیات حادہ مین تو
علامت بد ہی ۔ اور بول معتدل القوام تمامی نضج کی دلیل ہی اور یہ علامت محمود ہی ۔ مگر شرط یہ ہی کہ مادہ کثیرہ
بزرہ احلیل خارج ہو ۔ اور کم کم آنا بول کا علامت ردیہ ہی قسم سوم صاف اور گدلے بول کے بیان مین
بول صاف وہ ہی کہ متشابہ الاجزا ہو اور نگاہ اسکے پار جاتی ہی ۔ یہ نضج مواد اور سکون اخلاط پر دلالت کرتا ہی
اور گدلا اسکو کہتے ہین کہ صاف کے برخلاف ہو ۔ اور یہ عدم نضج اور غلبہ اخلاط کی دلیل ہی اور نیز سقوط
قوت اور درد ہم باطنی کی علامت ہی ۔ اور درمیان گدر اور غلیظ کے فرق یہ ہی کہ غلیظ مین برابری قوام
کی ہوتی ہی بخلاف گدر کے ۔ اور کبھی غلیظ مثل سفیدی بیضہ کے صفا ہوتا ہی ۔ اور اکثر صداع بلغمی مین بول
کدر ہوتا ہی ۔ ایسا بول اگر ہمیشہ آوے تو خوف وجود لیثرغس یعنی سرسام بلغمی کا ہوتا ہی ۔ اور جو بول کدر
چند روز تک ایسا آوے کہ اسمین کسی عضو کا رنگ پایا جاوے تو دریافت کرنا چاہیے کہ اس عضو مین ذوبان ہی
اور اگر قارورہ مین بادل یا دھوان سا نظر آوے تو دلیل زیادتی مرض کی اور علامت بد ہی قسم چہارم بدبو اور
نہ بدبو ہونے بول کے بیان مین ۔ اسکی تین قسم ہین ۔ ایک ذی الرائحہ اور وہ یہ ہی کہ جسمین بو پائی جاوے
دوم عدیم الرائحہ جسمین بو نہ پائی جاوے سوم معتدل الرائحہ جسمین رائحہ اور عدم رائحہ مساوی ہون ۔ بول
ذی رائحہ کی چار قسمین ہین اول قلیل الرائحہ ۔ دوم حامض الرائحہ ۔ سوم حلو الرائحہ ۔ چہارم منتن الرائحہ ۔ اور
منتن الرائحہ دو طور پر ہی اول یہ کہ بسبب زیادتی عفونت اخلاط کے ہو پس یہ بدبو اگر ہمیشہ رہے تو امراض
عفنیہ مثل حمیات کے دلیل ہی ۔ دوم یہ کہ بباعث قروح یا خارش آلات بول کے ظاہر ہو اور یہ اکثر مثانہ
مین ہوتا ہی اور ان دونون مین امتیاز یہ ہی کہ جب بدبو بسبب قروح یا خارش مثانہ کے ہوگی عضو متقرح
مین درد ہوگا ۔ اور بول کے ساتھ ریم اور چھلکے خارج ہونگے ۔ اور اگر عفونت اخلاط سے بول مین بدبو ہوگی تو
بحسب قوت اور ضعف مریض بدبو کم و بیش ہوتی جائیگی ۔ بخلاف اسکے جو بسبب قروح یا خارش کے ہوگی ۔ اور
ترش رائحہ غلبہ حرارت غریبہ پر اور شیرین رائحہ غلبہ خون پر دلالت کرتا ہی ۔ اور قلیل الرائحہ ضعف حرارت غریزی
اور برودت مزاج کی علامت ہی ۔ اور بول عدیم الرائحہ جمود اور خامی اخلاط پر دال ہی اور یہ اکثر بسبب سقوط قوت کے
ہوتا ہی ۔ اور معتدل الرائحہ نضج مادہ کی علامت ہی اور یہ حالت صحت مین ہوتا ہی ۔ سوا اسکے اور بھی اقسام ہین
جیسے حریف الرائحہ اور زہیم الرائحہ ۔ حریف الرائحہ وہ جسکی بو تیز ہو اور وہ دلیل فساد صفرا کی ہی ۔ اور زہیم الرائحہ وہ ہی
جسمین گوشت کیسی بو ہو اور فساد رطوبات کی علامت ہی قسم پنجم زبد یعنی جھاگ بول کے بیان مین
قارورہ پر اگر کف ہو تو تصور کرنا چاہیے کہ مادہ اسکا رطوبت لزجہ اخلاط سے ہی اور فاعل اسکا

سرخ ہو کہ جو بعد بول ابیض ... اور صفرت زبد کی دلیل یرقان کی ہے۔ اور برخلاف اسکے دلیل
انجمدت اخلاط کی۔ اور کثرت کف کی علامت ریح اور رطوبات کی ہے۔ اور نیز کثرت کف اور بڑائی اُسکی اور دیر تک
پھٹنا اُسکا مادہ غلیظ لزج اور کثرت ریاح پر دال ہے۔ اور امراض گردہ میں ایسا ہونا طول مرض کا منذر ہے

قسم ششم قلت اور کثرت بول کے بیان میں۔ قلت بول سے یہ مراد ہے کہ جسقدر بول چاہیے اُس سے
کمتر ہووے۔ بول تحلیل مفرط یا افراط رطوبت یا سدہ دان مجاری بول پر دلالت کرتا ہے۔ اور اشیاء مرطوبہ کو کم کھانا
اور قوت دافعہ کلیہ اور مثانہ کا ضعیف ہونا یا قوت جاذبہ کلیہ کا کمزور ہونا بھی قلت بول کا باعث ہے
اور بول کا مقدار لغایت کم ہونا بوصف قلت تحلیل کے استسقا اور سہال کا منذر ہے۔ مگر اگر ایام گرما میں
پانی بہت پیا گیا اور بذرہ مسامات بذریعہ عرق خارج ہو گیا ہو اور بول کم ہوا ہو تو اس صورت میں خوف استسقا وغیرہ
نہیں ہوگا۔ اور کثرت بول سے یہ مراد ہے کہ جسقدر بول چاہیے اُس سے زیادہ ہو۔ اس سے یہ دریافت ہوتا ہے کہ رطوبات
زیادہ خارج ہوتے ہیں۔ اور ذوبان اعضا یا کثرت شرب آب یا سکون مفرط یا استفراغ فضول کی علامت ہے
جیسے حالت بحرانی میں بشرطیکہ قوت سالم اور بعد اُسکے راحت حاصل ہو۔ اور اگر کوئی شی از قسم مدرات کھائی ہو
مثل تربوز یا خربوزہ وغیرہ کے تو اُسوقت بول زیادہ آنا ذوبان شحم وغیرہ کا باعث ہوگا۔ اور اکثر زیادتی بول کی
بسبب تحلیل آب سرد کے ہوتی ہے۔ اور بول ردی میں سے عمدہ وہ ہے کہ دفعۃً خارج ہو جاوے اور اگر تھوڑا تھوڑا
خارج ہو تو کثیر پر دلالت کرتا ہے۔

قسم ہفتم رسوب بول کے بیان میں۔ رسوب عند الاطبا وہ چیز ہے کہ
غلیظ تر اور متمیز مائیت سے قارورہ میں ہو خواہ راسب ہو خواہ متعلق خواہ طافی۔ ورنہ عند الجمہور
رسوب کا تہ نشین پر اطلاق کیا جاتا ہے متعلق اور طافی کو رسوب نہیں کہتے۔ پس اصطلاح اطبا میں
رسوب تین قسم پر ہیں۔ اسفل۔ اوسط۔ فوق۔ اسفل کو رسوب راسب اور اوسط کو متعلق
اور فوق کو طافی اور غمام بولتے ہیں۔ راسب وہ رسوب ہیں جو قارورہ کے تہ نشین ہوں اور متعلق
وہ ہیں جو درمیان قارورہ کے ہوں اور غمام وہ ہیں جو مثل بادل کے اوپر قارورہ کے ہوں۔ اور رسوب مطلق
کی دو قسم ہیں طبعی اور غیر طبعی۔ طبعی وہ ہیں کہ رنگت میں سفید یا زرد ہوں اور فضلہ اخلاط سے مندفع
ہو کر نضج کے بعد ظاہر ہوں پس اگر کامل النضج ہوں تو انکو محمود کہا جاتا ہے ورنہ غیر محمود۔ اور اوصاف طبعی محمود
کے یہ ہیں کہ املس ابیض مستوی الاجزاء نیچے اسفل قارورہ میں مجتمع ہوں اور سبب قارورہ کو حرکت
دیجاوے تو منتشر اور پراگندہ ہو جاویں اور جلد ہی تہ نشین ہو جاویں اور یہ اوصاف کمال نضج پر دلالت
کرتے ہیں۔ اور رسوب محمود میں سے راسب عمدہ ترین ہے اور بعد اُسکے متعلق اور بعد اُسکے غمام ہے اور
غیر طبعی وہ ہیں جو طبعی کے برخلاف ہوں اُنکو رسوب ردی بھی بولتے ہیں اُنکے اقسام بالاجمال گیارہ

ہین وہ یا بحسب اللون ہونگے جیسے اشقر۔ یا اسود۔ اور یا بموجب قوام جیسے منفاخی و قشوری و شعیری و شیشی۔ کرسنی۔ نخالی۔ سوہمی۔ مدی۔ مخاطی۔ رملی۔ اور اُلی نے شرح قانون مین لکھا ہو کہ رسوب غیر طبعی کی چودہ قسم ہین اور تفصیل مع فوائد قانون مین ہو قدرے از ان اس جگہ بیان ہوا ہو۔ انہین سے بخلاف رسوب طبعی کے) تمام سے راسب بدتر بعدہ متعلق بعدہ غمام ہین۔ مگر اگر تعلق بسبب ریح کے ہو پس اُسوقت غمام تمام سے ردی تر ہو بعد اُسکے متعلق ردی ہو۔ اور رسوب غیر طبعی یا فضلہ اخلاط غیر طبعی سے ہونگے یا جرم اعضا سے منفصل ہونگے پس اگر سرخ ہووین تو گردہ اور جگر سے ہونگے اور اگر سفید ہووین تو مثانہ سے ہونگے۔ یا پگھلنے اعضا اصلیہ سے۔ اور سہمی پگھلنے شحم اور سمین سے اور مدی پھوٹنی قرح اور ورم سے اور مخاطی خلط غلیظ سے اور رملی اگر سرخ ہووین تو گردہ کے اور اگر زرد اور سفید ہووین تو مثانہ سے ہونگے۔ اور رسوب سے استدلال کئی طرح پر کیجاتی ہو۔ اول اُسکے جوہر سے اور یہ دو قسم پر ہو طبعی اور غیر طبعی جیسا بیان ہو چکا ہو۔ دوم اُسکے مکان سے اُسکی تین قسم ہین غمام متعلق راسب۔ غمام قلت نضج اور کثرت ریح پر دلالت کرتا ہو اور متعلق نضج متوسط پر دال ہو اور راسب بیان ہوا ہو کہ اگر طبعی ہوگا علامت نیک ہو اور اگر غیر طبعی ہوگا علامت بد ہو کیونکہ یہ استحکام سبب پر دال ہو۔ سوم اُسکی وضع سے پس ملاست اور استوار رسوب محمود کا دلیل نیک ہو اور رسوب مذموم اُسکا عکس ہو۔ اور پراگندہ ہو انکا ضعف ہضم اور کثرت ہضم پر دال ہو۔ چہارم اُسکی ہیئت سے پس شدت امتزاج اُسکا بول سے اسپر دلالت کرتا ہو کہ رسوب مذکورہ کبد اور اُسکے حوالی سے ہین اور اگر بول سے متمیز اور غیر ممتزج ہوں تو اُسکی علامت ہو کہ مثانہ اور اُسکے حوالی سے ہین پنجم اُسکے زمان سے کیونکہ اگر بول کچھ دیر تک پڑا رہے تو اُسمین رسوب پیدا ہوتے ہین پس اگر جلد ظاہر ہوں تو دلیل ہضم جید کی ہو اور اگر جلدی ظاہر نہوں تو دلیل اُسکے خلاف کی ہو۔ اور عدم رسوب یا بسبب عدم نضج کے ہونگے یا باعث سدون مجاری بول کے یا بموجب قلت مادہ کے ہونگے۔ علاوہ یہ ہو کہ رسوب تندرستون اور لاغرون مین خصوصاً انمین جو ریاضت کرین کم ہوتے ہین۔ اور مریضون فربہ بدنون اور متدعین مین زیادہ ہوتے ہین۔ اور رسوب مدی اور بلغم مین مابہ الامتیاز یہ ہو کہ رسوب مدی مین بدبو ہوتی ہو اور تقدم ورم اور سہولت اجتماع اور تفرق کا بھی اسی کی علامت ہو۔ ہند کے طریقہ پر بول دیکھنے کا مجمل طور یہ ہو کہ پیشاب پیالہ مین ڈال کرکے اُسپر ایک قطرہ تیل کا ٹپکاوین اگر قطرہ اول پھیل جاوے تو خون اور صفرا کا فساد ہو اور اگر تیل اسی طرح باقی رہے تو علامت بد ہو اور اگر قطرہ نیچے پیشاب کے چلا جاوے موت کی علامت ہو اور اگر قطرہ مین سوراخ ہو جاوین وہ بھی علامت موت ہو۔ اور اگر قطرہ پیشاب مین چوڑا ہو جاوے صحت کی نشانی ہو

اور اگر قطرہ ٹکڑہ ٹکڑہ ہوجاوے تو بیماری طول پکڑے گی۔ اور اگر بول مین قطرہ جانب مشرق کے اثر کرے
صحت کی علامت ہی اور اگر جانب مغرب اثر کرے طول مرض کی دلیل ہی اور اگر سمت شمال اور جنوب کے
سرایت کرے بُری علامت ہی نوع سوم اسہال کے بیان مین۔ اور اسمین دو صنف ہین صنف
اول۔ قواعد اور احکام مسہل اور حقنہ اور پچکاری اور شافہ وغیرہ کے بیان مین۔ اور یہ چار فوائد
پر مشتمل ہی۔ فائدہ اول قواعد اور احکام مسہل مین۔ مخفی نرہے کہ مسہل اسے مراد ہی کہ
مادہ کو عروق اور اعضاء بعیدہ سے خارج کرے بخلاف ملین کے کہ اس سے صرف معدہ اور
امعا اور اسکے نواحی کا مادہ خارج ہوتا ہی اور قبل مسہل کے استعمال منضج کا ضروری ہی بخلاف
ملین کے۔ کیونکہ نضج سے ہر خلط قابل خروج ہوجاتے ہین۔ اور نضج خلط سے یہ مراد ہی کہ خلط
رقیق غلیظ اور غلیظ رقیق ہوجاوے اور بول کا قوام بھی معتدل ہو۔ مدت نضج ہر خلط کی
مختلف ہی چنانچہ صفرا خالص تین روز مین۔ اور غیر خالص پانچ روز یا زیادہ مین بموجب خلط
مخلوط کے نضج پاتا ہی۔ اور بلغم خالص نو روز مین اور غیر خالص حسب حیثیت خلط مخلوط کے
کم و بیش مین اور سوداے خالص پندرہ روز مین اور غیر خالص مدت کم و بیش مین نضج پاتا ہی
اور منضجات اخلاط مفردہ اور مرکبہ عملیات مین مذکور ہین وہان سے مطالعہ کرلین پس مسہل
بلا نضج بیجا ہے اور ملین مین ضرورت نہین اور اگر رعایت نضج ملین مین بھی کیجاوے تو بہتر ہی۔
اور تلیین اکثر امراض ظاہری اور باطنی کے لیے مفید ہی اور زنان حاملہ اور مرد ضعیف اور
اطفال کو تلیین دیتے ہین نسخہ تلیین کی جسکو مسہل مبارک کہتے ہین صفت یہ ہی مغز فلوس
بقدر حاجت لیکر گلاب یا آب گرم مین ملاکر صاف کرین اور پلا دین۔ اور اگر ضرورت ہو تو حسب حاجت
اور ادویہ کو اسکے ساتھ ملاکر استعمال کرین مثلاً اگر حرارت ہو تو آب کاسنی اور شیرۂ تخمہاے
باردہ مین ملاکر دیوین۔ اور اگر ورم احشا مین یعنی جگر اور تلی اور رودہ وغیرہ مین ہو تو عرق
مکوہ مین صاف کرکے پلا دین۔ اور اگر نضج ہو تو شیرہ بادیان اور گلقند مین دیوین۔ اور جب
چاہین کہ ملین عمل مین قوی ہو تو شیر خشت اور ترنجبین ملادین۔ اور اگر عناب سپستان
گل بنفشہ۔ مویز منقی۔ گاؤزبان گیلانی وغیرہ ادویہ حسب حاجت جوش دیکر التماس مین
ملاکر دیوین تو ادلے ہی مگر حرارت قوی مین دواے مطبوخ نہ دینی چاہیے الغرض امراض مختلفہ مین
تراکیب متعددہ سے اسکی استعمال کیجاتی ہی۔ اور مغز فلوس کو سواے روغن بادام کے
ہرگز نہ دیوین اسلیے کہ بدون روغن بادام کے مولد پیچش ہی لیکن اطفال کے لیے چندان روغن بادام

کی حاجت نہین کیونکہ امعا انکے بسبب شیر خوارگی کے ملائم ہوتے ہین اور مغز فلوس انکے امعا مین
چمٹتا نہین مگر اسکو حار طلوس عالمگیری سے زیادہ نہ دیوین وہ قریباً پانچ تولہ ہوتے ہین۔ اور ایضاً
اُس شخص کے لیے ہو جسکی طبع سخت اور سرد کلان ہو ورنہ اطفال اور نازک طبعوں مین کم
دیا جاتا ہی۔ اور جو مسہل حفظ صحت کے لیے مستعمل ہو فصول اربعہ مین سے ایام خریف یا ربیع
مین بہتر ہی۔ لتوسطہما بین الصیف والشتاء واعتدال قوام الاخلاط فیہما۔ اور جو دفع مرض
کے لیے ہو اسمین انتظار فصل کا نہین ہوتا الا امراض مزمنہ طویلہ مین۔ اور ایام زیادہ سرد یا
زیادہ گرم اور برف و باران اور ہوا خلاف موسم کے مسہل نہ دیوین۔ اور ضعیف القوی اور ضعیف المعدہ
اور مدقوق اور لاغر کو استعمال مسہل قوی کا ممنوع ہی الا بضرورت انہین پھر جائز ہی۔ اور جسکو عادت
مسہل کی نہو اسکو دواے قوی نہ دین۔ اور جب تک مسہل کا عمل شروع نہو سونا جائز ہی لیکن اگر مسہل قوی
ہو تو کچھ مضائقہ نہین اور بعد شروع عمل کے مطلقاً خواب نہ کرین۔ اور ایسا ہی جب تک مسہل معدہ
مین رہے غذا مطلقاً ممنوع ہی۔ اور مسہل جوشاندہ بالنقوع پر گرم پانی پینا اسکے عمل کو باطل کرتا ہی
اگر معدہ مین درد ہو تو تھوڑا گرم پانی پینا اور چند قدم چلنا مفید ہی اور شربت ورد بہ سرد
پانی پینا معین اسہال ہی۔ اور جس مسہل مین حب الملوک یا جس سفوف مین تربد اور نمک ہو
قبل شروع عمل کے سرد پانی اور بعد عمل کے گرم پانی پینا بہتر ہی۔ اور اثناے عمل مسہل مین پانی
سرد کا استعمال کرنا روا نہین۔ ہان اگر محرور المزاج کو پیاس غلبہ کرے تو قدرے قدرے
سرد پانی پینا مضائقہ نہین۔ اور جسکو مسہل سے قی ہو جاتی ہو قبل مسہل کے دو روز تک قی کرنا مناسب
ہی۔ اور وقت پینے دوا کے بازو کو خوب کسکر باندھنا اور ناک بند کرنا قی ہو جانے سے باز رکھتا ہی
اور جسکو مسہل سے متلی ہوتی ہو مقویات معدہ مثل مربائے سیب اور بہ تھوڑا کھانا مفید ہی۔ اور اگر
پودینہ اور الاچی اور لونگ چباوین اور پان کھلاوین تو مناسب ہی۔ اور بعد مسہل کے حمام اور سونا
بچنا چاہیے اور بحالت مسہل استنجا طبیخ ریشہ خطمی سے کرنا چاہیے مگر پانی گرمی اور سردی مین
معتدل ہو اور جب مسہل عمل نکرے تو اسی دن دوسرا مسہل دینا ممنوع ہی مگر حقنہ اور شافہ سے تحریک
جائز ہی۔ اور اگر مرنفات سے آب آلو اور تمر ہندی ہمراہ قند اور ترنجبین کے دیوین کچھ مضائقہ نہین
اور مغز فلوس بدستور ہی اور مصطکی ڈیڑھ درم کوٹ چھانکر نبات سے ملا کر دینا مدد تمام کرتا ہی
اور اگر مسہل قوی کی گرمی اعضاے رئیسہ تک پہونچکر حالات بد پیدا کرے تو جلد قی کرا دیوین یا فصد
باسلیق اور اکحل کی لیوین۔ اور اگر عمل کیا ہو اور حرارت معدہ مین باقی ہو تو لعابین یعنی لعاب بہدانہ اور

اسپغول دیوین اور بعد ایک ساعت کے غذا سے ملائم مثل ماء الشعیر اور کھچڑی مونگ کی دیوین اور اگر
اسہال حد سے زیادہ گذرے اور تشنگی غالب ہو اور رنگ مریض متغیر ہوتا جاوے تو معدہ پر قابضات
لگا کر اسہال بند کرین۔ اور بصورت عدم موجودگی تپ اور حرارت کے نشاستہ اور حب الآس دیوین اور
بحالت موجودگی تپ کے تخم ریحان اور اسپغول بریان کرکے شیرہ خرفہ اور بارتنگ میں ملا کر دیوین۔
اور اگر بارتنگ دودھ میں پکا کر کھاوین سودمند ہی اور شربت ریباس اور غورہ برف سے سرد
کرکے نوش کرین اور حمام مین جا کر عرق لیوین اور اگر حب الرشاد کو بریان کرکے چھاچھ سے کھاوین
نافع ہی۔ اور اطراف کو اوپر سے نیچے کو باندھنا اور مالش اعضا کی کرکر انکی تسخین کرنا اور درمیان
شانوں کے محجمہ ناری لگانا اور قی کرانا اسہال کو بند کرتا ہی۔ اور اطراف کو گرم پانی مین رکھنا
بدستور مفید ہی۔ اور سونا قطع اسہال کے لیے بغایت نافع ہی وقد جربناہ مرارا۔ اور علاوہ
بران کئی ایک تدبیرین مفیدہ مطولات عملیہ مین مذکور ہین انکو عمل مین لاوین اور اگر کثرت اسہال
سے ہچکی عارض ہو تو بنگ کو روغن گل مین چرب کرکے سرد پانی سے کھاوین اور چھینکین دلاوین
اور اگر اس سے فائدہ نہو دے تو ترطیب معدہ کی کرین فائدہ جبکہ مسہل بضرورت قوی قولنج
وغیرہ مین دیوین تو حاجت نضج کی نہین اور نہ خیال ہوا اور ابر وغیرہ کا ہی بخلاف مسہل غیر
ضروری کے کہ اسمین لحاظ نضج وغیرہ امور مذکورہ کا ضروری ہی۔ اور اگر مریض قوی ہو تو اسکو
دو حصہ کرکے بھی مسہل دیوین تا کہ مادہ تمامہ خارج ہو جاوے اسلیے کہ مسہل ناقص مثل فصد ناقص کے
ضرر تمام رکھتا ہی۔ اور اگر مریض مین ضعف زیادہ ہو تو بفاصلہ ایک دو روز کے مسہل خفیف
دیوین تا کہ ضعف نہو۔ اور خشک مزاج اور لڑکے اور بوڑھے کو مسہل قوی ندین مخفی نہ رہے
کہ مسہل مین رعایت چند امور کی لازم ہی۔ اول یہ کہ ادویہ مسہلہ کل مضر معدہ ہین مگر ہلیلہ اور
سنا مین اختلاف ہی عند البعض مقوی معدہ اور عند البعض مضعف معدہ ہین اسلیے مناسب
کہ ادویہ مسہلہ مین ادویہ مقویہ قلب ملاوین۔ دوم یہ کہ دوا کو بہت شیرین نکرین کہ احتمال
تغذیہ ہی۔ سوم یہ کہ دوا سریع العمل ساتھ بطی العمل کے جمع نکرین تا کہ متعارض نہوں چہارم
یہ کہ اکثر دوائین ایسی ہین کہ بے آمیزش دوسری دواؤن کے جلد عمل نہین کرتین اسکا بھی
لحاظ ضروری ہی جیسا آمیزش زنجبیل کی ساتھ تربد کے ضروری ہی۔ پنجم یہ کہ ادویہ مسہلہ مین
ادویہ مدرہ بہت داخل نکرین۔ لان الادرار ینقص الاسہال لانصراف المواد الی المثانۃ۔
ششم یہ کہ ادویہ لزجہ اور قابضہ کو باہم ترکیب ندیوین ہفتم یہ کہ جسقدر ادویہ مسہلہ مین

وہ منقص ثقل دوا میں پس جسقدر کم داخل کیجائیں بہتر ہو۔ سوا اسکے اور ضروریات اور ممنوعات کا
بھی لحاظ رکھیں۔ اور مسہل میں اخراج ادویہ ایک خلط کا متعین ہوتا بلکہ دوسری خلط بھی خارج ہوتی ہو
لیکن زیادہ اور وہی خلط کا نکلتا ہو جسکے لیے مسہل دیا گیا ہو لیکن اگر دوسری خلط بعد خروج
خلط مقصودہ کے خارج ہو تو تنقیہ تام اور عمدگی مسہل پر دال ہے۔ اور ایسا ہی اگر بعد اسہال اور قے
کے پیاس اور خواب آوے تو وہ بھی علامت مسہل محمود کی ہو۔ کما قیل واذا سقیت مسہلاً للصفراء
فانتہی الی البلغم تنقیۃ بالغ فلیعث الی السوداء واما الدم فامرہ خطیر لان الطبیعۃ تقض بہ والعطش والنعاس
عقیب الاسہال او القئ یدلان علی النقاء۔ جاننا چاہیے کہ بعض صحیح المزاج حفظ صحت کے لیے
ہر سال کے بعد اور بعض ہر چھ مہینے کے بعد مسہل لینے کی عادت کرتے ہیں عند الاطبا یہ عادت
اچھی نہیں ہاں وقت ضرورت دفع مرض کے لیے مسہل سے ناگزیر ہے اگر ایسی عادت ہو
تو لازم ہے کہ رفتہ رفتہ ترک کریں دفعۃً نہ چھوڑیں لان العادۃ طبیعۃ ثانیۃ۔ اور ترکیب مسہل
میں خلاف ہے بعض اطبا ادویہ منضجہ میں ادویہ مسہلہ ملا کر دیتے ہیں۔ اور بعضے بروز مسہل صرف
ادویہ مسہلہ پر کفایت کرتے ہیں یہ دونوں صورتیں درست ہیں طاقت مریض پر لحاظ کریں
اور اگر چند اخلاط کا نکالنا منظور ہو تو ادویہ منضج اور مسہل بھی مناسب اخلاط کے ملا کر دیویں۔
منضجات اور مسہلات اخلاط مفردہ اور مرکبہ عملیات میں مذکور ہیں۔ اور ہلیلہ زرد کو تپ میں قبل
دو ہفتہ کے استعمال نکریں لیکن بشرط ضرورت روغن بادام سے اصلاح کر کے دیویں۔ واضح ہو کہ دوائے
معتدل میں قوت منضجہ بھی ہے اور دوائے منضج میں قوت مسہلہ بھی ہے لیکن ظہور آثار کا تفاوت وزن
اور تعداد ایام پر منحصر ہے اور دوائے مسہلہ بالخاصیت اپنی قوت جاذبہ سے اسہال کرتی ہے اسلیے مجاری
میں نفوذ دوا کی حاجت نہیں اور جاننا چاہیے کہ ادویہ مسہلہ میں سے بعض تلیین سے عمل کرتے ہیں مثل
آلو اور بنفشہ اور ترنجبین کے۔ اور بعض ازلاق سے مثل سپستان اور خطمی کے اور بعض بسبب عصر
نچوڑنے کے مثل ہلیلہ اور بلیلہ کے۔ اور بعض قوت مسہلہ سے بالخاصیت موثر ہیں مثل شحم حنظل اور
سقمونیا کے اور مسہل حقیقی یہی ہے کذا ذکرہ الشیخ فی کتاب المائۃ والفاضل النفیس فی الحاشیۃ المنیۃ
علی النفیسی شرح الموجز فائدہ دوم حقنہ کے بیان میں۔ جسکو عمل طاہر اور عمل بستو بھی کہتے ہیں
اور وہ یہ عمل ہے کہ دبر کے راستہ دوا کو امعا تک پہونچا دیں یا فرج کے راستہ رحم تک موصول کریں
حکایت ہے کہ ایک طبیب نے دریائے شور کے کنارے پر دیکھا کہ ایک زاغ نہایت ژولیدہ اور پژمردہ
آکر بیٹھ گیا ہے دوسرے زاغ نے چند قطرات آب شور کے منقار سے لیکر اسکی مقعد میں ڈالے زاغ علیل کو

بخیال ہوئی صحت یا آنکہ کیا طبیب نے اس اختراع کو پسند کیا جس میں بعض حکما نے دیکھا دریائے شور
کے پانی سے وہی عمل کرتا مفید پایا جہان آب شور میسر نہو تو نمک کو پانی مین ملا کر عمل کرتا فائدہ یکسان ہوا
آخر کار دوائے مسہلہ سے اطبا حقنہ کرنے لگے - جاننا چاہیے کہ حقنہ سے مواد امعا کا خارج ہوتا ہے اور
جب اعضائے اسفل مواد سے خالی ہو جاوینگے تب اوپر کے اعضا سے بھی مواد اسفل کو اُتر آویگا اور چند حقنہ
سے وہ بھی خارج ہو جائیگا - الغرض عمل حقنہ ان تا ضعیف‌ترین معالجات ہے فضلات معدی اور معوی کا
استفراغ کرتا ہے اور اورام اور اوجاع کلیہ اور مثانہ اور قولنج کو تسکین دیتا ہے اور جذب فضول اعضائے عالیہ
رئیسہ سے کرتا ہے - اور جو فضول کہ اور استفراغون سے باقی ماندہ ہون اُنکے لیے حقنہ بہت مفید ہے
الغرض یہ عمل امراض علوی اور سفلی کو خصوصاً امراض دماغی کے لیے سودمند ہے اور مانع تصاعد ابخرہ ہے
اگر دو ایک روز قبل حقنہ سے استعمال منضج کا کیا جاوے اور بروز حقنہ کوئی دوا مسہل کھائی جاوے تو زیادہ
مفید ہوگا - اور شرط یہ ہے کہ وقت معتدل مین حقنہ کیا جاوے اور اس سے اول حمام نہ کیا جاوے بخلاف
مسہل کے کہ اسکے اول حمام کا کچھ مضائقہ نہین بلکہ مفید ہے - اور جسکا معدہ ضعیف ہوا اور مسہل سے اسکو غثیان
اور قی ہو اُسکو حقنہ کرنا چاہیے مگر حقنہ حادہ مضعف جگر اور محدث حمیات ہے اسلیے جہان تک ہوسکے
حقنہ حادہ پر دلیری نفرماوین - اور چاہیے کہ قبل حقنہ کے شربت مقوی معدہ یا گلقند اور مصطکی یا کوئی
مصالحہ دار پلاوین کیونکہ حقنہ خلو معدہ مین مضر ہے - طریق حقنہ کا یہ ہے کہ ادویہ مسہلہ جوش کرکے آب
صافی اُسکا کہ وزن مین نصف رطل سے کم اور ثلث رطل سے زیادہ نہو مگر یہ اندازہ بزرگون کے لیے ہے
خوردون کے لیے طبیب کی رائے پر موقوف ہے مثانہ دواب مین جسکو پھونک کر بڑھایا ہو یا چمڑے کی تھیلی
بھرکر اور اسکے منہ پر لکڑی چرب شدہ پتلی سوراخ دار باندھکر مریض کو سیدھا رو بآسمان لٹاکر اور سر
اور سرین کے نیچے تکیہ رکھکر وہ لکڑی پتلی مقعد مین دیکر دوا کو آہستہ آہستہ دباوین کہ دوا امعا تک پہونچے
اور زور سے دبانے مین امعا کو صدمہ پہونچتا ہے - اور چاہیے کہ دوا نیم گرم ہو کیونکہ بہت گرم غشی اور
کرب کا موجب ہے اور سرد مولد ریاح اور مانع نزول مواد ہوتی ہے لیکن دوا مین کوئی روغن بھی ملانا ضرور ہے
اور اگر ایسا روغن ملاوین جسمین قوت مسہلہ ہو جیسے روغن بید انجیر تو بہتر ہے - اور بعد حقنہ کے آلہ کو
بتدریج نکالین اور مقعد کو انگشتون سے مجتمع رکھین تاکہ دوا خارج نہو اور متاخرین نے بجائے تھیلی کے
ایک آلہ دنات کا اختراع کیا ہے جسکا طول بقدر آٹھ انگل یا ایک بالشت کے ہوتا ہے - اور چند مسہلات
حقنہ مین منع کئے گئے ہین اور وہ ایلوا اور ہلیلجات ہین - اور حقنہ کے کئی اقسام ہین چنانچہ امراض گرم
مین ادویہ باردہ سے اور امراض سرد مین ادویہ حارہ سے حقنہ کیا جاتا ہے - اور بعض امراض مین

حمیات اور اورام احشا اور یبوست ثقل مین حقنہ نرم کیا جاتا ہی اور بعض امراض مین مثل قولنج بارد کے حقنہ سخت کیا جاتا ہی۔ اور تراکیب مختلفہ حقنجات کے عملیات مین مذکور ہین **فائدہ سوم** طریق پچکاری مین جسکو عربی زبان مین زرق کہتے ہین۔ واضح ہو کہ طریق اسکا مثل دستور حقنہ کے ہی کہ ادویہ مدرات کو اسمین بھر کر احلیل مین داخل کرین **فائدہ چہارم** شافہ کے طریق مین۔ چونکہ بعض اوقات مین تحریک مسہل کے لیے شافہ کی ضرورت ہوتی ہی لہذا شافہ کی چند تراکیب اس جگہ لکھی جاتی ہین۔ اول یہ کہ شافہ مین بعض اجزاے مسہلہ کو باریک سفوف کرکے صابون ملا کر لمبی بتی مستحکم ایک طرف پتلی اور ایک طرف موٹی بنا کر اسپر تیل لگا کر پتلی طرف مقعد مین رکھکر آہستہ آہستہ داخل کرین اگر بمقدار چہار انگشت کے داخل ہوتی ہی تو اثر اسکا معا قولون تک پہونچتا ہی اور مواد خارج ہو جاتا ہی ورنہ طبیعت کو براز کی طرف مائل کرتی ہی۔ دوم یہ کہ صابون چھیل کر نوکیلا شیاف بنا کر سفوف رائی اور نمک کا اسپر چھڑک کر تیل لگا کر مستعمل کرین۔ سوم یہ کہ صرف صابون کو نوکیلا تراش کر روغن گل مین چرب کرکے شافہ کرین۔ سوا اسکے اور کئی ترکیبین مطولات سے معلوم ہو سکتی ہین

صنف دوم براز کے بیان مین۔ چونکہ بحث براز ہی مسہل کے متعلق تھی اور سوا اسکے استفراغ کا یہ بھی ایک قسم ہی اور کئی ایک امور مین معرفت اسکے ازبس ضروری ہی کیونکہ اس سے حال اسہال اور امراض بطن پر بھی استدلال کیجاتی ہی لہذا اسکو بھی بطور مختصر لکھا جاتا ہی۔ مخفی نہ رہے کہ یہ فضلہ ہضم اول کا ہی اور براز محمود طبعی جو کہ سلامتی مزاج اعضا پر دال ہو وہ ہی جسکے اجزا یکسان ہون اور رقت اور غلظت مین متوسط اور قراقر اور بقابق سے خالی ہو یعنی وقت رفع حاجت کے شکم مین آواز ریح اور وقت خروج کے بھی آواز نہو۔ اور خفیف الفاریہ[1] اور معتدل المقدار اور معتدل الرائحہ اور وقت معتادیہ خارج ہو اور جسقدر غذا کھائی ہو وزن مین غذا سے نصف[2] قدر سے زائد ہو اور حجم اور کمیت مین ماکول کے قریب ہو کیونکہ جسقدر اجزاے غذائیہ جگر کی طرف نافذ ہونگے اسی قدر طبخ اور جوش سے فضلہ پھولکر قریب حجم ماکول کے ہو جائیگا۔ اور آسانی سے نکالا جاوے نکالنے مین زور نہ لگایا جاوے۔ اور باختیار نکالا جاوے خود بخود نہ نکلے۔ اور خروج کے وقت مقعد مین جلن اور سوزش نہو۔ آدھ بارہ گھنٹے نجومی کے بعد خارج ہو یعنے ایک رات دن مین برآمد دوبار ہو لیکن صحیح المزاج ایک رات دن مین صرف ایک ہی بار فراغت کو جاتے ہین۔ غرض کہ اندازہ اوقات دفعہ فضلہ کا قوت ہاضمہ پر موقوف جانین لیکن ایک دو بار سے جانا البتہ ضعف ہاضمہ کا یا زیادہ کھانے کا موجب ہوگا اس سے پرہیز لازم ہی مگر حق یہ ہی کہ تعداد وقت مذکورہ کا عادت پر موقوف ہی کیونکہ احوال تندرستون کے یکسان نہین ہوتے کما لا یخفی براز سے بھی مزاج کسی طرح

[1] یعنی جسمین ناریت کم ہو ۱۲
[2] آدھا ۱۲
[3] جیسا پوشیدہ نہین ۱۲

استدلال ہوسکتی ہی ۔ اول مقدار ہے یعنی قلت اور کثرت براز کے ۔ جاننا چاہیے کہ قلت اور کثرت براز کی
پہچان معرفت مقدار طبیعی معتدل مقدار کے بغیر نہیں ہوسکتی اور مقدار طبیعی معتدل وہ ہی کہ حسب تقاضائے مقدار غذا کے
کے ہو کیونکہ اغذیہ باعتبار تغذیہ اور فضلہ کے مختلف ہین چنانچہ بعض ایسے ہین جنکا فضلہ بہ نسبت تغذیہ بدن کے
کم ہوتا ہی مثل بادام اور اخروٹ کے اور بعض ایسے ہین جنکا فضلہ بہ نسبت تغذیہ بدن کے زائد ہوتا ہی جیسے شلغم
اور کرنب وغیرہ اور بعض ایسے ہین جنکا فضلہ اور تغذیہ بدن کے مساوی ہوتا ہی پس مقدار براز کا تین وجہ سے خالی نہیں
ہوگا ۔ یا مقدار طبیعی معتدل سے کم یا مساوی یا زائد ہوگا انھین قلیل ۔ کثیر ۔ معتدل القدر سے تعبیر کرتے ہین ۔
پس کثرت مقدار براز کی بسبب کثرت فضول غذائیہ یا شدت قوت دافعہ یا عدم سدہ امعا کے ہوتی ہی اور کبھی براز بہ نسبت
غذا کو ایسکے زیادہ ہوتا ہی مثلاً اگر آدھ سیر کھائی جاوے تو براز تین پاؤ ہوتا ہی موجب اسکا پگھلنا اعضا کا
یا ذوبان یا انفجار ورم یا کثرت اخلاط ہی اور عدم نفوذ کیلوس کا بسبب سدہ ماساریقا کے یا ضعف جاذبہ جگر کے بھی اسکا
سبب ہوتا ہی ۔ اور قلت مقدار براز کی یا بسبب قلت فضول غذا ہی یا ضعف قوت دافعہ کے ہوگی ۔ اور
یا سدہ معا قولون وغیرہ کا اسکا موجب ہوگا اور یہ قولنج کا منذر ہی ۔ دوم قوام ہی ۔ براز باعتبار قوام کے
تین قسم ہی رقیق غلیظ معتدل ۔ رقیق وہ ہی جسکا قوام قوام طبعی معتدل سے ادھر کہ عنقریب آتا ہی
پتلا ہو پس رقت براز کی یا بوجہ ضعف ہضم یا سدہ امعا یا ضعف قوت جاذبہ ماساریقا یا تناول مرطبات
کے ہوگی ۔ اور نزلہ سر سے معدہ میں اترنا اور اغذیہ لطیفہ کو کثرت سے کھانا موجب رقت براز ہی ۔ اور
براز لزج بسبب غذائے لزجہ کثیرہ یا خلط لزج کے ہوتا ہی اور اگر ساتھ اسکے بدبو اور سقوط قوت اور تپ بھی
ہو تو ذوبان اعضائے صلبیہ پر دال ہی ۔ اور غلیظ وہ ہی کہ قوام میں قوام طبعی معتدل سے گاڑھا ہو اسکو یابس
بھی بولتے ہین ۔ اسکی دو قسم ہین یا اسباب داخلی سے ہوگا یا خارجی سے ۔ اسباب خارجی یہ ہین جیسے اغذیہ
یابسہ کو کثرت سے کھانا یا ریاضت مفرط سے بذریعہ عرق تحلیل رطوبات اعضا کا ہونا یا مدرات کو
استعمال کرنا یا پانی کم پینا ۔ اور اسباب داخلی یہ ہین جیسے کثرت بول اور عرق کے بدون اغذیہ معرقہ
اور مدرہ کے ۔ یا افراط حرارت بدن کے خصوصاً جو کہ کبد اور کلیہ میں ہو یا ثفل کا امعاء میں دیر تک رہنا ۔
اور براز طبعی معتدل وہ ہی کہ نہ تو اسقدر خشک ہو کہ پتھر سا ہو اور نہ اسقدر پتلا ہو کہ حد سیلان
تک پہونچے ۔ غرض ان دونون حالتون مین اعتدال رکھتا ہو ۔ سوم لون ہی یعنی رنگ براز ہی
اصل رنگ براز کے چار ہین ۔ سفید ۔ سیاہ ۔ زرد ۔ سبز ۔ اور سرخ رنگ وغیرہ براز مین کبھی کبھی شاذ
و نادر پایا جاتا ہی ۔ ہکذا ذکر فی شرح العلامہ ۔ رنگ طبعی وہ ہی کہ خفیف الناریہ ہو جیسا کہ مذکور
ہو چکا ہی اور اگر ناری بالشدت ہو تو دلیل حرارت اور غلبہ صفرا کی ہو اور بصورت قدرے نقصان کے

ضعف ہضم اور برودت کی علامت ہی شیخ نے قانون میں لکھا ہی کہ اگر براز میں ناریت بدرجۂ غایت
اور منتہاے مرض میں ایسی حالت ظاہر ہو تو اکثر اوقات میں دلیل نضج کی ہوتی ہی اور اغلب ردائت
مرض کا بھی نشان ہوتا ہی شارح نے قولیں میں تطبیق دی ہی کہ اگر بسبب ... کثرت صفرا ہی تو غالب
اوقات محمود ہوگا اسلیے کہ اکثر بسبب بحران اور دفع طبیعت کے ہوتا ہی اور اگر بسبب اسکے حدت اور احتراق
صفرا ہو تو لامحالہ ردی ہوگا کیونکہ یہ علامت افراط مرض کی ہی اور اگر براز سفید ہو تو انعقاد سدۂ مجری
مرارہ پر دلیل ہی اور نیز منذر بہ یرقان اور قولنج ہی اور براز مدشی اور قیحی اسپر دلیل ہی کہ دبیلہ جانب امعا
میں ٹوٹ گیا ہی اور اگر براز سبز ہو تو دلیل کثرت حرارت کی ہی جیسے سنجاری اور کراثی میں ہوتی ہی یا اقی
باریک براز کے مثل رنگ بول کے ہیں چہارم ہیئت خروج اسکا ... ہی کہ خروج براز بستہ ہو یعنی معتدل القوام
ہو اور اگر مثل گوبر گاؤ کے اسمیں تپلاپن ہو تو دلیل کثرت ریح کی ہی پنجم ... اگر براز کے خروج کے پیشتر از
وقت تقاضا ہوا اور بعدہ خروج جلدی کے ساتھ ہو تو دلیل کثرت صفرا کی مع ضعف ماسکہ کے ہی
اور اگر وقت مقررہ سے تاخیر ہو اور بعدہ البطی الخروج ہو تو ضعف ہاضمہ یا دافعہ کا باعث ہی یا برودت
مزاج امعا یا تناول اشیاے قابضہ کی علامت ہی ششم بوے براز بھی اگر زیادہ اعتدال سے یعنی معتاد
سے زائد ہو تو دلیل عفونت اخلاط مع ذوبان اعضا کے ہی اور باقی روائح مثل روائح بول کے
ہیں ہفتم کف براز ہی اگر براز میں کف ہو تو دلیل کثرت ریاح اور غثیان کی ہی
اور رائحہ منکر اور رنگ زبون موت پر دلالت کرتے ہیں اور بھی کئی امور متعلق بحث براز
ہیں بخوف تطویل قلم انداز ہوے ہیں نوع چہارم فصد اور حجامت اور علق اور تونبڑی کے بیان
میں اور اسمیں بھی دو صنف ہیں صنف اول فصد کے بیان میں اور اسمیں دو قاعدہ ہیں
قاعدہ اول احکام مختلفہ فصد کے بیان میں جاننا چاہیے کہ فصد تین قسم پر ہی واجب اور ممنوع اور
جائز واجب جیسے مزاج خون کا فی نفسہ فاسد ہو جاوے اور مقدار طبعی سے زائد ہو یا خلاف جہت
کی طرف جذب کیا جاوے اور ممنوع جیسے لڑکے اور شیخ اور حائض اور حاملہ کے لیے اور جائز جیسے
فساد خون کا بسبب امتزاج خلط دوسرے کے ہی کیونکہ مسہل سے بھی اسکا تدارک کر سکتے ہیں
اب معلوم کرنا چاہیے کہ مطلق فصد دو قسم پر ہی اختیاری اضطراری اختیاری میں لحاظ وقت اور موسم اور
دن اور رات وغیرہ احکام کذائیہ کا کیا جاویگا لیکن اضطراری میں کسی امر کا لحاظ نہیں کیا جاتا جب
ضرورت ہو فصد لیویں الا روز بحران میں فصد نہ چاہیے فصد کو کئی جہت سے بہترین استفراغات مقرر کیا گیا ہی
اول یہ ہی کہ فصد استفراغ کلی ہی کیونکہ خون اور اخلاط سے مرکب ہی یعنی جسطرح خون عروق میں بہتا ہی

اسی طرح صفرا بلغم سودا بھی خون کے ساتھ شامل رہتے ہین - پس حالت فصد مین جب خون خارج ہوگا
تو بالضرور اور اخلاط بھی اسکے ساتھ خروج مین اتفاق کرینگے - ہان خون بہ نسبت اور اخلاط کے زیادہ
خارج ہوتا ہے - دوم یہ کہ فصد استفراغ اختیاری ہے جب چاہین بند کرسکتے ہین بخلاف دیگر استفراغون
کے جیسے مسہل کے - سوم یہ کہ فصد مین ضرورت منضج کی نہین ہوتی ہان اگر خون غلیظ ہو یا دوسرے
خلط خون سے ملکر باعث مرض ہو تب بعد نضج خون اور اُس خلط کے جب خون زیادہ ہو تو فصد
لیوین لیکن خون کم لیوین ورنہ مادہ حرکت مین آویگا اور تپ لازم ہوگی - اگر ایسا اتفاق ہو تو
فصد فی الفور لیوین - اور بہتر وقت فصد کا حفظ صحت کے لیے وہ ہے کہ کھانا ہضم ہوا ہو اور ہوا معتدل ہو
ایام ماہ بیٹھے ہون - اندھیری رات ہو - چاند برج بادی مین مریخ کو دیکھ رہا ہو - بقراط نے لکھا ہے
کہ جب چاند برج جوزا یا میزان مین مریخ کو دیکھ رہا ہو اور تاریخ سترہ روز شنبہ کو فصد ہو تو ایک سال تک
تندرستی رہتی ہے اور کوئی مرض بدن مین ظاہر نہین ہوتا - اور جمعہ کے دن فصد لینا ممنوع ہے مگر
یہ سب امور فصد اختیاری مین ملحوظ ہوتے ہین اضطراری مین کسی امر کا لحاظ نہین کیا جاتا اور ایام
پیری مین بسبب ضعف اور غلظت خون کے فصد ممنوع ہے اور اگر طاقت موجود ہو تو روا ہے - اور
چونکہ اس عمر مین خون کم ہوتا ہے اور برودت غالب ہوتی ہے اسلیے بلا ضرورت بعد ساٹھ برس کے فصد
نہ لیوین - اور عند البعض بارہ برس اور عند البعض چودہ برس تک فصد نہ چاہیے کیونکہ یہ زمانہ نمو ہے اور
فصد سے مادہ نمو مین تفاوت واقع ہوگی - اور لاغر اندام کی فصد نہ چاہیے کیونکہ فصد سے دبلا پن زیادہ ہوجائیگا
اور حالت ضرورت مین خون کم لیوین اور بلا ضرورت تو ہی فصد نکرین کیونکہ خون کے ساتھ روح بھی
خارج ہوتی ہے - اور بحالت درد قولنج بھی فصد ممنوع ہے کیونکہ درد قولنج محلل ارواح اور قوی ہے فصد سے
روح اور قوی کے تحلیل سے ضعف زیادہ ہوجائیگا درد مین ترقی ہوگی - اور زن حاملہ کی فصد قبل از
چار ماہ اور بعد از سات ماہ ناجائز ہے بالفرض اگر فصد بھی لی گئی تو اسقاط حمل ضرور ہوگا اور اگر نہوا تو اُسکے تولید
مین خلل ضرور ہی واقع ہوگا اور بچہ کی غذا کم ہوجائیگی - اور زن حائضہ کی فصد نہ چاہیے کہ اجرائے حیض مین
فرق ہوجائیگا اور کئی ایک امراض اُس سے پیدا ہونگے - اور ایسا ہی بعد حمام کے فصد نہ چاہیے ہان
جبکہ خون غلیظ ہو اُسکی فصد بعد حمام کرین - اور روز بحران مین کہ مرض اور طبیعت مین مقابلہ ہوتا ہے
اگر فصد لیجاوے تو ضعف ضرور ہوگا - اور ایام برسات مین خون ضایع ہوتا ہے فصد نکرین اور بعد
جماع کے بھی ممنوع ہے کیونکہ ایک تو طاقت جماع سے کم ہو چکی ہے فصد سے اور بھی کم ہوکر آثار ردیہ ظاہر
کریگی اور بھی اور خون باعث تولید روح ہین جب اخراج ملکر ایک جلسہ مین ہوگا تو ضرور طاقت

بہت کم ہو جائیگی - اور بعض سوء ہضمی میں اور نیز جب تک غذا ہضم ہوئے فصد نہ لیوین ایسی صورت میں خون
معدہ کا جانب عروق جگر مائل ہوکر باعث درد جگر ہوتا ہی - اور ایام شدت گرما میں احتمال احتراق خون
اور زیادتی یبوست کا ہی اگر ضرورت ہوتی المقدور بعد زوال آفتاب کے فصد لیجاوے - اور ایام سرما میں
خون منجمد ہوتا ہی چونکہ مراد فصد سے یہ ہی کہ خون فاسد دفع ہو جاوے سو باعث انجماد کے دفع اسکا غیر
ممکن ہی اگر دوپہر کے وقت بعد زوال آفتاب فصد لیویں فہو المراد مگر رگ کو فراخ کھولیں - اور پندرھوین
تاریخ کے بعد فصد لینا مناسب ہی کیونکہ ایام عروج میں بالخاصیت تولید خون زیادہ ہوتی ہی اگر آخر میں
فصد لی گئی تو خون صالح خارج ہوگا اگر سخت ضرورت ہو تو یہ اور بات ہی - اور طاعون یعنی ورم حمی
کہ بایام وبا ظاہر ہوتا ہی اور رنگ اسکا سرخ یا زرد یا سیاہ ہوتا ہی فصد نچاہیے - اور وقت شب کے خون بدن
کے اندر ہوتا ہی اگر رات میں فصد لی گئی تو خون فاسد کا اخراج نہوگا مادہ فاسد بدن میں باقی رہیگا -
اور جب زہر کھایا ہو یا کسی جانور زہردار نے کاٹا ہو فصد نچاہیے مگر جب عقرب جرارہ کاٹے اور اثر سمیت کا
اعضاے رئیسہ تک پہونچ جاوے تو فی الفور فصد لیوین - اور اسکے کاٹنے کی شناخت یہ ہی کہ اسکے زہر کے باعث
ہر مسام سے خون جاری ہوگا - یہ عقرب وقت رفتار کے دم اپنی کو زمین پہ کھینچکر چلتا ہی اسی لیے اسکو
جرارہ کہتے ہیں - ایام سرما میں اور فربہ آدمی اور بلغمی اور سوداوی مزاج کی رگ فراخ کھولیں - اور بایام گرما
اور صفراوی مزاج کی رگ باریک کھولیں - اور جس مریض کو کسی ایک جانب عضو میں مرض ہو تو تین روز
ابتداے مرض سے طرف مخالف کے رگ کھولیں - مثلاً اگر جانب راست میں مرض ہو تو طرف مخالف
جانب کی فصد لیوین - اور اگر جانب چپ میں مرض ہو تو جانب راست کی فصد کھولیں - اسکو اطبا کی
اصطلاح میں امالہ کہتے ہیں یعنی مواد کو ایک طرف سے دوسری طرف مائل کرنا - اور جب عرصہ تین روز کا مرض
میں منقضی ہو جاوے تو جانب موافق مرض سے فصد لیوین - اور جب کوئی خاص طرف مقصود نہو اور فصد
ہاتھ سے کھولیں تو دہنے ہاتھ کی فصد لیوین کیونکہ متصل چپ کے دل ہی - اور جس روز فصد لیجاوے غذاے
غلیظ مناسب نہیں اکثر عوام الناس حریرہ اور برگ پان ہر ایک شخص کو دیتے ہیں ایسا نچاہیے اور
ایسا ہی جاہل اطبا بعد فصد کے ہر ایک شخص کو تبرید دیتے ہیں یہ بھی خوب نہیں بلکہ حسب مزاج ہر ایک
شخص کے غذا دیوین مثلاً اگر سرد مزاج ہی تو غذاے گرم چاہیے تاکہ قوت کو مدد دے اور اگر گرم مزاج ہی تو غذاے
سرد مناسب ہی کیونکہ حالت فصد میں محروری مزاج میں صفرا زیادہ ہو جاتا ہی - اور غذاے سرد سے
صفرا فرو ہو جائیگا اور بلا ضرورت کچھ ندیوین - اور بعد فصد کے اس روز شکم سیری سے نہ کھاوین
بلکہ دو تین روز کے بعد بالتدریج شکم سیری تک نوبت پہونچاوین اور قاعدہ کلیہ ہی کہ اخراج خون سے

صفرا غالب ہو جاتا ہے اور حدیدہ اور شیرینی سے صفرا ہین۔ اور اکثر بعد فصد کے قے ہو جایا کرتی ہے تو ان
ہے کہ اول قے کرا دین۔ اور قبل فصد کے شربت لیمون اور شربت انار ترش وغیرہ پلا دین۔ اور
جسکو فصد سے موت غشی کا ہونا معلوم ہو کہ اُسکو اول فصد کے قے کرا دین۔ اور بلغمی مزاج کو دفع غشی
کے لیے شراب پلا دینا اور ... مناسب ہے۔ اور صفراوی مزاج کے لیے چند گھونٹ
شربت سیب ترش یا بہ اور غورہ عرق بید مشک یا گلاب ملا کر تخم ریحان یا تخم بالنگو چھڑک کر
پلا دین۔ اور لیٹ کر رگ کو تنگ کھولین اور خون یکبارگی نہ لیوین بلکہ بدفعات لینا چاہیے یعنی جب
تھوڑا سا خون رگ سے برآمد ہو زخم پر ہاتھ رکھین کہ خون بند ہو بعدہ پھر ہاتھ کو حرکت دین اور
اسی طرح دو تین بار کرکے خون آہستہ آہستہ لیوین تو غشی نہوگی۔ اور اگر ضعف یا قصور ان ...
بہ نسبت خون کے زائد ہو تو جب بھی قدرے قدرے خون چند بار نکالین۔ اور اوسط درجہ
اس خون لینے مین ایک گھنٹہ خیال کرین اگر دو یا تین روز کا فاصلہ ہو تو بہت مناسب ہے۔
اور بلغمی مزاج کی فصد بلا ضرورت جائز نہین کیونکہ اُسمین خون کم ہوتا ہے۔ اور بعد فصد کے
حمام کرنا روا نہین اور خواب کرنا بھی ممنوع ہے اس سے اعضا شکنی پیدا ہوتی ہے چاہیے
کہ فصد کے بعد دو پہر گذرنے کے پیچھے خواب کرین۔ اور اگر فصد سے وقت خواب کا قریب ہو تو بھی
فصد اور خواب کے درمیان فاصلہ ایک پہر کا اقل درجہ ضرور ہے۔ اور بعد فصد کے پیٹ پر سونا دل کو
تسکین دیتا ہے۔ اور فصد دو صورت مین روا ہوتی ہے اول یہ کہ خون مقدار طبعی سے زائد ہو جاوے
اور ہمین تقلیل اُسکی منظور ہو۔ دوم یہ کہ خون متغیر الکیفیت ہو جاوے اور ہمین اُسکی اصلاح ضرور ہو
جیسا مذکور ہوا ہے۔ اور جب خون غلیظ ہو تو بلا نضج فصد نہ لیوین کیونکہ اخراج خون غلیظ کا بلا نضج
بخوبی ممکن نہین اور اگر فصد ویسے لی گئی تو ضرور قوت ساقط ہوگی۔ اور امراض مذکورہ ذیل مین
بلا نضج فصد روا ہے۔ نقرس۔ عرق النسا۔ وجع المفاصل۔ صرع۔ سکتہ۔ مالیخولیا۔ خناق۔ ورم ...
وجع کلیہ۔ ورم کبد۔ ذات الجنب۔ وغیرہ امراض دمویہ ہین۔ اور ایسا ہی اگر ضربہ یا سقطہ ہو
تو بلا نضج اور بلا ... فصد لیوین اور دبلے آدمی کا ہاتھ فصد سے پہلے نہ باندھین اور فربہ آدمی کا ہاتھ
باندھنا مضائقہ نہین۔ اگر مقدار خون یا رنگ خون مین اندازہ خون مفصود کا دریافت نہو تو دوسرے
ہاتھ کی نبض حالت فصد مین ملاحظہ کرتے رہین جب نبض مین ضعف محسوس ہو فوراً بند کردین

قاعدہ دوم رگہاے مفصودہ کے اسامی اور اُنکے خواص اور فوائد کے بیان مین مخفی نرہے کہ جسم مین
عروق دو قسم کے ہین۔ ایک قسم وہ ہے جو دل سے برآمد ہوئی ہین اُنکو شریان کہتے ہین یعنی رگ جان

سبب اسکا یہ ہو کہ دل منبع روح ہے اور شریان مین روح زیادہ ہوتی ہے اور خون کم ہوتا ہے - دوسری
قسم وہ ہے جو جگر سے نکلی ہین انکو اورده بولتے ہین انمین خون زیادہ اور روح کم ہوتی ہے اور فصد اوردہ
کی مروج ہے اور فصد شرائین کا رواج کمتر ہے الا بضرورت - باعث یہ ہے کہ فصد شرائین مین روح بکثرت
خارج ہوتی ہے اور عوارضات متعلقہ انکے کمتر ہین - اور علاوہ بران فصد شرائین سے ضعف قلب و دماغ
ہوتا ہے لہذا جو عروق اوردہ فصد کے لیے مستعمل ہین اور مشہور مختصر طور پر تحریر کیجاتی ہین اسامی
انکے یہ ہین - قیفال - اکحل - باسلیق - حبل الذراع - اسیلم - ابطی - صافن - عرق النسا - مابضیہ
عرق بے نام - چہار رگ - عرق پیشانی - عرق تحت زبان - عرق زیر نفس زبان - انمین چہار اول
ہاتھ مین کھولی جاتی ہین - اور چار متوسط پاؤن مین فصد کیجاتے ہین - اور چار آخرین سر اور منہ سے
تعلق رکھتی ہین - بہتر یہ ہے کہ عروق سر کی بیٹھکر اور عروق ہاتھ کے لیٹ کر اور پاؤن کی کھڑے ہو کر
کھولی جاوین - کما ہو المتعارف - پس تفصیل انکے خواص کی یہ ہے کہ قیفال اس رگ کو سرارو بھی کہتے ہین
اور بالاتفاق یہ شاخ کتفی کی ہے اور برابر انگشت کے واقع ہے اور عوارضات سر اور منہ کو مثل
عارضہ جذام اور ماشرا وغیرہ کے نافع ہے اور تنقیہ خون کا مافوق گردن سے کرتی ہے اور اعضا کے
دماغ کو مفید ہے - اکحل اسکو ہفت اندام اور نہر البدن اور رگ بدن نام کہتے ہین یہ رگ قیفال
اور باسلیق سے مرکب ہے اور برابر سبابہ کے واقع ہے جملہ عوارضات بدن کو مفید ہے اسمین تمام
بدن کا خون خارج ہوتا ہے اسکو دراز کھولین اور اسکے نیچے عصب ہے نشتر وہان تک نہ پہونچنے دیوین
ہر چند نیچے قیفال اور اکحل کے اکثر اشخاص مین شریان نہین ہوتی لیکن گاہے ہوتی ہے چنانچہ
ذخیرہ مین ابو الحسن طبری سے اس باب مین ایک حکایت منقول ہے پس مناسب یہ ہے کہ ہر رگ
کے فصد مین احتیاط کرین - باسلیق یہ رگ برابر انگشت وسطی کے ہے اسکو منہ البدن کہتے ہین
عوارض زیر گردن کے لیے پاؤن تک مفید ہے - اور یہ رگ ابطی سے نکلی ہے اور فصد اسکی بیشتر تنقیہ
دم کبد اور طحال اور پہلو اور ریہ اور سینہ اور درکین اور گھٹنون اور ساق اور قدم اور کلیہ اور جو
اعضا کہ تحت گردن ہین کرتی ہے نیچے اسکے شریان ہے احتیاط سے فصد کھولین - اور نشان پہونچنے نشتر کا
شریان تک یہ ہے کہ خون سرخ رقیق اور خالص اور کودتا ہوا بر آمد ہوگا علاوہ بران ضعف فی الفور
طاری ہوگا اگر ایسا اتفاق ہووے تو فوراً فصد بند کر دین اور پٹی اسپر باندہ دین اور ہاتھ تکیہ پہ سیدھا
کرکے رکھدین اور اصلا حرکت ندین و نیز ... تک بندھا رکھین بعد اسکے آہستگی سے کھولین اور پھر
باندہین اور حفاظت طبع کی لازم جانین تاکہ قبض اور اسہال نہونے پاوے اور جملہ امور اعتدال پر ہووین اور

پر دواے الازرق رکھین۔ یعنی دم الاخوین انزروت۔ شب یمانی۔ قلقطار اقاقیا۔ گلنار۔
کندر۔ ہر واحد ایک درم۔ صمغ عربی دو درم سب کو سفوف کرکے چھڑکین اور سفیدہ بیضۂ مرغ
گوش اور خانۂ عنکبوت مین ملاکر زخم پر رکھین۔ اور اگر ممکن ہو کسی قدر سر جو بی زخم کے اندر پہونچا وین
اور پٹی سے دوسرا ہاتھ اور پانون خوب مضبوط باندہین تاکہ خون اس طرف مائل ہو جاوے ادھر نہ آنے
پاوے۔ ایسے موقع پر اکثر فصاد ین شریان کو پوشیدہ کر دیتے ہین تاکہ کٹی ہوکر گوشت اسپر منطبق ہو جاوے
اور خون بند ہو جاوے کما یشاہد فی جراحات السیوف۔ اور اگر جلد کے نیچے خون جمع ہو جاوے تو رنگ
جلد کا اول سرخ بعدہ سیاہ ہوگا اور اس عضو سے کام طاقت کا نہو سکے گا۔ وہان پر کنجد سیاہ ضماد
اور ہیک گل کو ضماد کرین تاکہ منجمد تحلیل ہو وے۔ اور اگر ضرورت ہو بشرط طاقت مریض کے دوسرے
جانب کی فصد کھولین۔ حبل الذراع یہ رگ بعض ہاتھون مین نایاب ہی اسی لیے ذخیرہ مین لکھا ہی کہ
حبل الذراع اکثر آدمیون مین باسلیق ہی اور بعضون مین اکحل سے ملی ہوئی ہی۔ نفع اسکا عند القدما اور
شیخ ابو علی کے مثل رگ قیفال کے ہی اور نزدیک صاحب ذخیرہ اور بعض متاخرین کے نفع اسکا
باسلیق کے قریب ہی۔ اور چونکہ نفع اسکا قیفال یا باسلیق سے علی اختلاف القولین حاصل ہوتا ہی
وجود اور عدم اسکا مساوی ہی پس اسکی فصد چندان ضروری نہین۔ اسیلم وہ رگ ہی کہ مابین خنصر
اور بنصر ہاتھ کے واقع ہی اور موضع اسکے فصد کا بھی وہی ہی اور یہ شعبہ ابطی کا ہی جسکا ذکر قریب آتا ہی
چونکہ خون اسکا غلیظ ہی اسلیے مناسب ہی کہ بعد فصد کے ہاتھ کو گرم پانی مین رکھین تاکہ خون
بقدر ضروری ہو آسانی سے نکلے اور خون اسکا خود بخود بند ہو جاتا ہی۔ فصد اسیلم راست کا اوجاع سپر
کا اور اسیلم چپ کا اوجاع طحال اور ذات الجنب کو سودمند ہی اور علامہ نے شرح قانون مین لکھا ہی۔
والایسر ایضا ینفع البواسیر واوجاع الظہر المزمن والرقبۃ اور غشی کے لیے ہر جانب سے مفید ہی
اور خون اس رگ مین چونکہ جگر اور دل سے آتا ہی اسلیے مناسب ہی کہ خون کم لیوین۔ ابطی بغل سے
نکلتی ہی اور شعبہ باسلیق ہی چنانچہ اسکو باسلیق ابطی کہتے ہین اور اسکو اسلم بھی نام رکھتے ہین کیونکہ
اسکے نیچے کوئی شریان نہین۔ طریق اسکے فصد کا یہ ہی کہ اول اسکی خوب مالش کرین اور پانی گرم
اسپر ڈالین بعدہ بند ران سے اسکو خوب باندہین اور ہاتھ مفصود کو سیدہا رکھین اور رگ کو
انگشت سے خوب دباوین پس اسکو کھولین۔ فصد اسکی امراض احشا اور امراض سفلی کے لیے مفید ہی
صافن یہ رگ شتالنگ کے اوپر برابر انگشت کے واقع ہی اور اجراے حیض و جراحات اور
اورام اور خارش ران اور خصیہ اور قضیب کے لیے سودمند ہی اور مادہ سر کا بھی جاذب ہوتی ہی

اسکو لازق کہتے ہین کہ اس دوا کا نام ہی کہ زخم پر چپکا جاوے اور جبتک زخم اچھا نہو اسکو نچھوڑے ۱۲ منہ
فصد کرنے والے ۱۲
جیسا دیکھا جاتا ہی زخمون تلوار وغیرہ مین ۱۲ منہ

امراض دماغیہ دسویہ میں اول اُسکا فصد کرنا اولی ہے چنانچہ قرشی اور شارح اسباب سے منقول ہے

وفصد الصافن اولی من القیفال ۔ اور بواسیر کے لیے بدستور نافع اور درد عرق النساء میں قائم مقام
عرق النسا رگ کے ہے عرق النسا یہ رگ گردا ہے پانوں اندھنے سے معلوم ہوتی ہے اگر پانوں باندھنے سے
ملجاوے تو بہتر ورنہ درمیان خنصر اور بنصر پشت پانوں کے اُسکی شاخ کو کھولتے ہیں ۔ اور عرق النسا خاص
ایک مرض ہے اُسکے لیے فصد اسکا نہایت ہی سودمند دیکھا گیا ہے ۔ اور منفعت اُسکی قریب وجع عرق النسا میں
صافن سے قوی تر ہے اور دیگر امور میں قریب بمنافع صافن ہے اور دوالی اور نقرس کے لیے نافع ہے ۔ اور طریق
اُسکے فصد کا یہ ہے کہ دستار یا نوار کو لیکر سر اُسکا محل مقصود پر جو کہ قریب شتالنگ کے ہے باندھیں اور باقی کو
تمام ساق اور ران پر خوب مضبوط باندھیں اور مریض کو نشست و برخاست کا کئی بار حکم دیویں ۔ اور اگر
اول فصد سے مریض کو حمام کرادیں تو رگ کے ظہور پر بہت اعانت کرتا ہے اسلیے کہ یہ رگ اکثر آدمیوں
میں مخفی ہوتی ہے پس یہ رگ جب ظاہر ہو جاوے تو پانوں مریض کا کسی اینٹ پر رکھکر اُسکے پیچھے سے دراز
کھولیں کیونکہ اُسکے دونوں جانب میں عصب سے اُسکا لحاظ رکھیں ۔ مابض یہ رگ پیچھے گھٹنے کے ہوتی ہے
اور منفعت اُسکی زیادہ تر صافن سے ہے اور درد احشا اور پشت اور درد مقعد اور بواسیر اور امراض
رحم کے لیے سودمند ہے ۔ اور اسکی فصد کا وہی طریق ہے جو عرق النسا میں مذکور ہوا ہے ۔ عرق قائم
عرقوب کے نیچے واقع ہے گویا وہ ایک شعبہ صافن کا ہے اور حکم اسکا بھی مثل صافن کا ہے اور عرقوب وہ عصب
غلیظ ہے کہ ایڑی پر کھنچا ہوا معلوم ہوتا ہے ۔ چار رگ یہ ہیں کہ اوپر کے لب میں ہیں اور دو نیچے
میں ہیں اُنکو لبوں کے اندر نشتر سے کھولتے ہیں امراض سر اور دہان اور لثہ اور دانتوں کو فصد اُنکی
مفید ہے ۔ رگ پیشانی جو کہ بیچ ما بین حاجبین کے منتصب ہے اُسکو صداع مزمن اور گرانی سر اور چشم کے لیے
کھولتے ہیں اسکو احتیاط سے کھولیں ایسا نہو کہ اسکے نیچے سے وتر جو کہ مثل پلک کے ہے کاٹا جاوے

کما وقع لاعذر دیا خسی حین فصد بنت الملک فقطع طرف الوتر فبقیت عینا منقلبۃ کذا قال ابو سہل

کی بحث استرخاء الجفن ۔ اور طریق اُسکے کھولنے کا یہ ہے کہ رومال گلے میں ڈالکر مروڑیں تو رگ اچھی آنکھوں
اسکے لیے ایک قسم کا نشتر علیحدہ ہوتا ہے اُسکو ہندی میں ٹوکا بولتے ہیں ۔ عرق تحت اللسان وہ ہے کہ
زبان کے نیچے اور باطن ٹھوڑی پر واقع ہے فصد اُسکی خناق اور اورام لوزتین کے لیے مفید ہے ۔ عرق
زیر نفس زبان وہ ہے کہ فصد اُسکی ثقل زبان کے لیے جو کہ خون سے عارض ہو نافع ہے چاہیے کہ اس رگ کو
طویل کھولیں تاکہ خون بسہولت جاری ہو فائدہ داہنے ہاتھ میں مرض ہو تو بائیں پانوں کی فصد نکریں کہ عرض
اور طول میں بعد ہوتا ہے بلکہ بائیں ہاتھ اور داہنے پانوں کی فصد کرنی چاہیے جیسا تمہید میں بیان ہوچکا ہو عروق

مذکور ہوئے اور کئی ایک کہین ہین جو کہ بعض شعر ہین اور اکثر اور دہ ہین ہر ایک کے لیے نام خصوص ہے اور فوائد ونکے بھی علیحدہ علیحدہ ہین چونکہ وہ کمتر کھولی جاتی ہین اسلیے اس جگہ مذکور نہین ہوئین مطولات دیکھ لیوین **صنف دوم** حجامت اور علق اور تومڑی کے بیان ہین اور اسمین تین فوائد ہین **فائدہ اول** حجامت کے بیان مین - مخفی نہ رہے کہ حجامت مراد سینگی سے ہے خواہ باشرط ہو خواہ بلا شرط اور شرط پچھنے کو کہتے ہین - چونکہ حجامت کی دو قسم ہین اسلیے اسکو دو بیان مین لکھا جاتا ہے بیان اول احکام اور فوائد [illegible] الشرط کے بیان مین - جاننا چاہیے کہ حجامت مع الشرط [illegible] [illegible] نہ چاہیے اور چودھوین اور پندرھوین تاریخ چاند کے حجامت نکرین اور [illegible] اول [illegible] آخر [illegible] کے حجامت ممنوع ہے - عمدہ ایام انکے لیے سولہوین [illegible] اور سترہوین تاریخ [illegible] اور دو برس کے اول اور ساٹھ برس کے بعد حجامت [illegible] منع ہے اور اس [illegible] [illegible] تنگم رامین چار گھڑی دن چڑھے اور موسم سرما مین دو پہر دن چڑھے حجامت [illegible] ہے [illegible] مادہ کثیرہ عضو مین موجود ہو تو جب کہ قصد عام فصد نکرین [illegible] خاص [illegible] ہوئین اور حجامت پس سر اور وسط سر امراض عین کے لیے سود مند ہے [illegible] اور [illegible] اور سور سرخ وغیرہ کے لیکن ذہن کے لیے مضر ہے اور نسیان اور [illegible] کلال لاتی ہے اور صاحب نزول الماء کو گاہے مضر اور گاہے مفید پڑتی ہے اور نیز اختلال عقل کے لیے نافع ہے اور بدستور مسطی الشیب ہے لیکن شیخ نے کہا ہے فیہ نظر فانہا قد یفعل ذالک فی ابدان دون ابدان وفی اکثر الامراض لتسرع الشیب - اور حجامت فقرات گردن پر خلیفہ الکحل ہے - اور خاص گردن پر حجامت کرنا موجب نسیان ہے چاہیے کہ اُسے ذرا نیچے حجامت کرین - اور حجامت مقدم سر پر درد سر کے لیے مفید ہے لیکن حس اور ذہن کو ضرر دیتی ہے - اور حجامت نقرہ پر رمد اور بخر اور قلاع دہان اور گرانی اجفان کے لیے سود مند ہے - اور حجامت شانہ کی خلیفہ باسلیق ہے لیکن معدہ کو مضر ہے چاہیے کہ درمیان شانہ اور فقرات گردن کے حجامت کرین - اور حجامت ٹھوڑی کی دانت اور گردن اور منہ اور حلقوم اور فکین اور سر کو مفید ہے - اور مقدم ران پر اور ورام خصیہ اور اخراجات ساقین اور فخذین کے لیے نافع ہے - اور خلف ران پر حجامت کرنا اورام اور اخراجات سرین کے لیے سود مند ہے - اور پنڈلی اور ٹخنے پر ادرار حیض اور عرق النساء اور نقرس کے لیے سود مند ہے اور خون کو فضول غلیظ سے صاف کرتی ہے اور منافع اسکے قریب بمنافع فصد صافن ہین خصوصاً جو عورات سفید پوست اور متخلل البدن رقیق الدم ہوئے

توحجامت ساقین کی فصد صافن سے زیادہ مفید ہی - اور حجامت قطن پر یعنی درمیان دونون
سرین کے پھوڑے اور خارش ران کو اور نقرس اور بواسیر اور داء الفیل اور ریاح مثانہ اور رحم اور
خارش پشت کو سودمند ہی - اور حجامت گھٹنے کے ضربان گھٹنہ اور خراجات ردیہ اور قروح کہنہ کو کہ
ساق اور پانؤن میں ہون فائدہ دیتی ہی - اور مقعد پر حجامت کرنے سے بواسیر دفع ہو جاتی ہی - اور
حجامت بانشرط کے تین فائدہ ہین ایک یہ کہ استفراغ خون کا نفس عضو سے کرتی ہی - دوم یہ کہ ضرر
اسکا اعضاے رئیسہ تک نہین پہونچتا - سوم یہ کہ جوہر روح کو غیر عضو محجوم سے کم استفراغ کرتی ہی
علاوہ بران اجسام فربہ کے لیے مفید ہی - اور بعد حجامت مع الشرط کے زخم کو صاف کر کے اور زردچوب
کا سفوف کر کے ملنا چاہیے تاکہ زخم خشک ہو جاوے - اور اگر سواد کا بہا اسکو ہو تو زخم پھٹکری خام
اور نوشادر پیسکر لگا دین - اور طریق حجامت مع الشرط کا گو عوام الناس مین مشہور ہی مگر یہان بھی لکھا جاتا ہی
وہ یہ ہی کہ اول محل مقصود پر روغن کی مالش کرین پس وہی سنگی بلا نشرط اسپر لگا دین - تھوڑی مدت
سنگی وہان لگی رہنے دین بعدہ جدا کرین اور نشرط عمیق کرین - اور پھر سنگی وہان لگا دین - اور کچھ
مدت وہان رکھکر اسکو بھی جدا کرین اور سنگی اور عضو کو خون سے صاف کرین اور پھر سنگی کو دوسری
دفعہ اسی جگہ لگا دین - اور ایسا ہی تین چار دفعہ تکرار کرین تاکہ خون اندازہ مطلوب پر برآمد ہو - اور اگر
خون زیادہ نہ نکلے تو دوسری دفعہ نشرط لگا دین - اور چاہیے کہ مرتبہ اول مین سنگی کو کم چوسین اور جلدی
جدا کرین - اور بعدہ بالتدریج چوسنے مین قوت زیادہ کرتے جاوین اور جدا کرنے مین دیر لگا دین اور
بعد فراغت کے جب ایک ساعت گذر جاوے تو غذا کم کھا دین - اور صفراوی مزاج کو بعد اسکے
حب الرمان اور ماء الرمان اور آب کاسنی ہمراہ شکر کے دیوین - بیان دوم حجامت بلا نشرط کے فوائد
مین - واضح ہو کہ حجامت بلا نشرط بھی کئی فوائد پر متضمن ہی - اول یہ کہ مواد اور ابخرہ کو ایک عضو سے دوسرے
عضو کی طرف کشش کرتی ہی جیسے احتباس حیض کے لیے پستانون پر سنگیین لگاتے ہین - دوم یہ کہ
ورم عمیق کو ظاہر کرنے کے لیے عضو متورم پر استعمال کیجاتی ہی - سوم یہ کہ نقل ورم کی عضو شریف سے
طرف عضو خسیس کے اس سے کیجاتی ہی - چہارم یہ کہ تسخین عضو اور جذب خون اور تحلیل ریاح
کے لیے اسکو استعمال کرتے ہین - پنجم یہ کہ عضو مخلوعہ کو اپنے موضع طبعی پر اس سے رد کرتے ہین - ششم
یہ کہ تسکین درد کے لیے کارآمد ہوتے ہین جیسا قولنج مین - اور طریق اسکا بھی معروف ہی کہ محل مقصود
پر سنگی لگاکر اسکو چوستے ہین تھوڑی دیر کے بعد جدا کر کے بلا نشرط اسی جگہ پر یا تجاوز کر کے پھر سنگی
لگاتے ہین اور ایسا ہی کئی دفعہ تکرار کرتے ہین - فائدہ دوم جونکہ کئی بیان مین ...

(حاشیہ) یعنی وہ عضو کہ اپنی جگہ سے باہر نکل جاوے ۱۲ منہ

انکے بیان میں بسبب تمام کیا ہے کیونکہ ہند میں استعمال انکی بکثرت مروج ہے اور اطبائے یونان نے
انکے بیان میں اطناب شروع کیا بلکہ اکثر قدماء نے انکے استعمال سے منع فرمایا ہے لیکن متاخرین نے بعض
[illegible] استعمال نہونے کے چنانچہ اکثر [illegible]
[illegible] تون اور پیران اور ضعیفوں کے جونک لگانا [illegible]
[illegible] لیے مقرر ہیں وہ ہیں کہ انکا باریک مثل [illegible]
[illegible] پشت پر [illegible] دریا یا تالاب صاف اور
شیرین [illegible] ہوں اور احوط یہ ہے کہ انکو نکالنے کے [illegible]
[illegible] انکے شکم میں جو [illegible] ہو جاوے اور انکا [illegible]
[illegible] انکو لزوجات وغیرہ سے صاف کریں بعدہ شیرین
پانی میں ڈالکر دیکھیں جسکی حرکت جلد ہو اسکو لیں پھر جس جگہ جونک لگانا منظور ہو اول
اسکو نمکین پانی سے دھووین اور [illegible] کریں تاکہ [illegible] جونک وہان لگائیں۔
اور اگر جونک نہ لگے اس جگہ قدرے گاے کی مٹی یا خون ملیں کہ خوشی سے لگ جاویگی اور جب
خون سے پیٹ [illegible] ہو جاوین اول تو وہ خود گر جاوینگی نہیں تو نمک یا خاکستر یا [illegible] چھڑکیں
[illegible] خود گر جاوینگی پھر [illegible] سینگی یا [illegible] لگادیں تاکہ جسقدر خون باقی
[illegible] اسی لیے [illegible] اس جگہ [illegible] جہان سینگی لگانا ممکن ہے اور
زخم سے جب تک خون آوے [illegible] اور ضرور ہے کہ جونک لگانے سے اول اشیاے
حابس الدم تیار رکھیں کہ اگر خون [illegible] تو اسکا فوراً تدارک کر سکیں اور وہ [illegible]
اور چولہے کی مٹی [illegible] کہتے ہیں یا اپلے کی راکھ یا کپڑا یا روئی جلا کر [illegible] یا دم الاخوین
اور سفیدہ اور [illegible] وغیرہ اور [illegible] زخم پر [illegible] اور زخم کو کشادہ نہ رکھیں کہ ہوا
لگنے سے ریم نہ لاوے اور اگر [illegible] لاوے تو بھی خود بخود خشک ہو جاویگا وسواس نکریں اور بعض
جونکیں زہردار ہوتی ہیں وہ بڑی اور انپر سیاہ سبز خطوط ہوتے ہیں انسے احتراز کریں کیونکہ انمین
سمیت ہوتی ہے اور انکو لگانا موجب ورم اور غشی اور نزف الدم اور تپ اور استرخا اور قروح
ردیہ کا ہوتا ہے۔ اور جو پشم دار اور بزرگ سر ہوں یا مار ماہی سے مشابہ ہوں یا خراب پانیوں سے
شکار کیجاوین اور انپر خطوط لاجوردی یا طاؤسی ہوں بدستور ممنوع ہیں۔ یاد رکھو کہ جو شرائط حجامت
میں مذکور ہوے ہیں وہ بدستور اس جگہ بھی ملحوظ ہیں لاتحاد السبب فیہما چنانچہ اس جگہ بھی [illegible]

آخر ماہ کے جونکین لگوانی ممنوع ہین۔ اور جسطرح حجامت قبل دو سال کے اور بعد ساٹھ سال کے منع ہو
ویسا ہی جونک لگانا بھی مخطور ہی۔ لیکن حکیم ارزانی نے کہا ہی کہ مین نے اطفال چہار ماہہ بلکہ چہل روزہ کو جا
جونک لگانے کی دی ہی تو اُسمین نفع بلا مضرت ظاہر ہوا۔ علاوہ بران ہمارے ملک مین بھی حفظ
صحت اطفال کے لیے اسکا بہت رواج ہی۔ بعض اطبا ہند کا قول ہی کہ جونک ماسوا خون فاسد کے
خون صالح کو نہیں چوستی اسی لیے خون جو اُسسے خارج ہوتا ہی سیاہ ہوتا ہی لان الطبیعة من شانہا
حفظ الجید ودفع الردی ان لم یعاوقہا القاسر۔ اور جونک مثل حجامت کے خاص عضو سے
خون کو جذب کرتی ہی مگر بہ نسبت حجامت کے انسے عمق عضو سے خون زائد آتا ہی اسلیے
اکثر اوقات جونک اُتارنے کے بعد خون جاری رہتا ہی اور دویہ حابسات سے بند کیا جاتا ہی
بخلاف حجامت کے کہ اُسمین کبھی خون شاذ و نادر جاری ہوتا ہی۔ اور جونک لگانا سعفہ اور قوبا وغیرہ امراض
جلدیہ مین مفید ہوتا ہی۔ چونکہ ایک روز جونک لگانے سے تنقیہ کلی نہین ہوتا بلکہ اُس طرف اور مواد بھی
رجوع کرتا ہی اسلیے دوسرے روز بھی جونکون کا لگانا مناسب ہی کہ بقیہ مواد کو خارج کرتا ہی۔ کما
ہو المتعارف فائدہ سوم محجمۂ ناری کے بیان مین اُسکو ہندی مین تومڑی اور باڑیہ بولتے ہین۔
استعمال اُسکا تحلیل مواد اور ریاح بلغمی کے لیے بہت مفید ہی لیکن اُسی عضو سے جسپر لگایا جاوے
یا اُسکے اعضاے قریبہ سے سود مند ہی۔ طریق اُسکا یہ ہی کہ جس جگہ تومڑی لگانا منظور ہو اُس جگہ
کی جلد کو اول تیل وغیرہ سے چکنا کرین اور آرد کی خام ٹکیہ اُسپر رکھین۔ اور اُسپر وہ ظرف جو خاص
واسطے اسی استعمال کے ہی اندر اُسکے سونجھ یا گھاس یا کوئی اور شی جلا کر رکھین جب مشتعل ہو تب اُسکو
ٹکیہ خاص پر لگاوین جب دہان اُسمین کشش کریگا تو عضو کو پکڑیگا۔ بعد ایک ساعت کے اُسکو جدا
کرین اور بدفعات اسی تدبیر سے اُس مقام پر خواہ متجاوز کر کے لگاوین۔ اور یہ ظروف اکثر تومڑی کے
ہوتے ہین اور آبخورہ کو جسکے لب باریک ہون بھی استعمال کرتے ہین۔ اور ترکیب اُسکی عوام الناس میں
مشہور ہی نوع پنجم فصد کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ فصد بھی مثل فصد کے دو قسم پر ہی۔ اختیاری۔ اور
اضطراری۔ اختیاری کی دو قسم ہین ایک حفظ صحت کے لیے ہوتی ہی۔ دوسری دفع مرض
کے لیے جو کہ حالت صحت مین ہو اُس سے حفظ صحت مقصود ہوتا ہی عند الاطبا الیسی فصد ضروریات سے ہی
اسلیے کہ تناول اغذیہ سے ہر روز قدرے غلیظ تر ثفل معدہ اور اُسکے نواحی مین باقی رہتا ہی خصوصاً
اگر ریاضت نکیجاوے یا معدہ سرد تر ہو اور ظاہر ہی کہ مواد غلیظہ تھوڑا تھوڑا جمع ہو کر موجب
فساد عظیم ہو جاتا ہی۔ پس مناسب ہی کہ بدن مین کثرت مواد کی نہونے دیوین۔ اسی لیے بقراط نے

کہا ہے کہ ہر ایک ماہ میں دو روز متواتر قے کرنی ضرور ہے تاکہ تنقیہ معدہ کا ہوتا رہے۔ اور آپنے دعوی
کیا ہے کہ میں ایسے شخص کے حفظ صحت کا ضامن ہوں بشرطیکہ باقی تدابیر حفظ صحت کو مثل اغذیہ و
اطعمہ وغیرہ کی ملحوظ رکھا جاوے۔ اور چاہیے کہ قے کے لیے کوئی خاص تاریخ مقرر نکریں بلکہ ہر ایک
ماہ میں بلا لحاظ دورہ دو مرتبہ قے فرماویں تاکہ طبیعت تاریخ مقررہ کی معتاد نہو جاوے۔ اور
جو قے حالت مرض میں کیجاتی ہے اسکی دو قسم ہیں۔ اول یہ کہ قے سے صرف تنقیہ معدہ اور اسکے
حوالی کا کیا جاوے۔ دوم یہ کہ جذب مواد کا اماکن بعیدہ سے بھی منظور ہو قسم اول میں ادویہ قویہ
ہرگز ندیویں اور قے کرنے میں زور نہ لگاویں۔ لان الدواء القوی والالحاح فی القی یجذبان المواد الی المعدہ
وذلک لیس بمطلوب ہہنا۔ بلکہ بلغمی مزاج کو آب ترب یا آب شبت سکنجبین عسلی یا صرف شہد
ملاکر پلاویں اور قے کراویں اور صفراوی مزاج کو سکنجبین اور گلاب اور آب گرم سے قے کرادیں
اور قسم دوم میں ادویہ قویہ اور قے میں زور لگانا کچھ مضائقہ نہیں لیکن جب تک کام آسانی سے
نکلے ادویہ قویہ کی طرف توجہ نکریں مثل خربق اور جوز القی کے۔ اور وقت قے اختیاری کا موسم
صیف اور ربیع ہے خریف اور شتا نہیں اور قے اضطراری کے لیے مثل فصد اضطراری کے
کوئی وقت مقرر نہیں جب چاہیں آب نیمگرم اور نمک و دیگر ادویہ مناسبہ مزاج سے حسب حاجت
قے کریں اس جگہ کوئی شرط شروط مذکورہ سے نہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ جب قے کرنا منظور ہو۔ تو
لازم ہے کہ ایک روز پیشتر غذاے نرم کھاویں۔ اور اگر حرارت یا کوئی اور سبب مانع نہو تو روغن
خوشبودار بھی بدن پر ملیں اور بروز قے مونگ چاول روئیدہ کرکے پلاویں تھوڑی دیر کے بعد ادویہ
مقی حسب حاجت مادہ کے دے کر قے کراویں لیکن اشخاص مرطوب المزاج کو ضرورت غذاے نرم
اور روغن ملنے کی نہیں صرف ادویہ مقیہ پر کفایت کریں۔ اور جس شخص کو قے باسانی نہ آوے
تو اول تین روز تک حمام متواتر کراویں اور روغن ملیں اور شوربا ے چرب غذا کریں اور اغذیہ
مختلفہ خوب چبا کر نہ کھاویں اور بعد حمام کے خانہ گرم میں جاکر قے کریں۔ اور شرط خانہ گرم کی
اسوقت ہے جب ہواے سرد ہو۔ اور بحالت قے کے رومال شکم اور آنکھوں پر باندھ لیں اور
استادہ ہوکر سر فرو کرکے قے کرنا مناسب ہے کیونکہ یہ ہیئت اخلاط کو قعر معدہ سے بلاتی ہے
اور قے بھی باسانی ہوجاتی ہے۔ اور بعد قے کے اگر موسم گرما ہو اور قے کرنے والے کا مزاج بھی گرم ہو
تو سرد پانی سے منہ اور آنکھ دھوویں اور آب گرم اور سکنجبین قندی یا آب کامہ سے غرغرہ کریں
تا مواد متصاعدہ سے حلق کو پاک کرے اور شربت سیب یا عرق گلاب ملاکر نوش کریں۔ اور اگر

۵۱ دو روز کا ذکر [illegible]
۵۲ کیونکہ دوا قوی اور زور لگانا قے میں مواد کو معدہ کی طرف بلاتی ہیں [illegible]
۵۳ [illegible]
۵۴ [illegible]
۵۵ [illegible]

وقت او مزاج سرد ہو تو گرم پانی سے دھووین اور سکنجبین عسلی سے غرغرہ کرین۔ اور بعد غرغرہ کے
عود ایک مثقال اور مصطگی ایک درم آب سیب مین حل کر کے شکر ملا کر دیوین یا گلقند اور سکنجبین تھوڑی
مصطگی ملا کر دیوین۔ اور اگر بجائے مصطگی کے گلقند اور اطریفل صغیر دیوین تو بھی روا ہی۔ اور اگر قی سے
معدہ مین سوزش ہو تو شوربائے مرغ فربہ پلاوین۔ اور اگر استعمال مقیات سے اعراض ردیہ عارض ہوئی
مثل کرب اور قلق اور عرق اور انقطاع صورت وغیرہ کے تو ماء العسل نیم گرم پلاوین یا ادویہ مناسبہ سے
حقنہ کرین۔ اور جب تک بھوک صادق نہو ہرگز غذا نہ دیوین۔ اور وقت بھوک کے غذا سریع الہضم
مثل آب یخنی کے پلاوین۔ اور اگر قی سے ہچکی شروع ہو تو گرم پانی جرعہ جرعہ پلاوین۔ اور ایسے وقت
مین چھینک دلانا بھی مفید ہی۔ اگر سینہ اور پہلو مین درد شروع ہو تو روغن گل یا روغن بابونہ اور مانند
اسکے تیلین اور پانی گرم سے تکمید کرین۔ اور جن صاحبون کو ضعف دماغ یا کوئی مرض گرم مادی آنکھ اور
کان مین ہو یا سینہ اور حجب مین ورم ہو تو قی نہ کرین۔ اور بدستور اشخاص مذکورہ ذیل کو قی کرانا ممنوع
ہی۔ ضیق الصدر۔ ردی النفس۔ دقیق الرقبہ۔ صاحب ورم حلق۔ ضعیف المعدہ۔ جسیم مفرط
غیر معتاد القی۔ متعسر القی۔ کیونکہ انکو قی سے بہت تکلیف ہوگی۔ خصوصاً اگر ادویہ قویہ سے قی کرائی
جاوے۔ ہان اگر ضرورت ہو اور تدبیر سہل اور آسان سے قی ہو سکے تو کچھ مضائقہ نہین۔ اور
نیز حاملہ عورت کو قی کرانا مضر ہی لیکن جو قی حاملہ عورت کو خود بخود آتی ہو اسکو سوائے ضرورت کے
بند نہ کرین۔ اور اگر بہ نسبت زہر خوری کے قی کرانا منظور ہو تو دودھ مین روغن زرد ملا کر قی
کراوین۔ اور جو لوگ غذا کھا کر قی کرین تو انکے لیے باعتبار ساعات یومیہ کے وقت دوپہر بہتر ہی
اور جو لوگ نہار قی کرتے ہین انکے لیے پہر دن کے بعد مناسب ہی۔ اور غلبہ گرسنگی مین قی نہ کرین۔
اور جب کثرت قی کی خون کے ساتھ ہو تو اطراف کو مضبوط باندھین اور ضماد مقوی معدہ اور قابض
معدہ پر رکھین اور شیرہ خرفہ گل ارمنی شامل کر کے پلاوین اور طبع نرم کرین تاکہ جو خون معدہ اور
اسکے نواحی مین ہو خارج ہو جاوے۔ اگر خوف ہو کہ خون بیچ نواحی سینہ اور معدہ کے منعقد ہو تو سکنجبین
برف مین سرد کر کے جرعہ جرعہ دیوین۔ اور قی حفظ صحت کے لیے کئی جہت سے مفید ہی۔ اول
گرانی سر کی اس سے دفع ہوتی ہی۔ دوم روشنی آنکھ کے لیے مفید ہی۔ سوم تخمہ کے واسطے سودمند
ہی۔ چہارم جو مادہ معدہ پر گرتا ہی اسکا انسداد کرتی ہی۔ پنجم جو رطوبات ردیہ معدہ مین ہونگے
بسبب انکے خروج کے اشتہائے طعام زیادہ ہوتی ہی۔ ششم بدن کو مستحکم کرتی ہی اور باعث خروج
مادہ ردیہ کے سستی اور کاہلی دفع ہوتی ہی۔ اور قی امراض متذکرہ ذیل کے لیے بہت مفید ہی۔ استسقا

گردن پتلی
جسکو قی کی عادت نہو
جسکو قی آنی مشکل
ہیضہ ۱۲

صرع مادی - مالیخولیا - جذام - نقرس - عرق النسا - رعشہ - فالج - قروح کلیہ اور مثانہ تغیرات
یرقان - انتصاب النفس - قوبا - اور جملہ اعلال سفلی اور مادی - اور اکثر امراض علوی - اور
کثرت قی کی بشرکت معدہ اور سینہ اور کان اور دانت اور درد سر خرمن اور صرع دماغی - اور جو
بشرکت معدہ ہوم اور جگر اور ریہ اور عروق ہی - اور کبھی قی بحرانی ہوتی ہی بشرطیکہ ایام بحران
مین واقع ہو - اور علامات قی بحرانی کے یہ ہین کہ آنکھون کے آگے تاریکی ہوجاتی ہی اور منہ مین
کڑواہٹ اور فم معدہ مین درد ہوتا ہی - اور متلی کا ہونا اور منہ مین سے لعاب کا بہنا اور
نبض مین انضغاط ہوجانا اور ہونٹھ زیرین کا پھڑکنا اور خفقان سا ہونا اور رنگ چہرہ کا زرد ہونا اور
دل کا تڑپنا وغیرہ علامات قی بحرانی ہین - اور بیان تفصیلی ادویہ مقیہ اخلاط مفردہ اور مرکبہ کا اس
رسالہ کے منصب سے بعید تھا لہذا متروک ہوا ہی - اور علی ہذا القیاس ادویہ مانعہ قی صفراوی اور
بلغمی وغیرہ بیان نہین ہوئین - نوع ششم عرق کے بیان مین - یاد رکھو کہ عرق بھی ایک قسم
استفراغ ہی اور یہ فضلہ ہضم چہارم کا ہی - موجب اسکے تولید کا یہ ہی کہ غذا بجز آمیزش قدرے پانی اور
صفرا کے عروق مین نفوذ نہین کر سکتی - کیونکہ پانی سیلان غذا مین بدرقہ ہوتا ہی چنانچہ باب دوم مین
مذکور ہوا ہی اور صفرا قوت گرمی اور تیزی سے تنفیذ غذا کے عروق ضیقہ مین کرتا ہی پس
جب تک غذا اعضا تک پہونچ جاتی ہی پانی اس سے علیحدہ ہوکر اکثر تو مجاری بول کی طرف
سیلان کرتا ہی اور قدرے باقی ماندہ جلد کی طرف متوجہ ہوتا ہی پس اگر صرف پانی ہی تو بخار
ہوکر تحلیل ہوجاتا ہی اور اسکو ہم دیکھ نہین سکتے اور اگر پانی فضلہ سے آمیختہ ہوا ہی مگر زیادہ غلیظ
نہین ہوا تو اس سے عرق پیدا ہوتا ہی - اور اگر فضلات سے ملکر غلیظ ہوا ہی تو اس سے
میل بدن کا پیدا ہوتا ہی - اور اس سے چھ طرح پر استدلال کر سکتے ہین قسم اول قلت
اور کثرت کے بیان مین مخفی نہ رہے کہ اسباب کثرت عرق کے علی الاطلاق چھ ہین بعض
طبعی اور بعض غیر طبعی - اول یہ ہی کہ رطوبت بدن مین زیادہ ہوجاوے پس بنا بر زیادتی رطوبت
کے عرق پیدا ہو - دوم یہ کہ رطوبت رقیق ہوکر سیلان کرے - سوم یہ کہ اعضا پگھلین اور رقیق
ہوکر مسام کے راستہ باہر آوین - چہارم یہ کہ مسام اپنے مقدار طبعی سے وسیع تر ہوجاوین اسلیے
رطوبت زیادہ خارج ہون - پنجم یہ کہ قوت دافعہ قوی ہو اور رطوبت زیادہ کو دفع کرے ششم یہ کہ
ضعیف ہوجاوے اسلیے رطوبت افزون تر ہو - الغرض جو عرق دفعہ قوت دافعہ یا ریاضت
معتدلہ یا حرارت ہواے گرم سے کہ مفرط الحرارۃ نہو یا معتدل سے ہوگا وہ طبعی ہی یعنی ...

امراض پنجہ بحران سے کو واسطے ... ادویہ ... بحران کے دن ... پسینہ ... زیادہ حرارت والا

سفید بدن ہے اور اُسکے اسباب کو اسباب عرق طبعی کہا جاتا ہے - اور جو عرق اسکے برخلاف ہو وہ غیر طبعی ہے اور اُسکے اسباب کو اسباب عرق غیر طبعی کہتے ہین - اور اسباب قلت عرق کے علی الاطلاق چار ہین - اول قلت رطوبت - دوم غلظت یا خامی مادہ کی - سوم قبض مسام - چہارم ضعف دافعہ کا اور کمی عرق کی باوصف امتلا کے علامت بد ہے خصوصًا جسکا سبب ضعف دافعہ یا غلظت یا خامی مادہ کی ہو قسم دوم لون عرق کے بیان مین - زردی عرق کی نشان غلبہ صفرا کا ہے اور سفیدی دلیل غلبہ بلغم کی اور عرق چرکین اور غلیظ علامت سودا کی - اور عرق خون نابہ یا بسبب ضعف ماسکہ عروق یا بسبب فساد خون کے ہوگا قسم سوم رائحہ عرق کے بیان مین - چنانچہ حموضت رائحہ کی نشان بلغم حامض کا ہے اور تلخی اور تیزی اُسکی علامت اخلاط صفراوی کی اور بدبوے رائحہ کی دلیل عفونت اخلاط کی ہے - قسم چہارم طعم عرق کے بیان مین - حکم طعم کا مطابق حکم رائحہ کے ہے قسم پنجم گرمی اور سردی عرق کے بیان مین عرق سرد تپ مین علامت کثرت رطوبت خام کی ہے - پس اگر مرض حاد ہو تو عرق مذکور بہ نسبت مرض مزمن کے ردی تر ہوگا - اور عرق گرم تپ وغیرہ امراض مین بہ نسبت عرق سرد کے اسلم ہے قسم ششم قوام عرق کے بیان مین - عرق رقیق نشان رقت مادہ کا ہے اور غلیظ اور لزج نشان لزوجت اور غلظت مادہ کا ہے ایسا عرق نشان طول مرض ہے کیونکہ ایسے مادہ کے نضج کے لیے عرصہ دراز درکار ہے - اور کبھی عرق بحرانی بھی ہوتا ہے بشرطیکہ ایام بحران مین واقع ہو اور مادہ بہت تیز نہو اور علامات عرق بحرانی یہ ہین کہ نبض موجی بشدت ہوتی ہے - اور بدن پر ہاتھ رکھنے سے پسینا آتا ہے اور جلد سرخ ہو جاتی ہے اور زیادہ دبانے سے گرمی محسوس ہوتی ہے اور انتفاخ جلد اور بول نگین غلیظ اور کمی بول اور براز کی اور خواب مین حمام کرنا یا نہانا یا دریا مین پیرنا وغیرہ علامات عرق بحرانی ہین - نوع ہفتم رعاف کے بیان مین - واضح ہو کہ رعاف کو ہندی مین ناکسیر بولتے ہین یہ بھی استفراغ کا ایک قسم ہے گاہے خودبخود روان ہوتی ہے اور گاہے بوقت ضرورت قصدًا لائی جاتی ہے - جیسا کہ امراض دماغی مین - تدبیر اُسکی یہ ہے کہ اُس آلہ سے جو کہ اُسکے لیے مقرر ہے بیخ بینی کو خراش کرین - اور اگر کندش اور مومیخ اور فرفیون کوٹ کر زہرہ گاو سے گوندھکر فتیلہ بناوین اور ناک مین گھسائین تو خون فورًا روان ہوتا ہے - سوا اسکے کئی ایک تدبیرین مطولات مین مذکور ہین وہان دیکھ لین - اور چونکہ یہ امراض سر اور تپ مین ظاہر ہو تحقیق کرین کہ بحرانی ہے یا غیر بحرانی اگر بحرانی ہو بالکل بند نکرین مگر اگر خوف غشی کا ہو تو مضائقہ نہین - علامت رعاف بحرانی کی یہ ہے کہ آنکھون کے آگے خط سرخ روشن ظاہر ہون اور جگر یا تلی کی جانب مین تمدد ظاہر ہو اور منھ اور آنکھ اور ناک سرخ ہو جاوین اور دفعۃً آنکھ سے آنسو

مع ۱۲ سیس ۱۲ مع ۱۲ تیا ۱۲ مع ۱۲ تحتی ۱۲ بوبو ۱۲ تیز ۱۲ زیادہ سلامت ۱۲ پھولنا ۱۲

جاری ہوں اور ناک اندر سے کھجلاوے اور سر کے عروق مین تپک ظاہر ہو خصوصاً جب بیمار دموی مزاج اور بیمار جوان اور مادہ صفراوی زیادہ ہو اور نبض مین شہوق اور موجیت ہو اور حرکت انبساط مین عجلت ہو سو اسکے بحران رعافی مین مادہ مرض کا نہایت تیز اور رقیق ہوتا ہے۔ اور اگر رعاف بحرانی نہو تو حسب حاجت اسکا تدارک کرین چنانچہ بازو اور ران اور خصیتین اور ہر دو گوش اور پستان کو باندھنا اور پس سر اور شکم پر حجامت کرنا رعاف کو بند کرتا ہے۔ اور اگر دائین سوراخ سے خون جاری ہو تو جگر پر سنگی لگانا اور اگر بائین سوراخ سے خون ظاہر ہو تو طحال پر لگانا مفید ہے۔ اور جو دوا مجرب اور معمول حکما رو قت ہے وہ یہ ہے کہ قدرے کافور گدھے کی لید کے پانی مین حل کر کے ناک مین ٹپکاوین اور اگر قدرے افیون اضافہ کیا جاوے تو قوی تر ہوگا۔ اور ایسا ہی پشم شتر جلا کر ناک مین ناس لینا فوراً خون بند کرتا ہے۔ اور اگر ان تدبیرون سے فائدہ حاصل نہو اور خون غالب ہو تو فصد سر و لیوین خواہ تھوڑا تھوڑا۔ خواہ دفعۃً اور شربت عناب وغیرہ سے خون کو تغلیظ کرین اور غذا مسور اور بیج لیمون ملا کر کھلاوین کہ بغایت مغلظ خون ہے۔ باقی تدبیرین اسکی مطولات مین مطالعہ کرلین۔ نوع ہشتم حمام کے بیان مین۔ اور اسمین ایک تمہید اور چار فائدہ اور ایک تذییل ہے۔ تمہید شرائط عمدگی حمام اور اسکے مراتب وغیرہ کے بیان مین۔ مخفی نہ رہے کہ حمام مثل جماع کے مستفرغات معتادہ سے ہے۔ بہترین حمام وہ ہے کہ بنا اسکی قدیم ہو اور فضائے اسکی وسیع اور فراخ ہو اور ہوا اسکی خوش اور خرم ہو اور پانی اسکا شیرین ہو۔ اور گرمی آتش ان کی موافق مزاج وارد حمام ہو۔ قدامت بنا کی اسلیے شرط کی گئی ہے تاکہ چونہ کی بو اور ابخرہ ردیہ اس سے منقطع ہو جاوین۔ کیونکہ بخار چونہ کا مضر دل اور روح ہے اور علاوہ بران خشکی اور حدت حمام کی زیادہ کرتا ہے۔ اور نفع فراخی فضائے حمام یہ ہے کہ ہوا زیادہ اس جگہ ہو اور بسبب کثرت انفاس مستردہ (جو کہ فضلات قلوب سے مختلط ہوتے ہین) اور ابخرہ ردیہ کے (جو کہ ابدان میں سے منفصل ہوتے ہین) ہوائے حمام متغیر نہو اسلیے اگر ہوائے حمام تھوڑی ہوگی تو اسباب مذکورہ بالا سے جلد متغیر اور فاسد ہو جائیگی اور بذریعہ استنشاق کے دل کو ضرور ضرر پہونچائیگی۔ اور نفع طیب ہوا بھی مخفی نہین۔ اور مراد طیب ہوا سے یہ ہے کہ حمام کثیر الضوء ہو اور رائحہ کریہہ اور دھوین سے خالی ہو تاکہ مزاج دل کو فاسد نکرے کیونکہ جیسے رائحہ کریہہ ہوا کو خراب اور دل کو تکلیف دیتے ہین ویسے ہی اندھیرا بھی بسبب تکدر کے ہوا کو خراب کرتا ہے اور نفس کو بند اور دل کو ضرر پہونچاتا ہے۔ اور نفع شیرین پانی کا یہ ہے کہ ترطیب بدن موافق مدعا حاصل ہو اور یہ شیرین پانی سے حاصل ہوتی ہے۔ مگر یہ بھی واضح ہو کہ چونکہ اس جگہ ذکر حفظ صحت کا ہو رہا ہے اور مناسب امزجہ صحیحہ کے آب شیرین ہے لہذا اسی پر کفایت کی گئی ہے نہین تو معلوم ہے

بلندی بالجہد ہونا ۱۲ ناک سیر ۱۲ اور نزلہ ۱۲ غلیظ کرنے والا ۱۲ یعنی اون

کہ امراض ذی رطوبت میں مثل استسقا وغیرہ آب شور سے غسل کرنا اور آب شیرین سے پرہیز واجب ہے
اور اندازہ حرارت حمام کا مطابق مزاج ہر شخص کے مختلف ہوتا ہے اُسکی رعایت پر ضرور ہے کیونکہ
اشخاص بلغمی مزاج کو پانی بہت گرم چاہیے اور صفراوی مزاج کو تھوڑا گرم - اور یہ بھی لائق ہے کہ
حمام زیادہ گرم بھی ہو اور نہ نیمگرم کیونکہ زیادہ گرم پانی محلل رطوبات اور مرخی بدن ہے - اور نیمگرم عرق
کو جذب نہیں کرتا ہے حالانکہ غرض اصلی حمام سے یہی ہے بلکہ واجب ہے کہ حمام حرارت اور برودت میں
معتدل ہو جس سے زمان شائستہ میں بدن تشحم کرے اور حرارت لطیفہ حمام سے حاصل کرے اور
مزاج حمام کا گرم تر ہے کیونکہ ہوا اُسکی گرم اور پانی تر ہے پس حمام دو فائدہ مذکور سے مرکب ہے اور
حمام کو جونسا انمین سے زیادہ تر مطلوب ہو اُسی کو بہ نسبت دوسرے کے زیادہ تر ملحوظ رکھے مثلاً
جس شخص کو تسخین بدن ترطیب بدن سے زیادہ مطلوب ہو وہ شخص حمام میں بہ نسبت غسل کے
زیادہ بیٹھے جیسا صاحب استسقا اور ترہل اور تمام امراض باردہ میں کیا جاتا ہے کہ افراط عرق سے
رطوبات تحلیل ہو جاویں جسکو اسکا عکس مرغوب ہو وہ استعمال پانی کا زیادہ کرے جیسا اصحاب دق
میں کیا جاتا ہے تاکہ ترطیب بدن کی زیادہ ہو کذا قال القرشی فی کتابہ المسمی بالموجز ویؤیدہ ما قال
الشیخ فی القانون والآملی فی شرحہ من شاء فلیطالع ثمہ - چونکہ حمام اکثر تین خانون پر مشتمل
ہوتا ہے اور مزاج ہر خانہ کا بہ نسبت مزاج دوسرے خانہ کے مختلف ہوتا ہے - لہذا احکام
ہر ایک خانہ کے علیحدہ علیحدہ بیان کیے جاتے ہیں - یاد رکھنا چاہیے کہ مزاج خانہ اول کا سرد تر ہے
اور دوم کا گرم تر ہے - اور سوم کا گرم خشک - مگر یہ تینون خانہ سوا مسلخ کے ہونے چاہیے
(جو کہ کپڑے اُتارنے کی جگہ ہوتی ہے) اور کوئی تینون خانہ سے سرد محض نہیں ہوتا بخلاف
مسلخ کے کہ اکثر حرارت حمام سے خالی ہوتا ہے - اور خانہ اول کا کہ مسلخ کے متصل ہے چونکہ حرارت
اُسمیں بہ نسبت اور خانون کے کمتر ہوتی ہے لہذا اُسپر سردی کا اطلاق کرتے ہیں ورنہ شک نہیں
کہ مسلخ کے نسبت وہ بھی گرم ہے - اور مناسب ہے کہ ہر ایک خانہ میں ایسے پانی کا استعمال کیا جاوے
جو کہ اُسکے ہوا کے مشاکل اور مناسب ہو یعنی خانہ گرم میں سرد پانی کا استعمال نہ کیا جاوے اور نہ
اسکا برخلاف کیا جاوے کیونکہ بموجب ادراک منافی کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اسی لیے اطبا
نے اس باب میں تاکید شدید کی ہے کہ دخول حمام میں مسلخ سے بالتدریج ہونا چاہیے - اور طریق
اسکا یہ ہے کہ جب خانہ اول میں داخل ہو تو مناسب ہے کہ زمان شائستہ اُسمیں توقف کرے
تاکہ بدن کو کچھ حرارت حاصل ہو - اُسکے بعد خانہ دوسرے میں وارد ہو اُس جگہ بھی زمانہ متعد بہ دیر کرے

معدہ تیسرے خانہ مین داخل ہو لیکن اسمین زیادہ نہ ٹھہرے کہ باعث غشی اور کرب اور خفقان ہی - اور
جس شخص کو کسی عضو مین ورم یا تفرق اتصال ہو یا تپ عفنی سے (جسکا مادہ [illegible] نضیجہ ہی) مریض ہو اسکو
حمام مین داخل ہونا نہ چاہیے - اور چونکہ وقت دخول کے رعایت تدریج ضروریات سے ہی وقت خروج کے
زیادہ اس سے تاکید کرتے ہین - کیونکہ وقت خروج کے مسام کشادہ اور بدن نرم اور قوی ضعیف ہو جاتے ہین
پس اس حالت مین اگر رعایت تدریج نہ کیجاے اور دفعۃ آدمی باہر نکل آوے تو آفت عظیم سرد ہو گی اگر
یہ کہو کہ دلاک حمام کے دخول اور خروج مین بالکل رعایت تدریج نہین کرتے اور معہذا آفات سے بھی مامون ہین
تو جواب اسکا یہ ہی کہ وہ لوگ اس امر کے معتاد ہو رہے ہین اسلیے انکو ضرر نہین ہوتا پس ایسے لوگ بحث سے
خارج ہین - اور حمام حالت خلو معدہ مین ممنوع ہی کیونکہ بسبب تحلیل رطوبات کے بدن کو خشک کرتا ہی
اور حالت سیری مین حمام کرنا بدن کو فربہ کرتا ہی کیونکہ اعضا بباعث گرمی حمامی کے غذا کو بہت جذب
کرتے ہین مگر اس حالت مین حمام کرنا باعث احداث سدہ ہوتا ہی اسلیے کہ غذاے غیر منہضم منجذب ہوتی ہی
پس اولی یہ ہی کہ حمام حالت اعتدال مین کیا جاوے یعنی نہ خلو معدہ ہو نہ حالت سیری تاکہ آفت خلو اور امتلا
سے محفوظ رہین - اور اگر حالت سیری مین حمام کیا جاوے تو قبل استحمام سکنجبین سادہ یا بزوری جیسا مناسب
وقت ہو پلاوین - اور واجب ہی کہ حمام مین کھانے سے پرہیز کرین کیونکہ بباعث فراخی مجاری کے غذاے غیر منہضم
اقاصی اعضا تک جلدی نفوذ کر جائیگی لیکن اگر بعد استحمام قبل زوال حرارت ہواے حمامی کے غذا معتدل الحرارۃ
والبرودۃ کھائی جاوے تو بدن کو فربہ کرتی ہی اور سدہ کا بھی خوف نہین ہوتا - اور ایسا ہی بعد تمام ہضم
اول کے کیا جاوے وہ بھی مستحق بدن ہی - اور حد استحمام کی یہ ہی کہ جب تک حمام مین جلد موٹی ہوتی جاے
تب تک استحمام مین افراط نہین - اور جب بدن لاغر اور کرب اور اضطراب زیادہ ہونے لگے پس نشان افراط کا
جلدی وہان سے نکلے لیکن لازم ہی کہ جب حمام سے باہر آوین تو گرم کپڑون سے بدن کو ڈھانپین خصوصا
موسم سرما مین تو یہ امر نہایت ضروری ہی اسلیے کہ آدمی ہواے حمام سے جو کہ گرم ہی ہواے سرد کی طرف انتقال
کرتا ہی اور مسام اور مجاری حرارت حمام سے وسیع ہوتے ہین - اور حمام مین زیادہ بیٹھنا کئی ایک مضار کا
موجب ہی ازانجملہ چند یہان بھی لکھے جاتے ہین - چنانچہ کثرت جلوس سے انصباب فضول کا اعضاے ضعیفہ
کی طرف ہوتا ہی اور بدن ضعیف ہو جاتا ہی - اور اعصاب کے لیے مضر ہی اور حرارت غریزی کو تحلیل کرتا ہی
اور شہوت طعام اور باہ کو زائل کرتا ہی الا صورت اعتیاد مین کہ وہ خارج از بحث ہی بلکہ قطع نظر کثرت جلوس کے
نفس حمام بھی مضار مذکورہ کا موجب ہی اسی لیے یہ قول مشہور ہی لاخیر فی الحمام لیکن حق وہ ہی جو شیخ نے قانون
مین لکھا ہی جسکا خلاصہ یہان بھی تحریر کیا جاتا ہی کہ حمام آثار متضادہ سے مرکب ہی - اگرچہ بسبیل نہایت

واقع ہو تو لامحالہ مفید اور سودمند ہوگا لہذا اُسکو جملہ محافظات صحت اور مزیلات مرض سے شمار کیا گیا ہی
اور اگر ایسا نہو تو حمام بلاشک مضر ہی۔ اور چونکہ حق مراعات کمتر کیا جاتا ہی لہذا بعض اطبا نے علی الاطلاق
بقول مذکور حمام کی مذمت کی ہی اور اُسکی مباشرت سے عموماً منع کیا ہی۔ والاصل ما قلناہ۔ الغرض شیخ
نے لکھا ہی کہ حمام گرم بھی ہی اور سرد بھی۔ اور تر بھی ہی اور خشک بھی اور نافع بھی ہی اور ضار بھی۔ منافع
اُسکے یہ ہین کہ تنویم اور تنضیج اور جلا اور تحلیل اور جذب غذا بظاہر تن اور ازالہ اعیا اور حبس اسہال وغیرہ
کرتا ہی۔ اور مضار اُسکے یہ ہین کہ بشرط افراط ضعف قلب ہی اور غشی اور غثیان اور مواد ساکنہ کو
متحرک اور متعفن کرتا ہی۔ اور مواد کو قصبیہ اور اعضاء ضعیفہ کی طرف مائل کرتا ہی **فائدہ اول** اُن امور کے
بیان مین جو کہ استحمام کے متعلق ہین اور عمل اُنپر لازم ہی۔ اور یہ فائدہ کئی ایک قواعد پر مشتمل ہی
قاعدہ اول وقت استحمام مین جو شخص اپنی حفظ صحت کا خواہان ہو اُسپر لازم کہ بعد تمام ہضم معدے اور
کبدی کے حمام مین نہاوے مگر جو شخص کہ محروری مزاج ہو اور حالت خلو مین غلبہ صفرا سے خوف کرے
تو ایسے شخص کو لازم ہی کہ حمام سے اول قدرے غذاے لطیف کھاوے۔ اور ایسا ہی محروری مزاج کو
خانہ ثالث مین نہ آنا چاہیے مگر جس وقت گرمی اُسکی ملائم مزاج محروری کے ہو۔ اور عمدہ ترین غذا محروری
مزاج کو قبل استحمام یہ ہی کہ روٹی کو میوجات کے پانی مین تر کرکے کھاوین مخفی نہ رہے کہ جیسا کھانا
پینا حمام مین ممنوع ہی ویسا ہی بعد حمام کے بیشتر زوال حرارت حمامیہ کے بھی ممنوع ہی لیکن تحقیق یہ ہی
کہ اگر طعام شدید البرودۃ یا شدید الحرارۃ ہو تب ممنوع ہی والا جائز ہی جیسا ابھی بیان ہوا ہی علی الخصوص
اگر آب شدید البرودۃ یا شدید الحرارۃ ہو تو بالکل ناجائز ہی کیونکہ پانی جسقدر سرد تر یا گرم تر ہوگا
اُسی قدر مضر تر ہوگا ہان اگر پانی زیادہ سرد نہو بلکہ معتدل ہو اور بسبب غلبہ پیاس کے قدرے قدرے
پیا جاوے تو کچھ مضائقہ نہین بلکہ بعض محروری مزاجون کو باعث امن اور امان ہی۔ اسیلیے اطبا
نے لکھا ہی کہ محروری مزاج حمام مین دیر تک نہ بیٹھے تاکہ زیادہ پیاس نہ لگے اور موجب کرب اور
خفقان نہو کیونکہ پیاس سخت پر محروری مزاج کو صبر کرنا بہت مضر ہی۔ **قاعدہ دوم** اُن چیزون کے
بیان مین جو کہ میل بدن کو دور کرتی ہین از انجملہ برگ کنار اور خطمی اور صابون وغیرہ ہی کہ ہر ایک
شہر مین استعمال اُنکا مروج ہی۔ اور برگ کنار کو غسل کے پانی مین ڈالنا یا کوٹ کر پانی مین ملانا اور بدن
کو اُس سے ملنا میل کے دور کرنے مین خطمی سے قوی تر ہی۔ علاوہ بدن مانع سقوط موے اور مطول
اور مقوی ہی اور مزیل حرارت مو ہی خصوصاً اگر عصارہ چقندر سے ممزوج کرین تو افعال مذکورہ مین
قوی تر ہین۔ اور خطمی سے غسل کرنا مصدع ہی۔ اور صابون سے غسل کرنا اُن اشخاص کے موافق ہی

جنکے دماغ کے مزاج سرد و تر ہو اور رائب الیعنی جغرات یا چھاچھ ترش) انکے موافق ہی جنکا مزاج گرم ہو اور
آب جو اور آرد نخود بھی نافع اور ازالہ میل مین اشنع ہی قاعدہ سوم مالش کے بیان مین جو کہ اول اور
آخر حمام کے کیجاتی ہی مخفی نہ رہے کہ جن شخصون کا مزاج خشک اور جلد سخت ہو ایسے شخصون کو قبل غسل کے
مالش کرنی چاہیے تاکہ تفتیح مسامات اور کشادگی منافذ ہو جاوے اور نفوذ پانی کا باطن جلد مین بخوبی ہو سکے اور
ایسا ہی جنکے بدن مین میل زیادہ ہو انکے لیے بھی تقدم مالش کی ضروریات سے ہی اور جو کوئی شخص خشک مزاج
اور کثیر الوسخ نہو تو اسکے حق مین بعد غسل کے مالش بہتر ہی قاعدہ چہارم پانون کے جھامہ کرنے کے بیان مین
جاننا چاہیے کہ کھر کھرے جھامہ سے پانون تلوے ملنے سے (جیسا عوام الناس مین مروج ہی) کئی ایک فوائد حاصل
ہوتے ہین ایک یہ کہ میل پانون کی دور اور کراہت شکل کی رفع اور ماندگی اور تھکان دفع ہو جاتی ہی دوسرے یہ
اور تمام امراض سر کو نافع ہی کیونکہ پانون کی مالش سے مادہ اعلی سے اسفل کو جذب ہوتا ہی اسی لیے لکھا ہی کہ اگر
جذب مادہ بہت منظور ہو تو جھامین بہت کھر کھرے سے پانون کی مالش کرین ہان اگر کوئی شخص نازک بدن ہو تو ایسے
شخص کے جھامین نرم سے مالش کرین تاکہ پانون کو تکلیف نہو اور جو شخص رقیق المواد اور رقیق الجلد ہو اسکے لیے افضل
اوقات مالش پانون مین وقت دخول حمام ہی اور اسکے برخلاف کو عند الخروج مالش کرنی مناسب ہی قاعدہ پنجم
حمام مین سر اور بغل اور موے زہار مونڈنے کے بیان مین جب حمام مین آوین تو چاہیے کہ اول سر منڈاوین
کیونکہ بعد غسل کے باعث ملال اور ضعف طبیعت ہی اور بغل کو کھڑے ہو کر منڈوانا نہ چاہیے کہ بعض اوقات غشی
لاتا ہی خصوصاً اگر نورہ سے حلق کیا جاوے اور موے زہار کو استرہ سے مونڈنا بالخاصیت باہ کو افروختہ کرتا ہی
اور معظمات قضیب سے ہی چنانچہ جماع کے باب مین بیان ہو چکا ہی قاعدہ ششم حمام مین قی اور حجامت
کے بیان مین مخفی نہ رہے کہ بعض بلغمی مزاجون کو خصوصاً بہنگام سرما مین حمام مین قی ہو جاتی ہی پس
جب ایسا اتفاق ہو تو انسب یہ ہی کہ حمام سے باہر آکر کرین اور اگر حمام مین بضرورت آجاوے تو عند الخروج کرین
مگر حمام کے اندر حتی المقدور قی نفرماوین کیونکہ اغلب ہی کہ بسبب خلو معدہ کے صفرا غالب ہو کر معدہ پر گریگا
اور حجامت حمام بھی ردی ہی اگر بسبب غلظت خون محجوم کے ضروری ہو تو بعد غسل کے حجامت کرین
تاکہ مقصود بلا تکلف حاصل ہو تنبیہ حمام سے باہر آکر حسب تدبیر ذیل پانون کو دھونا چاہیے اگر آدمی
سرد مزاج ہو اور موسم سرما ہو تو گرم پانی سے دھوئین اور نہین تو سرد پانی کا استعمال کرین تاکہ مزاج
کی تعدیل کرے اور محرور مزاج کو بعد خروج حمام کے سر کو ملنا اور منھ کو دھونا سرد پانی سے لازم ہی
خصوصاً ایام گرما مین اور بدستور پینا شربت حماض اور شربت تفاح کا مع عرق گاوزبان اور گلاب کے
لائق تر ہی اور غذاے ترش مثل ریانیہ اور حصرمیہ کے کھانی مفید ہی انتباہ چونکہ یہ امر ثابت ہو چکا ہی

کہ استعمال آب گرم کا خانہ سرد حمام مین روا نہین حالانکہ کوئی خانہ حمام کا حرارت جزوی سے خالی
نہین ہوتا۔ پس غیر حمام مین کسی جگہ سرد مین خصوصاً جس جگہ ہواے سرد چلتی ہو گرم پانی سے غسل کرنا ہرگز جائز
نہین۔ جیسا عوام الناس مین مروج ہی ایسے مقام مین آب نیمگرم کا استعمال کرنا چاہیے تاکہ مسام کشادہ نہوویں
اور ہوا بدن مین تصرف نکرے مگر جہان تک ہوسکے محل محصور مستور مین غسل کرین خصوصاً وہ لوگ جنکا مزاج
ضعیف یا نازک ہو فائدۂ دوم آب سرد سے غسل کے بیان مین۔ واضح رہے کہ آب سرد سے غسل کرنا
کئی ایک شروط سے مشروط ہی اگر وہ شرطین موجود ہون تو نہاوین نہین تو خیر۔ اول یہ کہ غسل کرنے والا
جوان اور معتدل اللحم اور محروری مزاج ہو اور موسم سرما اور بدن فضول سے پاک ہو اور فوائد قیود ظاہر ہین
شرط ثانی یہ کہ نہانے والا تخمہ او قی اور اسہال اور بیداری اور نزلہ اور زکام وغیرہ امراض سے مریض نہو
اور شرط ثالث یہ کہ معدہ مغتسل کا ضعیف نہو۔ شرط رابع یہ کہ طعام ہضم ہوگیا ہو۔ شرط خامس یہ کہ غسل بعد
جماع یا کسی اور ریاضت متعبہ کے واقع نہو کیونکہ جماع وغیرہ محللات ابدان ہین اور سرد پانی اسکو مضر ہی
اور اطفال اور بوڑھون کو بھی بدستور آب سرد استعمال کرنا ممنوع ہی کیونکہ ابدان انکے ضعیف ہوتے ہین
فائدۂ سوم اس باب مین کہ بعد استعمال آب گرم کے آب سرد سے استعمال کیسا ہی تو جواب یہ ہی
کہ اس عمل سے جلد کو تقویت ہوتی ہی اور وہ حرارت عزیزی تحلیل ہونے سے بند ہوجاتی ہی جو
تحلیل ہونے پر مستعد ہی۔ اور چونکہ یہ عمل مقوی جلد ہی اسلیے صاحب خارش خشک اور تر کو نافع ہی
اور جلد کو سرخ اور بارونق کرتا ہی اور تمام آفات کو جلد پر آنے سے روکتا ہی مگر اسمین یہ شرط ہی کہ
پانی شدید البرودہ نہو بلکہ حرارت اور برودت مین معتدل ہونا چاہیے تاکہ ایک مخالف سے دوسرے مخالف
کی طرف دفعۃً انتقال نہو فائدۂ چہارم۔ اس بیان مین کہ ریاضت کے بعد آب سرد کا استعمال کیسا ہی
یہ عمل ہی بسبب تقویت جلد اور منع تحلیل حرارت عزیزی کے (اگر شرائط مذکورہ ذیل ملحوظ ہوویں) بدن
اور حرارت غریزی کو قوت دیتا ہی۔ شرط اول یہ ہی کہ مباشر عمل ہذا کا بغایت قوی اور محروری مزاج ہو
دوم یہ کہ ریاضت معتدل فی الکیف ہو۔ سوم یہ کہ وقت غسل کے بدن کو خفت مالش کیجاوے
تاکہ بدن کو مضبوط اور استوار کرے۔ اور سردی پانی کی باطن اعضا تک نفوذ نکرے۔ چہارم یہ کہ بعد
غسل کے پھر مالش کرین تاکہ تسخین لاحقہ تبرید سابقہ کا مقابلہ کرے اور بہتر پانی مستعمل (خواہ آب سرد
سے ہو خواہ آب گرم سے ہو) وہ ہی کہ تمام بدن پانی مین غرق ہو خصوصاً اگر بعد حمام یا ریاضت کے پانی
سرد سے غسل کرین تو چاہیے کہ آب مین نزول ہووے نہ یہ کہ لوٹہ وغیرہ سے بھر بھر کر سر اور بدن پر انصباب
کیا جاوے تاکہ غرض مطلوبہ مستوی حاصل ہو اور تفاوت نہو مگر مباشر اس امر کو توسع فی الغذا لازم ہی

کیونکہ اس عمل سے بسبب حرارت باطنی کے ہضم قوی ہو جاتا ہی اور کسی شراب کی بھی ضرورت ہی
تاکہ سخونت مین افراط نہو اور ایسا ہی اغذیہ اور ادویہ گرم سے پرہیز لازم ہی تذییل مسائل متفرقہ
غسل مین۔ یاد کرنے کے لائق ہی کہ سرد پانی مین نہانے سے گرم مین نہانا بہتر ہی۔ اور ہوا مین
سرد پانی سے نہانا خصوصاً مبرود المزاج کو مضر ہی۔ اور بلغمی مزاج کو کثرت غسل ممنوع ہی اور
مطلق غسل صاحب نزلہ اور سہال اور بچون اور ضعیفون کو نہ چاہیے خصوصاً سرد پانی سے تو بلا شبہ
مضر ہی۔ اور چشمون گرم پانی سے غسل کرنا جیسے چشمہ کبریتی اور چشمہ بورقی وغیرہ محلل فضول اور
دافع خارش ہی۔ اور نیز فالج اور رعشہ اور تشنج کے لیے سود مند ہی۔ اور عرق النسا اور
وجع مفاصل کے لیے بدستور مفید ہی۔ اور بہت دنون تک غسل نہ کرنا جلد کو کثیف کرتا ہی
اور اُسکی رونق اور جلا کھو دیتا ہی۔ اور جاڑون مین نسبت گرما کے قلت غسل واجب ہی
اور بعد جماع کے اگر غسل کیا جاوے تو مالش بدن کی ضروری ہی۔ اور غسل خواہ آب سرد ہو
خواہ آب گرم ضعف اعصاب ہی کیونکہ پانی سے جلد اور اعصاب ڈھیلے ہو جاتے ہین اور
سرد پانی سے اعصاب مین (جو کہ بالذات بارد ہین) سردی زیادہ ہو جاتی ہی۔ اسلیے اکثر
ہندوون کو ہمیشہ نہانے سے ایام جوانی کے بعد علامات ضعف اعصاب اور گردہ کے ظاہر
ہوتے ہین اور ضعف باہ کے ہمیشہ شاکی رہا کرتے ہین۔ اگرچہ سن شباب مین بسبب گرمی مزاج کے
نقصان کم ہوتا ہی اور بعضے ہنود ایک روز مین کئی بار غسل کرتے ہین حتی کہ بعد فراغت پاخانہ کے بھی
نہاتے ہین یہ غسل اُنکے حق مین طباً بہت ہی مضر ہی نوع نہم نفث کے بیان مین۔ واضح ہو کہ نفث
اصطلاح اطبا مین وہ رطوبت ہی کہ قصبۂ ریہ سے بسبب کھانسی کے باہر نکلے۔ اور عرف عام مین وہ
رطوبت ہی کہ منہ سے خارج ہو خواہ سرفہ سے خواہ تھوکنے سے خواہ معدہ سے خواہ دماغ سے بہر صورت
نفث بھی ایک نوع کا استفراغ ہی اور امراض سینہ مین نضج اور عدم نضج مواد پر اُس سے استدلال
کرتے ہین۔ اور استدلال اُس سے سات طرح پر ہو سکتی ہی قسم اول قلت اور کثرت نفث مین
کثرت اُسکی دلیل نضج مادہ اور انتہاء مرض ہی بشرطیکہ قوام اور رنگ وغیرہ مین بھی محمود ہو۔ اور قلت اُسکی
علامت خامی مادہ کی ہی۔ اور جب تھوڑے تھوڑے نفث آنے شروع ہون تو دلیل ابتداے نضج اور تزاید
مرض کی ہی۔ اور اعتدال اُسکا نشان نضج اکثر مواد کا ہی۔ اور نفث امراض ریہ و ماتیعلق بہا مین نشان
سوء مزاج ساذج یا خامی مادہ یا کمزوری طبیعت کا ہی قسم دوم رنگ نفث مین سفیدی اُسکی علامت خامی مادہ
یا نزلۂ بلغمی کی ہی۔ اور سرخی اُسکی نشان غلبۂ خون کا ہی یا ٹوٹ جانے رگ پر حوالی ریہ اور حنجرہ اور آلات تنفس مین دال ہی

اور آلودگی نفث سفید کی سرخی سے علامت سل کی ہے بشرطیکہ اور علامات بھی موجود ہوں۔ اور
زردی اسکی علامت نزلہ صفراوی کی ہے اور سیاہی اسکی نشان احتراق نفث یا برودت مفرط یا بطلان حرارت
غریزی کا ہے۔ اور سیاہی اسکی مثل سبزی کے ہے قسم سوم رائحہ نفث میں بدبو اسکی علامت عفونت
کی ہے۔ اور بودار نہونا دلیل عدم عفونت کی ہے۔ اور ترشی رائحہ کی علامت برودت کی ہے قسم چہارم
مزہ نفث میں۔ شیرینی اسکی نشان غلبہ خون یا بلغم معتدل طبعی کا ہے پس اگر رنگ سرخ ہے تو نفث دموی ہے
اور اگر سفید ہو تو بلغمی ہے۔ اور پھیکا پن اسکی نشان بلغم معتدل کا ہے اور شوری اوسکی دلیل اسپر ہے کہ حرارت
نے رطوبت میں اثر کیا ہے لیکن غلبہ رطوبت کا ہے اور زیادہ شور ہونا علامت غلبہ حرارت کی ہے
اور ترشی اسکی علامت برودت کی ہے اور ناخوشی مزہ کی نشان عفونت کا ہے قسم پنجم قوام میں رقت
اسکی نشان خامی مادہ کا ہے اور گاہے دلیل نضج مواد کے ہوتی ہے۔ اور غلظت مادہ کی علامت خامی مادہ
کی اور دلیل تعسر نضج کی ہے۔ اور اعتدال اسکا دلیل نضج تام کی ہے قسم ششم ہیئت نفث میں
استدارات اسکے غلظت مادہ اور حرارت ریہ کی علامت ہے۔ اور بقراط نے لکھا ہے کہ نفث خام مسکوب
نہو علامت ذبول کی ہے۔ اور وہی کہتا ہے بہت دفعہ دیکھا گیا ہے کہ بعد نفث مستدیر کے نوبت سل تک
پہونچگئی ہے۔ اور اسی نے کہا ہے کہ جب نفث مستدیر ظاہر ہوا اور قدرے علامات اختلاط عقل بھی موجود
ہوں تو اختلاط عقل جلدی ظاہر ہوگا قسم ہفتم۔ وقت نفث اور سہولت اور عسر میں۔ جبکہ نزلہ
اور ذات الجنب اور ذات الریہ وغیرہ نفث جلدی نمودار ہو اور آسانی سے باہر نکلے تو علامت
سلامت اور قوت طبع اور جلد دور ہوجانے مرض کی ہے۔ اور دیری اور دشواری اسکی نشان
خامی مادہ اور کمزوری طبیعت اور درازی مرض ہے فائدہ نفث اور بزاق میں یہ فرق ہے کہ نفث
رطوبت پختہ کا نام ہے جو کہ امراض ذات الجنب اور ذات الریہ وغیرہ امراض صدریہ میں کھانسی سے
باہر آتی ہے اور بزاق اس رطوبت کا نام ہے کہ خام ہو۔ نفث محمود وہ ہے کہ سپید اور ہموار اور
پختہ اور معتدل القوام ہو اور اسمیں کسی طرح کی بو نہو اور بغیر کھانسی زیادہ کے خارج ہو اور ابتدائے
مرض سے بعید العہد نہو۔ اور نفث مذموم وہ ہے کہ خام اور رقیق اور ناہموار ہو اور بہت کھانسنے
سے خارج ہو اور رنگ سیاہ یا کبود یا زرد ہو اور بو اسکی ناخوش ہو۔ اور لعاب دہن کہ منھ اور زبان
اور تالو سے آتا ہے دماغ اور آنکھ اور کان اور حلق اور حنجرہ اور فم معدہ کے لیے بہت مفید ہے خصوصاً
موسم جاڑے میں۔ اور مرطوب المزاج کو غرغرہ آبکامہ اور سرکہ اور خردل اور عاقرقرحا اور مویز اور
صعتر اور ایارج فیقرا سے منفرداً یا مجموعاً حمام یا کسی جگہ گرم میں فائدہ تمام دیتا ہے اور کبھی نفث امراض

۱ جلنا ۱۲
۲ پاؤلیکہ ... ۱۲
۳ شیریں ... ۱۲
۴ بدبو ۱۲
۵ تصیبنی ۱۲
۶ صورت ۱۲
۷ لاغری
۸ نچوڑ کی آواز ۱۲
۹ آسانی
۱۰ مشکل ہونا ۱۲
۱۱ سینہ ۱۲
۱۲ منھ ۱۲
۱۳ معدہ
۱۴ منفرد یا بغیر ملا کر ۱۲

[illegible] بحرانی ہوتا ہی بشرطیکہ ایام بحران مین واقع ہووے نوع دہم [illegible] کے بیان مین - واضح
[illegible] کہ بخود وہ رطوبت ہی جو کہ ناک سے خارج ہوتی ہی یہ بھی استفراغ کا ایک قسم ہی کہ امراض دماغی پہ
[illegible] استدلال کیجاتی ہی مثل صرع اور سکتہ وغیرہ کے اور سوا امراض مذکورہ کا اس سے خارج ہوتا ہی
[illegible] ہونہ اور پیپ وغیرہ [illegible] کا ایسا اور خراب سفید اور فاقل اور صبر گد سکر سونگھنا چھینک اور رطوبت
[illegible] بہت لاتا ہی - اور ایسا ہی اگر سرکہ اور شراب کو ملا کر [illegible] چھینکین اور اسکا بخار لیوین تو
[illegible] بہت [illegible] ہی - اور کبھی [illegible] بہت مثل [illegible] کانون سے بحرانی ہوتی ہی جیسے امراض سر
مین [illegible] ایسا اتفاق ہوجاتا ہی نوع یازدہم خراجات مین خراج اُس ورم کو کہتے ہین کہ [illegible]
[illegible] کہ خراجات بھی ایک قسم کا استفراغ ہی بعض اوقات خود بخود [illegible] داخلی
یا خارجی [illegible] دنبل ہوجاتے ہین - اور اکثر اوقات بحرانی ہوتے ہین چنانچہ [illegible] مرض مزمن
[illegible] ساتھ علامات جیدہ کے علامت بحران خراجی کی ہی - اور ایسا ہی جو مرض [illegible] دن
بحران ظاہری کے صحت کی طرف رجوع کرے بلکہ بسبب اسکے کہ مادہ کسی اور طرف مائل ہوجاوے [illegible]
کنپٹیون کی رگین یکایک پھول جاوین اور ضربان کرین اور بشرہ کا رنگ افسردہ ہوجاوے اور نفس مین
تواتر اور خشک کھانسی ظاہر ہو تو علامت خراج مفاصل کی ہی - یا اس عضو مین خراج ہو [illegible] مین
عرق زیادہ آتا ہی - اور جب [illegible] اعضا [illegible] مین اگر درار بول [illegible] یا اسہال [illegible] واقع ہو
اور [illegible] طول کھینچے تو [illegible] خراج [illegible] کے نیچے گوشت نرم مین یا مفاصل مین [illegible]
[illegible] - اور دیر [illegible] کانون کا [illegible] ہونا اور مریض کا بیٹھنا [illegible] دن سے [illegible]
بحران خراجی کی دلیل [illegible] جہان درد ہو وہین پہ خراج ہونے کا [illegible] اور کبھی [illegible] علامات
[illegible] اور بول غلیظ کا واقع ہوتا ہی اور مادہ کا خراج کا دافع ہوتا ہی الا اگر کثرت [illegible]
[illegible] اور جو حمیات کہ لرزہ سے آتے ہین اور پسینا اگر آتے جاتے ہین اگر کثرت [illegible]
[illegible] سے انمین بالکل خطر نہین ہی - فائدہ خراج امراض مزمن مین اکثر اسفل مین پڑتا ہی اور مرض
حاد مین اوپر کے اعضا مین اور مرض متوسط مین دونون جانب برابر ہین - [illegible] سرسام
بلغمی مین خراج بحرانی کان کے نیچے جڑ مین ہوتا ہی - اور ذات الریہ کا بحران خراج مفاصل کے
ساتھ ہوتا ہی - تنبیہ - بعض علامات سے خراج کی بھلائی اور برائی پہ استدلال کرسکتے ہین
چنانچہ خراج کا ظاہر ہوکر غائب ہوجانا دلالت کرتا ہی عود مرض پر زیادہ اول سے یا کہ مادہ
مفاصل کی جانب یا اُن اعضا کی طرف جو ضعیف الخلقت ہین یا جنمین درد اور الم ہو یا وہ بستر راجع

وہ ہی جسمین اصل مرض مین خفت اور آرام حاصل ہوا۔ بعد نضج کے ہو اور خوارج بدن [illegible]
اس سے غلبہ طبیعت کا دفع مواد پر مفہوم ہوتا ہے۔ اور اورام زدہ بہ نسبت اورام [illegible]
ایسا ہی ہوا اگر بیرون بدن اور غیر عضو شریف مین واقع ہون اور اس عضو مین کہ مادہ اسمین [illegible]
ورنہ خوف پلٹ جانے مادہ باقی کا رہتا ہے۔ اور اورام لینہ مین اگرچہ باقی رہے [illegible]
مین پکجاتے ہین اور جو مادہ مین خود حرارت ہو تو بیس پچیس دن مین ۔ تب مادہ مین [illegible]
ظاہر ہوتا ہے اور ان اورام سے بخار کا ہو جانا اگرچہ بد ہے لیکن اس سے کمتر ہے [illegible]
جو مین واقع ہونا اور نہ پکنا اور نہ استفراغ ہونا بعد اسکے ردی ہے ۔ اور خراج کا نضج پانا [illegible]
اخلاط غیر نضیج ہون اچھا نہین بلکہ اکثر مہلک ہوتا ہے ۔ یہان تک اسباب ضروریہ جنسین بیان
ہوئی ہین اگرچہ انواع اسکے ضروری نہون ۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اسباب مذکورہ [illegible]
ضروری ہے نہ یہ کہ تمام انواع یا اصناف اسکے ضروری ہین مثلاً حاجت طرف جنس غذا کے تو ضروری ہے
لیکن ہونا اسکا روٹی یا گوشت ضروری نہین اور ایسا ہی حاجت ہوا کی استنشاق کے لیے ضروری ہے
لیکن یہ بات کہ ہوا اقلیم معین اور ناحیہ مقررہ کی ہو یہ امر غیر ضروری ہے ۔ وہکذا فی جمیع الاسباب
الضروریۃ المذکورۃ ۔ اب خاتمہ مین اسباب غیر ضروری کے اقسام لکھے جاتے ہین [illegible]
کی بھی حاجت ہے بقول شیخ مصرعہ ضد بیین نشود جز بہ ضد ۔ خاتمہ اسباب غیر ضروری کے [illegible] مین
اور اسمین دو فصلین ہین فصل اول ان اسباب کے بیان مین جو کہ ستہ ضروریہ سے [illegible] ہین
اسکی پانچ قسمین ہین ۔ اسنان ۔ اجناس ۔ عادات ۔ صناعات ۔ واردات خارجیہ ۔ اسنان ان
امور سے ہین کہ انکی بدن انسان مین تاثیر زیادہ ہے چنانچہ بعض اشخاص ایک سن مین [illegible]
جب دوسرے سن کی طرف انتقال کرتے ہین تو قوی ہو جاتے ہین ۔ اور عکس اسکا بھی واقع ہوتا ہے
جیسے محروری مزاج [illegible] سن شباب مین ضعف ہوتا ہے اور سن کہولت مین قوی ہو جاتا ہے اور
مبرودی مزاج کا حال اسکے بخلاف ہوتا ہے یعنی سن شباب مین قوی اور سن کہولت مین ضعیف
ہوتا ہے ۔ اور درجات سن کے قول مشہور چار ہین ۔ اول سن نمو یعنی سن بڑھنے کا اسکو سن حداثت
بھی کہتے ہین اور اسکے پانچ درجے ہین ۔ اول سن طفولیت اور یہ وہ زمانہ ہے کہ جسمین بچہ کو استعداد حرکت
کی نہین ہوتی ۔ ابتدا سن نمو کا اسی درجہ سے ہوتا ہے ۔ دوم سن صبی یہ وہ ایام ہین کہ بعد [illegible]
اور قبل تصلب اعضا کے ہوتے ہین ۔ سوم سن ترعرع ہے وہ بعد تصلب اعضا اور قبل سن مراہقہ
کے [illegible] ہے ۔ چہارم سن غلامیہ ہے اسکو سن رہاق بھی کہتے ہین اس سن مین داڑھی کا آغاز ہوتا ہے

اور یہہ وقت بلوغ کا ہوتا ہی پنجم سن نمی اس سن کے بعد نمو موقوف ہو جاتا ہی اور قریب تنتیس سال تک
یہہ سن ختم ہو جاتا ہی کہ مبدء سن شباب کا ہوتا ہی - دوسرا سن شباب یعنی سن جوانی کا اور اسکو وقوف
بھی کہتے ہین اور یہہ سن بعد گذرنے سن نمو کے قریب چالیس تک ہوتا ہی - اور حرارت اور رطوبت
بچون اور جوانون کی نزدیک افلاطون اور جالینوس کے کمیت یعنی مقدار مین مساوی ہی لیکن بچون
مین بسبب کثرت رطوبت کے حرارت شدید نہین ہوتی - اور جوانون مین باعث قلت رطوبت کے
شدید اور حاد ہوتی ہی - چنانچہ اگر لکڑی تر اور خشک کو علیحدہ علیحدہ جلایا جاوے اور آگ متساوی
فی الکمیۃ اور مختلف فی الکیفیۃ ہو تو یہہ بات بخوبی واضح ہو جاویگی یعنی خشک لکڑی کی حرارت تیز اور
تر کی ضعیف ہوگی - مع کون حرارتہما متساویۃ فی الکمیۃ بالفرض المذکور - تیسرا کہولت ہی اور اسکو
سن انحطاط بھی کہتے ہین لیکن اسمین قوت باقی رہتی ہی یہہ سن انقضاء سن وقوف کے بعد قریب ساٹھ
برس تک ہوتا ہی اسمین حرارت نقصان قبول کرتی ہی اور یبوست زیادہ ہو جاتی ہی - چوتھا شیخوخت
ہی اسکو بھی سن انحطاط کہتے ہین لیکن اسمین قوی مین ضعف ظاہر ہوتا ہی یہہ سن انقضاء سن کہولت
سے آخر عمر تک ہوتا ہی اور اسمین رطوبت غریبہ غالب ہوتی ہی - فائدہ واضح ہو کہ یہہ جسقدر بیان
اسنان کے بیان کیا گیا ہی باعتبار اغلب افراد انسان اور مساکن کثیر العمارۃ کے ہی مثل
اقلیم رابع اور خامس کے - ورنہ بلحاظ بعض مواضع اور بلدان کے اسنان انسان کے متفاوت
ہوتے ہین چنانچہ شیخ نے لکھا ہی کہ حبشہ اور زنگبار مین تمام اسنان تیس سے چالیس برس تک
ختم ہو جاتے ہین - اور تفصیل بابت اسنان کے باعتبار اغلب افراد انسان کے یہہ ہی کہ سن نمو
چار اسبوع پر ختم ہوتا ہی ہر ایک اسبوع سات سات برس کا ہوتا ہی - اور ہر ایک سابوع مین
انسان کے لیے ایک طرح کا کمال حاصل ہوتا ہی - چنانچہ سابوع اول گذرتا ہی یعنی بچہ سات برس کا
ہوتا ہی تو اعضا اسکے قدرے سخت ہو جاتے ہین اور اسکے افعال مین قدرے قوت حاصل ہوتی ہی
اور اسکے دانت سست اور ضعیف قوی دانتون سے بدل جاتے ہین اسی کمال کے لیے آنحضرت
نے فرمایا ہی - علموا الصبیان الصلوۃ وہم ابناء سبع - اور جب سابوع دوسرا ختم ہوتا ہی یعنی بچہ کی
عمر چودہ سال کی ہوتی ہی پس اسکے اعضا بہ نسبت سابوع اول کے زیادہ مضبوط ہو جاتے ہین
اسی لیے بچہ مین آثار بلوغ کے ظاہر ہو جاتے ہین اور لڑکی کو حیض آجاتا ہی اور پستان بھی
برآمد ہوتی ہین اور مادہ زرع کا یعنی منی دونون مین اسی وقت پیدا ہوتی ہی - اور
عند الجمہور علامات بلوغ کے کئی ہین از انجملہ ارنبہ یعنی ناک کی ہڈی ظاہر ہو جاتی ہی اور چہرہ

بھی برآمد ہوتا ہی اور بہ نسبت سابق آواز غلیظ اور ثقیل ہو جاتی ہی اور بو بغل کی تغیر ہو جاتی ہی اور
احتلام بھی ہونے لگتا ہی۔ اور جب سابوع تیسرا ختم ہوتا ہی یعنی اکیس سال کی ہوتی ہی تو تمیز انسان
کو کمال قوی تر حاصل ہوتا ہی اسی لیے اس سابوع مین داڑھی آجاتی ہی اور عزت اور وقار بھی حاصل ہوتا
اور جب سابوع چوتھے کا ختم ہوتا ہی یعنی عمر اٹھائیس برس کی ہوتی ہی پس اسوقت فعل قوت نامیہ کا
بند ہو جاتا ہی۔ مگر یہ حکم کلی نہین کیونکہ گاہے گاہے اس سے کم زیادہ مین بھی یہ امر صادر ہوتا ہی مگر
غالب یہ ہی کہ سن نمو تیس برس تک رہتا ہی۔ اور سن وقوف کا یہ حال ہی کہ اگر سن نمو چار سابوع
کامل مین ختم ہو جاوے تو سن وقوف اسکے بعد ایک سابوع مین ختم ہو جاتا ہی یعنی پینتیس ۳۵ سال تک
سن وقوف اختتام پاتا ہی وہذا اکثری الوجود اور اگر سن نمو چار سابوع سے چند برس زیادہ ہو جاوے
اور زیادتی اسکی غالباً تینتیس سال تک ہوتی ہی تو اسکے بھی بعد سن وقوف ایک سابوع تک ختم ہوتا ہی
یعنی چالیس برس تک پورا ہو جاتا ہی وہذا اقلی الوجود۔ پس اسوقت افعال طبعی قدرے ساکن
ہو جاتے ہین اور افعال نفسی قوی۔ اور سن کہولت تقریباً تین سابوع مین ختم ہوتا ہی پس انسان
جب سن کہولت سے تجاوز کرتا ہی تو گاہے گاہے افعال صادرہ مین خلل کرتا ہی اور اسکے بعد زمان
قلیلہ مین مر جاتا ہی اسی لیے اغلب ساٹھ برس کے بعد موت ہو جاتی ہی۔ چنانچہ آنحضرت نے
بھی اسکی خبر دی ہی اکثر اعمار امتی ما بین الستین والسبعین۔ باقی رہا سن شیخوخت کا پس بعض
اطبا کا یہ قول ہی کہ اکثر اسکے ساٹھ برس ہین کیونکہ سن کمال سے کہ چالیس سال تک ہی
سن نقصان (یعنی سن کہولت اور شیخوخت) دو گنا ہونا چاہیے پس مجموع ایک سو بیس برس ہوے
اور باشندگان وسط معمورہ مین اکثر انسانون کی عمر اسی قدر مشاہدہ کی گئی ہی لیکن حق یہ ہی کہ جو
موت کا بیشتر مقدار اکثر عمر سے بتجربہ اور ثبوت ثابت ہو چکا ہی۔ اور اہل نجوم کے نزدیک مقدار
مذکورہ سے بھی زیادتی عمر کی ممکن ہی۔ چنانچہ حکیم ابوریحان نے حکیم ماشاءاللہ سے حکایت کی ہی
اسنے لکھا ہی کہ ممکن ہی کوئی انسان نوسو ساٹھ برس تک زندہ رہے۔ وہو القران الاعظم عند
بین الزحل والمشتری۔ اور کتب آسمانی مین بھی اسکی تائید آگئی ہی کہ زمانہ گذشتہ مین کئی ایک قوم مین
ایسی گذری ہین جنکی عمرین بہت طویل تھین اور ساڑھے نوسو برس عمر حضرت نوح کی تو مشہور
اور معروف ہی۔ اور اجناس بھی اسباب المختلفہ سے ہین چنانچہ مزاج ذکور کی حرارت اور یبوست
کی طرف مائل ہوتی ہی۔ اور مزاج اناث کے برودت اور رطوبت کی طرف راغب ہوتی ہی مگر یہ بھی
باعتبار اغلب افراد کے تصور کرنا چاہیے یہ نہین کہ تمام ذکور بہ نسبت تمام اناث کے یہی مزاج رکھتے ہون

اور صناعات یعنی پیشہ - ہر ایک قسم اُسکا کسی امر کا موجب ہوتا ہی مثلاً جو پیشہ کہ مباشر اور مجاور پانی کے
ہو جیسے قصارت یعنی دھوبی پن - یا سقاے وغیرہ موجب ترطیب بدن ہوگا - اور جو پیشہ مجاور اور
قریب آگ کے ہو جیسے حدادی یعنی لوہارپن یا طباخی یعنی بھٹیارا پن - یا بھٹیارپن موجب تسخین اور تجفیف ہوگا
اور اکثر اُسکا بسبب کثرت تحلیل کے باعث تبرید ہوگا - اور جو پیشہ مجاور مٹی کے ہو موجب یبوست
ہوگا جیسے کشاورزی اور معماری اور کمہارپن وغیرہ - اور عادات منجملہ اُن امور سے ہین کہ بشرط درازی
زمان کے مزاج طبعی کو اُسکے غیر کی طرف تغیر کرتے ہین اور اُنکو دفعۃً ترک کرنا موجب تغیر مزاج حاصلہ کا ہے
اور رعایت اُنکی حفظ صحت اور استقامت مزاج کا باعث ہی - پس جس شخص کے لیے کوئی عادت
مذمومہ منافی حفظ صحت ہو مثلاً اُسنے کوئی ایسی عادت کر رکھی ہی کہ اُس سے مواد فاسدہ بدن مین
جمع ہوتے ہین تو مناسب ہی کہ اُسکو دفعۃً ترک نہ کیا جاوے تاکہ موجب تغیر اور ضرر مزاج نہو لیکن بتدریج
اُسکو ترک کرین اسی واسطے کہا گیا ہی العادۃ طبیعۃ خامسۃ - اور تغیر مزاج کا بسبب عادت کے دو قسم پر ہے
یا بسبب تدبیر کے ہوگا - یا سن جبلیۃ ہوگا - پس جو تغیر تدبیر کی رو سے ہوگا اُسکی صورت یہ ہی
جیسے کوئی آدمی بالطبع لاغر بدن ہو اور راحت اور قلت ریاضت اور سکون کو لازم جانے اسلیے
بدن اُسکا فربہ ہو جائیگا اور برودت اور رطوبت اُسمین زیادہ ہو جائیگی اور وہ بدن موٹا پا
ظاہر ہوتا جائیگا - اور ایسا ہی کبھی انسان بالطبع فربہ بدن ہوتا ہی پس بسبب کثرت ریاضت کے
اور تعب اور تقلیل غذا کے دبلا ہو جاتا ہی - اور ایسا ہی جب اُسکو کسی نوع کے ہموم اور غموم
لاحق ہوتے ہین اسلیے رطوبات تحلیل ہو جاتے ہین اور اعضا مین سخونت اور یبوست عارض ہوتی
پس بدن لاغر ہو جاتا ہی - اور ایسا ہی جو آدمی دھوپ مین دیر تک رہے اور ہوا گرم سے اکثر ملاقات
کرے وہ بھی لاغر ہو جائیگا اور رنگ اُسکا سیاہی مائل اور مزاج اُسکا حرارت اور یبوست کی طرف
متغیر ہو جائیگا پس طبیب پر واجب ہی کہ امور مذکورہ مین خیال رکھے کہ مزاج انسان کا طبعی ہے
یا عادت سے حاصل ہوئی ہی مثلاً جو شخص موٹا ہو دیکھنا چاہیے کہ اگر اُسکے بدن مین بو نہو
اور عروق اُسکے واسع اور فراخ نہون پس وہ موٹا پا طبعی ہی اور جسکے بدن سے بو آتی ہو اور
گھی وغیرہ اُسپر زیادہ چھٹتی ہون اور عروق اُسکے واسع ہون پس مزاج اُسکا حار ہی اور
موٹاپا بسبب عادت کے حاصل ہوا ہی - اور مثل اسکے دبلا پا بھی مثلاً اگر بدن لاغر ہو اور عروق
تنگ ہون اور جلد خشک اور بے بو ہو اور رنگ سیاہی کی طرف مائل ہو پس ایسی لاغری اور
یبوست بسبب استعمال اشیاے مسخنہ اور مشقت کی عادت سے حاصل ہوئی ہی اور اگر عروق

عادت طبیعت پانچوین ہے

اُسکے واسع اور فراخ ہون اور بال بدن پر بہت ہون اور گوشت وغیرہ اُسپر بہت سخت ہون تو ایسی لاغری طبعی ہوگی۔ اور تغیر مزاج کا ماہیت کی جہت سے کسی قسم کے پیشہ اور صناعت سے حاصل ہوتا ہے چنانچہ بعض صناعات ایسے ہین کہ مزاج انسان کو ضد کی طرف بدل دیتے ہین پس یہ تغیر کبھی قسم حرارت اور یبوست کی طرف ہوگا مثل پیشہ آہنگرون اور شیشہ گرون کے اور دیگر صناعات آتشیہ کے جو آگ کے مجاور ہون۔ اور یا حرارت اور رطوبت کی طرف ہوگا مثل خدام حمام کے۔ اور یا برودت اور رطوبت کی طرف ہوگا مثل ماہی گیرون اور ملاحون اور دھوبیون کے۔ اور یا برودت اور یبوست کی طرف ہوگا مثل زمینداروں اور شکاریون حیوانات اور جانورون کے و ماشاکل ذالک۔ اور واردات خارجیہ مثل ضمادات اور اطلیہ اور کمادات اور مشمومات کے ہین۔ یہ تمام امور حافظ صحت اور مغیر مزاج ہین لیکن جسقدر تغیر مزاج مشمومات سے حاصل ہوتا ہے اورون سے نہین ہوتا پس اگر مشمومات خوشبودار ہونگے تو بسبب مناسبت ارواح اور سرعت نفوذ کے مقوی دل و دماغ اور حافظ صحت ہونگے اور اگر بودار ہونگے تو برعکس فوائد مذکورہ کے اُنسے ظاہر ہونگے۔ اور منجملہ واردات خارجی نفع مواد کا آفتاب سے ہے کہ محلل رطوبات ہے اور صداع بارد اور استسقا اور ربو کو مفید ہے۔ اور ایسا ہی جسم کو ریگ گرم مین دفن کرنا امراض مرطوبی کو نافع ہے۔ اور جسم یا کسی خاص عضو کو روغنیات مین ڈبونا تشنج اور ماندگی کے لیے سود مند ہے۔ چنانچہ مقدمہ کتاب مین مذکور ہوچکا ہے فصل دوم۔ اسباب تقسیم امراض اور تعداد عوارض بدنی کے بیان مین تمہید۔ چونکہ اس فصل مین اسباب امراض بدنی انکے بیان کیے جائینگے اسلیے مناسب ہے کہ اول احوال بدن کے مع اقسام امراض کے مجملاً بیان کیے جاوین بعد اسکے اسباب کی طرف توجہ کیا جاوے تاکہ دیکھنے والے کے لیے بصیرت تام حاصل ہو۔ مخفی نرہے کہ احوال بدن انسان کا نزدیک شیخ رئیس کے دو ہین صحت اور مرض۔ صحت وہ حالت طبعی ہے کہ بسبب ذات اُس حالت طبعی کے تمام افعال بدنی (کہ طبعی اور حیوانی اور نفسانی ہین) مجری طبعی پر صادر ہون۔ اور مرض وہ حالت غیر طبعی ہے کہ بسبب ذات اُس حالت کے افعال بدنی کو ضرر پہونچتا ہے۔ عام ہے کہ ضرر تمام افعال بدنی مین حاصل ہو یا بعض افعال مین۔ اور نزدیک جالینوس کے احوال بدن انسان کے تین ہین صحت اور مرض اور حالت ثالثہ۔ اسکے نزدیک اگر تمام افعال بدنی مین سلامتی ہے وہ صحت ہے اور اگر تمام افعال مین آفت ہے وہ مرض ہے۔ اور اگر بعض افعال سالم اور بعض ماؤف ہون وہ حالت ثالثہ ہے نہ صحت ہے نہ مرض۔ اب اسکی بہت قسم ہین یا تو یہ حالت اسلیے ہوگی کہ صحت بھی بدرجہ غایت نہین اور مرض بھی

بدرجہ نہایت نہین مثل بوڑھے اور بچہ او کمزور اور سست سکے۔ یا اسلیے کہ صحت اور مرض مجتمع ہون ایک شخص مین ایک وقت مین دو عضو مین مثل اندھے اور کاٹے کے۔ یا ایک شخص مین ایک عضو مین دو جنسون متباعد یا متقارب مین جمع ہون مثل صحیح المزاج اور مریض الترکیب کے۔ اور یا صحیح الخلقۃ مریض المقدار کے۔ یا ایک شخص مین دو وقتون مین جمع ہون جیسا کوئی شخص موسم سرما یا سن شیخوخت مین مریض ہوتا ہی اور موسم گرما مین یا سن شباب مین تندرست ہوتا ہی یا اسکا عکس ہو جاتا ہی الغرض عند الشیخ صحت اور مرض مین واسطہ نہین کیونکہ انکے نزدیک انکے درمیان تقابل عدم اور ملکہ ہی اور اس تقابل مین واسطہ نہین ہوتا اسلیے کہ نفی اور اثبات سے خارج ہونا غیر ممکن ہی کما بین فی محلہ۔ اور جالینوس کے نزدیک صحت اور مرض مین واسطہ ہی کیونکہ اسکی راے مین درمیان انکے تقابل تضاد ہی جسمین واسطہ ہونا لازم ہی کما حقق فی موضعہ۔ اور اس مسئلہ مین حق بجانب شیخ ہی کیونکہ جذام اور برص اور تپ وغیرہ امراض جنمین بعض افعال سلامت ہو گئے ہین بلا شک مرض ہین اور بالاتفاق کتب قدما مین مرض کے نام سے موسوم ہوے ہین پس اگر مطابق مذہب جالینوس کے ان احوال کو حالت ثالثہ سے تعبیر کیا جاوے اور مرض نہ کہا جاوے تو لازم آتا ہی کہ جہان مین وجود مرض کا نہ پایا جاوے الا نادرا و ہذا ظاہر الفساد۔ اور ضرر فعل کے تین ہین تغیر اور نقصان اور بطلان۔ مثلاً اگر قوت باصرہ صور اور اشکال کو کہ خارج مین موجود نہین تخیل کرے تو اسکو تغیر کہین گے۔ اور اگر صدور افعال کا بسلامت نہو چنانچہ قوت مذکورہ اشیا کو کما ہو نہ دیکھے خواہ کما خواہ کیفا تو اسکو نقصان بولین گے۔ اور اگر قوت مذکورہ بالکل فنا ہو جاوے یعنی آدمی اندھا ہو جاوے تو اسکو بطلان کہین گے۔ اور مرض کی دو قسم ہین مفرد اور مرکب۔ مفرد وہ ہی کہ ایک ہو اور اجتماع امراض سے حاصل نہو اور اسکی تین قسم ہین سوء مزاج اور مرض ترکیب اور تفرق اتصال۔ مرض سوء مزاج وہ ہی کہ اول عرض اعضاے مفردہ کو عارض ہو بعد اسکے اعضاے مرکبہ کی طرف خواہ متعدی ہو یا نہو لیکن ایسی نہین ہو سکتا کہ سوء مزاج اولا عضو مرکب مین ظاہر ہو۔ مرض ترکیب وہ ہی کہ اول مرض اعضاے مرکبہ کو لاحق ہو۔ اور تفرق اتصال وہ ہی کہ اول دونون کو لاحق ہو۔ اور امراض سوء مزاج کے جسکو مرض متشابہ الاجزا بھی کہتے ہین دو قسم ہین مفرد اور مرکب۔ مفرد کی چار قسم ہین۔ حار۔ بارد۔ رطب۔ یابس۔ اور مرکب کی بھی چار قسم ہین۔ حار رطب۔ حار یابس۔ بارد رطب۔ بارد یابس۔ اور ہر ایک مفرد اور مرکب سے دو قسم پر ہی۔ سازج یا مادی۔ مادی وہ ہی کہ بسبب کسی خلط کے اخلاط اربعہ مفردہ یا مرکبہ سے حاصل ہو

سـ۱ بکسر خا معجمہ ۱۲ سـ۲ یعنی خلقت صحیح ہو اور مقدار مین مریض ہو ۱۲ سـ۳ پیری ۱۲ سـ۴ جوانی ۱۲ سـ۵ جیسا بیان کیا گیا ہے اپنے محل مین ۱۲ سـ۶ [illegible]

اور اس کیفیت سے بدن کی بھی تکیف ہو مثل حرارت منتشرہ کے کہ سبب اسکا وجود صفرا ہو اور ساذج
وہ ہے کہ ایسی نہو مثل حرارت مدقوق اور برودت مثلوج۔ اور سوء مزاج ساذج یا ایک عضو سے مختص
ہوگی جیسے درد سر کہ حرارت آفتاب سے عارض ہو یا تمام بدن کو لاحق ہوگی جیسے تپ کہ بسبب
دھوپ کے عارض ہو۔ اور سوء مزاج مادی یا عضو سے مجاور اور ملتصق ہوگی یا اس میں مداخل
اور نافذ ہوگا۔ اور مداخل اگر اتصال عضو میں تفرق کریگا تو اسکو ورم کہتے ہیں ورنہ غیر ورم ہے
امثلہ انکے مطولات میں مذکور ہیں۔ اور مرض ترکیب کے چار قسم ہیں۔ امراض خلقت۔
امراض مقدار۔ امراض عدد۔ امراض وضع۔ امراض خلقت بھی چار ہیں۔ اول امراض تشکل
اور وہ یہ ہیں کہ شکل عضو کی مجری طبعی سے ایسی متغیر ہو جاوے کہ مضر ہو جیسے سر چوڑا ہو یا سیدھا
عضو خمدار یا اسکا برعکس ہو۔ دوم امراض مجاری ہیں اور اسکی تین قسم ہیں اول من حیث الاتساع
مثال اسکی انتشار نور ہے بسبب کشادگی ثقبہ عنبیہ کے جو کہ مجری روح یا شبح کا علی اختلاف القولین
ہے۔ دوم من حیث التضیق ہے مثال اسکی ضیق النفس ہے اور خناق ہے۔ سوم من حیث الانسداد
اور مثال اسکی حدوث سدہ کا اس رگ میں جو کہ جگر سے مرارہ کو آتی ہے اور مرارہ سے
امعا کو جاتی ہے۔ پس اگر سدہ مابین کبد اور مرارہ کے واقع ہوگا محدث یرقان ہو۔ اور
اگر مابین مرارہ اور امعا کے حادث ہوگا تو قولنج کا باعث ہو۔ سوم امراض تجاویف اسکو
امراض اوعیہ بھی کہتے ہیں اسکی چار قسم ہیں تین قسم تو یہ ہیں۔ یا من حیث الاتساع
جیسے کیسہ انثیین کا بسبب گرنے کسی جسم کے مافوق سے فراخ ہو جاوے چنانچہ مرض قیلہ اور
فتق میں یہ امر مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ یا من حیث التضیق جب فضائے معدہ تنگ ہو جاوے
یہ کبھی خلقی ہوتا ہے اور گاہے بسبب ورم عضو یا ورم کے ظاہر ہوتا ہے اور تنگی بطون شریفہ دماغ
کی بھی اسی قبیل سے ہے۔ یا من حیث الانسداد جیسے بطون دماغ میں سکتہ کی حالت میں سدہ
ہو جاتا ہے۔ اور چوتھا قسم مرض خلو ہے جیسے شدت فرح مہلک اور لذت مہلک میں تجاویف قلب
کی خالی ہو جاتی ہے۔ چہارم امراض صفائح ہیں جو کہ سطح عضو سے (خواہ داخلی ہو خواہ خارجی)
متعلق ہیں جیسے صفائی اور ناہمواری عضو کی مثلاً جس عضو کی صفائی اور ہمواری مطلوب ہو مثل
قصبہ ریہ کے وہ ناہموار ہو جاوے۔ اور جس عضو کی خشونت اور ناہمواری مقصود ہو مثل معدہ
اور رحم کے وہ ہموار اور صاف ہو جاوے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر سطوح اعضا میں فساد سرزد ہوگا
تو فائدہ مقصودہ اسکے ناقص یا باطل ہوگا۔ اور امراض مقدار دو قسم پر ہیں یا یہ کہ عضو بمقدار

طبعی سے زیادہ ہو جاوے یا مقدار اصلی سے کم۔ خواہ عظم اور صغر خلقی ہوں خواہ عرضی۔ اور ایسا ہی
تمام بدن میں ہوں یا کسی خاص عضو میں پس یہ چار قسم حاصل ہوئے۔ چنانچہ فربہی مفرط مثال
زیادتی عام کی ہے۔ قرشی نے کہا ہے کہ میں نے دمشق میں ایک آدمی دیکھا بسبب فربہی مفرط کے اسکو اٹھنا بیٹھنا
مشکل تھی۔ اور جالینوس سے منقول ہے کہ اسنے ایک آدمی کو اہل سمرقند سے دیکھا وہ اسقدر موٹا تھا
کہ چلنے پھرنے سے عاجز تھا۔ اور عظم زبان کا اور داء الفیل مثال زیادتی خاص کی ہے۔ دبلا پا
مفرط مثال نقصان عام کی ہے اور ضمور حدقہ چشم مثال نقصان خاص کی ہے۔ اور امراض
عدد کے دو قسم پر ہیں۔ اول یہ کہ عضو مقدار طبعی سے زائد ہو۔ اسکی دو قسم ہیں طبعی او
غیر طبعی۔ زیادتی طبعی وہ ہے کہ جنس اسکی بدن صحیح میں موجود ہو مثل انگلی کے کہ پانچ سے زائد ہوں
اور زیادتی غیر طبعی وہ کہ جنس اسکی بدن صحیح میں موجود نہو۔ اور اسکی دو قسم ہیں یا بدن سے
پیوستہ ہوگی مثل ثولول یعنی مسوں کے یا منفصل ہوگی مثل سنگریزہ مثانہ کے۔ اور دوم یہ
عضو تعداد طبعی سے ناقص ہو اسکی بھی دو قسم ہیں طبعی اور عارضی۔ طبعی وہ ہے کہ وجود اسکا
طبعی ہو لیکن اصل خلقت میں بسبب کمی مادہ کے مخلوق نہو جیسے کسی شخص کے تین یا چار انگلی
اصل خلقت میں ہوں۔ اور نقصان عارضی وہ ہے کہ اصل خلقت میں تو عضو صحیح وسالم مخلوق
ہوا ہو لاکن بعد اسکے کسی عارضہ خارجیہ سے ناقص ہو جاوے جیسے کسی کی انگلی یا ہاتھ تلوار وغیرہ
سے کٹگیا ہو یا آگ سے جلگیا ہو۔ اور امراض وضع کے مثل فساد وضع کے جو بسبب نزدیکی
ایک عضو کے دوسرے عضو سے۔ یا بسبب دوری ایک عضو کے دوسرے عضو سے نامناسب
طور پر واقع ہو یعنی ایک عضو دوسرے عضو سے ایسے طور پر دور یا نزدیک ہو کہ نامناسب ہو۔
اور اسکی دو قسم ہیں ایک باعتبار موضع نفس عضو کے۔ دوسرے باعتبار مشارکت دوسرے
عضو کے۔ امراض موضع کے چار ہیں۔ اول زوال عضو کا اپنے موضع سے بسبب خروج تام کے
(اسکو خلع کہتے ہیں) دوم زوال عضو کا مفصل سے بسبب خروج غیر تام کے (اسکو وثی بولتے ہیں)
سوم یہ کہ عضو اپنے موضع میں حرکت کرتا ہے حالانکہ سکون اسکا واجب ہے مثل رعشہ کے۔
چہارم یہ کہ عضو اپنے مکان میں ساکن ہو حالانکہ حرکت اسکی واجب ہے جیسا تحجر مفاصل میں
اور امراض مشارکت دو قسم پر ہیں۔ اول یہ کہ حرکت عضو کی عضو مجاور کی طرف ممتنع یا
متعسر ہو۔ دوم یہ کہ حرکت عضو کی عضو مجاور سے ممتنع یا متعسر ہو۔ پس تمام امراض وضع کے
چھ ہوئے ہیں۔ اور اقسام تفرق اتصال کے بہت ہیں اسامی انکے باعتبار اختلاف محل کے

مختلف ہین پس تفرق اتصال اگر جلد مین واقع ہوا اور فراخ نہوا اسکو خدش کہتے ہین۔ اور اگر بسیط اور
فراخ ہوا اسکو سحج بولتے ہین۔ اور جو گوشت مین خارج سے واقع ہوا اسکو جراحت کہتے ہین بشرطیکہ
نیا ہوا اور اسمین پیپ پڑی ہوا اور جراحت اگر قدیم اور متقیح ہوا اسکو قرحہ بولتے ہین۔ اور جو گوشت
مین داخل سے بسبب تداخل مادہ کے واقع ہو اگر ابتدائی ہے اور اسمین ریم نہین ہوئی ورم کہتے ہین
اور اگر ریم پڑ گئی ہو اسکو خراج سے موسوم کرتے ہین۔ اور اگر بعد نضج مواد کے ٹوٹ جاوے اسکو
بھی قرحہ کہتے ہین پس اگر بعد پھوٹنے کے دیر تک رہے (بعضون نے چالیس دن مقرر کیے ہین)
اور درد کمتر ہو اور اسکے منہ پر کچھ صلابت ظاہر ہوا اور اسکے اندر گوشت سفید نمودار ہو تب اسکو
ناصور کہا جاتا ہے۔ اور ایسا ہی جو کہ استخوان اور غضروف اور عصب اور عروق اور عضلا اور
اغشیہ اور قحف وغیرہ مین واقع ہو ہر ایک اسم علحدہ سے مخصوص ہے۔ اور اسامی مخصوصہ انکے مع دیگر
فوائد کے مطولات مین مذکور ہین اور جس شخص کے دل مین جراحت پہونچے وہ مرجاتا ہے۔ اور
امراض مرکبہ وہ ہین کہ چند امراض کے اجتماع سے ایک مرض حادث ہو مثل سل کے کہ تپ دق اور
قرحہ ریہ سے حادث ہوتی ہے۔ اور اورام اور بثور کہ سوء مزاج مادی اور تفرق اتصال و زیادتی
مقدار سے حاصل ہوتے ہین بھی اسی قبیل سے ہین۔ اور اوقات مرض متغیرہ کے جو کہ صحت کی طرف
منتہی ہون چار ہین۔ ابتدا۔ تزائد۔ انتہا۔ انحطاط۔ ابتدا وہ زمان ہے جسمین مرض ظاہر ہوا اور زیادتی
مرض کی اسمین نمایان نہو یعنی بعد حدوث مرض کے جب تک حالت متشابہ الاحوال ثابت ہوا اور حالت
مرض مین ترقی ظاہر نہوا اسکو زمان ابتدا کہتے ہین۔ اور تزائد وہ وقت ہے جسمین ساعت بساعت
غلبہ مرض نمایان ہو یعنی زمان ابتدا کے بعد جب تک مرض زیادتی مین ہے وہ وقت تزائد مرض ہے
اور انتہا وہ وقت ہے جسمین مرض ایک حالت پر ٹھہر جاوے یعنی بعد ازدیاد کے جب مرض ایک حد پر
پہونچکر اسی حالت پر ثابت رہے سوائے زیادتی اور کمی کے اس حالت کو انتہا سے تعبیر کرتے ہین اور
انحطاط اسوقت سے مراد ہے جسمین خفت اور کمی مرض کی ظاہر ہو۔ اور واضح ہو کہ تحقق ازمنہ اربعہ
مرض کا اگر اول مرض سے آخر مرض تک ہوا اسکو اوقات کلیہ کہتے ہین۔ اور اگر باعتبار ایک نوبت کے ہو
اسکو اوقات جزئیہ بولتے ہین کیونکہ ایک نوبت مین بھی اوقات اربعہ متحقق ہو سکتے ہین لیکن اوقات
نوبت کی بہ نسبت اوقات مرض کے خبر دیتے ہین کما لاریب فیہ انتباہ عرض کے بیان مین۔
معلوم کرنا چاہیے کہ عرض وہ حالت غیر طبعی ہے کہ بواسطہ مرض کے موجب آفت کا ہوتی رہے
اور وہ مرض کے تابع ہوتی ہے اور کبھی عرض بنفسہ خود مرض ہوتا ہے مثل درد سر کے کہ تپ کا عرض

ہوتا ہے اور بنفسہ مرض ہے۔ اور کبھی [illegible] کا سبب ہوتا ہے مانند درد قولنج کے کہ سبب غشی کا
ہوتا ہے۔ اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ [illegible] سبب اور عرض اور مرض جہات مختلفہ سے ہو سکتی ہے
جیسے کھانسی کہ ذات الجنب کے لیے تو عرض [illegible] ہے اور سبب تحکیم ہو جاوے بنفسہ ایک مرض ہو جاتا ہے
اور بسبب حرکت عنیفہ کے سبب [illegible] رگ کا ہو جاتا ہے۔ اور مثل تپ دق کے کہ عرض قرحہ شش
کا ہے اور سبب ضعف معدہ کا ہوتا ہے اور بنفسہ ایک مرض ہے۔ اب اسباب امراض ثانی کی تشریح
کیجاتی ہے۔ چونکہ حسب تحریر سابق کے امراض دو قسم پر ہیں مفرد اور مرکب اور مفرد کی تین قسم ہیں
سوء مزاج مرض الترکیب تفرق اتصال لہذا اول اسباب سوء مزاج کے خواہ مفرد ہوں خواہ مرکب
لکھے جاتے ہیں پس اسباب مرض حار [illegible] قسم ہیں یا روحانی ہونگے مثل غضب اور خوشی
اور غم غیر مفرط کے۔ یا بدنی ہونگے مثل [illegible] اور حرکت غیر مفرط کے۔ یا ادویہ اور اغذیہ سخنات
کا داخل یا خارج سے استعمال کرنا۔ یا تنگ [illegible] مسام کا۔ یا عفونت اخلاط کے۔ یا غذائے معتدل القدار
کھانا۔ اور خواب اور بیداری اور تمام [illegible] اعتدال اسی قبیل سے ہیں اور صناعات سخنہ مثل
حدادی وغیرہ کے دستور۔ اور اسباب مرض بارد کے بھی بہت ہیں ازانجملہ حرکت اور سکون مفرط
اور اغذیہ اور ادویہ مبردات کا داخل اور خارج سے استعمال میں لانا اور استعمال [illegible] اور کمی اور
زیادتی غذا اور [illegible] افراط کرنا۔ اور خامی اخلاط کی اور کیفیات نفسانیہ مفرطہ
مثل ہم اور فزع اور لذت اور [illegible] بھی اسباب برودت کے ہیں۔ اور مسام کا بالافراط کشادہ ہونا
اور صناعات مبردہ مثل [illegible] اور غواصی وغیرہ دستور ہے۔ اور اسباب مرض رطب کے مرطبات کا
دوا یا غذا داخل یا خارج سے استعمال کرنا۔ اور غذا زیادہ کھانا اور ہضم جید نہ ہونا۔ اور سونا۔ اور
سکون یعنی حرکت نہ کرنا اور [illegible] معتدل اور محللات اور مجففات سے پرہیز کرنا۔ اور حمام مرطب کا
کھانے کے بعد [illegible] کرنا اور [illegible] کا استفراغ اور مرطب کا احتباس کرنا سب اسی قبیل
سے ہیں۔ [illegible] اسباب مرض یابس کے محللات [illegible] مفرطہ جیسے حرکت مفرطہ اور جماع وغیرہ اور مجففات
کو داخل یا خارج سے استعمال کرنا۔ اور غذا کم کھانا۔ اور کسی عضو خاص سے غذا کو بند کرنا۔ یہ اسباب
امراض [illegible] حار بارد رطب یابس کے بیان ہوئے ہیں۔ اور اسباب امراض امزجہ
مرکبہ [illegible] یابس کی ترکیب اسباب امزجہ مفردہ سے حاصل
ہو سکتے ہیں۔ [illegible] کا وہ امر ہے جو کہ سبب حرارت اور رطوبت سے مرکب ہو
مثل حرکت [illegible] کثرت غذا کے اور اسی قیاس پر اسباب باقی ہیں [illegible] جاننا چاہیے

اسباب کے اسباب ہونے میں تین شرطیں درکار ہیں اول یہ کہ سبب فاعلی قوت اپنی زیادہ ہو۔ دوسرے یہ کہ
ملاقات اسکی بدن میں زمانہ دراز تک ہو۔ سوم یہ کہ بدن کو اسکے قبول کرنے کی استعداد ہو۔ اب اسباب امراض
ترکیب بیان ہوتے ہیں چونکہ امراض ترکیب کے حسب تفصیل سابق چار قسم پر تھے یعنی امراض خلقت
امراض عدد۔ امراض مقدار۔ امراض وضع۔ اور امراض خلقت بھی چار ہیں یعنی فساد شکل مرض مجاری
مرض اوعیہ مرض صفائح۔ لہذا اسکو ترتیب وار بیان کیا جاتا ہے پس اسباب فساد شکل کے دو قسم پر
ہیں خلقی اور غیر خلقی۔ اسباب خلقی (جو کہ قبل پیدائش کے رحم میں عارض ہوتے ہیں اور انکو اسباب باطنی
بھی کہا جاتا ہے) دو طرح پر ہیں۔ ایک وہ ہے کہ قوت کی جہت سے ہوں مثل قصور قوت مصورہ کے کہ
بسبب ضعف کے ہر جزو منی کو لائق عضو مخصوص کے کر نہیں سکتے۔ دوسرے وہ ہیں کہ مادہ یعنی منی کے
جہت سے ہوں۔ اور اسکی بھی دو قسم ہیں یا بسبب کمیت مادہ کے ہونگے مثلاً اگر مادہ کثیر المقدار ہو
تو عدد طبعی سے زائد ہو جاینگے چنانچہ بعض انسانوں میں چھہ انگلی دیکھی جاتی ہیں۔ اور اگر مادہ قلیل المقدار ہو
تو عدد طبعی سے نقصان ہو جائیگا چنانچہ تین یا چار انگلی بعض آدمیوں میں دیکھی گئی ہیں۔ اور یا بسبب
کیفیت مادہ کے ہونگے مثلاً مادہ حالت طبعی سے غلیظ یا رقیق ہو پس بسبب عدم قوام معتدل کے
مادہ مذکورہ قوت مصورہ سے عاصی ہوگا اور اسکی اطاعت نہ کریگا اسیلئے شکل میں [illegible]
اور اسباب غیر خلقی (جو کہ بعد پیدائش کے واقع ہوتے ہیں) دو طرح پر ہیں۔ ایک اسباب مرضی [illegible]
مثل جذام اور سل اور تمدد اور لقوہ کے۔ دوسرے اسباب عرضی ہیں اسکی بھی دو قسم ہیں
یا حالت ولادت میں واقع ہونگے جیسا کہ خروج جنین کا حالت طبعی پر (جسکا ذکر عنقریب آتا ہے)
نہو مثلاً پشت پر یا دونوں پاؤں سے پیدا ہو ایسی ولادت سے اغلب فساد شکل عارض ہوتا ہے
اور کبھی بعض اعضا مولود کے رحم میں بند ہو جاتے ہیں پس اسی جگہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور یا بعد
ولادت کے عارض ہونگے جیسے وہ اسباب کہ حالت تقمیط میں واقع ہوں کیونکہ اعضا بچے کے نامناسب
طور پر رکھکر لپیٹے جاویں اور دیر تک اسی حالت پر پڑا رہے تو ضرور اسکے ہیئت طبعی اعضا میں
فساد واقع ہوگا اسلئے کہ اعضا اسکے اس حالت میں نرم اور سہل الانعطاف ہوتے ہیں۔ اور
ایسا ہی اگر وقت خروج اور غسل اور تقمیط وغیرہ کے بچہ کو نامناسب طور پر پکڑا جاوے تو البتہ شکل
اسکی فاسد ہو جائیگی۔ یا وہ اسباب کہ خارج سے مثل ضربہ اور سقطہ کے لاحق ہوں خواہ قبل تولد کے
ماں کے شکم میں عارض ہوں یا بعد تولد کے سرزد ہوں۔ یا حرکت بچہ کی وقت معینہ سے پیشتر واقع
اور جست اور دبلاپہ مفرط اور ورام اور امراض و قبع اور اندمال قروح وغیرہ امور کذائیہ تمام اسباب

ہندوستان میں اور
رسم کرتا ہے ۱۲ منہ

اسباب مفسدات شکل سے ہیں۔ اور جنین رحم میں اس صورت پر رہتا ہے کہ منہ اُسکا طرف پشت ماں
کے دونون پاؤن کی ایڑیون پر بیٹھا ہوا ہاتھوں کو دونون زانو اور زانو پر رکھے ہوے زانو کو سینہ
اور پیٹ سے ملاے ہوے دونون گھٹنے کے درمیان سر رکھے ہوے اور ناک اُسکی درمیان ہر دو زانو
کے اور آنکھیں اُسکی بسبب دو زانو پر ہوتی ہیں) بیٹھتا ہے۔ اگرچہ سر جنین کا اوپر کی طرف ہوتا ہے لیکن وقت
تولد کے بسبب قطع علائق کے جو کہ اُسکو اس شکل پر رکھتے ہیں بنا بر بوجھ سر کے بالطبع دائرگون ہوتا ہے
اور سر اُسکا فرج کے منہ پر گرتا ہے۔ اور تولد طبعی یہی ہے کہ اول سر اُسکا فرج سے رو بآسمان باہر آوے
اور جسکے پاؤن اول خارج ہون اسمین خطر ہے اور اکثر بچے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور ایک قوم
اطبا کا یہ قول ہے کہ نرینہ کا منہ طرف پشت ماں کے ہوتا ہے اور مادینہ کا طرف شکم ماں کے۔
والغیب عند اللہ سبحانہ وتعالی۔ اب اسباب امراض مجاری کے بیان ہوتے ہیں۔ اور چونکہ مرض
مجاری تین قسم پر ہے اتساع المجری۔ تضییق المجری۔ انسداد المجری تو اسلیے اسباب ہر ایک قسم کے
حسب اقسام امراض کے علحدہ علحدہ ہوتے ہیں چنانچہ اسباب فراخی منافذ اور مجاری کے یا بدنی
ہونگے یا غیر بدنی مثال بدنی کی ضعف ماسکہ کا ہے (اور اسباب ضعف ماسکہ کے کئی ہیں) یا حرکت
قویہ قوت دافعہ کے۔ اور مثال غیر بدنی کی ادویہ مفتحہ کو مثل عاقر قرحا اور دارچینی وغیرہ ادویہ
لذاعہ کے استعمال کرنا اور ادویہ مرخیہ کو مانند خطمی اور اکلیل الملک اور بلادن وغیرہ کے جو کہ گرم تر
ہون استعمال میں لانا سو تاثیر ادویہ مفتحہ کی اتساع مجاری میں بالذات ہے اور تاثیر ادویہ
مرخیہ کی بالعرض ہے اور تنفس کو بند کرنا بھی مجری کو وسیع کرتا ہے۔ اور اسباب تنگی منافذ کے
اُسکے برخلاف ہیں یعنی مثل قوت ماسکہ اور ضعف دافعہ کے اور خارجی مثل ادویہ قابضہ اور
مسددہ کے۔ اور اسباب انسداد کے یہ ہیں یا وقوع شی غریب کا مجری میں ہوگا غرابت اُسکی خواہ
بالذات ہو مثل سنگریزہ کے مجری بول میں۔ اور ظاہر ہے کہ سنگریزہ جنس بدن سے نہیں یا غرابت
اُسکی مقدار میں ہو جیسے ثفل (گوہ) کا امعا میں واقع ہو۔ یا غرابت اُسکی کیفیت میں ہو جیسے جمود
یا غلظت یا لزوجت مادہ کی۔ چنانچہ خون جم جانا کسی مجری میں نظیر جمود مادہ کی ہے اور مثال غلظت
اور جمود مادہ کی ظاہر ہے۔ بالجملہ حصول مادہ غریب کا مجری میں نفوذ ما ینفذ کو منع کرتا ہے خواہ
غرابت اُسکی کسی بات میں کی ہو۔ یا سبب انسداد کا اندمال اُس زخم کا ہے جو کہ منفذ پر تھا یا التحام مجری
کا بسبب قریب ورم صلب کے کہ عضو کو گھونٹ کر اُسکے فضا کو تنگ کرتا ہے۔ اور سردی شدید
قبض پیدا کرکے اور قوت ماسکہ کا قوی ہونا بھی اسی قبیل سے ہے۔ اور ستون کا منفذ میں ظاہر ہونا

اور ادویۂ قابضہ کا ضماد کرنا اور اغذیۂ لزجہ کھانا جیسے پائچا اور ہریسہ اور ہرلیسہ اور نان میدہ وغیرہ بھی
بدستور موجب انسداد مجری ہیں۔ اور اسباب امراض مجاری اور اسباب امراض اوعیہ یعنی تجاویف کے
ایک ہی ہیں انہی پر قیاس کر لیں۔ اور اسباب امراض صفائح کے جو کہ سطوح اعضا سے متعلق ہیں دو قسم
پر ہیں۔ اول اسباب ملاست یعنی صفائی اور ہمواری عضو کی۔ دوسرے اسباب خشونت یعنی درشتی
اور ناہمواری عضو کی پس اسباب ملاست عضو کے یا تو داخلی ہونگے جیسے اغذیۂ مزلقہ کو تناول کرنا جس سے
اخلاط رطب اور لزج پیدا ہوں اور سطوح ناہموار اعضا کو (مثل حلق اور معدہ کے) صفا اور ہموار کر دیں
یا خارجی جیسے موم اور روغن کو باہم ملا کر سطح عضو پر مالش کریں۔ اور ہوا نرم میں بیٹھنا اور طلیۂ مملسہ کو
استعمال کرنا اسی قبیل سے ہے۔ اور اسباب خشونت عضو بھی یا داخلی ہیں مثل مادہ حادہ کے کہ بنا بر حدت
اور سرعت نفوذ کے رطوبات لزجہ کو سطح عضو سے (مثل قصبۂ ریہ کے) قطع کرتا ہے۔ اور محللات اور مجففات
مفرطہ اور قابضات داخلی کو مثل اغذیہ اور ادویۂ قابضہ کے استعمال کرنا بدستور ہے۔ اور یا خارجی ہیں مثل
دخول صابون اور گرد اور غبار کے اور محللات اور مجففات خارجی کو مثل ریاضت وغیرہ کے استعمال میں لانا
بھی اسباب خشونت عضو سے ہے۔ یہاں تک اسباب امراض خلقت کے بیان ہوئے ہیں اور چونکہ
اسباب امراض مقدار اور امراض عدد متحد ہیں لہذا انکو علیحدہ علیحدہ بیان نہیں کیا گیا پس اسباب
زیادتی مقدار اور عدد کی کثرت مادہ کی ہے اسکے دو حال ہیں یا مادہ طبیعیہ ہوگا۔ اور مراد مادہ طبیعیہ سے وہ ہے
کہ وہ مادہ ایسے فزونی کا محدث ہو کہ مثل اسکے بدن میں موجود ہو مثل انگلی کے کہ پانچ سے زائد ہو۔ اور یا
مادہ ردیہ ہوگا۔ اور مراد اس سے یہ ہے کہ وہ مادہ ایسے فزونی کا محدث ہو کہ مثل اسکے بدن میں موجود نہو
مثل سلعہ وغیرہ زوائد کے۔ اور یا شدت قوت جاذبہ کے موجب زیادتی مقدار اور عدد کا ہے خواہ قوت جاذبہ
بنفسہا قوی ہو خواہ بذریعہ مالش اور ضمادات سخنہ کے حاصل ہو مثلا اگر زفت اور خردل وغیرہ سے عضو کو
مالش کیجاوے تو قوت جاذبہ عضو مذکور کی قوی ہو جاویگی لیکن مالش اور ضمادات سے زیادتی مقدار میں
ہو سکتی ہے زیادتی عدد میں نہیں ہو سکتی۔ وہو ظاہر۔ اور اسباب نقصان عدد اور مقدار کے دو قسم پر ہیں۔
یا اول پیدائش سے ظاہر ہونگے جیسے قلت مادہ کی اور خطا و ضعف قوت مصورہ کا۔ اور یا بعد پیدائش کے
واقع ہونگے اور اسکی دو قسم ہیں یا داخلی ہونگے یا خارجی۔ اسباب داخلی وہ ہیں کہ باطن سے ظاہر ہوویں اور
اجزاے تن میں نقصان کریں مثل مادہ اکالہ کے جذام میں۔ اور خارجی وہ ہیں کہ خارج بدن سے لاحق ہوں
جیسے تلوار سے کاٹا جاوے اور آگ سے جلایا جاوے وغیرہ۔ اور اسباب فساد وضع کے جو بسبب مقارنت ایک عضو کے
دوسرے عضو سے ہوتا ہے دو قسم پر ہیں عارضی اور مولودی پس اسباب عارضی میں سے یا مادہ [illegible] ہے کہ اعصاب و رباط کو

کھینچا وضع عضو کی فاسد کرتا ہے یعنی انبساط سے مانع ہوتا ہے - یا التیام اور اندمال زخم کا ہے کیونکہ اندمال
زخم کے بعد ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ وضع عضو میں فساد ڈالتا ہے اور مباعدت ایک عضو کی دوسرے عضو سے
منع کرتا ہے - اور مولودی اسباب مبطونہ فی الرحم سے ہوتی ہیں چنانچہ بعض اطفال میں مشاہدہ کیا گیا ہے
مثلاً ایک انگلی دوسری انگلی سے ملتصق اور پیوستہ ہوتی ہے - اور ایسا ہی اسباب فساد وضع کے جو
سبب مباعدت یعنی دوری ایک عضو کی دوسرے عضو سے ہوتا ہے دو قسم ہیں عارضی اور
مولودی پس عارضی یا مادہ متشنجہ ہے کہ عصب اور رباط کو کھینچ کر باعث انقباض ہوتا ہے اور مباعدت
ایک عضو کی دوسرے عضو سے منع کرتا ہے - یا مادہ مرخیہ ہے کہ عضلات کو سست اور ڈھیلا کرتا ہے
پس انقباض مشکل ہو جاتا ہے - یا اثر قرحہ کا اسکا سبب ہوتا ہے کہ بسبب اندمال کے مقارنت ایک
عضو کی دوسرے سے منع ہوتی ہے - اور مولودی اسباب مبطونہ فی الرحم سے حاصل ہوتے ہیں جیسا
بیان ہوا ہے - آخر خشک اور سخت ہونا کسی خلط کا مفصل میں - اور حرکت مفرطہ طبعی بھی اسباب
فساد وضع کے ہیں - اور اسباب تفرق اتصال کے بھی یا داخلی ہیں یا خارجی پس اسباب داخلی
یا مادہ اکالہ یعنی کھانے والا ہے کہ بسبب حدت اور تیزی کے عضو کو کھاتا ہے اور اسکے اجزا میں تفرقہ
ڈالتا ہے - یا مادہ محرقہ یعنی سوزندہ ہے کہ کسی عضو پر غالب ہوتا ہے اور اسکے اتصال کو توڑتا ہے
جیسے مادہ سفاریہ کبد ہی میں دیکھا جاتا ہے کہ اجزاے جگر متفرق ہو کر پرزہ پرزہ جدا ہو کر اخراج ہوتے ہیں
یا مادہ مرخیہ کہ عضلات اور رباط کو ڈھیلا کرتا ہے لہذا اس سے اتصال اعضا کا زائل اور تفرق اتصال
واقع ہوتا ہے - یا مادہ لاذع یعنی کاٹنے والا کہ بعض اجزا کو بعض اجزا سے جدا کرتا ہے - یا مادہ صاف
یعنی خشک شدہ جیسے خلط یابس کہ شدت یبوست سے تفرق اتصال کرتی ہے - اور امتلا بھی
اسباب داخلی سے ہے کہ تفرق اتصال تک نوبت پہونچاتا ہے اور اسکی بہت قسم ہیں ایک
یہ ہے کہ شدت اور کثرت مقدار سے عضو کو ممتد اور ممتلی کرتی ہے اور اسکے اجزا میں تفرقہ
ڈالتی ہے جیسے یہ حالت فتق میں عارض ہوتی ہے - دوم خلط خشک یا تر ہے پس خلط تر
بسبب ارخاے اعصاب اور رباطات کے اور خشک بباعث تجفیف رطوبات کے تفرق
اتصال کا موجب ہوتی ہے - سوم شدت حرکت دافعہ کی کہ مجری طبعی سے خارج ہو اور بسبب
کثرت امتلا مادہ مدفوعہ کے اسکا متحمل نہو سکے پس تفرق اتصال ضرور ظاہر ہوگا جیسا ایام
بحران میں گاہے ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ منہ رگوں کے بسبب کثرت مواد مدفوعہ کے پھٹ جاتے ہیں
چہارم حرکت بعد امتلا کے خواہ حرکت عنیفہ ہو یا غیر عنیفہ بسبب انفجار یعنی ٹوٹ جانا کسی ورم کا ہے

ششم صیاح یعنی زور سے آواز نکالنا اسمیں حدوث تفرق اتصال کا بنا بر تمدد دیکھتے ہیں جو کہ احتباس
ابخرہ سے حاصل ہوتا ہے لان الصیحۃ تحبس الابخرۃ۔ اور کبھی کودنا بھی تفرق اتصال کا موجب ہو جاتا ہے
اور اکثر اس سے فتق پیدا ہوتا ہے۔ اور اسباب خارجی تفرق اتصال کی جیسے کوئی عضو تلوار سے کاٹا جاوے
یا تیر سے سوراخ کیا جاوے یا رسی سے باندھکر کھینچا جاوے یا آگ سے جلایا جاوے اور مثال اسکی جیسا
کسی سنگین چیز سے کسی عضو کا کوفتہ ہو جانا اور کتے اور انسان وغیرہ کے دانتوں سے کاٹا جانا اور بوجھ
اٹھانے سے تفرق اتصال عارض ہونا۔ یہاں تک اسباب امراض مفردہ کی تشریح ہوئی ہے۔ اور اسباب
امراض مرکبہ کے اسباب امراض مفردہ سے مرکب ہوتے ہیں مثلاً ورم جو کہ امراض سوء مزاج اور تفرق اتصال
اور زیادتی مقدار جو کہ مرض ترکیب کا ایک قسم ہے سے مرکب ہے اسلیے اسباب اسکے بھی اسباب امراض مذکورہ سے
مرکب ہونگے پس اسباب ورم کے بہت ہیں از انجملہ اخلاط سے بدن کا ممتلی ہونا۔ یا مادہ کا کچی سے
پر ہونا۔ یا مادہ مائی زیادہ ہونا۔ اور قوت عضو دافعہ کی اور ضعف عضو قابل کا اور ترک ریاضت معتادہ
اور حرارت مفرطہ وغیرہ امور کذائیہ بدستور سبب ورم ہیں۔ اور تنگی مجاری کا اور منافذ کا دفع [illegible] متورمہ کے اور
درد شدید اور ٹوٹنا ہڈی کا بھی اسباب ورم سے ہیں۔ اور اسباب قرحہ کے یا جراحت ہے کہ اسمیں ریم ہو جاوے
یا ورم ہے کہ ٹوٹ جاوے یا بثور ہیں کہ عضو کو کھا جاویں۔ اور اسباب خلع عضو کے یعنی عضو کا اپنی جگہ سے نکل جانا
یا بدنی ہونگے یا خارجی پس بدنی جیسے رطوبت ازجہر خبیثہ میں پیدا ہووے کہ وہ نشو و فی الفتق۔
یا مادہ غلیظہ کسی مفصل میں جمع ہو جاوے اور سر عضو کا مفصل سے خارج ہو وے جیسے نقرس میں
یا مادہ بد کہ گوشت عصب اور رباط کو تباہ کرے جیسے علت جذام اور عرق النساء میں۔ اور خارجی جیسے
سقوط اور ضربہ سے رباط اور عضلہ کھینچا جاوے۔ اور مطلق اسباب وجع یعنی درد کے کہ عبارت احساس
اور ادراک منافی سے ہے من حیث ہو منافی دو قسم پر ہیں۔ یا سوء مزاج مختلف ہوگی اسمیں تغیر مزاج
کا دفعۃً ظاہر ہوگا یا تفرق اتصال ہوگا۔ لیکن چونکہ اقسام درد کے مختلف ہیں لہذا اسباب انکے بھی مختلف
اقسام کے متعدد ہونگے پس اوجاع اور آلام مشہورہ جالینوس وغیرہ کے نزدیک پندرہ قسم ہیں
اول حکاک یعنی جسکے ساتھ خارش ہو اور سبب اسکا خلط شور یا تیز ہے۔ دوم خشن یعنی جسمیں درشتی
اور ناہمواری محسوس ہو۔ اور سبب اسکا خلط سخت اور غلیظ القوام یا یابس المزاج ہے مثل ریگ گردہ
اور مثانہ کے۔ سوم ناخس یعنی چبھنے والی اور سبب اسکا مادہ تیز ہے یا وہ ریح کہ غشاء کو من جہۃ العرض
کھینچتی ہے۔ چہارم ممدد جسمیں کھنچاؤ اور کشش بھی معلوم ہو اور سبب اسکا خلط یا ریح ہے کہ غشاء کو
من جہۃ الطول کشش کرتی ہے۔ پنجم ضاغط یعنی گھونٹنی والی۔ اور سبب اسکا مادہ یا ریح ہے کہ

عضو پر جگہ تنگ کرتا ہی۔ ششم [illegible] ہی جسمین [illegible] سبب اسکا مادہ [illegible] کہ
درمیان عضلہ اور اسکے غشا کے داخل ہوتی ہی۔ پس غشا کو کھینچتا ہی اور اسکو عضلہ سے ایک طرف
کردیتا ہی اور غشا [illegible] مین تفرق الاتصال واقع ہوتا ہی۔ ہفتم [illegible] جسمین [illegible]
اور سبب اسکا مادہ [illegible] ہی کہ درمیان [illegible] اور [illegible] غشا کے [illegible]
غشا کو [illegible] قوت سے [illegible] ہی۔ ہشتم رخو ہی [illegible]
اور اسکے [illegible] کھنچاو نہین ہوتا۔ اور سبب اسکا وہ مادہ ہی کہ گوشت اور عضلہ کو [illegible] اور
[illegible] نہین کرتا۔ نہم ثاقب جس سے یہ دریافت ہوتا ہی کہ کوئی شی جیسے عضو مین [illegible] باقی ہی
سبب اسکا مادہ غلیظ یا ریح ہی کہ درمیان طبقات اعضاء صلبہ غلیظہ کے بند ہوتی ہی [illegible]
اور ہمیشہ تمدید عضو اور اسمین نفوذ کرتی ہی چنانچہ معلوم ہوتا ہی کہ گویا کسی آلہ سے سوراخ ہوتا ہی [illegible]
دہم مسلی جسمین درد غیر نافذ محسوس ہوتا ہی اور سبب اسکا وہی سبب ثاقب کا ہی لیکن ثاقب اور
مسلی مین اسقدر فرق ہی کہ مادہ [illegible] ثاقب کا عضو مین نفوذ کرتا ہی چنانچہ [illegible] سوراخ [illegible] عضو
سوراخ کرتا ہی اور مادہ مسلی کا [illegible] عضو مین [illegible] ساکن رہتا ہی اور نفوذ نہین کرتا۔ یازدہم خدر
ہی جس سے مزاج عضو کا سرد ہوجاتا ہی [illegible] نقصان یا بطلان حس [illegible] ہوتی ہی۔ اور سبب اسکا
خلط بارد یا انسداد منافذ روح نفسانی کا ہوتا ہی اسلیے روح نفسانی [illegible] حصول مین ہوتی
پس خدر حاصل ہوتا ہی۔ یا [illegible] اسکا باعث ہوتا ہی پس [illegible] خدر [illegible] ہی
دوازدہم ضربانی ہی جسمین حرکت شدیدہ شریان کی معلوم ہوتی ہی اور سبب اسکا [illegible] گرم ہی
کہ عضو حساس مین ظاہر ہو۔ سیزدہم اعیائی ہی یعنی ماندگی کے باعث درد عارض ہوتا ہی۔ [illegible]
قوت محرکہ کی ماندگی اور تھکان دریافت ہوتی ہی۔ اور سبب اسکے مختلف ہین یا تعب ہی اسکو اعیاء
تعبی بولتے ہین۔ اور یا سبب اسکا خلط ممدد ہی جو کہ عضلہ پر گرکر اسکو کشش کرتی ہی اسکو اعیاء
تمددی کہتے ہین۔ یا بسبب ریح کے ہوگا اسکو اعیاء ریحی اور نافخ سے موسوم کرتے ہین۔ چہاردہم
لاذع ہی جسمین عضو کے اندر سوزش سی معلوم ہوتی ہی۔ اور سبب اسکا خلط حار یا تیز ہی کہ عضو مین
بند ہوجاتا ہی یا اسپر سے ہوکر گذر جاتا ہی پس بسبب حدت اور تیزی کے اسمین سوزش پیدا ہوتی ہی
پانزدہم ثقیل جس سے عضو مین ثقل [illegible] ہوتا ہی۔ اور سبب اسکا وہ مادہ [illegible]
عضو غیر حساس مین [illegible] تشنج [illegible] کے جو کہ غشا سے متعلق ہی۔ [illegible]
ہی یا بسبب انجذاب غشا [illegible] کہ ثقل محسوس ہوتا ہی۔ یا بسبب ورم کے ہوتا ہی کہ [illegible]

حساسہ میں واقع ہو اور حس عضو کی باطل کرے جیسا سرطان میں ہوتا ہے نعوذ باللہ منہا یہ تحقیقی ہے کہ درد مطلق تین چیزوں کا موجب ہوتا ہے۔ اول یہ کہ بسبب تحلیل روح کے قوت کو تحلیل کرتا ہے دوم یہ کہ اعضا کو انکے افعال خاصہ سے منع کرتا ہے یہاں تک کہ اعضائے تنفس کو تنفس سے مانع ہوتا ہے [illegible] بقا ہوتی میں ضروری ہے یا انکے افعال میں تشویش ہو جاتی ہے چنانچہ نفس منقطعہ یا متواتر ہو جاتا ہے غرضکہ تنفس مجری طبعی پر نہیں رہتا۔ سوم یہ کہ اعضا کو اول تو گرم کرتی ہے اور آخر انکو سرد کر دیتی ہے واضح ہو چونکہ امور مذکور خطرناک ہیں اسلیے وقت ظہور درد کے اسکا جلد ہی تدارک کرنا چاہیے تاکہ موجب آفات کا نہو۔ اور اسباب سکون درد کے قطع سبب درد اور اسکا محللات اور مفتحات [illegible] اور خواب بھی مسکنات درد سے شمار کیا گیا ہے [illegible] بھی کرنی چاہیے اور ایسا [illegible] کو استعمال کرنا بطور مسکن وجع ہے لیکن فی الحقیقت سکون درد [illegible] سبب درد ہے۔ لانہ اوازال [illegible] نزول [illegible] بخلاف الباقی۔ اور اسباب [illegible] اور امتلا کے دو حال سے خالی نہیں یا امور خارجی ہونگے مانند استعمال اغذیہ اور ادویہ مرطبہ کے یا کثرت حمام کی خصوصاً جو کہ بعد طعام کے واقع ہو یا کثرت رطوبت فضلیہ کے یا کثرت واقع تحلیل کے مثل سکون اور ترک ریاضت اور استفراغ کے۔ یا امور داخلی ہونگے مثل ضعف قوت ہاضمہ اور دافعہ کے یا شدت قوت ماسکہ کے یا تنگی [illegible] مجاری کے جس سے فضول منع ہوتے ہیں خواہ خلقی ہو خواہ غیر خلقی۔ اور اسباب ضعف قوت [illegible] ضعف کسی عضو کے چند انواع پر ہیں کیونکہ سبب ضعف کا یا جرم عضو میں [illegible] ہوگا [illegible] اگر جرم عضو میں واقع [illegible] ہو [illegible] التركيب [illegible] ہے انسے خارج ہیں اور اگر سبب ضعف [illegible] توصرف [illegible] المزاج ہو یا سبب کثرت استفراغ کے تحلل روح بدرجہ غایت ہو اور اگر قوت عضو میں [illegible] ہو کثرت [illegible] استعمال اسکا موجب ہوگا اور قوت مذکورہ سے اسباب [illegible] کے بہت قلیل [illegible] ہونگے [illegible] اور اسباب بعیدہ [illegible] ہوا اور کھانا پینا وغیرہ بھی [illegible] اور عرق کثرت اور ریاضت [illegible] اور جماع [illegible] اور دل اور [illegible] اور فراخی مسام کی [illegible] اور اکثر [illegible] سبب ضعف کسی عضو [illegible] کے ہو جاتا ہے جیسا معدہ کے ضعیف ہونے سے تمام بدن ضعیف ہو جاتا ہے [illegible] ہونے سے تمام بدن ضعیف ہو جاتا ہے مثلاً فم معدہ کے ضعف سے تمام بدن میں ضعف طاری ہوتا ہے [illegible] بعض اعضا بنسبت بعض کے خلقت میں ضعیف ہوتے ہیں۔ اور اسباب حرکات غیر طبعی کے یا یبوست [illegible] ہے

جیسے [illegible] جیسا فواق [illegible] ظاہر ہوتی ہے - مادہ فضول
چیزوں کے سبب [illegible] موجب [illegible] ہوں جیسے [illegible] مؤذی ہوں جیسے [illegible]
[illegible] خروج ہو جیسے حالت امتلا میں مادہ فضول ہیں کہ قوت محرکہ کے راستہ میں سدہ
[illegible] استفراغ [illegible] پاس کے
[illegible] کی [illegible] خاتمہ [illegible]
اور [illegible] کے بیان میں [illegible] قاعدہ اول اوزان
مشہورہ اور ہندیہ اور اہل ایران وغیرہ کے بیان میں - [illegible] کتاب اور [illegible]
[illegible] وقیہ بھی کہتے ہیں ساڑھے
سات مثقال ہے کہ [illegible] ماشہ [illegible] ہوتے ہیں - اور درم کے حساب سے وقیہ
[illegible] اطلاق کرتے ہیں اور بعضوں
کے نزدیک [illegible] کہ اوقیہ نزد اطبا دس درم
اور [illegible] ساڑھے چار مثقال ہے اور ہندی حساب
سے ایک تولہ اور [illegible] ماشہ اور سات [illegible] ہوتا ہے اور بقول شیخ [illegible] چھ درم ہے اور بقول
بعضے ڈیڑھ تولہ اور دو ماشہ ہوتا ہے اور بعضوں کے نزدیک چھ درم اور تین ساتویں درم کے ہوتے ہیں
یعنی [illegible] درم کا ہے اور عند البعض چھ درم اور دو تہائی درم کے یعنی [illegible] درم کا ہے اور اسی قدر وزن
استار کا اکثر اطبا کے نزدیک معتبر ہے - اسکو [illegible] استار [illegible] عند البعض [illegible] ہے جسمیں
پانچ مثقال پانی سما جاوے - اطرالوس ڈیڑھ اوقیہ ہے - ابریق دو من طبی ہے اور کہتے ہیں کہ
پانچ رطل ہے - اور عند البعض دو من اور دو رطل ہے - ارزہ چاول کو کہتے ہیں اور اس سے چاول
متوسط مراد ہے کہ دو رائی کے برابر اسکا وزن ہو - اور نزد بعضے ایک چاول چار رائی کے برابر ہوتا ہے
ابریق [illegible] سترہ اوقیہ سے بیس اوقیہ تک ہوتا ہے - آیات عسل اڑھائی رطل ہے اور بعضوں نے دو
[illegible] لکھا ہے - آیات دہن ڈیڑھ من طبی ہے - البولوس [illegible] قیراط ہے اور ابولات نو قیراط ہیں انوس
چھٹا حصہ مثقال کا [illegible] مثقال ہے - اول ایک اوقیہ ہے اور کہتے ہیں کہ سات مثقال ہے
[illegible] ساڑھے ستائیس درم کا ہے اور نزد بعضے تیرہ درم کو کہا جاتا ہے - اور لکھا ہے کہ اسکے
[illegible] مراد ہیں اور جب [illegible] ہیں اسکو ذکر کریں سولہ درم مراد ہے اور صاحب
بحر الجواہر [illegible] سے نقل کیا ہے کہ [illegible] سے [illegible] مراد ہیں اور شراب سے دو اوقیہ اور آدھی درمی

اور شہد سے تین اوقیہ اور ایک چوتھائی اور ایک آٹھواں اوقیہ کا ہے ۳¾ اوقیہ کا ہے۔ اطبا یونانیوں سے
سوا سو رطل مراد ہے وہ رطل کہ بارہ اوقیہ ہوتا ہے۔ اطبا عراقین سے نو رطل اور شیراز ... رطل
رطل اور ... سے ساٹھ چھتیس رطل ہے۔ برنج یعنی چاول چاول رائی کے برابر ...
ایک درم ... اور عند البعض ایک مثقال ہے اور نزد بعضے چار دانگ ہے۔ بہتا ... سے
مراد دام بہلول شاہی ہے جسکا وزن نو ماشہ ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ چودہ ماشہ ...
باقلا سے ... چھ قیراط ہے اور کہتے ہیں کہ چوبیس جو کے برابر ہے۔ اور عند البعض ایک درم ...
اور باقلا سے مصری بارہ قیراط ہے اور کہتے ہیں کہ ایک درم ہے۔ باقلا سے اسکندریہ ...
فی بحر الجواہر۔ باقلا سے شامی دو قیراط ہے بطون صغیر چھ درمی ہے اور بطون کبیر تین اوقیہ ...
برمہ دو قیراط ہے۔ پل لفظ ہندی چالیس ماشہ وزن کا نام ہے اور عند البعض آٹھ تولہ اور بقول بعضے
ٹانک ہے۔ پول فلوس اور دام کو کہتے ہیں پیسہ وزن اسکا باعتبار اختلاف بلاد کے اور صغر و کبر
کے مختلف ہوتا ہے پیسہ انگریزی یعنی ایک تولہ بارہ ماشہ ہے اور پیسہ متعارف زمان ہذا ...
اور پیسہ انگریزی قریبا سات ماشہ ہے۔ تولہ وزن متعارف بلاد ہند بارہ ماشہ ہے۔ ترمس ... قیراط ہے
اور جو کے ساتھ برابر آٹھ جو کے ہے۔ تسو ... مثقال ہے۔ ٹانک ساڑھے چار ماشہ ہے اور ...
اسوقت یہی ہے اور بقول بعضے چار ماشہ اور عند البعض ... اور نزد بعضے چھتیس رتی ہے
اور بعضوں کے نزدیک چھتیس رتی اور عرف عام میں سولہویں حصہ سیر پر اطلاق کرتے ہیں یعنی
۱/۱۶ سیر کا ہے۔ جوزہ سات درم ہے اور بقول شیخ ... وہ ... اور اسی ایک قول میں جوزہ
برابر بندقہ کے ہے۔ اور جوزہ مطلق مراد لو درمی سے ہے اور نزد بعضے چار مثقال ... جوزہ ملکی
چھ درم ہیں اور جوزہ ... ایک مثقال ہے اور بقول بعضے ایک درمی ہے۔ جو چار چاول ہے ...
ہیں۔ چھٹانک ہندی میں سیر کے سولہویں حصہ کو کہتے ہیں یعنی ۱/۱۶ سیر کا ہے۔ اور چھٹانک انگریزی
سیر کا چار تولہ ہے۔ حبہ دو جو ہیں اور بقول بعضے ایک جو میانہ ہے۔ اور بیا چاول اسکو حبہ ... کہتے ہیں
لیکن حبہ فضی تخمینا اڑھائی چاول کے برابر ہے حمصہ چوتھائی درم کے یعنی ¼ درم کا اور بقول بعضے تہائی
درم کی ⅓ درم کا ہے اور عند البعض تین درم ہے اور کہتے ہیں کہ چار جو اور ایک چوتھائی جو کی یعنی ۴¼ جو
جو کہ ایک قیراط کے برابر ہے۔ حفنہ صغیر دو مثقال ہے اور حفنہ کبیر تین مثقال ہے۔ خرمہ لطیفہ وہ قدر ہے کہ کف دست
کو بھر دے اور نزد اطبا وہ مقدار ہے کہ جب سر انگشت اور سبابہ کو باہم ملا دیں اور ایک دائرہ شکل
پیدا ہو جاوے۔ اور بحر الجواہر اور تحفہ میں لکھا ہے کہ چار مثقال ہے اور عند البعض تین درم ہے

اور بقول بعضے [illegible] مثقال کے [illegible] ایک ماشہ [illegible] خردلہ [illegible] حصہ [illegible] کا ہو یعنی
[illegible] اور [illegible] چاول ہو یعنی ½ چاول کا۔ اور بقول بعض
ایک [illegible] چاول کا [illegible] مقدار دانہ [illegible] کے ہو۔ خرنوب
مطلق سے ایک قیراط [illegible] خرنوب [illegible] حبہ ذہبی ہو اور کہتے ہین کہ تین درم ہو۔ اور
[illegible] چار جو کے برابر ہو [illegible] ایک دانگ اور نیم مثقال ہو۔ دانق [illegible] دانگ [illegible]
اور عند البعض چار [illegible] رتی کا [illegible] ½ رتی کا ہو۔ اور کہتے ہین کہ چار قیراط ہو۔ [illegible]
مخزن الادویہ نے لکھا ہو کہ مثقال طبی کا ایک دانگ پونے چار رتی ہو اور شرعی مثقال کا چار رتی
اور [illegible] چاول اور درم [illegible] ایک دانگ اڑھائی رتی اور درم شرعی سے [illegible] دو رتی ہوتا ہو
اور ایران مین دانگ [illegible] ہوتا ہو۔ درہم اسکو فارسی مین درم کہتے ہین درم بھی
اور درم [illegible] تین ماشہ ہو اور بقول بعضے درم طبی تین ماشہ ہو اور بعضے دو ماشہ دو رتی
کہتے ہین اور درم شرعی [illegible] ہو اور بقول بعضے مقدار سیان کف دست ہو۔ درہم مصری
[illegible] رتی ہو [illegible] چار دانگ اور نیم مثقال درم صیرفی ہو۔ درم طبری چار دانگ
ہو۔ [illegible] ایک مثقال ہو۔ اور بقول شیخ چار [illegible] ہو اور عند البعض ایک درہم ہو۔ دام
[illegible] ماشہ کا ہو۔ [illegible] ماشہ ہو اور بقول بعضے بیس ماشہ ہو۔ اور دام [illegible] دام
دام عالمگیری [illegible] سے عبارت ہو اور عند البعض بائیس ماشہ ہو اور صاحب شرح [illegible]
نے [illegible] چار مثقال لکھا ہو۔ [illegible] آٹھ رطل ہو اور نزد شیخ چار رطل ہو۔ اور صاحب
بحر الجواہر نے تین رطل لکھا ہو۔ [illegible] چوبیس قسط ہو۔ [illegible] عرف عام [illegible]
حصہ دام سے مراد ہو یعنی ½ دام کا۔ اور بعضے اڑھائی ماشہ کسری بالا ہو۔ دینار ایک
مثقال شرعی ہو۔ ذرہ مقدار [illegible] کا ہو [illegible] اس سے چھوٹی دانہ مسور [illegible]
رطل [illegible] استعمال [illegible] اشیا کیلی اور وزنی ہر دو مین ہوتے ہین اور اسکے مطلق سے مراد رطل
بغدادی ہو جسکو عراقی بھی کہتے ہین جو کہ چار سو پانچ ماشہ ہوتا ہو اور عند البعض
[illegible] ماشہ ہوتا ہو جو کہ پینتیس تولہ ہوتے ہین۔ اطبا کے عرف مین جو وزن کہ رطل
سے کم ہو وزن صغار سے معروف ہو اور جو اس سے زیادہ ہو وزن کبار
سے موسوم ہو اور شہر جہان آباد مین رطل نیم سیر اکبر شاہی سے مراد رکھتے ہین
رطل [illegible] رطل عراقی کا [illegible] ہو اور رطل مکی رطل عراقی کا دوگنا ہوتا ہو رطل ہندی کہ بلاد ہندوستان [illegible]

ماشہ ۱۲
رتی ۱۲
[illegible] ۱۲
خردی ۱۲
بزرگی ۱۲

مین مروج ہی چھتیس دام عالمگیری ہی - راحتہ وہ مقدار ہی جس سے کہ دست چپ بھر جاوے - پیسہ وزن اسکا باعتبار اختلاف بلاد کے مختلف ہوتا ہی چنانچہ روپیہ کمپنی بہادر کا ساڑھے دس ماشہ ہوتا ہی اور روپیہ فرخ آبادی دس ماشہ ہی اور روپیہ لکھنوی بارہ ماشہ ہوتا ہی اور روپیہ نادر شاہی رتی گیارہ ماشہ ہی اور علی ہذا القیاس رتی چار جو متوسط ہی اور عند البعض تین جو متوسط ہین - سرخ کو ہندی مین رتی اور گھنگچی کہتے ہین آٹھ چاول کے برابر ہی - سیر اوزان مشہورہ بلاد عجم سے ہی سولھوین حصہ من سے عبارت ہی یعنی ۱/۱۶ من کا سیر شاہی اور طبی عبارت دام پختہ سے ہی سیر شاہجہانی چالیس دام پختہ ہی سیر عالمگیری چوالیس دام پختہ ہی سیر اکبر شاہی کہ بالفعل مروج ہی بہتر دام ہی سیر اکبری تیس دام پختہ ہی سیر فرخ شاہی اڑتالیس دام پختہ ہی سیر خراسانی پانزدہ مثقال ہی سیر ایرانی پانچ تولہ ہی سیر کابلی ہاشمی روپیہ بھر یعنی ایک روپیہ پانچ مثقال ہی اور سیر انگریزی جسے نمبری کہتے ہین اٹھتر تولہ چار ماشہ ہوتا ہی سکرجہ کو فارسی مین سکرہ کہتے ہین اسکی مطلق سے مراد چھ استار ہین اور عند البعض سوا چھ استار یعنی ۶ ۱/۴ استار کا سکرجہ صغیرہ تین اوقیہ ہی اور سکرجہ کبیرہ نو اوقیہ ہی اور بقول سات اوقیہ ہی - ساسو نا تین قیراط ہین اور نزد بعضے ساڑھے دس من ہی - سونوفس اڑھائی قسط ہی شعیرہ چار چاول ہی اور عند البعض دو چاول اور کہتے ہین کہ بارہ خردل کے برابر ہی اور نزد بعضے چھ رائی کے مساوی ہی - صاع نزدیک اہل مدینہ علیہ السلام کے چار مد ہی اور نزد اہل کوفہ کے آٹھ رطل ہی - صاع طبی چار من ہی صاع عراقی اور بغدادی بھی آٹھ رطل ہی صاع حجازی اور مدنی پانچ رطل اور ثلث رطل ہی یعنی ۵ ۱/۳ رطل کا - صاع ہاشمی چار صاع عراقی ہی صاع حکم چار مد ہی - صدقہ صغیرہ ساڑھے تین درم ہی اور بقول شیخ سات ساسونا ہی صدقہ کبیرہ چھ مثقال اور نزد شیخ چودہ ساسونا ہی - طسوج دو جو میانہ ہی یا آدھی قیراط - طولون نو اوقیہ ہی اور صاحب بحر الجواہر نے تفصیل لکھی ہی کہ شراب سے بیس اوقیہ کو اور تیل سے نو اوقیہ کو اور شہد سے تیرہ اوقیہ کو طولون کہا جاتا ہی تولہ ساڑھے تین مثقال اور تین قیراط ہی - عزی سات اوقیہ ہی - غازبیگی وزن اہل ایران کا ہی دو مثقال صیرفی سے مراد ہی کہ آٹھ ماشہ ہوتا ہی - غزنا اور غزمانہ ربع مثقال سے ثلث مثقال تک ہی فرق سولہ رطل ہی جو کہ بارہ مد یا تین صاع ہوتے ہین - اور عند البعض پانچ قسط ہین - فقل معرب پل کا ہی جو پیچ مثقال کو کہتے ہین اور بقولے بارہ مثقال ہی - فلوس عرف مین دام پختہ اور قدام کو کہتے ہین - فلنجیا مقدار ایک منقولہ ہی اور بقولے ڈیڑھ مثقال ہی فوالوس ڈیڑھ اوقیہ

فارسی بہاؤ بن تو انکو فلوس بولتے ہین تعریب اور تو فلوس بھی انھین معنون کے برابر مستعمل ہین ۱۲ منہ

فوتانوس تین اوقیہ ہی فلنجا ایک مثقال ہی اور عند البعض ڈیڑھ مثقال ہی قاتوس چھ مثقال ہی
قسط مصری شیخ نے لکھا ہی کہ نیم صاع ہی - قسط رومی بیس اوقیہ ہی اور قسط مصری اور انطاکی
اٹھارہ اوقیہ ہی اور بقول بعضے چار رطل ہی اور قسط عسل بقول حکماء یونان ایک رطل ہی اور
عند البعض ڈیڑھ رطل ہی اور نزد شیخ اڑھائی رطل ہی - اور قسط شراب کی اسی رطل ہی
اور قسط روغن اٹھارہ اوقیہ ہی قسط قطری اور قیروطی چوبیس اوقیہ ہی کہ ایک سیر شاہجہانی ہوتا ہی
قوطولی صاحب مخزن ادویہ نے سات اوقیہ لکھا ہی اور عند البعض سات مثقال ہی اور صاحب
بحر الجواہر نے لکھا ہی کہ وہ بیس اوقیہ شراب سے اور نو اوقیہ تیل سے اور تیرہ اوقیہ شہد سے اور
کہتے ہیں کہ شراب سے دس اوقیہ مراد ہی قطیر بارقہ وہی قفیز کہتے ہیں کہ ایک من آٹھ سیر شاہجہانی ہی اور
بقول بعضے بیس من بزرگ ہوتی ہے اور وہ آٹھ کول ہوتے ہیں قفیز حجازی صاع عراقی کے مساوی
ہی - قفیز ہاشمی عند البعض آٹھ رطل ہی اور کہتے ہیں کہ چار من سے ہر من دو سو ساٹھ درم کا ہی
قنطار چھ من ہی اور رطل سے بارہ سو رطل عراقی ہی اور بعضے ایک سو بیس رطل لکھتے ہیں -
قلہ چھ درم ہی اور شریعت میں دو سو پچاس من ہی ہر من دو رطل کا - اور نزد داخل حدیث
کے ثقات میں پنج فرق بزرگ ہیں - قوطیل بہتر مثقال ہی - قولون تیل سے نو اوقیہ ہی اور شراب
سے دس اوقیہ ہی اور شہد سے ساڑھے تیرہ اوقیہ ہی - قوانوس تین اوقیہ ہی اور بقول شیخ
ڈیڑھ اوقیہ ہی - قیراط طبی دو طسوج ہیں یعنی چار جو اور صاحب بحر الجواہر نے اقسرائی سے نقل
کیا ہی کہ ربع دانگ ہی یعنی ۱/۴ دانگ کا کہ برابر جو کے ہوتا ہی - قیاسانت ایک مثقال ہی -
قسطاطونی ایک مثقال ہی - قاقشتی ایک ملعقہ ہی اور عند البعض ایک دام ہی - قبضہ اسقدر ہی
کہ سر انگشتوں میں پکڑیں قبضہ مقدار ایک مٹھی کا ہی - قدح مصری اڑتیس اوقیہ اور بیاسی [illegible]
اوقیہ کے یعنی [illegible] ۳۸ اوقیہ کا - قربہ کے معنی مشک پانی اور دودھ کی جسمیں پچاس من
شرعی پانی سما جاوے - کر ایک سو بیس قفیز ہی - کف یعنی ایک مٹھی بھر اسکو ایک قبضہ
بھی کہتے ہیں وزن اسکا چھ مثقال قرار دیا گیا ہی - کیل اس پیمانہ کو کہتے ہیں کہ اسکے ساتھ
وزن کرتے ہیں مقدار اسکا تین سو درم کسر سے بالا ہی اور عند البعض چھیاسٹھ من ہی
اور بقول بعضے ۳ من ہی - اور نزد بعضے تین من اور آٹھواں حصہ من کا ہی یعنی ۳ ۱/۸
من کا ہی - کیلہ تین سو درم اور کسر سے بالا ہی اور عند البعض آٹھ سو درم کسر سے بالا ہی
کیلجہ ایک پیمانہ ہی کہ جو قریب دو من کی گنجایش رکھتا ہی یعنی ۱/۲ ۱ من کا - کسونا آٹھ قیراط ہی

کو چھ قسط ہی۔ کول تین کیلچہ ہی۔ کو سبع اسکی اکواب ہی تین رطل ہی اور عند البعض تین قسط ہی۔
کرسنہ سبع درم سے ربع مثقال تک اور بعض کتابوں مین ساڑھے چھ درم ہی۔ کرمیہ جمع جسکی کرامات
ہی سبع درم سے ربع مثقال تک ہی۔ ماشہ آٹھ رتی یا بتیس جو جو ستھ چاول ہی۔ مثقال طبی ساڑھے
چار ماشہ ہی اور بقولے ایک سو چوبیس ۱۲۴ جو بھر کہ تین ماشہ چھ رتی ہوتا ہی اور بعضون نے تین ماشہ
پونے دو رتی لکھا ہی۔ اور شیخ رئیس کے حساب سے بہتر ۷۲ جو بھر ہوتا ہی اور مثقال شرعی بیس ۲۰ قیراط کے
برابر ہی کہ ساڑھے اڑسٹھ جو بھر ہوتا ہی۔ ماطریس بہتر ۷۲ قسط شراب کی قسط سے۔ مالیطول ڈیڑھ
رطل عراقی ہی۔ مد طبی ایک رطل اور ثلث رطل عراقی سے ہی یعنی ۱⅓ رطل کا اور عند البعض دو رطل
بغدادی ہین۔ مد شرعی امام اعظم رح اور محمد رح کے نزدیک دو رطل ہین۔ اور امام ابو یوسف رح اور
امام شافعی رح کے ہان ایک رطل اور ثلث رطل ہین یعنی ۱⅓ رطل کا۔ مسطون کبیر روغن سے تین
اوقیہ ہی اور شراب سے تین اوقیہ اور آٹھ درخمی اور شہد سے چار اوقیہ ہی۔ مسطون صغیر تیل سے
چھ درخمی ہی اور شراب سے بیس درخمی اور شہد سے نو درخمی ہی۔ من طبی دو رطل عراقی ہی کہ تخمیناً بیس تولہ
نو ماشہ ہوتا ہی۔ اور بقول شیخ چالیس استار ہین اور مثقالون سے ایک سو اسی مثقال ہی اور اوقیہ سے
چوبیس اوقیہ اور درم سے دو سو ساٹھ درم کہ تخمیناً چالیس ۴۰ تولہ اور آٹھ ماشہ ہوتا ہی۔ من تبریزی چھ سو
مثقال ہی یعنی دو سو تولہ کی ایک سو ساٹھ مثقال۔ من رومی ڈیڑھ سو مثقال یا بیس اوقیہ ہی۔
من مصری اور انطالیقی ایک سو بیس مثقال۔ من اسکندرانی دو سو پچیس مثقال۔ من قطری ایک سو
پینسٹھ ۶۵ مثقال یا ایک سو اسی مثقال ہی۔ من شاہی بارہ سو مثقال یعنی چار سو تولہ۔ من ہندی چالیس سیر
رائج الوقت اور ہندوستان کے سیر مختلف ہین جیسے لاہوری اور خام اور انگریزی وغیرہ۔ اسی لیے
من کے اوزان مختلف ہوتے ہین۔ من جہانگیری چھتیس ۳۶ سیر جہانگیری ہین۔ من شاہجہانی چالیس سیر
شاہجہانی۔ من عالمگیری چالیس سیر پورہی ہین۔ من خانی آٹھ سیر کابلی۔ من شرعی من عراقی ہی کہ چالیس
استار ہین۔ اور بقولے چالیس دام پختہ۔ من اکبری تیس سیر اکبری۔ مکوک تین کیلچہ ہین اور عند البعض
ساڑھے سات من ہی اور نزد بعضے تین استار اور بقولے ڈیڑھ صاع ہی۔ مکیال چوبیس ۲۴ کیلچہ ہی اور
صاحب بحر الجواہر کے نزدیک مکیال اور مکوک ہر دو مساوی ہین۔ ملعقہ چمچے کو کہتے ہین شہد
اور معاجین سے چار مثقال کا ہوتا ہی اور خشک ادویہ سے ایک مثقال سے دو مثقال تک۔ مہر یعنی
طلائے مسکوک جسکو اشرفی کہتے ہین کامل اور پوری مہر نو ماشہ اور چھ رتی کی ہوتی ہی یعنی ۹ ماشہ کا
اور ناقص مہر ساڑھے نو ماشہ کی ہوتی ہی اور عند البعض نو ماشہ اور پانچ رتی ہی۔ مہر بنگالہ ... ماشہ

اور بیع سرخ ہی - مہر سوزتی دس ماشہ اور سات رتی ہی مہر اکبری اور شاہجہانی اور عالمگیری کا مقدار
دو ماشہ اور ساڑھے پانچ رتی ہی - مہر محمد شاہی اور احمد شاہی دس ماشہ اور پانچ رتی ہی - نوات
تین مثقال ہی یا پانچ درم اور کہتے ہین کہ دو دانگ ہی اور عند البعض نیم درم ہی - ناطیل دو استار
ہی - اور کہتے ہین دو اوقیہ ہی اور بقولے سات درم ہی - نسطون کبیر تین اوقیہ ہوتا ہی - اور
نسطون صغیر ڈیڑھ درمی - نشن چودہ مثقال ہی - نقیر آٹھ قیراط ہی - وسق ساٹھ صاع شرعی
ہی اور وہ اہل حجاز کے نزدیک تین سو بیس رطل ہین اور نزدیک اہل عراق کے چار سو اسی
رطل ہین اور اہل کوفہ کے نزدیک دو سو چالیس من ہی کہ مراد ایک بوجھ اونٹ سے ہی
دمشق آدھا صاع شرعی ہی - وقر ایک بوجھ گدھے اور اونٹ کا ہی - وکیلہ چوبیس کیلجہ ہین -
ہامین پچیس استار ہین اور عند البعض چار ابولوس ہین - ہوطل تین اوقیہ ہی -
عبارت چوتھائی من سے ہی یعنی ¼ من کا ہی قاعدہ دوم لغات
اور معالجات خارجیہ کے بیان مین تاکہ مبتدیون اور نو آموزون کو اس
مین آسانی ہوجاوے انکو بھی آسانی کے لیے بترتیب حروف تہجی بیان کیا جاتا ہی -
وہ ہی کہ ادویہ کو جوش کر کے اسکے آب صافی نیمگرم کو کسی بڑے برتن
اسمین ڈالین اور پانی اسکی ناف تک ہونا چاہیے استنشاق کسی چیز کو ناک مین
اطریفیل معرب تری پھل ہی کہ ہلیلہ اور بلیلہ اور آملہ سے عبارت ہی - آکال وہ چیز ہی کہ بسبب
زیادتی تحلیل کے گوشت کو کھا جاوے یا ناقص کرے - مانند زنگار کے - اکتحال کسی چیز کو
آنکھ مین ڈالنا - انکباب یعنی بھپارہ - پانی کو جوش دیکر اسکا دھوان تمام بدن پر پہونچانا اور
اپنے آپکو کپڑے سے ڈھانپ کر سرنگون کرنا جیسا عرق لانے کے واسطے کرتے ہین یا بخارات ادویہ
مطبوخہ کے کان یا کسی اور خاص عضو مین پہونچانا - بخور وہ ہی کہ ادویہ کو جلا دین تاکہ بو اسکی
دماغ مین موصول ہو یا دھوان اسکا بطریق مخصوص کسی عضو کو پہونچا دین - برود ادویہ کو
بترتیب دیکر آنکھ مین ڈالین - پادزہر اسکی شان یہ ہی کہ صحت اور قوت کی حفاظت کرتا ہی اور
روح کو تحلیل سے باز رکھتا ہی بسبب اسکے ضرر سموم کو روکتا ہی - اطبا کا قول ہی کہ جو چیز بالخاصیت
سمیت کو دفع کرتی ہی اور معدنا مفرد ہی پادزہری مانند زہر مہرہ کے - پاشویہ دوا کو پانی مین
پکا کر اسے بر رسم معروف مریض کے پانوٴن دھوتے ہین اور پانی کو صفا کر کے اوپر سے کپڑا
لپیٹتے ہین اور تلوے ملتے رکھتے ہین بعد چند ساعت کے نیچے کی جانب سے کھولتے ہین

تریاق وہ دوا ہی کہ خاصیت پادزہر کی رکھتی ہی مانند تریاق فاروق کے اور کسیقدر مرکب جسمانی ہوتا ہی۔ تمریخ کسی چیز تر کو بدن پر ملنا۔ جاذب وہ چیز ہی کہ مادہ کو اپنی طرف کھینچے مانند جند بیدستر کے۔ جالی وہ چیز ہی کہ رطوبت لزجہ کو مسام عضو کے منہ سے صاف کرے گرم بھی ہوتی ہی مثل ترمس کے اور سرد بھی ہووے ہی مثل حموضات کے۔ جامد وہ چیز ہی کہ سیلان قبول کرنا اسکی شان سے ہو اور حالانکہ بالفعل مجتمع غیر سیال ہو اور اسکی ذات مین ایک نوع کی رطوبت ہوتی ہی کہ برودت اسکے لیے مجمد اور مکثف عارض ہوتی ہی اور جبکہ حرارت بدنی اور خارجی اسمین تاثیر کرتی ہی سائل ہو جاتی ہی۔ جوارش وہ ہی کہ طعام کو ہضم کرے۔ حقنہ نائی وہ چیز ہی کہ محقنہ مین ڈالکر دبر کے راستہ امعا مین اور احلیل اور قبل کے راستہ مثانہ اور رحم مین پہونچاوین اور بیان تفصیلی اسکا گذر چکا ہی۔ حمول کی یہ کیفیت ہی کہ لتہ کو ادویہ سے تر کرکے یا آلودہ کرکر دبر یا قبل مین اٹھاوین۔ خاتم وہ چیز ہی کہ بسبب یبوست اپنی کے جراحت کے سطح پر خشک ریشہ پیدا کرے کہ زخم کو آفات سے حفاظت ہو مانند انزروت کے خضاب وہ چیز ہی کہ بالون کو سیاہ کرے یا اسکو رنگ دے۔ دسمی وہ چیز ہی کہ اسکے جوہر مین روغن ہو مانند لبوب کے۔ دابق وہ دوا ہی کہ بسبب لزوجت اپنے کے ہاتھ سے چمٹ جاوے۔ ذرور وہ ہی کہ خشک ادویہ کو رگڑین اور آنکھ مین ڈالین یا زخم پر دھرین۔ رادع وہ چیز ہی کہ بسبب تبرید کے اور تکثیف عضو کے اور بباعث تضییق اسکے مسام کے مواد منصبہ کو عضو سے منع کرے اور جسقدر مواد گرنے پر ہو اسکو گرنے سے مانع ہو اور معہذا عضو کو تقویت دے اور حرارت جاذبہ عضو کو تسکین بخشے تاکہ مواد کو جذب نہ کرے مانند صندل کے۔ اور یہ ضد جاذب کی ہی۔ زروق کو ہندی مین پچکاری کہتے ہین وہ دوری ہی کہ بذریعہ آلہ معمولہ اس عمل کے احلیل اور قبل کے اندر پہنچتے ہین اور اس آلہ کو زراقہ اور مزرقہ کہتے ہین۔ سائل وہ چیز ہی کہ اجزا اسکے جہات مین پراگندہ ہووین وہ اجزا اسکے از ہم منقطع ہووین یا نہووین مانند مایعات کے اور یہ ضد جامد کی ہی۔ سعوط دوا کا یا پانی ناک مین ٹپکانا لیکن بلا سدید نے عام رکھا ہی خواہ ناک مین خواہ کان مین خواہ احلیل مین ہر تینون صورتون پر سعوط کا اطلاق ہو سکتا ہی۔ سکوب وہ چیز سائل ہی کہ تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے بدن پر ڈالین اور توقف کرکے ویسا ہی کرین۔ سم وہ چیز ہی کہ بسبب کیفیت مضادہ اور خاصیت اپنی کے فساد مزاج کا کرے مانند بیش کے۔ سنون وہ چیز ہی کہ ادویہ کو گھسکر دانتون پر ملین یا دھرین اور انکے جوہر کے لیے مقوی ہو اسکو منجن کہتے ہین۔ شموم وہ چیز ہی

کہ دوا تر اور خشک کو سونگھین - شافہ وہ چیز ہے کہ ادویہ معمولہ اس عمل کو دراز کرکے دبر یا قبل یا دیگر منافذ
مین دھرین یا پانی مین گھسکر آنکھ مین ڈالین - ضماد یعنی لیپ دوا صوفی ظاہر بدن پر لگاوین - صاحب
تحفہ نے لکھا ہے کہ باوجود اسکے رقیق اور نرم ہووے خواہ اسکو عضو پر مالش کرین یا اسپر باندھین
اور خواہ اسمین موم ہو یا نہو - طلا وہ ہے کہ دوا پتلی کو عضو پر مالش کرین یا اسپر لگاوین - طبیخ وہ ہے
کہ ادویہ کو جوش دیکر پانی اسکا استعمال مین لاوین - عاصر وہ چیز ہے کہ بسبب شدت قبض کے
مادہ رطوبت رقیقہ کو جو کہ تجویف عضو مین ہے خارج کرے مانند ہلیلہ کابلی کے - عطوس وہ دوا ہے
جسکو چھینک کے لیے سونگھین - غرغرہ وہ چیز ہے کہ قسم مایعات سے منہ مین لیکر حرکت دیوین اور حلق
تک پہونچاوین لیکن اسکو نہ نگلین اور پھینکدین - غسال وہ چیز ہے کہ بسبب رطوبت اور سیلان کے
یا بباعث قوت جلائیہ کے مادہ اور اجسام متشبثہ کو سطح عضو سے دھووے مانند پانی کے - فتیلہ یہ ہے
کہ دوا کو کپڑے مین لپیٹکر اور دراز کرکے دبر یا قبل یا کان یا ناک یا زخم یا جراحت مین دھرین - فرزجہ
وہ ہے کہ دوا کپڑے مین لپیٹکر عورت کے بول کی راہ مین رکھین - قابض وہ دوا ہے کہ مجاری عضو
کو تنگ کرے اور اسکے اجزا کو باہم جمع کرے مانند گل ارمنی کے - قاتل وہ چیز ہے کہ اپنی کیفیت
اور صورت نوعیہ سے ہلاک کرے - قاشر وہ چیز ہے کہ بسبب زیادتی جلا اپنی کے اجزاء فاسد کو
خارج کرے یا میل کو سطح استخوان سے دور کرے مثل قسط کے - قطور وہ چیز پانی ہے کہ کان اور دیگر
سوراخون مین ٹپکائین - کاوی یعنی داغ دہندہ وہ چیز ہے کہ جلد کو جلاکر کوئلے کی مانند خشک
اور سخت کرے مثل زراک زرد کے - کثیف وہ چیز ہے کہ وقت تاثیر حرارت غریزی کے سوا اجزاء
حرد کے اجزا اسکے منقسم ہووین اور اجزاء ارضی اسمین غالب ہو جاوین اور رطوبت شدید الممازجہ
اسطور پر ہو کہ سہولت تفرق کو مانع ہو - اور اگر باوجود اسکے لزج ہو تو اکثر اجزاء کو ریزہ
ریزہ ہونے سے مانع ہوتی ہے مانند کدو کے - کحل یعنی سرمہ وہ چیز ہے کہ باریک سرمہ کی مانند
کرکے آنکھ مین لگاوین - کماد یعنی سینک اور ٹکور جو چیز گرم کرکے عضو پر رکھین جب سرد
ہو جاوے پھر بدستور گرم کرکے عضو پر دھرین - اور وہ تر بھی ہوتی ہے جیسا پانی اور دیگر
یا صرف پانی گرم مثانہ گاو یا شیشہ مین بھر کر یا کپڑا اسمین تر کرکے عضو پر رکھین - اور
خشک بھی جیسے ادویہ خشک کو تھیلی مین باندھکر توے پر گرم کرکر عضو پر رکھین - یا کپڑا یا نمک
یا اینٹ خام یا پختہ گرم کرکے عضو پر رکھین - کاحل وہ ہے کہ وہ ان ادویہ کو آنکھ مین
لگاوین - لاذع وہ چیز ہے کہ ساتھ قوت نفاذ اپنی کے اتصال عضو کو متفرق کرے

[illegible] مانند [illegible] ہو اور بارد مانند سرکہ کے ۔ لخلخہ وہ چیز ہی کہ رقیق اور چسپیدار چیزون کو چھوٹے جزئون [illegible]
[illegible] شیشی بہ نسبت الکحل [illegible] ۔ لزج وہ چیز ہی کہ جب اسکو دونون طرفون سے کھینچا جاوے تو ایک
طرف دوسرے سے منقطع اور منفصل نہووے اور باوجود اسکے سہل التشکل ہو اور [illegible]
ملاقات کرے شدید الالتصاق ہو مانند عسل کے ۔ تلوح وہ چیز ہی کہ ملاوے [illegible]
اور اسکو عضو پر لگاوین ۔ لطیف وہ چیز ہی کہ وقت تاثیر حرارت غریزی کے اجزا اسکے [illegible]
کے منقسم ہوجاوین مانند زعفران کے اور یہ ضد کثیف کی ہی ۔ لعابی وہ چیز ہی کہ جب اسکو
پانی مین تر کرین اس سے اجزاء لزجہ منفصل ہووین مانند خبازی کے ۔ مائع وہ چیز ہی کہ سیلان کرے
اور رقیق القوام ہو مثل پانی کے ۔ مالح وہ چیز ہی کہ زبان مین سوائے کاٹنے کے لذع کرے
مانند نمک کے ۔ مبرد وہ چیز ہی کہ بسبب قوت تبرید اپنی کے برودت پیدا کرے مانند کافور کے
منبہی وہ چیز ہی کہ بسبب تولید ریاح لطیفہ کے مجاری اعصاب اور عضلات اعضائے تناسل مین با
دورہ کرکے محرک اسکی ہو اور باعث تکون مادہ منویہ کا ہوجاوے مانند لبوب کے ۔ مجفف وہ چیز ہی
کہ بسبب تحلیل اور تلطیف اپنی کے رطوبات بدن کو نیست و نابود کرے مثل شاہدانہ کے ۔ مجمد وہ چیز ہی
کہ مادہ کو تکثیف اور تبرید اپنی سے فراہم کرے مانند بزرالبنج کے ۔ محلل وہ چیز ہی کہ مادہ کو تبخیر کے لیے
تیار کرے اور اسکے ہر ایک جز کو بخار سے منفصل کرے اور جب تاثیر اسکی دائم اور ہمیشہ ہووے
مادہ کو بالکل نیست و نابود کردے مانند بابونہ کے ۔ محلل ریاح جسکو کاسر ریاح بھی کہا جاتا ہی وہ چیز ہی
کہ قوام ریح کو رقیق کرکے اسکو مندفع کرے مانند اجواین کے ۔ محرق وہ چیز ہی کہ اپنی حرارت
سے لطافت اور رطوبت اخلاط کو بالکل نابود کرے اور خاکستر اسکی باقی رکھے مانند فرفیون کے
اور یہ ضد محلل کی ہی ۔ محکک وہ چیز ہی کہ بموجب حدت اپنی کے خلط لذاع اور تیز کو مسامات جلد
کی طرف جذب کرے اور قرحہ تک نوبت پہونچائے مانند کبیکج کے ۔ محمر وہ چیز ہی کہ خون کو بسبب
قوت جاذبہ اپنی کے جلد کی طرف جذب قوی کرے یہان تک کہ عضو کو گرم کرے اور رنگ جلد کو
سرخ کرے مثل رائی کے ۔ مخدر وہ چیز ہی کہ روح حساسہ محرکہ عضو کو روح نفسانی کی تاثیر
کے لیے ۔ یا عضو اور عصب کو قواے نفسانی کی تاثیر کے لیے غیر قابل قبول تام کے لیے کرے
اور اسکے دو نوع ہین ۔ اول یہ کہ کیفیت سے ہو اور وہ یبوست اور برودت قویہ ہی مانند افیون کے
دوسرے وہ کہ بالخاصیت ہو مثل طرخون اور عناب کے پتون کے کہ تخدیر حس ذوق مین تاثیر عظیم
رکھتی ہین ۔ مخشن وہ چیز ہی کہ بسبب شدت قبض اور تجفیف اپنی کے سطح عضو کو مختلف الاجزا

اور پست اور بلند کرے مانند بلیلہ کابلی کے خواہ ... مدر وہ دوا ہی کہ رطوبات کو [illegible]
حرکت دے تاکہ بول کے راستہ سے دفع ہو جاویں مانند تخم خیار کے - منضج وہ چیز ہی ...
تخفیف اور تکثیف اپنی کے رطوبت کو کہ درمیان ہر دو ... [illegible]
مانند مرداسنگ کے - مقئ وہ چیز ہی کہ سطح معدہ پر ... [illegible]
اور کراہت سے طبع کو برہم کرے مانند صبر کے - مرخی وہ دوا ہی کہ حرارت معتدلہ اور رطوبت
مائیہ اپنی سے جرم عضو کو نرم کرے مانند خطمی کے - مرطب وہ چیز ہی کہ رطوبت زائدہ سے
رطوبت پیدا کرے مانند روغن کاہو کے - مرقق وہ چیز ہی کہ قوام غذا اور خلط کو رقیق کرے مانند
پانی کے - مزلق وہ چیز ہی کہ اپنی رطوبت سے سطح فضلہ محتبسہ مجاری کو تر کرکر قابل انزلاق اور اخراج
کرکے پھسلاوے اور خارج کرے مانند آلو بخارا کے - مزورہ ہر غذا ہی کہ سوائے گوشت کے مریض
کے لیے تیار کریں - مسدد وہ چیز ہی کہ بسبب کثافت اور تغریت اور یبوست اپنی کے مسامات و مجاری
جلد کو بند کرکر مواد واجب الدفع کو خروج سے مانع ہو مانند چاول کے - مسقط وہ دوا ہی کہ بسبب زیادتی
تفتیح اپنی کے فم رحم کا کھولکر جنین کو پھسلاوے مثل مشکطرامشیع کے - مسکر وہ چیز ہی کہ مستی لاوے خواہ
تفریح کا موجب ہو مثل شراب کے یا نہووے مثل پتیان بھنگ کے - مسرعات سکر وہ ادویہ ہیں کہ نشہ
جلدی لاویں مثل بادام تلخ کے - مسہلات ولادت وہ ادویہ ہیں کہ وضع حمل اور بچہ جننے پر آسانی کریں -
مسکن وہ چیز ہی کہ اخلاط اور ارواح کو حرکت غیر طبعی سے باز رکھے مانند عرق کیوڑا کے - مسہل وہ دوا
ہی کہ اخلاط فاسدہ اور فضول کو عروق اور اقاصی اعضا سے امعا کی طرف حرکت دے اور براز کے راستہ
دفع کرے - مشتہی وہ چیز ہی کہ غذا کھانے پر طبع کی تحریک کرے مانند حماض کے - مصلب وہ چیز ہی
کہ بسبب زیادتی برودت اور یبوست اور تکثیف اپنی کے جوہر عضو یا مواد کو سخت کرے مانند
افیون کے اور یہ ضد مرخی کی ہی - مصدع وہ چیز ہی کہ اسکے استعمال سے درد سر عارض ہو - مصلح
وہ چیز ہی کہ اصلاح حال ماکول اور مشروب کی کرے خواہ ضرر کو دفع کرے مثل کتیرہ کے کہ مصلح
پودینہ کا ہی خواہ اسکے فعل اور تاثیر پر معاونت اور مدد کرے مثل آمیزش تربد کے زنجبیل کے ساتھ
خواہ حفظ قوت کرے مثل آمیزش شہد کے ادویہ کے ساتھ اور خواہ اسکی حدت کو توڑ دے مثل
ملانے کتیرا کے ساتھ سقمونیا کے خواہ واسطہ پہونچانے قوت ادویہ کے ہو مثل آمیزش زعفران کے
کے ساتھ مدرات کے - مضر وہ ہی کہ بدن کو ایذا دے خواہ نقصان کا موجب ہو خواہ ...
مطبوخ وہ چیز ہی کہ ادویہ کو بالعات میں جوش دیکر پانی اسکا نوش کریں - مطفی وہ دوا ہی

جہت افعال حادہ کو توڑ دے مانند آلو بخارا کے۔ معرق وہ چیز ہے کہ رطوبات کو مسام کے راستہ بذریعہ
عرق دافع ہو مثل گل ارمنی کے۔ معطس وہ دوا ہے کہ بسبب نفوذ قوت اپنی کے تحریک مواد دماغی کے
[illegible] میں کرے اور اُسکی تحریک سے چھینک آوے مثل کندش کے۔ معطش وہ چیز ہے کہ طبیعت کو
محتاج ترویح کرے خواہ ترویح اسکی پانی سے ہو مثل معدہ اور کبد کے خواہ ہوا سے ہو مثل ریہ اور دل کے
مثل کرفس کے۔ معفن وہ دوا ہے کہ مزاج روح اور رطوبات اصلی کو فاسد کرے تاکہ روح میں صلاحیت
اپنے کام کی نہ ہو مثل سانکھیا کے۔ معدل وہ چیز ہے کہ اخلاط متغیرہ کو حالت اصلی پر لاوے
اور تعدیل مزاج کی کرے۔ مغثی وہ چیز ہے کہ مادہ اور رطوبات معدی کو بطرف اعالی معدہ کے حرکت
دے اور اسکو دفع نہ کر سکیں مانند تربد کے۔ مغری وہ دوائے خشک ہے کہ رطوبات لزجہ اسمیں ہیں
اور بسبب اُسکے فوہات مسام جلد اور عضو پر چپک کر سیلان مواد کو مانع ہو مثل اسپغول بریان کے۔
مغلظ وہ چیز ہے کہ قوام رطوبات کو غلیظ تر اور کثیف تر قوام سابق سے کرے اور یہ ضد ملطف
کی ہے اور اُسکی تین قسم ہیں۔ اول یہ کہ بسبب برودت اپنی کے بعض اجزائے خلط کو جامد کرے
مانند تخم کدو کے۔ دوم یہ کہ بسبب حرارت اپنی کے اجزائے خلط کو منعقد کرے مانند تحلب کے۔
سوم یہ کہ باعث رطوبت کے جو اسمیں ہے اجزائے خلط کو غلیظ کرے مانند سنگھاڑہ خشک کے۔
مفتت وہ دوا ہے کہ اجزائے خلط متحجر کو ریزہ ریزہ کرے مانند سنگ سرماہی کے۔ مفتح وہ شی ہے کہ
مادہ سادہ محتبسہ داخل مجاری کو جسکی شان سے نفوذ ہے خارج بدن کی طرف نکالے مانند اسطوخودوس
کے اور یہ ضد مسدد کی ہے۔ مفجج وہ شی ہے کہ بموجب برودت اپنی کے فعل حرارت غریزی اور غریبی
کو غذا اور خلط میں باطل کرے بحدیکہ غذا کو منہضم اور خلط کو غیر نضیج رکھے مانند ککڑی کے۔ مفرح
وہ شی ہے کہ روح حیوانی اور نفسانی کو بدن میں منبسط اور منتشر کر کے اُسکے مزاج کو تعدیل کرے
اور خوف کو زائل کرے مانند عنبر کے۔ مفشی وہ چیز ہے کہ ریاح مجتمعہ کو پراگندہ کرے مثل نانخواہ کے۔
منفجر اور اصر وہ ادویہ ہیں کہ ورم کو توڑ دیں مانند ہرتال کے۔ مقرح وہ دوا ہے کہ رطوبت [illegible]
جتنے اجزائے جلد کا باہم پیوند ہے باطل کرے اور مادہ ردیہ حادہ کو بجائے اُسکے [illegible] کرے
موجب قرحہ کا ہو جاوے مانند پیاز کے اور یہ ضد مدمل کی ہے۔ مقطع وہ چیز ہے کہ مادہ غلیظ
منشبثہ عضو کو اجزائے خرد کی طرف منقسم کرے اگرچہ غلظت اور لزوجت اُسکی باقی ہووے
مانند غاریقون کے اور بارد مانند سرکہ کے۔ مقوی وہ شی ہے کہ مزاج اور قوام عضو کو معتدل
تعدیل کرے کہ فضول منصبہ کو قبول نہ کرے خواہ بسبب تعدیل مزاج کے [illegible]

یا پانی خاصیت ہو مثل قلی مخصوص کے ۔ منقی وہ دوا ہی کہ اسکی شان سے یہ ہو کہ رطوبات کو اعلائے بدن کی طرف
حرکت دے تاکہ معدہ اور منفذ کے راستہ مندفع ہو جاوے جیسا پانی غیر مطبوخ تکمہ سے سبز کا ۔ مکرب
وہ چیز ہے کہ حرارت مشتعلہ اور رداءت جوہر اپنے سے قلب اور معدہ کو ضرر پہونچاے اور بیقراری کا
موجب ہو مثل سیاہ انجیر کے ۔ ملحم جسکو منبت اللحم بھی کہتے ہین کہ بسبب تعدیل مزاج اور تجفیف
کے خون زخم کو منعقد کر کر گوشت بنا دیوے مانند مرداسنگ کے ۔ ملطف وہ چیز ہی کہ قوام
مادہ موجودہ بدن کو نسبت قوام سابق کے رقیق القوام کرے مانند زوفا کے اور یہ ضد مغلظ
کی ہی ۔ ملین وہ چیز ہی کہ مواد اور رطوبات کو کہ امعا اور اسکے حوالی مین موجود ہون مقعد کے
راستہ خارج کرے مانند تمر ہندی کے ۔ مملس وہ چیز ہی کہ سطح عضو خشن پر پراگندہ ہو کر
اسکی خشونت کو رفع کرے اور اسکی دو قسم ہین ۔ ایک یہ کہ خشونت عضو کو زائل کرے
اور اسکو مملس حقیقی کہتے ہین ۔ دوم یہ کہ خشونت اسکی اسطور پر ڈھاپین کہ رطوبت لزجہ کو ظاہر
عضو پر پیدا کرے اور اسکو مملس مجازی بولتے ہین مثل کتیرہ کے اور یہ ضد مخشن کی ہی ۔ منشف
وہ چیز ہی کہ جب رطوبت مائیہ اسکی مسام مین نفوذ کرے اسکا اثر اسمین ظاہر نہو مانند اسفنج کے ۔
منضج وہ دوا ہی کہ قوام خلط کو تعدیل کرکے دفع کرنے کے لیے تیار اور مستعد کرے حار مانند
پرسیاوشان کے بارد مانند آلو بخارا کے ۔ اور صاحب تحفہ نے لکھا ہی کہ یہ ضد مفجج کی ہی ۔
منفج وہ چیز ہی کہ رطوبت فضلیہ غلیظہ کثیرہ اس مرتبہ تک اسمین غالب ہووے کہ حرارت غریزی
اسکے تحلیل پر قادر نہو بلکہ اسکو ریاح سے تحلیل کرے مانند پیاز کے ۔ منفذ وہ چیز ہی کہ بسبب سم سے
منافذ ہو کر وہی اسمین نفوذ کرے مانند زعفران کے ۔ منوم وہ چیز ہی کہ بخاری روح نفسانی کو
بند کرے تاکہ روح کو بدن مین پراگندہ ہونے سے منع کرے مانند افیون کے اور اسکو مسبت بھی
کہتے ہین ۔ منبت قروح یعنی دوا بے چیک لانے والی وہ چیز ہی کہ رطوبت غلیظہ اپنی سے قرحہ کو
مستوی کرے اور خشک ہونے دے اور پھٹنے بھی نہ دے بلکہ اسکی رطوبت کو زیادہ کرے
مانند موم روغن کے ۔ مہزل وہ چیز ہی کہ بدن کو لاغر کرے مانند لک وغیرہ کے ۔ مہیج وہ دوا ہی
کہ اخلاط یا قوت باہ کو ہیجان اور جوش مین لاوے ۔ نطول یعنی تنڑیرا وہ دوا ہی کہ قسم پانی کے
فاصلہ سے علی الاتصال بدن پر گرائین اور کبھی اسکو آبزن اور انکباب پر بھی اطلاق کرتے ہین ۔
نفوخ وہ چیز ہی کہ دواؤن کو گھس کر ناک مین پھونکین خواہ کسی اور عضو مین نفوخ کرین ۔
نقوع وہ چیز ہی کہ ادویہ کو رات کے وقت پانی مین تر رکھین اور صبح پانی صاف کرکے

نوشش کریں۔ وجور وہ چیز ہے کہ وقت بیہوشی کے حلق میں ٹپکاتے ہیں۔ ہاضم وہ چیز ہے کہ غذا کو جلدی فائدہ طبخ کا دیوے مانند زنجبیل کے اور یہ ضد مطبخ کی ہے۔ ہاشش وہ چیز ہے کہ ادنےٰ مس سے اجزاے اسکے ازہم جدا اور منتشر ہو جاویں مانند غاریقون کے فقط

نظم خاتمہ

ہزار شکر ہوا مظہر علوم تمام
یہ میں نے جمع کیا ہے کہ یادگار رہے
جو علم طب میں ضروری تھا سو بیان کیا
مجھے کرم سے بزرگوں کے ہے امید فلاح
دگر نہ عیب کو ڈھانپیں مرے برحمت خاص
پڑھیں جو فاتحہ احقر یہ وہ بھی پائیں مراد

خدا کرے کہ یہ ہو مظہر علوم تمام
جہان میں میں نہ رہوں مجھسے یادگار رہے
ملال طبع نہوا سلیے نہ طول دیا
جہاں کہیں کہ خطا ہوئے کریں اصلاح
کریں بفاتحہ ممتاز مجھکو با اخلاص
بحق احمد مرسل و آلہ الامجاد

اللہم اجعلہا مقبولا عند الخواص والعوام بحق نبیہ محمد و آلہ الکرام

خاتمۃ الطبع

شافی مطلق کا شکر نامتناہی ہے کہ ان دنوں ایک کتاب خاص فن طب میں نایاب مسمی بہ تشریح الاسباب معروف بہ مظہر علوم جسمیں بہت شرح و بسط کے ساتھ ستہ ضروریہ کا بیان ہے یعنی طریقہ استعمال و انضباط خورد و نوش۔ و بیداری۔ و خواب و بول و براز کا مفصل حال ہے درحقیقت تعدیل ان اسباب کی موجب زندگی و بقاے حیات انسان ہے پس جاننا اسکا ہر فرد بشر کو لابد و ضروری ہے بے ظن و گمان ہے آج تک کوئی رسالہ مستقل اس مقدمہ خاص میں کسی طبیب نے جداگانہ تدوین نہیں کیا اور جو کچھ لکھا ہے وہ ضمناً مطالب کے ساتھ سرسری طور پر لکھا ہے تصنیف و تالیف شیخ رئیس وقت بقراط عہد عیسی ن جالینوس زمان طبیب نامور حکیم قاضی الٰہی بخش صاحب امرتسری کہ جنکی عداوعلمی فن طب میں خاندانی ہے اس کتاب نادر الوجود کو کمال کوشش و عرق ریزی سے بڑی بڑی کتابوں طب سے مثل قانون شیخ الرئیس اور اسکے حواشی اور ذخیرہ خوارزم شاہی و اکسیر اعظم وغیرہ

اور اوپر جنکی کتابوں معتبر و متعارف طب سے انتخاب کیا ہی اور سواے کتب طب ہند کے اور
اور کتب درسیہ مانند مبیذی و صدرا و شرح چغمینی و تشریح الافلاک وغیرہ سے جو مساعد و معین
اس فن کی تحقیق کی انسے بہ دلائل و براہین اقتباس کرکے اس نادر کتاب میں درج فرمائے
اور حق تالیف اسکا مصنف موصوف نے مطبع کو دیا یہ خود ظاہر ہی کہ بپابندی قانون بیستم
کوئی صاحب بغیر اجازت مطبع کے قصد طبع کا نہ فرماویں تشنگے اہل علم و طالب اس کتاب
نادر الوجود کی قابل دید ہی کتاب سراپا فوائد بہت غور و فکر سے بمطابقت اصل مسودہ سید
مصنف موصوف اور بکاغذ پاکیزہ بتقطیع مناسب کے خوشخط بمقام کانپور مطبع نامی
فیض رسان جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ میں بحسن اہتمام کارپردازان مطبع
بماہ دسمبر سنہ ۱۸۷۷ع کو زیور طبع سے آراستہ ہوئی خداوند کریم مقبول عالم فرمائے

بمنہ و کرمہ فقط

قطعہ تاریخ طبع سابق از شاعر نازک خیال منشی بھگوان دیال صاحب عاقل

فن طب میں کیا ہی یہ عمدہ کتاب	چھپی کس طرح کی خوش اسلوب ہی
تجھے فکر تاریخ عاقل جو ہو	تو لکھدے یہی خوب و مرغوب ہی

۱۸۷۷ع

